عورت اور اردو زبان
وحیدہ نسیم
غضنفر اکیڈمی پاکستان

عورت
اور
اردو
زبان
وحیدہ نسیم
غضنفر اکیڈمی پاکستان

اشاعت اوّل ۔ ۱۹۷۹ء
طابع ۔ اسحاقیہ پریس کراچی
قیمت ۔ ۲۰ روپیہ

ملنے کا پتہ
ثاقب علی خان
E/5 ماڈرن کالونی
منگھوپیر روڈ کراچی فون ۲۹۰۲۱۴

# فہرست مضامین

# تعارف

پروفیسر محمد ایوب قادری صدر شعبۂ اردو فیڈرل گورنمنٹ اردو کالج کراچی

وحیدہ نسیم ملک کی مشہور شاعرہ، افسانہ نگار اور ناول نویس ہیں۔ انہوں نے خاموشی سے اردو ادب کے میدان میں قابلِ ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ وہ ایک علمی اور تہذیبی خانوادہ کی رکن ہیں۔ تصوف اور علم و ادب کی روایات ان کے خاندان میں متوارث رہی ہیں۔ فتح پور ہسوا (ضلع بارہ بنکی) اور کاکوری کے مخدوم زادگان سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ قصبہ کاکوری علم و ادب کے اعتبار سے برصغیر میں ممتاز و مشہور ہے اس سرزمین سے جو نامور علماء صوفیہ، حکما، ادبا اور شعراء پیدا ہوئے، ان کے نام تاریخ میں زندہ جاوید ہیں۔

وحیدہ نسیم کے والد فصیح الدین ولد حافظ محمد امجد فتح پور ہسوا کے رہنے والے تھے۔ ان کے بھائی خورشید احمد خاں سب سے پہلے ۱۹۰۲ء میں حیدر آباد دکن گئے، کچھ مدت کے بعد واپس وطن آگئے پھر دوبارہ مع اپنے دوسرے اعزہ اور بھائیوں کے پہنچے۔ ۹ ستمبر ۱۹۳۰ء کو وحیدہ نسیم حیدر آباد دکن محلہ افضل گنج میں پیدا ہوئیں ڈھائی سال کی تھیں کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کے تایا مولوی فرید الدین وکیل نے نہایت شفقت و محبت سے پرورش و تربیت فرمائی، اپنی اولاد کی طرح رکھا۔ وحیدہ نسیم ان کو سچ مچ اپنا والد سمجھتی تھیں، یہاں تک کہ سرکاری کاغذات میں والد کی حیثیت سے مولوی فرید الدین ہی کا نام درج ہے۔

وحیدہ نسیم کے نانا اعجاز حسین اعجاز کاکوری کے رہنے والے تھے ان کی سرپرستی و شفقت بھی شامل حال رہی۔ وحیدہ نسیم کا نام ددھیال اور ننھیال کے ناموں کا مرکب اور ان دونوں خاندانوں کی محبت کا مظہر ہے۔ باپ اور تایا نے نام وحیدہ خاتون اور نانا نے نسیم فاطمہ رکھا۔ انھوں نے دونوں ناموں کے اول کلمات لے کر "وحیدہ نسیم" نام اختیار کیا۔

وحیدہ نسیم کے نانا اعجاز حسین ولد منشی رضا حسین ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ منشی رضا حسین فارسی کی اعلیٰ استعداد رکھتے تھے اور اچھے خوشنویس تھے۔ خط شکستہ خوب لکھتے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے بعض مخطوطات ہماری نظر سے گزرے ہیں جو وحیدہ نسیم کے ذخیرۂ علمیہ میں محفوظ ہیں۔ اعجاز حسین نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر تکیہ کاظمیہ کاکوری میں تحصیل علم کی۔ شاعری میں حضرت محسن کاکوروی اور نیر کاکوروی (صاحب نور اللغات) سے استفادہ کیا۔ اعجاز کو قدرت نے موزوں طبیعت عطا کی تھی۔ ان کی شاعری کا رنگ خوب چمکا۔ لکھنؤ کے مشہور مزاحیہ اخبار اودھ پنچ کر ساقی نامے لکھنے۔ مسدس حالی کے جواب میں مسدس خالی لکھا جو اودھ پنچ لکھنؤ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہجو گوئی کی طرف طبیعت خوب مائل تھی۔ اعجاز کی جولانی طبع کو دیکھ کر بعض اہل الرائے حضرات کہا کرتے تھے کہ اگر یہ نونہال لطافت باد حوادث سے محفوظ رہا تو مرزا سودا کا جانشین یا میاں مشیر کا چیلا ہوگا۔[1]

اعجاز حسین حیدر آباد دکن پہنچے، ۲ فروری ۱۹۱۳ء کو عدالت ورنگل میں سر رشتہ دار کی حیثیت سے

---

[1] سخنوران کاکوری از حکیم نثار احمد، میخانۂ ادب کراچی ۱۹۷۸ء، ص ۸۴

ملازم ہوئے اور رجسٹرار کی حیثیت سے وظیفہ پایا۔ انہوں نے سنہ ۱۹۲۶ء میں ایک مثنوی "یادِ وطن" کے عنوان سے لکھ کر اپنے استاد حضرت نیر کاکوروی کی خدمت میں کاکوری بھیجی، جو شاعری کا شاہکار تھی اور اہلِ ذوق نے اسے خاص طور سے پسند کیا۔ اسی طرح انہوں نے ایک نظم "جہاں افروز" بھی کہی جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ مؤلف سخنورانِ کاکوری لکھتے ہیں اعجاز کا ایک نعتیہ اور دوسرا عاشقانہ دیوان بھی خطی صورت میں موجود ہے[1]۔ ۲۶ر اگست سنہ ۱۹۴۰ء کو اعجاز حسین نے عالمِ آخرت کی راہ لی۔ درد کاکوروی مرحوم نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ کہا ہے[2]۔

صاحبِ دیوان جو تھے اعجاز حسین — حیف رحلت کر گئے نادر ادیب

سالِ رحلت دردؔ، ہاتف نے کہا سنہ ۱۳۵۹ھ — "شاعرِ معجز بیاں جنت نصیب"

اعجاز حسین کے کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی، دو بیٹیاں عزیز النساء اور عقیلہ بیگم تھیں۔ اول الذکر وحیدہ نسیم کی والدہ ہیں۔ وہ ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتی ہیں۔ انہوں نے سنہ ۱۹۳۰ء سے سنہ ۱۹۴۰ء تک "سہیلی" "حریم" لکھنؤ اور دوسرے زنانہ رسالوں میں بہت سے مضامین "شمع اعجاز" کے نام سے لکھے۔ اتفاق بخت دیکھئے کہ عزیز النساء کے بھی کوئی اولادِ نرینہ نہ ہوئی، ان کی بھی دو بیٹیاں وحیدہ نسیم اور قدسیہ خاتون ہیں۔ آخر الذکر شمیم اعجاز کے نام سے معروف اور ریڈیو پاکستان سے منسلک ہیں۔

یہ ماحول تھا جس میں وحیدہ نسیم کی ذہنی و فکری صلاحیتیں پروان چڑھیں اس سلسلہ میں خود وحیدہ نسیم نے لکھا ہے[3]۔

"میری والدہ عین عالمِ شباب میں بیوہ ہو گئیں تھیں اور بدقسمتی سے وہ بھی اپنے باپ کی طرح اولادِ نرینہ سے محروم تھیں ان کو فطری طور پر یہ تشویش تھی کہ ان کے باپ اعجاز حسین علوی کے شعر و ادب کے ترکہ کا کون وارث ہوگا۔ شاید اپنے لاشعور کی اسی خواہش کی بنا پر انہوں نے بچپن ہی سے مجھے میں بیت بازی کے بہانے شعر و ادب کا ذوق پیدا کیا اور سینکڑوں اشعار اس وقت زبانی یاد کروا دیئے جبکہ میں ان کا مطلب تک نہ سمجھتی تھی۔ خصوصاً محسن کاکوروی کا وہ قصیدہ

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل

تو مجھے ازبر ہو گیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے مجھے بہت سی کہانیاں سنائیں اور میرے ذہن اور قوتِ تخیلہ کو پروان چڑھایا۔ اگر میں اس بات کا اعتراف کروں تو بے جا نہ ہوگا کہ میں ملک کی ان خوش قسمت لڑکیوں میں سے تھی جن کی شاعرانہ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ وہ سازگار ماحول بھی مل جاتا ہے جس میں ان کے ادبی ذوق کی پوری پوری نشو و نما ہوتی ہے۔"

وحیدہ نسیم نے ابتدائی تعلیم مدرسہ تحتانیہ اورنگ آباد میں پائی، وہ سائنس کی طالب علم تھیں سنہ ۱۹۴۳ء میں میٹرک، سنہ ۱۹۴۷ء میں بی۔ ایس۔ سی اور سنہ ۱۹۵۰ء میں ایم۔ ایس۔ سی (نباتیات) پاس کیا۔ وہ اگست سنہ ۱۹۵۲ء میں پاکستان آئیں اور صیغۂ تعلیم میں منسلک ہو گئیں، آج کل گورنمنٹ کالج فار ویمن ناظم آباد کراچی میں پروفیسر ہیں

---

[1] سخنورانِ کاکوری۔ [2] قلمی بیاض شمع اعجاز۔ [3] وحیدہ نسیم کے خود نوشت حالات بصورت انٹرویو فہمیدہ نے ماہنامہ "خاتون" کراچی میں شائع کئے تھے۔

اپنی تعلیمی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتی ہیں [1]

"یوں تو مجھے اس پر فخر ہے کہ مجھے اس دور میں لیلمانی نائیڈو (سروجنی نائیڈو کی بڑی لڑکی) اور جہاں بانو نقوی جیسی استانیاں ملیں، لیکن میں نے مسز محمد علی سے جتنا سیکھا ہے شاید ہی کسی اور سے سیکھا ہو، خلوص، دیانتداری راست بازی اور محنت و استقلال کے جو چراغ انہوں نے روشن کئے تھے انہیں کی روشنی میں، میں پاکستان آئی اور ان سے میں نے اپنی طالبات کی رہنمائی کی۔"

وحیدہ نسیم نے سب سے پہلے ۱۹۳۹ء میں اسکول کا ایک نغمہ لکھا جب وہ چھٹی جماعت کی طالبہ تھیں، اس نغمہ کا ٹیپ کا بند تھا۔ ع ہم ایک لڑی کے موتی ہیں

یہ انعامی مقابلہ تھا، خیال ہوا کہ یہ نظم کسی اور کی کاوش فکر کا نتیجہ تو نہیں ہے لہٰذا طے ہوا کہ ان تمام طالبات کو جنہوں نے اس مقابلہ میں حصہ لیا ہے، مصرعہ طرح دے کر طبع آزمائی کرائی جائے، چنانچہ درج ذیل مصرع دیا گیا۔

ع زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

وحیدہ نسیم کامیاب اور مستحق ٹھہریں۔ انہوں نے گرہ لگائی۔

کبھی آلام و مصائب ہیں کبھی عیش و خوشی
زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

اس غزل کا مطلع تھا۔

کچھ نرالا نہیں پہلو مرے افسانے کا
زندگی نام ہے آلام میں گھر جانے کا

وحیدہ نسیم کی شعری و ادبی تربیت ان کے فطری ذوق، اساتذہ کے کلام کے مطالعہ نیز نانا اور والدہ کے ہاتھوں ہوئی۔ انہوں نے کبھی کسی سے اصلاح نہیں لی خود اپنے کلام پر نظر ثانی کرتی رہیں۔ ۱۹۴۲ء میں ان کی پہلی نظم "شہاب" حیدرآباد دکن میں شائع ہوئی، شہاب کے علاوہ ناہید اور ہندوستانی ادب میں بھی ان کی تخلیقات شائع ہوتی رہیں، جامعہ عثمانیہ کی تعلیم کے دوران ان کا شعری ذوق اور بھی نکھرا اور زیادہ تر نظمیں اسی دور کی یادگار ہیں انہوں نے اپنی شاعری پر خود اس طرح تبصرہ کیا ہے [2]

"جہاں تک میری شاعری کا تعلق ہے وہ بغیر کسی استاد کے پروان چڑھی اس نے صرف مطالعہ اور پرانے اساتذہ کے کلام کے استفادہ سے جلا پائی، میرے کلام میں نظمیں زیادہ ہیں اور غزلیں کم اور غزلیں بھی زیادہ تر نظموں کی طرح مسلسل اور ایک ہی مرکزی تخیل کی حامل ہیں کیونکہ میں نے روایتی انداز میں ہجر و غم اور فراق و وصال کے فرضی مضامین کبھی نہیں باندھے کیوں کہ عورت نہ اس قسم کے جذبات رکھتی ہے اور نہ کھلے بندوں ان کا اظہار کرسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ میری غزلوں کا پس منظر زیادہ تر سیاسی ہے، مثلاً ۱۹۶۲ء کے بی، ڈی الیکشن کے بعد جب صدارتی انتخاب ہوا اس زمانے کی ایک غزل کا مطلع ہے۔

نہ دلوں میں بے قراری نہ لبوں پہ آہ و زاری
ہیں گدا خموش تیرے تجھے دے کر شہریاری

یا

تمہیں دل کو دھڑکنے کو بھی قرار کہیں
تمہارے جبر کو اپنا ہی اختیار کہیں

---

[1] ماہنامہ خاتون کراچی [2] ایضاً"

رہا نہ ایک تبسم بھی گلستان کیلئے          چمن کی ساری بہاریں ہیں باغباں کیلئے

غزلیات کے علاوہ روحانی نظمیں بھی میں نے کہی ہیں کیوں کہ کوئی شاعر یا ادیب جذبات محبت سے خالی نہیں ہوتا صرف ان کے طرز اظہار اور اسلوب بیان میں فرق ہوتا ہے"۔

مؤلف سخنوران کاکوری، وحیدہ نسیم کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں [1]

"ان کے کلام میں تاریخی اور معاشرتی شعور ملتا ہے اور تخلیقی عمل گہرے تہذیبی رشتوں اور صحت مند عصری تقاضوں کے حوالوں سے منکشف ہوتا ہے "موج نسیم" بلاشبہ ان کے فکری تشخص کی علامت ہے ان کے کئی افسانے ریڈیو اور ٹیلی وژن پر دکھائے جا چکے ہیں، ان کا ایک معاشرتی اور اصلاحی افسانہ "کتنی آنکھیں کتنے خواب" کئی بار ٹیلیویژن پر پیش کیا جا چکا ہے اور اہل ذوق کی نظر میں کامیاب رہا ہے"۔

وحیدہ نسیم جس طرح ایک کامیاب شاعرہ ہیں اسی طرح وہ ناول نویسی اور افسانہ نگاری میں بھی ممتاز مقام رکھتی ہیں ان کی کہانیاں اور افسانے نہایت دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں وہ مشرقی تہذیب و آداب کی نمائندہ ہیں ان کے افسانوں میں یہی اقدار پائے جاتے ہیں، بغاوت، عریانی اور فحاشی سے ان کے افسانے پاک ہوتے ہیں، وہ نوجوان لڑکیوں کو زندگی کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتی ہیں، وہ اپنے مشن میں کامیاب ہیں، اپنی افسانہ نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں [2]

"میں نے جتنی کہانیاں لکھی ہیں سب اپنی نوعمر اور خام ذہن طالبات کیلئے لکھی ہیں یا ان گھریلو عورتوں کیلئے ہیں جو ادب میں مقصدیت کی متلاشی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ پرانی اقدار کے مطابق ایسے مضامین اور افسانے پڑھنا چاہتی ہیں جو گھر میں مائیں اور بہنیں سب یکساں طور پر پڑھ سکیں میری پڑھائی ہوئی طالبات کی تعداد اب ہزاروں تک پہنچ چکی ہے، ان سے میرا واسطہ پچھلے بیس اکیس برس سے ہے میں ان کو کسی وقت اور کسی قدم پر فراموش نہیں کر سکتی، جب بھی کچھ لکھتی ہوں ان کی تفریح کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی تربیت ضرور پیش نظر ہوتی ہے، مجھے اعتراف ہے کہ نہ میں بہترین افسانہ نگار ہوں نہ اونچی قسم کی فنکار نہ میں نے کبھی اپنی چابکدستی سے معاشرے کے رستے ہوئے ناسوروں پر نشتر لگا کر ان کے مواد کو عوام کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے کیوں کہ ان سے پھیلنے والے جراثیم کی تباہ کاریوں سے خوب واقف ہوں۔ ان ہی بنا پر میری تحریریں صرف ان حلقوں میں مقبول ہیں جو پرانی روایات کے پابند ہیں اور مشرق کی مخصوص طرز معاشرت کے دلدادہ ہیں"۔

وحیدہ نسیم نے "نگمن محل" کے دیباچہ میں بھی اسی بات کو اس طرح لکھا ہے [1]

"ان افسانوں کے کردار اسی متوسط طبقہ کے گھرانے ہیں جو زندگی کے گوناں گوں مسائل کے بوجھ اٹھائے نہایت ثابت قدمی سے مغربیت کے تند و تیز طوفان کا مقابلہ کر رہا ہے، اس غریب طبقہ کی آمدنی نچلے طبقہ سے بھی کم ہے اور نظریات و خیالات اونچے طبقہ سے بلند، ان کے گھروں کے آنگن میں آپ کو وہی لڑکیاں نظر آئیں گی جو بائیس سال سے میرے ساتھ ہیں اور انتہائی نامساعد حالات میں خاندانوں کی لاج نباہ رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ میرے افکار پر کسی غیر ملکی نظریہ کی چھاپ نہیں ہے اور نہ ان میں ایسے مسائل ہیں جو ترقی پسندی کے نام پر ایک

---

[1] نگمن محل از وحیدہ نسیم (نسیم بک ڈپو لاہور ۱۹۷۵ء) ص۵

طرف تو خود پیدا کئے جاتے ہیں اور دوسری طرف ان کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے خیالات سے بہت سے قارئین کو اختلاف ہوگا، کیونکہ اب زمانہ کی روش کچھ اور ہے۔ اخلاقی اقدار کے وہ پیمانے ہی نہیں رہے جو کبھی ہماری تہذیب کی جان تھے۔ دنیا بدل چکی ہے لیکن اس کو کیا کروں کہ میری فکر، میری نظر، میرا قلم اور افکار اب تک نہیں بدلے۔"

وحیدہ نسیم کی مندرجہ ذیل نگارشات زیور طبع سے آراستہ ہو کر قبول عام حاصل کر چکی ہیں:۔ (۱) راج محل (۲) رنگ محل (۳) گگن محل (افسانوں کے مجموعے) (۴) غم دل کہا نہ جائے (۵) شبو رانی (۶) داستاں در داستان (۷) زخم حیات (ناولیں) (۸) موج نسیم (شعری مجموعہ) (۹) نعت و سلام۔ حدیث دل (سفر نامہ حجاز) بیلے کی کلیاں (افسانے) ساحل کی تمنا اور کفارہ ناول غیر مطبوعہ ہیں۔ اسکے علاوہ انکا بہت سا کلام اور افسانے وغیرہ مسودات کی صورت میں ترتیب و تہذیب کے منتظر ہیں۔

**عورت اور اردو زبان** آخر میں ہم وحیدہ نسیم کی اس کتاب کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے موضوع پر نہایت اہم ہے اس کتاب کی داستان خود ان کی زبان سے سنیئے[۱]

"مولوی عبدالحق صاحب بابائے اردو کے زمانے میں میں نے ایک مضمون بڑی محنت اور کاوش سے "عورت اور اردو زبان" پر لکھا تھا جو مختصر سا تھا۔ مرحوم کے کہنے پر میں نے اس کو کتابی شکل دی اس کے الگ الگ باب متعین کئے، ان محاورات اور الفاظ کی حد بندی کی، جو عورتوں کی ایجاد ہیں۔ ہر ایک کیلئے سند تلاش کی اور آخر میں کئی ہزار الفاظ پر مشتمل ایک لغت ترتیب دی جس میں صرف عورتوں کے الفاظ اور محاورے ہیں ہر ایک کے ساتھ سند کے فقرے یا شعر لکھے تاکہ پڑھنے والے اس کو مستند قرار دیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بابائے اردو کی بے وقت موت کے بعد میری تحقیقاتی کاوش کہیں چھپ نہ سکی البتہ اس کے غالباً ۱۳۰ صفحے جناب اختر رحمانی صاحب نے اپنے رسالے "انتخاب نو" میں شائع کئے لیکن لغت رہ گئی۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ میری اس کتاب کو جس کی پاکستان میں پذیرائی نہ ہوئی ہندوستان کے کسی ناشر نے از راہ قدر دانی "انتخاب نو" سے نقل کر کے میرے نام سے شائع کر دی۔"

اس کتاب پر جوش ملیح آبادی نے ان الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے[۲]

"وحیدہ نسیم نے اس کتاب کو بڑی عرق ریزی اور دیدہ وری سے مرتب کیا ہے یہ کتاب ارباب اردو پر ایک احسان ہے۔ ایسا احسان جس کی قدر و منزلت ماہ و سال کی گردش کے ساتھ روز بروز بڑھتی جائے گی۔ لغت کا کام کسی ایک آدمی کے بس کا روگ نہیں منظم جماعتیں اس فرض سے عہدہ برآ ہو سکتی ہیں لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے اس معرکہ کو بخوبی سر کیا ہے جس کے واسطے ہم سب کی طرف سے مبارکباد کی مستحق ہیں۔"

"بڑی مسرت کی بات ہے کہ یہ کتاب بعد نظر ثانی اور اضافہ غضنفر اکیڈمی پاکستان کراچی شائع کر رہی ہے یہ ایک بڑی علمی خدمت ہے۔

محمد ایوب قادری
جمعہ ۹ مارچ ۱۹۷۹ء

---

[۱] ماہنامہ خاتم [۲] سخنوران کاکوری ص ۵۳۴

# قطرے سے گہر ہونے تک

یہ کسی افسانے کا عنوان نہیں ہے بلکہ زیرِ نظر کتاب کی سرگزشت ہے کہ یہ کب اور کیوں لکھی گئی اور کن کن مراحل سے گزر کر طول و طویل عرصہ بعد طبع ہو رہی ہے۔

یادش بخیر!:- اٹھارہ یا انیس برس پرانی بات ہے جب بابائے اُردو مولوی عبدالحق صاحب زندہ تھے اور ایک عظیم الشان اُردو کانفرنس کا انعقاد کرنے والے تھے اور اس کی ابتدائی تیاریوں کے لئے انہوں نے کچھ اُردو نواز حضرات کو اپنے دفتر میں مدعو کرنے کے لئے فہرست تیار کی تھی نہ جانے وہاں اس وقت ایسا کونسا ستم ظریف موجود تھا جس کو میں یاد آ گئی حالانکہ میں نہ تو اس انجمن سے وابستہ تھی اور نہ میں نے اُردو کبھی مضمون کی حیثیت سے کالج میں پڑھی تھی۔ وہ شاید اس وقت یہ بھول گئے تھے کہ میرا مضمون سائنس ہے۔ بہر کیف مجھے سرسری طور پر بلا لیا گیا اور میں بڑے خلوص سے وہاں پہنچ گئی کیونکہ مجھے اُردو سے شغف کے ساتھ ساتھ بابائے اُردو سے بھی انتہائی عقیدت تھی اور یہ حقیقت اس وقت سے تھی جب میں اورنگ آباد دکن کے گرلز اسکول میں پڑھتی تھی اور وہیں رابعہ دُرانی کے مقبرے کے عقب میں بابائے اُردو کا پریس تھا جہاں ٹائپ پر ان کا مشہور رسالہ نورکس نکلتا تھا۔

میں اُردو کانفرنس کے سلسلے میں منعقد ہونیوالی اس محفل میں اجنبی تو نہ تھی لیکن میری پذیرائی اسی انداز میں ہوتی جیسے کوئی "ناپسندیدہ عنصر" ہوں۔ بہرکیف جب تمام ادیبوں میں انکی منشا کے مطابق عنوانات تقسیم ہو گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں عورت اور اُردو زبان کے موضوع پر لکھنا چاہتی ہوں تاکہ یہ دکھا سکوں کہ عورت نے کون کون سے الفاظ اور محاورے اُردو زبان کو دیئے ہیں۔ میری یہ بات سن کر کچھ لوگ طنزاً مسکرائے کچھ لوگ معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور جو باقی بچے تھے وہ تیوری پر بل ڈال کر پہلو بدل کر بیٹھ گئے۔ لیکن بابائے اُردو نے میری بات سنی اور ہمت افزائی کی۔

چند دنوں بعد میں نے اس کتاب کے عنوان مقرر کئے اس کا ابتدائی خاکہ بنایا (جو اب تک میرے پاس موجود ہے) اور پھر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ بابائے اُردو کی ذات خلوص دیانت اور جفاکشی کا پیکر تھی انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وحیدہ نسیم کون ہے یہ نہیں سوچا کہ وہ ادیبوں کے کس حلقے سے وابستہ ہے۔ کام کو کام کی نوعیت پر پرکھا۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ فوراً اس عنوان پر مضمون لکھیں (مقالے کا لفظ میں اسی لئے استعمال نہیں کرتی کہ میں نے نہ تو ادبی ایم اے کیا ہے اور نہ اس کو پی ایچ ڈی کے لئے تحریر کیا ہے) اور حوالے کے لئے جس قدر کتابیں درکار ہوں کتب خانے سے لے لیں۔ میں ان کی اس بات پر پھولے نہ سمائی اور دن رات اسی کام کے پیچھے صرف کردیئے۔ تاریخ کی کتابیں پڑھیں مغلوں کے حالات کی چھان بین کی اُردو کی ابتدا دیکھی ان رانیوں اور راجکماریوں کے نام تلاش کئے جنہوں نے مغلوں کے محلوں میں رہ کر فارسی کی شیرینی کو ہندی کی ملاوٹ بخشی۔ اس دور کا حوالہ جمع کرنے میں میری ایک مخلص بہن فاطمہ زبیدہ خانم نے میری بہت مدد کی جو میرے ساتھ ہی گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہیں۔ اور اب بھی تاریخ پڑھا رہی ہیں۔

عورتوں کے ایجاد کردہ الفاظ کی طویل فہرست مرتب کرنے کے بعد مجھے ان سب کی درجہ بندی کرنا پڑی کیونکہ ہر لفظ کی ایجاد کی غرض و غایت جدا جدا تھی۔ یہ مرحلہ بڑا سخت تھا لیکن خدا بھلا کرے سائنس کی تعلیم کا میں نے حیوانیات اور نباتیات کے درجہ بندی کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر یہ کام بھی سرانجام دیدیا۔ پھر ان کے معنی و مطالب لکھے۔ ریختہ گو شعراء کے کلام سے انکی سند لی تاکہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کتاب ایک خیالی داستان ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ الفاظ عورتوں کی زبان کے ہیں اور سب کے آخر میں مجھے سینکڑوں الفاظ پر مشتمل لغت مرتب کرنا پڑی۔

Scanned by CamScanner

ابھی یہ کتاب تکمیل کے مراحل طے کر رہی تھی اور ایک پورا مسودہ مرتب کر کے بھی مطمئن نہ تھی۔ دوسرا لکھ رہی تھی کہ بابائے اُردو کی بیماری کی خبر آئی اور بعد کو ان کی رحلت کی۔ مجھے اس حادثے سے سخت صدمہ ہوا لیکن ہمت نہ ہاری۔ جو کام شروع کر چکی تھی اس کو پایۂ تکمیل تک پہونچانا ضروری تھا۔ اس کے ابواب کو اس امید پر مکمل کرتی رہی کہ بابائے اُردو نہیں تو کیا ہوا۔ انکی انجمن تو موجود ہے لیکن جب برسوں کی محنت کے بعد یہ مکمل ہو گئی اور اس کو کتابی صورت میں شائع کرنیکا مرحلہ آیا تو پتہ چلا کہ یہ کام مجھ جیسی "کم مایہ" اور کم آمیز خاتون کیلئے جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔

صورت حال یہ تھی کہ خود "انجمن ترقی اُردو" کے پاس اتنا پیسہ نہ تھا کہ وہ اس کو شائع کرواتی۔ البتہ انجمن کا دفتر اس کی "ذخیرہ اندوزی" کے لئے تیار تھا۔ لیکن میں تیار نہ تھی۔ اُردو اکیڈمی اس غیر منفعت بخش کاروبار میں پیسہ لگانے کے لئے تیار نہ تھی حالانکہ میں اتنی محنت کے باوجود کسی معاوضے کی طلبگار نہ تھی۔

اس کے بعد مقدر نے مجھے اس "رائٹرز گلڈ" کے دفتر میں پہونچایا جس کو آج تک اپنی شناخت کے لئے اپنی زبان کا لفظ بھی نصیب نہ ہو سکا۔ ظاہر ہے کہ اس نے بھی اس کتاب کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا کیونکہ میں ان کے حلقے کی ادیب نہ تھی۔ البتہ چند ممبروں کے کہنے سننے سے وہ اس کتاب کو داخل دفتر کرنے اور فہرست انتظار میں لگانے کے لئے "اخلاقاً" تیار ہو گئے اور وہاں سے بھی میں اس کو واپس لے آئی۔ اس کے بعد یہ مسودہ "اُردو بورڈ" کو دکھایا گیا جہاں زرِ کثیر خرچ کر کے اُردو کی لغت مرتب کی جا رہی تھی اور اس کے لئے حکومت نے ہر قسم کی سہولت دی تھی۔ وہاں سے کتاب دیکھنے کے بعد جواب ملا کہ نہایت عمدہ چیز ہے اور کارآمد کتاب ہے۔ آپ اس کو یہاں محفوظ کروا سکتی ہیں لیکن اشاعت اور طباعت کا کوئی وعدہ نہیں کر سکتے۔ بد قسمتی سے میں اسی قسم کے "دلاسے" نہ دینے کی عادی ہوں نہ لینے کی۔ اس لئے اس کو بطور "تبرک" اپنے پاس ہی رکھنا پسند کیا...... یہ تھا میری ان تھک محنت اور مسلسل کاوش کا انجام۔

ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب کبھی شائع ہی نہ ہوتی لیکن ۶۲ء میں میرے پاس اختر رحمانی صاحب تشریف لائے جو ایک رسالہ "انتخاب نو" نکالتے تھے۔ ان کا رسالہ نیا نیا تھا وسائل محدود تھے لیکن آدمی مخلص اور قدر داں تھے۔ انہوں نے بطورِ خاص بڑے اصرار سے یہ مسودہ مجھ سے لیا اور اس طویل مضمون کو (لغت چھوڑ کر) جوش صاحب کے مقدمے سمیت

شائع کر دیا۔ انکا ارادہ تھا کہ بعد کو لغت بھی سلسلہ وار شائع کریں۔ لیکن اپنے نامساعد حالات کی بنا پر ان کو مجبوراً رسالہ بند کرنا پڑا۔

میں اس کتاب کے سلسلے میں واقعی اختر رحمانی صاحب کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جنہوں نے اس کے نصف حصے کو اس طرح شائع کر دیا کہ میں نے اس کو رسالوں سے علیحدہ کر کے متعدد کتابیں مجلد کروالیں اور از سر نو اس کی طباعت کی مہم کا آغاز کیا کیونکہ میں اب اس موقف میں تھی کہ کتاب کو کسی ناشر یا ادارے کے پاس چھوڑ سکوں۔ میں اپنی انتھک کوششوں کے دوران ہر ناشر کو یقین دلاتی رہی کہ مجھے اس کتاب کا کوئی معاوضہ نہیں چاہیئے لیکن پھر بھی اس کی اشاعت کے لئے کوئی تیار نہ ہوا کیونکہ یہ ایک ٹھوس ادبی کتاب ہے کوئی عریاں ناول یا فحش افسانوں کا مجموعہ نہیں ہے جو ناشروں کے لئے سود مند ہو۔

بہر کیف [illegible] کے آخر میں یہ ایک مشہور ادبی اور اسلامی ادارے کے پاس گئی جو تاریخی اور ٹھوس تحقیقاتی کتب شائع کرتا ہے۔ یقین تھا کہ وہاں اس کی پذیرائی ضرور ہو جائے گی لیکن وہاں جو معاملہ پیش آیا وہ پچھلے تجربات سے بالکل مختلف تھا یعنی یہ کہ کتاب تو شائع ہو سکتی ہے لیکن اس کے بعض حصوں کو مجھے ادارے کی مرضی کے مطابق تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ ادارے کے سرپرست میری رائے سے متفق نہیں ہیں۔ خصوصاً اس کتاب کا تیسرا باب تو بالکل حذف کرنا ہوگا جس میں مغل بادشاہوں کے ساتھ راجپوت رانیوں کا سنجوگ دکھایا گیا ہے اور میری دانست میں وہیں سے عورتوں کی زبان نے جنم لیا ہے۔ میں ادارے کی اس فرمائش پر حیران رہ گئی کیونکہ ظاہر ہے کہ مغلوں اور راجپوتوں کے اس "سمبندھ" کی ذمہ داری مجھ پر نہیں عائد ہوتی ہے اور نہ میں نے راجپوت راجکماریوں کے ڈولے مغلوں کے محلوں میں بھجوائے تھے۔ میں نے تو تاریخ کے اوراق سے یہ اعداد و شمار حاصل کئے ہیں۔ کتابوں اور مورخوں کا حوالہ دیا ہے یہی نہیں بلکہ قارئین کی سہولت کے لئے صفحات کے نمبر تک دیدیے ہیں۔ اب اگر کسی میں اختلاف کی ہمت ہے تو اپنی تاریخ سے کرے۔ اگر انحراف کی سکت ہو تو ان مسلمان مورخوں سے کرے جنہوں نے یہ کتابیں لکھی ہیں یا پھر اگر بس چلے تو گزری ہوئی صدیوں کے دامن سے ان حقائق کو نوچ کر پھینک دے حالانکہ اس سادہ، بےضرر اور غیر سیاسی کتاب کے چند صفحے حذف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میں اس ادارے کا اب بھی احترام کرتی ہوں لیکن اس کی خاطر اپنے اصولوں کو ترک نہیں کر سکتی اگر میں اپنی طبع زاد تحریروں میں ایسے اداروں کی مرضی کے مطابق ترمیم

کرتی رہی تو کل نہ تو میری کوئی ذاتی رائے ہوگی نہ طرز تحریر۔ چنانچہ میں اپنی کتاب کو پھر کسمپرسی کے عالم میں واپس لے گئی۔

اس دوران اس کی ایک جلد کراچی یونیورسٹی پہنچی۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں سے یہ شائع ہوجاتی اور میرے پی ایچ ڈی کی سبیل نکل آتی لیکن میں اپنے طبع زاد اور ذاتی کاوش کے لیے جس میں میرا نہ تو کوئی رہبر تھا نہ شریک کار۔ یہ قیمت کیونکر برداشت کر لیتی کہ میں نے یہ تحقیق کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اُردو کی رہنمائی میں کیا ہے۔ اس لئے اس خیال کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا ہے۔

ان مختلف قسم کے دلخراش اور حوصلہ شکن تجربات کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ فی زمانہ اس قسم کی کتابیں لکھنا حماقت ہے کیونکہ اب زمانہ ہلکے پھلکے ادب کا ہے۔ اتنا ہلکا پھلکا ادب کہ اپنی بے وزنی کی بنا پر سمجھ میں آئے بغیر کاغذ کے پرزے کی طرح سر کے اوپر سے گزر جائے اور ہم جیسے کم فہم اس کے معنی اور مطالب تلاش رہ جائیں۔

ان حالات کے پیش نظر میں نے تہہ کر لیا کہ اس لغت طبع شدہ کتاب اور سینکڑوں الفاظ پر مشتمل لغت کے اس مسودے پر یہ جملہ بطور وصیت تحریر کر دوں کہ میری اس محنت کو میرے بعد ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے بجائے میرے ساتھ دفن کر دینا

اور اس جان کاہ اور روح فرسا ارادے کے بعد میں نے اس کتاب کی اشاعت کا خیال ترک کر دیا۔

۱۹۶۵ء میں جب پہلی جنگ کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے راستے کھلے تو ایک دن ایک محترمہ اچانک تشریف لائیں اور بولیں میرے پاس وقت بہت کم ہے میں لاہور میں رہتی ہوں صرف دو تین روز کے لئے کراچی آئی ہوں۔ مہربانی کر کے آپ اپنی اس کتاب پر جو میں نے بڑے شوق سے خریدی ہے اپنے دستخط بطور یادگار ثبت کر دیں۔

میں سمجھ گئی کہ ان کے پاس میرے اپنے افسانوں کا مجموعہ رنگ محل یا ذائقہ محل ہوگا لیکن جب انہوں نے کتاب میرے ہاتھ میں دی تو میں دنگ رہ گئی۔ دیدہ زیب کتابت عمدہ طباعت اور خوبصورت جلد کی یہ کتاب "عورت اور اردو زبان" تھی جس کو سہتیہ اکیڈمی دہلی نے میرے نام سے جوش صاحب نے پیش لفظ اور اختر جمال صاحب کی تقریظ سمیت من و عن شائع کی تھی۔ پہلے تو مجھے نظروں کا دھوکا معلوم ہوا لیکن جب اپنی آنکھوں پر یقین آیا تو آنسو نکل پڑے۔ کتاب لانے والی خاتون نے کہا کہ میں پچھلے دنوں بھارت گئی تھی وہاں الہ آباد میں یہ کتاب خریدی ہے۔

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے

کتاب پر میں نے دستخط کر دیئے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کو واپس کرنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ جانتی تھی کہ یہ کتاب چند لمحوں کے لئے میرے ہاتھوں میں آئی ہے۔ اس لئے لگے ہاتھوں تیسرا باب خاص طور پر دیکھا تاکہ معلوم ہو کہ "ہندو رانیاں" مغل شہنشاہوں کے حرم میں اب بھی موجود ہیں یا موقع پاکر ہندو ناشرین انکو وہاں سے نکال لے گئے۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ میری تحریر میں ایک لفظ کا بھی الٹ پھیر نہیں ہوا ہے حالانکہ وہاں اس پر اعتراض ہوتا تو بیجا نہ تھا

اسکے بعد وہ محترمہ تو چلی گئیں لیکن میں یہی سوچتی رہی کہ اس کتاب کے بقیہ حصے کو بھی کیوں نہ وہیں بھجوا دوں جہاں بعد قدر دانی پہلا حصہ شائع ہوا ہے لیکن میں اپنی غیرت قومی کو اس پر آمادہ نہ کر پائی اور پانچ چھ برس اور گزر گئے۔ ملک سقوط ڈھاکہ کے حادثے سے دوچار ہوا اور ۱۹۷۳ء کے آخر میں لندن سے آنے والے ایک کرم فرما نے بتایا کہ آپ کی یہ کتاب "بھارت" سے برطانیہ پہونچی ہے اور وہاں کی یونیورسٹیوں کے شعبۂ لسانیات والے حیران ہیں کہ کتاب بھارت سے شائع ہوئی ہے اور مصنفہ نے اپنا نام پتہ اور عہدہ کراچی کے کالج کا لکھا ہے۔ اس سلسلے میں اگر ہم رابطہ قائم کرنا چاہیں تو کس سے کریں اور کہاں کریں؟ میں خون کا سا گھونٹ پی کر خاموش ہو گئی کیونکہ میرے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا۔

اس کے بعد میں نے کراچی کے چند ایک ناشروں۔ مدیروں سے پھر بات کی اور ان کو اس عبرتناک صورت حال کی طرف توجہ دلائی جس کے نتیجے میں ایک ٹھوس ادبی رسالہ جو اس قسم کی کتابیں شائع کر چکا ہے۔ اپنے ماہنامہ میں اس کی مسلسل اشاعت اور بعد کو اس کی کتابی صورت میں لانے کے لئے تیار ہو گیا۔ میں یہ سمجھ کر مطمئن ہو گئی کہ میری مشکل آسان ہو گئی۔ میں نے مسودہ ان کے حوالے کر دیا اور "ماہنامے" میں پہلی قسط کی اشاعت کا انتظار کرتی رہی تین مہینے تک وہاں مدیروں میں آپس میں کھچڑی پکتی رہی اور کتاب کا "اچار" پڑتا رہا تنگ آکر میں نے اس کتاب کی خیریت دریافت کی پوچھا کہ اشاعت میں کیا دقت ہے تو مدیر اعلیٰ کے ایک لمبے چوڑے خط کے ذریعہ پتہ چلا کہ مسئلہ نہ کتابت کا ہے نہ طباعت کا نہ اشاعت کا بلکہ حسب سابق وہ "ہندو رانیاں" یہاں بھی ان کے اعصاب پر سوار ہیں۔ جن کا خون کسی قیمت پر مغل شہزادوں اور بادشاہوں کی رگوں سے نکال کر نہیں پھینکا جا سکتا۔ ان کی بھی یہی خواہش تھی کہ میں اس حصے کو حذف کر دوں یا بدل دوں۔ جواب میں نے صرف اتنا کہا کہ یہ میرے کسی افسانے یا ناول کے کردار نہیں ہیں جن کو میں اپنی مرضی کے مطابق ڈھال دوں۔ یہ گزرے ہوئے زمانے کے نقش قدم ہیں۔ جن کی ماہیت کوئی

نہیں بدل سکتا۔

سوچتی ہوں کہ اگر میں ناشروں کے کمروں یا کتب خانوں میں بیٹھ کر ان کی مرضی کے مطابق مسودے لکھتے یا ان میں ردو بدل کرنے کی عادی ہوتی تو نہ جانے اب تک میری کتنی کتابیں چھپ چکی ہوتیں۔ یہ اور بات ہے کہ میری ذاتی حیثیت اور وحیدہ نسیم کی شخصیت ختم ہو جاتی اس لئے میں نے اس لمبی چوڑی تحریر کی پرواہ کئے بغیر اس کتاب کو شکریے کے ساتھ واپس لے لیا۔

میں جانتی تھی کہ اگر میں نے ازراہِ حماقت "ان لوگوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے ذاتی مشاہدے اور مطالعے کے خلاف دوسروں کے مفروضات پر اپنی تحریر میں ترمیم کی اور کل اس پر کسی ناقد نے اعتراض کیا تو نہ کوئی ناشر میری مدافعت کے لئے آئیگا اور نہ کوئی ادارہ میرے لئے سینہ سپر ہوگا۔ میں اور صرف میں ہدف ملامت بنی اس محاذ پر تنہا کھڑی کفِ افسوس ملتی رہوں گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میں شاعری بھی کرتی ہوں اور افسانے بھی لکھتی ہوں میرے ناولوں کے پلاٹ میری قوتِ متخیلہ پر منحصر ہوتے ہیں۔ لیکن ادب کے اس بے پناہ ذوق کے ساتھ ساتھ میرا خمیر سائنس" کا ہے۔ حقیقت پسندی گھٹی میں ہے۔ پچھلے ۳۵ برسوں سے یہ نگاہیں خوردبین کی عادی ہیں جہاں باریک سے باریک اور حقیر سے حقیر شے کو نظر انداز کرنا مشاہدے اور مطالعے دونوں کی شکست کے مترادف ہے۔

اس عرصے میں میری کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ شعری مجموعے "موج نسیم" اور ناول "غم دل کہا نہ جائے" کی اشاعت کے بعد جب غضنفر اکیڈمی نے "داستان در داستان" اور "شبو رانی" شائع کی تو اپنی آئندہ اشاعت کے لئے اس کتاب کو منتخب کیا اور مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ اس ادارے کو" اپنے کسی تاریخی حادثے سے اختلاف نہیں ہے۔ وہ ٹھوس علمی ادبی اور تاریخی کتابیں شائع کرتے رہے ہیں۔ انکو معلوم ہے کہ کتاب میں شائع ہونے والے مواد کے صحیح یا غلط ہونے کی یا کسی دلیل کے کمزور ہونے کی ذمہ داری کلیتًا مصنف پر ہوتی ہے ناشر پر نہیں۔ ان کو معلوم تھا کہ مولف یا مصنف پر اپنی مرضی صرف وہی ادارے مسلط کرتے ہیں جو خود کھلے بندوں اپنے خیالات یا اپنی رائے کا اظہار اپنے نام سے کرنے کی جرأت نہیں رکھتے اور بندوق چلانے کے لئے دوسروں کے شانے کے متلاشی رہتے ہیں۔

اس کساد بازاری اور نفسا نفسی کے دور میں جب کہ ادب اور بے ادبی میں بہت کم فاصلہ رہ گیا ہے۔ غضنفر اکیڈمی کا یہ اقدام لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہے جن کے

تعاون سے اٹھارہ برس بعد اس "مرحوم" مسودے کو دوبارہ زندگی مل رہی ہے اور انہیں کی ہمت افزائی پر میں نے اس کتاب کے آخر میں زیورات اور لباس کے متعلق دو باب بڑھائے ہیں اور ایک جگہ حاشیہ کا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کی داستان "صفیہ ملک" کے بغیر یقیناً ادھوری رہے گی جنہوں نے نہایت دل سوزی اور عرق ریزی کے ساتھ اس کی کتابت کو پڑھا ہے اور بیسوں غلطیاں دور کی ہیں۔ جو میرے بس کا روگ نہ تھا۔ اس سلسلے میں ان کا خلوص اور کاوش ناقابل فراموش ہے۔

اب جبکہ یہ کتاب مع لغت مکمل ہو کر منظر عام پر آرہی ہے اور میں اس کی سرگزشت قلم بند کر رہی ہوں تو یہ بھی لکھ دوں کہ اس کتاب میں کچھ نہ کچھ خامیاں ضرور ہوں گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی معاملے میں قارئین کو میری رائے سے اختلاف ہو۔ ان دونوں باتوں کو میں بسر و چشم قبول کرنے کے لئے تیار ہوں کیوں کہ جس طرح مجھے اپنی رائے قائم کرنے اور اس پر برقرار رہنے کا حق ہے ویسے ہی قارئین کو بھی اس سے اختلاف کا پورا پورا حق ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہ تو حرفِ آخر ہے اور نہ صحیفۂ آسمانی جس میں کوئی خامی ہی نہ ہو۔

اس کا موضوع اس قدر طویل اور پیچیدہ ہے کہ زبان۔ محاورے۔ لباس اور زیورات کی تشریح میں اختلاف ضرور ہو سکتا ہے لیکن اس کتاب، اس کی لغت اور دیگر تشریحات کو پڑھتے وقت یہ نہ بھولئے گا کہ برصغیر ہندوستان ایک کثیر اللسانی علاقہ ہے۔ جہاں ہر صوبے کی زبان اور لب و لہجہ الگ الگ ہے۔ "اردو" جہاں جہاں بھی بولی جاتی ہے اس پر وہاں کی علاقائی زبان کی چھاپ ضرور رہے جس کے تحت ہر صوبے بلکہ بعض بعض مرتبہ ایک ہی صوبے کے مختلف ضلعوں میں عورتوں کی زبان اور محاوروں میں اختلاف ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ملتان میں بولی جانے والی پنجابی لاہور کی پنجابی سے الگ ہے۔ سندھ کے مشرقی علاقوں بولی جانے والی سندھی راجستھانی زبان اور مغربی سندھ میں بولی جانے سندھی بلوچی زبان سے زیادہ متاثر ہے۔

اس بنا پر عین ممکن ہے کہ میں نے کسی لفظ یا زبان کی تشریح اپنے ماحول اور علاقے کے مطابق کی ہو اور دوسرا اس کو دوسرے زاویے سے دیکھے اس صورت میں کوئی غلط نہ ہو گا۔ فیصلہ صرف "مستند لغت" ہی کر سکے گی۔ بشرطیکہ یہ لفظ وہاں موجود ہو۔

آخر میں اتنا اور عرض کر دوں کہ اس کتاب کے آخر میں شائع ہونے والی لغت ہنوز نامکمل سی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں بہت سے الفاظ اس لئے چھوٹ گئے ہوں گے

کہ مجھے یاد نہیں آئے۔ کچھ اس لئے رہ گئے ہوں گے کہ میرے علم میں نہیں ہیں۔ اس کو آگے بڑھانا اور مزید وسعت دینا اور اپنے اپنے علاقے کی عورتوں کے محاورے اور زبان روزمرہ شامل کرنا میرے بعد آنے والے محققین کا کام ہے۔

مجھے اس کاکبھی احساس ہے کہ اس لغت کی وہ ترتیب نہیں ہے جو ایک مثالی لغت کی ہونا چاہیئے۔ اس میں کچھ الفاظ بے ترتیب بھی ہیں جن کی تلاش میں کچھ زحمت بھی ہوگی۔ جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں اور امید کرتی ہوں کہ قارئین مجھے معاف کریں گے کیونکہ میرے پاس کام کرنیوالوں کی کوئی جماعت توکجا میرا کوئی شریک کار بھی نہ تھا۔ اور میرے پاس اتنے وسائل نہ تھے کہ میں کسی کو ملازم رکھتی اور بقول جوش صاحب کے میں نے یہ مہم تنہا سرانجام دی ہے اور اس کے ساتھ کالج میں سائنس بھی پڑھاتی رہی اور گھر کے مختلف کام بھی کرتی رہی ہوں۔

اس ساری سرگزشت کے پس منظر میں مجھے اُمید ہے کہ اہل ادب اور خصوصاً خواتین اس کو ضرور پسند کریں گی اور اس کو مزید وسعت دے کر زبان کے معاملے میں عورتوں کی انفرادیت کو زندۂ جاوید رکھیں گی۔

وحیدہ نسیم کراچی اگست..۶

# پیش لفظ

حضرت جوش ملیح آبادی

اس کرۂ ارض پر زبان کی پیدائش ایک ایسا حیرت انگیز معجزہ ہے کہ تمام عظیم ترین تاریخی و اساطیری معجزے اس کی بارگاہ میں سر بسجود نظر آتے ہیں۔

آدمی نے پہلے پہل، ناتمام اشاروں اور مبہم آوازوں کی وساطت سے اپنے مفہوم کو ادا کیا، اور پھر، رفتہ رفتہ، یعنی قرنوں کے بعد، ان تمام ناتمام اشاروں اور مبہم آوازوں کو بامعنی الفاظ کے سانچے میں ڈھال لیا، کیا اس سے بلند تر اعجاز، بردوشِ خلاقی کا کوئی تصور کیا جاسکتا ہے؟

ذرا سوچئے تو کہ دماغ کی دخانی، اور معنوی لہروں، یعنی افکار و احساسات کو آوازوں اور بامعنی آوازوں میں تبدیل کر کے، آدمی کا بول اٹھنا کتنی عجیب بات ہے، بے شک، ایک ایسی بے نہایت عجیب بات ہے کہ اس عجائب کدۂ آب و گل کے ہفت عجائب بھی اس کے سامنے پانی بھرتے نظر آتے ہیں۔

ستائش کنم ایزد پاک را
کہ گویا و بینا کند خاک را

آپ نے کبھی غور فرمایا ہے کہ الفاظ ہیں کیا؟ الفاظ دراصل سواریاں ہیں پا بگل معنی کی، اگر یہ سواریاں پیدا نہ کی جاتیں تو الفاظ سیر و سفر سے مستقل طور پر محروم رہ جانے کے باعث گٹھیا کے مرض میں گرفتار ہو جاتے۔

یہ، تا بزباں، سخن کے لانے والے
یہ، اپنے ہی خون میں نہانے والے
واللہ کہ ہیں چشم و چراغِ آفاق
یہ، "فکر" کو "آواز" بنانے والے

یہ موضوع اس قدر وسیع ہے کہ اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے، زمانہ جب کبھی فرصت

دے گا تو اس موضوع کا حق ادا کرنے کی سعی کروں گا۔

اس وقت تو اپنی زبان کی قابلِ قدر شاعرہ وحیدہ نسیم کی اس کتاب پر، جو عورتوں کی زبان پر لکھی گئی ہے، اور جس کو میں نے محض سرسری نظر سے دیکھا ہے، اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

دنیا جانتی ہے کہ زبان پدری نہیں، مادری ہوتی ہے۔ بچہ اپنی ماں سے زبان سیکھتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بچہ، اپنی ماں کے سینے سے منہ لگا کر زبان پیتا ہے۔

انسانی تاریخ شاہد ہے کہ جو نامراد قومیں اپنی مادری زبان کو پس پشت ڈال کر، پدری زبان کے اختیار کرنے کا ارتکاب کرتی ہیں، وہ اپنی ماؤں کی توہین کرنے کے جرم میں مادّی و ذہنی دونوں حیثیتوں سے، گنگھ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

آپ سمجھے، میں 'پدری زبان' کس کو کہتا ہوں؟ — پدری زبان، وہ، کبھی نہ آسکنے والی، زبان ہوتی ہے۔ جو معاشی دوڑ دھوپ، دیگر اقوام کے میل جول، تجارتی لین دین، اور سب سے زیادہ اغیار کی غلامی کے ناجائز دباؤ کے سائے میں، ایک زہریلی بیل کی طرح پروان چڑھتی ہے اور اپنی لپیٹ میں قوموں کو ان کی مادری زبان، اور مادری زبان کے تمام عطا کردہ خزانوں سے محروم کر کے رکھ دیتی ہے۔

دور کیوں جائیے، نام خدا، خود اپنے ہی پر نگاہ ڈال کر دیکھ لیجئے۔

آپ نے اپنی مادری زبان اردو کو ترک فرما کر اور حقیر سمجھ کر، پدری زبان یعنی انگریزی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے، اور اس کا نتیجہ، خیر سے، یہ برآمد ہوا ہے کہ تہذیب و ثقافت کے لحاظ سے آپ نقال، اور نطق کے اعتبار سے، آپ گونگے ہو کر رہ گئے ہیں۔

آج ہم عبرت کا ایک مرقع ہیں، نہ انگریز ہیں نہ پاکستانی، آدھے تیتر ہیں آدھے بٹیر۔ ہم پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ کوا ہنس کی چال چلا، اپنی چال بھول گیا۔ جو بھی ہم کو دیکھتا ہے پوچھتا ہے نہ ادھر کی، نہ ادھر کی، یہ بلا ہے کدھر کی۔

وحیدہ نسیم نے اس کتاب کو بڑی عرق ریزی، اور نہایت دیدہ وری کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب اربابِ اردو پر ایک احسان ہے۔ ایسا احسان، جس کی قدر و منزلت، ماہ و سال کی گردش کے ساتھ ساتھ، روز بروز بڑھتی چلی جائے گی۔

نسیم کو میں صرف ایک خوش گو شاعرہ سمجھتا تھا، اب معلوم ہوا کہ وہ ماشاء اللہ لسانیات پر بھی عبور رکھتی ہیں۔

لغت کا کام کسی ایک آدمی کے بس کا روگ نہیں نہیں، منظم جماعتیں ہی اس فرض سے عہدہ برآ ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ انھوں نے اس کتاب کے معرکے کو تن تنہا سر کیا ہے جس کے واسطے وہ ہم سب کی طرف سے مبارک باد کی مستحق ہیں۔

باب ۱

# زبان مادری کیوں کہلاتی ہے

دنیا کی کسی زبان کو لیجیے ’’ہر زبان‘‘ میں ’’اپنی زبان‘‘ کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے ’’ماں زبان‘‘ ہی کی اصطلاح ملتی ہے۔ کسی قوم نے عہدِ قدیم سے لے کر عہدِ جدید تک ’’اپنی زبان‘‘ کے معنوں میں ’’پدری زبان‘‘ ’’آبائی زبان‘‘، خاندانی زبان‘‘ جیسی کوئی اصطلاح وضع نہیں کی۔

دنیا کے تمام ممالک میں زبان کو ماں کی طرف منسوب کرنے میں جو زبردست یکسانیت پائی جاتی ہے، وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ’’زبان‘‘ اور ’’عورت‘‘ میں بہت گہرا اور قدیم تعلق ہے۔ ورنہ ’’اپنی زبان‘‘ کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ہر زبان میں مختلف اصطلاحات ہوتیں۔

قدیم نسلوں کی تاریخیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اکثر قبائل اور خانہ بدوش خاندانوں کا سلسلہ ماں سے چلتا تھا۔ عمرانیات کی اکثر کتابوں میں اس سلسلے کو ’’مادر سری‘‘ (MATERIARCHAL) کہا گیا ہے۔ صدیوں کی خانہ بدوشی کے بعد جب نیل، فرات اور سندھ کے ساحلوں کے کنارے کنارے انسانوں کے بھٹکے ہوئے کاروانوں نے سکون و اطمینان کا سانس لیا، بچوں کے جذبہ تحفظ نے گھر کا احساس، عورت کی رفاقت نے ’’خاندان‘‘ کا شعور مردوں کو عطا کیا، اور مرد کے دل میں عورت، بچوں اور گھر کے لئے اپنے اور پرائے کا احساس پیدا ہوا تو رفتہ رفتہ سارے کنبے قبیلے ماں کے بجائے باپ سے منسوب ہونے لگے۔ اور ’’پدر سری‘‘ سلسلہ قائم ہوا جو آج تک سوائے چند جنگلی قبائل کے ساری متمدن دنیا میں رائج ہے۔ لیکن زبان کی وابستگی عہدِ حجر (STONE AGE) سے لے کر ’’عہدِ خلائی‘‘ تک، ماں ہی سے منسوب رہی۔ دنیا کی ترقی کے ساتھ ساتھ مادری زبان کا تصور بھی پختہ ہوتا چلا گیا، چنانچہ آج بھی جبکہ دنیا کے گوشے گوشے میں ’’ملکی زبان‘‘، ’’قومی زبان‘‘، ’’علاقائی زبان‘‘

صوبائی زبان" ایک دوسرے سے اتنی دست و گریباں ہیں کہ ان میں ایک کو دوسرے سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ مادری زبان کی اصطلاح اپنی رعنائیوں کے ساتھ برقرار رہے، حد یہ ہے کہ سائنسی علوم کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ بچہ آنکھیں نرسری میں کھولتا ہے۔ تعلیم اسکول میں پاتا ہے "ادب" کے رموز و نکات کالج میں سیکھتا ہے۔ "زبان" اور تہذیب و تمدن کے ورثے کے لئے "ماں" یا کسی نسوانی آغوش کا محتاج نظر آتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ جو سرسری نظر میں معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچے کی پیدائش اور نگہداشت کا کام روز اول ہی سے عورت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ ایک زبان ہی نہیں بلکہ بچوں کے کردار، اوصاف، شخصیت سب ہی ماں کے بنائے ہوئے سانچوں میں ڈھلتے ہیں۔ قدرت نے عورت کی فطرت ہی میں وہ ساری صلاحیتیں ودیعت کی ہیں جن کی بنا پر بے زبان بچوں کی پرورش ہو سکے اور عورت ہی ان کو نطق کی دولت بخشے۔ ورنہ بقول مولانا حالی سے

دو دن میں چیخ اٹھتے اگر مردوں پر پڑتا بار یہ!

بچوں کی پرورش کے لئے قدرت نے ماں میں ضبط، تحمل، محبت، ایثار، اور صبر کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ قدرت کا منشا بقائے نسل انسانی ہے اس لئے اس نے عورت کی فطرت ہی کو اس سانچے میں ڈھال دیا کہ وہ ایک حیوانِ مطلق کو حیوانِ ناطق بنا سکے۔ جہاں قدرت نے ماں کے خمیر میں ماتا کا خمیر شامل کیا ہے وہاں محبت کے بے پناہ جذبے کے اظہار اور بچوں کی بے زبانی کو سمجھنے کے لئے باریک بین نگاہیں، نکتہ سنج فطرت اور وہ قوتِ اظہار بھی عطا کی جس سے بچہ اس کے اشارے سمجھے، اور وہ بچے کی "بے زبانیوں" کو "رفتہ رفتہ" زبان بخشے یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہر گھرانے میں خواہ وہ امیر ہو یا غریب عورت ہی بچوں کے حرکات و سکنات سمجھتی ہے اور اپنی باتیں اس کو سمجھاتی ہے۔ انسانی روپ میں رینگتے ہوئے یہ ننھے منے کیڑے ماں ہی کی نظریں پہچانتے ہیں۔ اسی لئے اشارے پر لپک کر گود میں آتے ہیں اسی کی تیوری پر بل دیکھ کر رونا شروع کر دیتے ہیں۔ ماں اس وقت بھی فرطِ محبت میں ان سے باتیں کرتی ہے۔ جب کہ یہ "غوں غاں" کرنے کے قابل بھی نہیں ہوتے۔ ماں کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ جو بظاہر بچوں کو بہلانے کے لئے بولے جاتے ہیں سچ پوچھئے تو بے معنی ہوتے ہوئے بھی بامعنی ہوتے ہیں۔ ان سے ماں کے لاشعور میں دبی ہوئی بے شمار خواہشات کا اظہار ہوتا ہے۔ بچہ گو کہ کچھ نہیں سمجھتا لیکن "ماں" "می" کی آواز سنتا ہے اور پیدائش کے چند دنوں بعد وہ اس آواز کو پہچانتے اور اس پر چونکنے لگتا ہے اس کے بعد رفتہ رفتہ ماں اپنی آواز کے ساتھ ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی شامل کر دیتی ہے تاکہ بچہ اس کا مفہوم بخوبی سمجھ جائے "آؤ" "جاؤ" "کھاؤ" کا مطلب سمجھانے کے لئے ہر ماں لفظوں کے ساتھ اشارا کرتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ چند دنوں بعد جب ماں اپنے بچے کو الفاظ سکھاتی ہے تو قصداً لفظ بگاڑ کر بولتی ہے۔ کبھی لہجہ اور تلفظ بدلتی ہے اور خود بھی تتلا تتلا کر حتی الامکان بچوں کے لئے قابل فہم بناتی ہے بچہ تتلا کر بولتا ہے۔ ماں اسی لہجے میں جواب دیتی ہے۔

عہد قدیم سے لے کر عہد جدید تک، ماں کی ان ہی جانکاہیوں کی وجہ سے ہر دور میں زبان ماں سے منسوب رہی اور جب تک عورت انسان کی ماں ہے زبان اسی سے منسوب رہے گی۔

عورت کی غیر معمولی قوتِ اظہار اور بچوں کو اپنا مفہوم سمجھانے کی بے پناہ صلاحیت کے عام مشاہدہ کے بعد ہم یقین کر سکتے ہیں کہ اپنا مطلب ادا کرنے کے لئے بہت سے اشارے اور مختلف النوع آوازیں بھی اس دور میں انسان کی دماغی ایجاد ہوں گی۔ جب کہ قدرت اپنی فیاضی سے حیوان مطلق کو حیوان ناطق بنا رہی تھی۔ اس دور میں انسان کی دماغی صلاحیتیں، حرکات و سکنات، سوجھ بوجھ بعینہٖ یہی تھے جو آج ایک شیر خوار بچے کے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی درست ہے کہ اس دور میں بھی عورت وہ عورت نہ تھی جو آج ہے اور عورت اور مرد دونوں یکساں طور پر گونگے تھے۔ لیکن مرد کو غذا کی تلاش تھی شکار کی فکر تھی پیٹ بھرنے کے لئے وہ نت نئی ترکیبیں سوچ رہا تھا۔ اور عورت کی "صلاحیتیں" ماممتا کے احساسات صرف اپنے بچوں کی حفاظت کے جذبے میں نطق کی تلاش میں بھٹک رہے تھے۔ عورت کی ذمہ داریوں میں بچوں کی پرورش کی وجہ سے تنوع تھا۔ سردی سے بچاؤ، بارش سے آڑ، دھوپ سے پناہ لینے کو عورت بچوں کو گود میں اٹھائے اِدھر اُدھر گھوما کرتی تھی۔ انسانی نسلوں کے اس تاریک دور میں جب کہ آج کی ساری متمدن اور مہذب قومیں وحشی اور جنگلی تھیں۔ آفات ارضی و سماوی سے تنگ آ کر مرد تو عورت کا ساتھ چھوڑ بھی دیتا لیکن عورت بچے کی لاش کو بھی اس وقت تک سینے سے لگائے رہتی جب تک بچے کی ہڈیاں سوکھ کر اس کی گود سے گر نہ جائیں۔ ماممتا سے متعلق انہیں طوفانی جذبات نے عورت کو مجبور کیا کہ وہ مردوں کی بہ نسبت بچوں کی آسائش کے زیادہ سے زیادہ ذرائع تلاش کرے۔ نئے نئے اشارے اظہار جذبات کے لئے ایجاد کرے تاکہ بچوں کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اگر اس سلسلے میں یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ بچوں کے تحفظ کے جذبے ہی نے عورت کو نطق عطا کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج عورت بچوں کو زبان سکھانے کی ذمہ دار نہ ہوتی۔

عہد حجر (STONE AGE) کے قبائل میں ایک دلچسپ رسم یہ تھی کہ مردوں کے ساتھ ساتھ ان کا سارا ساز و سامان بھی زمین میں دفن کر دیتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد روح کو ان تمام چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے جو زندگی میں اس کے کام آتی رہی تھیں ان کا یہ رواج خواہ کتنا ہی مضحکہ خیز اور مہمل کیوں نہ ہو ہمارے لئے تاریخ کی ان قدیم کتابوں سے بھی زیادہ نایاب اور قیمتی ہے جن کی جلدیں اب معدوم ہیں۔ اگر وحشی قبائل میں یہ رسم عام نہ ہوتی تو ہم آج دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ بچوں کی پرورش کے بعد دوسرا فریضہ جو عورتوں کے سپرد تھا سلائی، پکوان اور گھر کی نگہداشت تھا۔ دریائے ڈینوب کے کنارے کنارے کھدائی کرنے کے بعد جہاں مردوں کی قبروں سے بھدے بھدے نیزے موٹے موٹے بھالے، بدنما تیر کمان اور دوسرے اوزار ہتھیار ملے ہیں۔ وہاں عورتوں کی قبروں میں ان کے ڈھانچوں کے ساتھ ساتھ اوکھلی، پتھر کے برتن۔ جنگلی کانٹوں کی بنی ہوئی سوئیاں، جانوروں کی آنتوں کے دھاگے، کوڑیوں کے زیور، سیپوں کے ہار، اور کھالوں کے

بنے ہوئے لباس دفن ملیں گے جو اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ اس دور میں عورت کی ذمہ داریاں کیا تھیں ۔ پرانی مثل ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" عورت کو بہت سی چیزوں کی ایجاد کی ضرورت اس لئے پڑی کہ وہ نسل انسانی کی ماں تھی جب اس نے بہت سی چیزیں ایجاد کیں تو ان کے نام بھی رکھے ۔ مثال کے طور پر کھالوں سے لباس اسی نے بنائے ۔ اس کو بدن پر قائم رکھنے کے لئے کانٹوں سے ٹانکے اسی نے دیئے ۔ اناج کو بچوں کے لئے قابل ہضم بنانے کے واسطے کوٹنا پیسنا اسی نے ایجاد کیا ۔ ان کے نرم و نازک جسموں کو زمین کی سختی سے بچانے کے لئے گھانس پھونس کا فرش عورت ہی نے ایجاد کیا ۔ اور ظاہر ہے کہ جتنی چیزیں اس نے بنائیں ان کے نام بھی اسی نے رکھے ۔ غرض کہ اس دورِ خانہ بدوشی میں اگر ایک طرف مرد ذرائع معاش کو وسعت دیتا رہا تو دوسری طرف عورت اپنی گود میں تہذیب و تمدن کے اصنام پالتی رہی ۔ زبان چونکہ تمدن کی جان ہے اس لئے کیا عجب ہے کہ وہ بھی عورت ہی کی تخلیق ہو اور عورت ہی کی گود میں پلی ہو ۔

ہمارے اس نظریہ کو کہ سلائی ، پکوان ، گھرداری ، اور بچوں سے متعلق تمام تر الفاظ عورت نے خود ایجاد کئے ہوں گے اس امر سے اور تقویت ملتی ہے کہ دنیا کے ہر حصے میں خواہ وہ پسماندہ ہو یا ترقی یافتہ ، پکوان ، سلائی ، آرائش ، زیبائش اور آسائش ، بچوں کی دیکھ بھال کے متعلق جتنے بے معنی اور بامعنی الفاظ عورتوں کی زبان پر ہیں مردوں کو اس کا مفہوم تک معلوم نہیں ہے ۔ اردو میں ـــ ایسے لفظوں کی افراط ہے ۔ لیکن دنیا کی کوئی زبان اس سے خالی نہیں ہے ۔ عورت ہی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ بعد کو لغت میں آئے ، ادب میں شامل ہوئے اور نظم و نثر میں رچ بس گئے کہ آج اس بات کا مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ یہ سب کرشمہ عورت ہی کی قوتِ اظہار کا ہے ۔ ان میں سے بیشتر الفاظ مردوں کی زبان پر بھی رائج ہیں ۔ لیکن دن رات کے استعمال کے بعد بھی وہ لوگ اب تک دو قریب المعنی لفظوں کے فرق کو پوری طرح سمجھنے یا ان کے مفہوم کو سمجھانے سے قاصر ہیں ۔ مثال کے طور پر تُرپنا ، اورمہ کرنا ، تیپچی بھرنا سلائی کے متعلق ۔ بھوننا ، بگھارنا ، تلنا ، داغ لگنا ، پسانا ، سیکنا ، ابالنا ، تاؤ بگڑنا ، دم دینا ، پکوان کے متعلق اصطلاحات ہیں ۔ یہ سب الفاظ چونکہ عورت ہی کی ایجاد ہیں اس لئے وہی ان کے درمیان نازک سے نازک فرق کو سمجھ سکتی ہے ۔

## باب ۲

# عورت اور اُردو کی ابتداء

گردشِ لیل و نہار میں انسانی تاریخ کی اس لامتناہی مدت کو دیکھتے ہوئے جس میں آدمی ارتقاء کی دوڑ میں واقعی آدمیت کی منزل پر پہنچا۔ اردو کی پیدائش اور عروج کل ہی کی بات معلوم ہوتی ہے۔ اُردو کی شیرینی اس کی حلاوت، دلکشی اور دلپذیری، مورخین اور مصنفین کو اتنی پسند آئی کہ جس کسی نے اردو کی تاریخ لکھی اس کی ابتدار کو اپنے ہی علاقے سے منسوب کرنے کی سعی کی۔

۱۔ سندھ اردو کی ابتدار کو محمد ابن قاسم کے حملے سے منسوب کرتا ہے جب کہ ۷۱۲ء میں عربوں کا بحری بیڑہ عمان کے راستے کراچی آیا تھا۔ اردو کی اس ابتدار کی سب سے بڑی دلیل سندھی رسم الخط ہے جو بالکل عربی رسم الخط کا چربہ ہے۔

۲۔ پنجاب کا علاقہ اردو کو سلطان محمود غزنوی کے حملے سے شروع کرتا ہے جس نے ۹۹۶ء سے لے کر ۱۰۳۰ء تک شمالی ہند پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ سرہند کے علاقے میں ان دنوں ہندی زبان کی ایک شاخ یعنی "سوراسنی" بولی جاتی تھی۔ یہیں پر فارسی اور ترکی کا ملاپ سوراسنی سے ہوا اور جو مخلوط زبان بنی وہ "لاہوری اردو" کہلائی۔

۳۔ دہلی کی سرزمین جو تقریباً ایک صدی تک اردو کا گہوارہ رہی۔ اس کی پیدائش اور ابتدار کو سلطان محمود غزنوی کے حملوں سے منسوب کرتی ہے جس نے ۱۱۹۲ء میں دہلی فتح کی۔ دہلی میں ان دنوں پراکرت زبان بولی جاتی تھی۔ وہاں بھی سرہند کی طرح ایک مخلوط زبان نے جنم لیا جس کو "پراکرت" اردو کہیے لیجئے اور یہی مخلوط زبان لاہوری اردو سے مل کر بعد کو پنجابی اردو کہلائی۔

تیرھویں صدی عیسوی میں جب علاؤ الدین خلجی نے دیوگڑھ (دولت آباد واقع اورنگ آباد دکن) کا قلع فتح کیا تو وہاں کی بولی سنسکرت آمیز مہاراشٹری یا مرہٹی تھی۔ علاؤ الدین کی فارسی اور پنجابی اردو نے یہاں

کی مقامی زبانوں سے مل کر جس مخلوط زبان کو پیدا کیا وہ "دکھنی اردو" بنی اس طرح دکن اردو کی ابتدا کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ مخلوط زبان جو سندھ، لاہور اور دہلی کے علاقوں میں مختلف صورتوں میں موجود تھی دکن ہی میں سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ خلجی حکومت کے خاتمے کے بعد جب دکن میں "بہمنی سلطنت" کا عروج ہوا تو یہی "دکھنی اردو" وہاں کی شاہی زبان بن گئی۔ چنانچہ خاندان بہمنیہ کے بانی حسن گنگو بہمنی۔ نام بھی مخلوط ہے۔ بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد جنوبی ہند میں پانچ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئیں۔

١۔ قطب شاہی گولکنڈہ ٩١٧ھ سے ١٠٩٨ھ تک
٢۔ عادل شاہی بیجاپور ٨٩٥ھ سے ١٠٩٧ھ تک
٣۔ نظام شاہی احمد نگر ٨٩٥ھ سے ١٠٤٣ھ تک
٤۔ برید شاہی بیدر گولکنڈہ کی ریاست میں ضم ہو گئی
٥۔ عماد شاہی برار نظام شاہی احمد نگر میں ضم ہوئی۔

جنوبی ہندوستان کی ان تمام ریاستوں میں اردو کو غیر معمولی فروغ تھا۔ موخرالذکر دو ریاستوں کے علاوہ باقی تین سلطنتیں اس وقت تک قائم رہیں جب تک مغلوں کے قدم اچھی طرح شمالی ہند میں نہ جم گئے۔ اور انھوں نے دکن فتح کرنے کا ارادہ نہ کر لیا۔ چنانچہ سب سے پہلے نظام شاہی سلطنت ختم ہوئی اور یہ حکومت اکبر کے دور میں مغلیہ سلطنت میں شامل ہوئی۔ اور سب کے آخر میں یعنی اورنگ زیب کے عہد حکومت میں گولکنڈہ مغلوں کے تصرف میں آیا۔ گولکنڈہ اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے تا دیر قائم رہا اور اردو کا سب سے پہلا صاحب دیوان شاعر سلطان قلی قطب شاہ اسی حکومت کا تاجدار تھا۔ ولی دکنی، سراج اورنگ آبادی، ملا وجہی غواصی اسی کے درباری شعرا ہیں جن کے دیوان آج بھی دکھنی اردو میں موجود ہیں۔

قطب شاہی خاندان کا آخری تاجدار ابوالحسن تانا شاہ تھا جس کو ١٠٩٨ھ میں اورنگ زیب نے گرفتار کیا۔ گویا علاؤالدین خلجی کے ٧٠٠ھ کے حملے کے ساڑھے تین سو برس بعد شمالی ہند کی فوجوں نے دکن کو دوبارہ تاراج کیا۔ اور ساڑھے تین صدی کا یہ طویل عرصہ ایک مخلوط زبان کی تعمیر اور ترقی میں صرف ہوتا رہا۔ جب اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگ آباد دکن میں طویل مدت تک قیام کیا تو اس کے مرنے کے بعد اردو کا سارا سرمایہ فوجوں کے ساتھ دہلی پہنچا وہاں دہلی کے جنم لشکروں نے دکھنی اردو سے ملکر زبان کو ایک نئی منزل پر پہنچانا شروع کر دیا۔

ہمیں اس وقت دکن کی تاریخ سے بحث ہے نہ وہاں کے دور حکومت سے صرف یہ دیکھنا ہے

کہ اس ابتدائی دور میں جب کہ ایک نئی زبان ایک نئے تمدن کے سانچے میں ڈھل رہی تھی، عورتیں اس
کی کیا خدمت کر رہی تھیں۔ اردو کے اس ابتدائی دور میں بھی انھوں نے زبان کو کچھ دیا یا نہیں اور اردو
زبان کو جو لشکر سے منسوب کر دیا ہے کہیں وہ عورت ہی سے تو منسوب نہیں؟

تاریخ شاہد ہے کہ اردو کی ابتدا کو خواہ آپ ہندوستان کے کسی بھی علاقے سے منسوب کریں لشکر
سے زیادہ اس کو عورت ہی کی گود میں پروان چڑھتے دیکھیں گے۔ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اردو کی تعمیر و
ترقی میں زبان کے باہمی اختلاط سے کہیں زیادہ ہندی عورتوں کا التفات شامل ملے گا۔ مثال کے لئے مندرجہ
ذیل تاریخی حقائق پر دوبارہ غور کریں۔

۱۔ عربی سپاہیوں کا جو لشکر سندھ آیا اس میں کوئی عورت عرب سے نہ آئی اور عرب فاتحین کی عربی میں سندھی
کی حلاوت وہیں کی ہندی عورتوں نے گھولی۔

۲۔ محمود غزنوی کی فوجیں برسوں سرہند میں رہیں لیکن ان اہل و عیال غزنی میں رہے اور سرہند کے طویل
قیام نے ان کو ہندی عورتوں سے اپنے گھر بار آباد کرنے پر مجبور کیا۔

۳۔ سلطان محمد غوری نے دہلی فتح کی۔ ہزارہا غوری سپاہی دہلی آکر بس گئے لیکن ان میں بیشتر کے خاندان
غور میں رہے اور ان سپاہیوں نے ہندی عورتوں سے شادی بیاہ کی۔

۴۔ سلطان علاؤالدین خلجی دکن آیا۔ دہلی اور دکن کی جانکاہ مسافت طے کرنے کے لئے ان کے ساتھ کوئی
عورت دہلی سے نہ آئی اور مجبوراً انھوں نے مقامی عورتوں سے اپنے گھر بسائے۔

۵۔ اورنگ زیب عالمگیر کم و بیش بیس برس اپنی فوجوں کو لئے دکن میں پڑا رہا لیکن سپاہیوں کی بیویاں
خواہ وہ مغل ہوں یا ہندی دہلی ہی میں رہیں اور دہلی واپسی کی کوئی سبیل نہ پا کر لشکر کے اکثر مردوں نے
وہیں اپنی دنیا الگ بنالی۔

تاریخ کی ان پے درپے مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو زبان کو شرق سے مغرب
شمال سے جنوب تک یکساں طور پر قابل قبول بنانے اور پھیلانے میں عورت ہی کا حصہ سب سے زیادہ
نمایاں ہے۔ اگر پردیسی مردوں کا میل جول ہندی عورتوں سے نہ ہوتا اور ان کی اپنی ماں، بہنیں، بیویاں ان
کے ساتھ ہوتیں تو ہندوستان میں دو زبانیں جنم لیتیں۔ ایک حاکموں کی ایک محکوموں کی۔ ایک کا گہوارہ فارسی
ہوتا۔ دوسری کا ہندی۔ لیکن اردو حاکم محکوم کی تفریق سے اس لئے بے نیاز رہی کہ شاہی ایوانوں سے لے کر
جھونپڑیوں تک اس کا چراغ ہندوستانی عورت ہی نے روشن کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر علاقے
میں مرد اور عورت کی زبان میں نمایاں فرق عرصہ تک برقرار رہا کیونکہ عورت کی اردو ہندی نژاد تھی اور
مرد کی اردو فارسی زاد۔

ہندوستان میں ان مخلوط گھرانوں کے علاوہ لاکھوں کروڑوں ایسے گھرانے بھی تھے جن کا فاتحین سے کوئی

تعلق نہ تھا وہاں گھر کے سارے افراد ایک ہی نسل، ایک ہی زبان اور ایک ہی مذہب کے حامل تھے ان مقامی گھرانوں کو اس نئی مخلوط زبان سے متاثر ہونے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی لیکن اگر دیکھا جائے تو وہاں بھی یہی مخلوط زبان رائج تھی۔ غور کرنے پر اس کے کئی اسباب ملتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ ان خالص ہندی گھرانوں میں مردوں نے فاتحین کے دفتروں میں یا گھروں میں ملازمتیں کیں اور وہاں ان کی زبان سیکھی لیکن گھر میں عورت ہندی بولتی رہی۔

دوسرے یہ کہ جو لوگ ملازمت سے ہٹ کر کھیتی باڑی کرتے رہے۔ وہ بھی حاکموں کی تہذیب اور زبان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے کیونکہ فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ وہ اپنا احساس کمتری کومٹانے کے لئے برسر اقتدار لوگوں کی نقالی شروع کردیتی ہے۔ اس کی بدترین شکل ہندوستان پر انگریزی تمدن اور زبان کا چلتا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مرد لاشعوری طور پر حاکم مردوں اور عورتیں ان عورتوں کی نقالی کرتی رہیں جو شاہی حرم میں تھیں۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ مغل لشکر جو ہندوستان فتح کرتے ہوئے آئے تھے انھوں نے بے شمار ہندوستانی عورتوں سے اپنے رشتے ناتے جوڑے لیکن اپنی لڑکیوں یا عورتوں کو ایک تو ساتھ لائے ہی نہیں۔ اور جو اکا دکا آبھی گئیں ان کا رشتہ محکوم قوم کے مرد سے کبھی نہ کیا اسی لئے ہر طبقے اور ہر علاقے میں عورتوں کی زبان مردوں کی زبان سے یکساں طور پر مختلف ہوتی چلی گئی اور آج بھی عورتوں کی زبان پر صوبائی اور علاقائی زبان کے الفاظ مردوں کی بہ نسبت زیادہ رائج ہیں۔

قطب شاہی دور میں دکھنی اردو میں ہندی کے بہت سے الفاظ شامل تھے جو اب متروک ہیں لیکن یہی الفاظ دکن کی عورتوں کی بول چال میں اب بھی باقی ہیں اور ان ہی کے منہ سے زیب بھی دیتے ہیں۔

دِسنا = دکھنا ، کاں = کہاں ، نئیں = نہیں

کنے = پاس ، یاں = یہاں ، بھوت = بہت

بھار = باہر ، ہور = اور ، ہمنا = ہم کو یا ہمیں

نکو = نہیں ، ہَو = ہاں ، تمنا = تم کو یا تمہیں

یہی حال شمالی ہند کی عورتوں کا ہے جن کی زبان پر اب تک مندرجہ ذیل الفاظ رائج ہیں اور مرد ان کو بہت کم بولتے ہیں۔

موڑھ = سر    پیڑ = درد

اور = سمت    پرانا = دکھنا

ٹھور = ٹھکانہ    کور = نوالا

چبلا = کیچڑ    ہاڑ = جسم

علی الہٰذا القیاس غیر منقسم ہندوستان کے جس صوبے کی عورتوں کی زبان کا جائزہ لیجئے ان پر مقامی رنگ بہت زیادہ گہرا ملے گا۔ مدارس کی اردو میں ملایالم بمبئی کی بولی میں مرہٹی۔ بنگال کی اردو میں بنگالی، اودھ میں ہندی، لاہور کی اردو میں پنجابی الفاظ جس قدر شامل ہیں ان میں سے زیادہ تر الفاظ عورتیں بولتی ہیں۔ عورت اور مرد کے زبان کے اس فرق کی ابتدار اردو کے جنم کے ساتھ ہوتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس رنگ کو ہندوستان کا مخلوط تمدن، اخلاقی اقدار، پردے کا رواج روز بروز گہرا کرتے چلے گئے۔ زبان کی اس تفریق پر "رام بابو سکسینہ" لکھتے ہیں کہ دکن میں دکھنی کو بہت ترقی ہوئی۔ ہندو رانیوں کی وجہ سے جو شاہی محلوں میں تھیں دیسی زبانوں کو بہت تقویت پہنچی۔ یوسف عادل شاہ کی بیوی جو بو لوجی کے نام سے مشہور تھیں۔ بھاگ متی سلطان قلی قطب شاہ کی بیوی تھی۔ احمد نظام شاہ والئی احمد نگر کی ماں بھی ایک ہندو عورت تھیں۔

"تاریخ ادب اردو" کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اردو نظم کی طرح اردو نثر کی ابتداء بھی قطب شاہی دور میں دکن کے علاقے سے ہوئی صوفیائے کرام اور مشائخ جو علاءالدین خلجی کے بعد دکن آتے رہے ان کا سب سے بڑا مقصد تبلیغ تھا۔ چنانچہ انھوں نے اس مقصد کے لئے تبلیغی رسالے لکھے۔ اس فہرست میں سب سے پہلے بندہ نواز گیسو دراز کا نام آتا ہے جن کا ۸۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ معراج العاشقین ان کا پہلا تبلیغی رسالہ ہے جو دکنی اردو میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد نہ صرف ان ہی کے جانشین بلکہ تمام مشائخ تبلیغی تصانیف کے لئے دکھنی اُردو ہی استعمال کرتے رہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انھوں نے فارسی اور عربی کے اِدق اور ثقیل الفاظ اپنی کتابوں کو عام فہم بنانے کے لئے ترک کئے۔ یہ ایک حد تک درست ہے لیکن اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ہندی عورت اسلام کو سمجھے۔ پردہ کی رسم اس کو حلقہ درس یا مجالسِ وعظ میں شرکت کی اجازت نہ دیتی تھی اور عورت کے دل میں اسلام کی عظمت قائم کئے بغیر تبلیغ مکمل نہیں ہوتی تھی چنانچہ اس کا ثبوت مرثیوں کی ابتدائی تاریخ سے ملتا ہے۔

نواب سید ظہیر حسین صاحب خیالؔ اپنی کتاب "مغل اور اردو" میں لکھتے ہیں کہ "مذہب امامیہ شمالی ہند سے دکن گیا اور تاجدارانِ گولکنڈہ نے اس کو وہاں پھیلایا۔ گولکنڈہ کا قطب شاہی دور اس حیثیت سے بہت زیادہ نمایاں ہے کہ وہاں اردو نظم و نثر دونوں کی ابتدار ہوئی گولکنڈہ کی فتح کے بعد جب دکھنی سرمایۂ ادب اورنگ زیب کے ساتھ دہلی پہنچا تو دکھنی اردو میں لکھے ہوئے مراثی اور واقعاتِ کربلا بھی پہنچے دلی کی مجالس میں واقعات کربلا فارسی میں سنائے جاتے تھے جن سے مرد تو متاثر ہوتے تھے لیکن عورتیں سمجھ نہ پاتیں۔ دکن سے جو مرثیہ دہلی پہنچے وہ فارسی کے مقابلے میں آسان ہونے کے باوجود زیادہ قابلِ فہم ثابت نہ ہوئے۔ کیونکہ اس پر مرہٹی اور تلنگی زبان کے اثرات زیادہ غالب تھے۔" چنانچہ مصنف موصوف لکھتے ہیں کہ "نواب اشرف علی خان دہلوی (عہد فرخ سیر) نے اپنے بیٹے فضل علی خان فضلی سے فرمائش کی

کہ واقعاتِ کربلا عام فہم اُردو میں لکھے جائیں اور عورتوں کی یہ تمنا پوری ہو کہ "کاش کوئی ہم کو ہماری زبان میں واقعاتِ کربلا سناتا۔ رو رو کر ہم کو سمجھاتا۔ ہم سمجھ کر روتے۔ روائتی مجالس محرم میں ہمیں ثواب ملتا۔ چنانچہ ۱۲۵۰ھ میں یہ کربل کتھا خاص عورتوں کے لئے مکمل ہوئی۔"

اسی نفسیاتی پہلو کو مدنظر رکھ کر میر انیس نے شاید اپنے مرثیوں میں نہ صرف عورتوں کی زبان لکھی ہے بلکہ عورتوں کی سمجھ کے موافق اور عورتوں پر واقعات کے تاثر کو بڑھانے کے لئے شرفاء لکھنؤ کا سارا تمدن تہذیب رسم و رواج، عادات و اطوار سب کو عرب پہنچا دیا۔

ان ابتدائی تصانیف سے لے کر میر انیس کے مطالعے تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ابتدا ہی سے عورتوں کی زبان الگ نہ ہوتی تو ان کے لئے الگ تصانیف کی ضرورت کوئی محسوس نہ کرتا۔

## باب ۳

# عورتوں کی زبان مغلیہ دور میں

اُردو کی ابتدا کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مغلوں کے زمانے میں لشکریوں اور عوام کے میل جول سے یہ زبان پیدا ہوئی حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ اردو کی داغ بیل ہندوستان کے الگ الگ حصوں میں مختلف نوعیت سے پڑ چکی تھی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ مغلوں کے پرسکون اور شاندار دور حکومت میں جہاں ایک مخلوط تمدن کی ابتدا ہوئی وہاں اردو کا پودا بھی نشو و نما پانے لگا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ جو دکھنی اُردو کا سرمایہ دہلی پہنچا وہ دہلی والوں کی مخلوط زبان کے لئے جو "لاہوری اردو" کہلاتی تھی آبِ حیات بنا کیونکہ دکن سے ہزاروں میل دور بابر کے حملے سے پہلے ایک نئی زبان سرہند کے علاقے میں شروع ہو چکی تھی جس کا بیج کئی صدی پیشتر محمود غزنوی کے لشکر بو گئے تھے۔

۱۵۲۶ء میں بابر نے ہندوستان فتح کیا اس کو نہ صرف یہاں کی سرزمین بلکہ ترکی اور ہندی زبانوں کا امتزاج اتنا بھایا کہ وہ خود اس "مخلوط زبان" میں شعر کہنے پر مجبور ہو گیا چنانچہ اس کا کہا ہوا شعر اس کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا بطور یادگار "رام پور" کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

مجھ کا نہ ہوا کچھ ہوس و مانک و موتی
فقرا بلیغہ بس بولغو سدر پانی و روتی

(میں ایک درویش ہوں مجھ کو مانک و موتی کی ہوس نہیں ہے مجھ فقیر کے لئے ایک آبخورہ پانی اور ایک روٹی کافی ہے)

بابر کے بعد ہمایوں کو بھی مقامی زبان سے بہت گہری دلچسپی رہی لیکن سچ تو یہ ہے کہ تخت پر اس کو ایک لمحہ بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ مغلوں کا آفتاب چمکنے سے پہلے ہندوستان میں غروب ہو جاتا لیکن بخت نے یاوری کی اور ہمایوں دوبارا ہندوستان آیا۔ اس کی موت کے

بعد جب اکبر تخت نشین ہوا تو نہ صرف زبان بلکہ تمدن اور مذہب بھی جس قدر مخلوط ہو گئے وہ اظہر من الشمس ہے اور یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس دور میں بھی اردو کو عام فہم بنانے۔ سلامت اور رواں کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے اکبر کی دور بین نگاہوں نے عورت ہی کو انتخاب کیا، چنانچہ مصنف شعر الہند فرماتے ہیں کہ:۔

"اکبر نے قلعے میں ایک زنانہ بازار قائم کیا۔ جس میں عربی، عجمی، ترکی اور ہندی عورتیں اپنی اپنی دکانیں لاکر سجاتی تھیں۔ بیگمات شاہی اور امراء کی بیویاں اور تمام لوگ آکر اس میں خرید و فروخت کرتے تھے۔ اس تقریب سے باہم گفتگو کرنے کا خوب موقع ملتا تھا۔ اور ایک نئی مخلوط زبان کا خاکہ تیار ہوتا جاتا تھا"۔

مصنف موصوف ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ:۔ "فوجی بازار میں جس کا نام اردو تھا دو زبانوں کا الگ میل ملاپ ہوتا رہا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہندو رانیاں حرم شاہی میں داخل ہوئیں اور ان کے اثر سے اس مخلوط زبان کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ محل کے کاروبار میں ہندی زبان کا استعمال ہونے لگا مثلاً کفش شاہی کا نام چرن، کفش بردار کا نام چرن بردار۔ قرار پایا آرام اور دیدار کے بجائے سکھ اور درشن کے الفاظ استعمال کئے جانے لگے۔ یہاں تک کہ شعرائے فارسی بھی اپنے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ استعمال کرنے لگے"۔

مخلوط تمدن اور مخلوط زبان کی بنیاد ہندوستان میں دربار شاہی سے لے کر معمولی سپاہی کے گھر تک عورت ہی نے ڈالی۔ تمدن اور زبان کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اردو کی ابتدا کا سہرا بھی انھیں ہندی عورتوں کے سر ہے جنھوں نے مخلوط تمدن کو جنم دیا۔ مصنف "گل رعنا" اس مخلوط تمدن اور زبان کو اپنی تصنیف میں یوں لکھتے ہیں کہ:۔

"بابر کے پوتے اکبر بادشاہ کے زمانے میں میل ملاپ اور بھی بڑھ گیا، بادشاہ کی زمانہ سازی سے ہندو رانیاں محل کی مالک بن بیٹھیں۔ ہندوؤں کے سارے رسم و رواج بادشاہ نے اختیار کر لئے۔ پیشانی پر قشقہ لگایا۔ ہاتھ میں راکھی باندھی۔ راکھی بندھن کی رسم سال بہ سال دھوم دھام سے ہونے لگی۔ راجہ ٹوڈر مل اور بیربل مصاحب ہوئے۔ راجپوتانہ میں کہیں سسرال ہوئی کہیں ننھیال ہوا۔ فارسی شعراء کے دوش بدوش ہندی کوی سراؤں اور گویوں نے جگہ پائی ان کو ملک الشعراء کا خطاب دیا گیا تو ان کو کوی راج اور کوی رائے بنایا گیا۔ ہاتھیوں اور ہتھیاروں کے نام ہندی رکھے گئے۔ جو چیزیں ہندوستان کی پیداوار تھیں ان کے نام قدرتی طور پر ہندی ہی تھے۔ وہ سب زبانوں پر چڑھ گئے اور فارسی عبارتوں میں ہندی الفاظ بے تکلف استعمال ہونے لگے مثلاً جھروکہ، درشن، پھول، کٹارہ۔ اکبر جب بگڑ کر شیخو جیو۔ مراد کو پہاڑی راجہ کہتا۔ جہانگیر نے شراب کا نام رام رنگی رکھا تھا۔ شاہجہان بچپن میں باپ کو شاہ بھائی۔ دادا کو شاہ بابا کہتا۔ اسی طرح مراد بخش شاہ شجاع کو بھائی جیو کہتا"۔

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مغل بادشاہ ہندی ناموں کو اپنانے پر مجبور ہوئے تو صرف اس لئے کہ بہت سی چیزیں انھوں نے ہندوستان آکر دیکھیں، لیکن پہاڑی راجہ، شیخو جیو، شاہ بھائی، شاہ بابا بھائی جیو کے الفاظ جو بچوں نے بچپن سے سیکھے، ان مہارانیوں کی ایجاد ہیں جن سے راج محل آباد تھے۔ ان کو بولنے اور برتنے والے وہ مغل شاہزادے تھے، جو ہندی عورت کی گود میں پرورش پا رہے تھے، مخلوط تمدن اور مخلوط زبان کے یہی فانوس عورتوں کے ہاتھوں جب امیروں سے لے کر فقیروں کے گھروں تک میں جل رہے تھے تو کس کی مجال تھی کہ ان کو بجھا کر اندھیروں میں بھٹکتا پھرتا۔ ہندی الفاظ جس قدر فارسی میں آئے اور اکبر نے ان کو اپنایا ان میں اگر چند الفاظ لشکر اور راج کاج کی ضرورتوں کے لئے بولے گئے تو زیادہ تر الفاظ مغلوں نے ان رانیوں کی دلداریوں میں سیکھے جو ان شہنشاہوں کی رفیقۂ حیات تھیں۔ اگر تاریخ کے اوراق پارینہ کا جائزہ لیا جائے تو سوائے رانا میواڑ کے کوئی رجواڑہ ایسا نہ تھا جہاں کی بیٹی شاہی حرم میں نہ ہو۔

۱۔ جودھا بائی راجہ بھارمل کچھواہا والی جے پور کی بیٹی اکبر کی رانی اور جہانگیر کی ماں تھی [۱]

۲۔ جے پوری رانی اکبر کی خاص رانیوں میں تھی یہ راجہ بھگوان داس والئی جے پور کی لڑکی تھی۔ راجہ بھگوان داس بھارمل والئی جے پور کا بیٹا تھا جس نے اپنی لڑکی کی شادی شہزادہ سلیم سے کی تھی۔ یاد رہے کہ سلیم بھگوان داس کی بہن رانی جودھا بائی کے بطن سے تھا۔ [۲]

اس کے علاوہ بیکانیر، اور ڈنگر پور کے راجاؤں نے بھی اپنی بیٹیاں اکبر کو دیں۔ اکبر کی رانیوں میں جودھا بائی۔ جے پور رانی کے بعد رانی من بھاوتی اور تارا بائی[۳] قابل ذکر ہیں۔

اکبر کی وفات کے بعد جب شہزادہ سلیم جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا تو سوائے ایک نور جہاں کے اس کی ساری رانیاں ہندی نژاد تھیں۔

۱۔ بال متی جودھا بائی راجہ اودے سنگھ راٹھور والئی جودھ پور کی بیٹی اور نور جہان کے بعد جہانگیر کی سب سے چہیتی رانی تھی۔ شاہجہان اسی کے بطن سے تھا [۴]

۲۔ بھگوان داس کی بیٹی شاہ بیگم کے نام سے جہانگیر کے محل میں تھی۔ یہ رانی بھارمل والئی جے پور کی پوتی تھی [۵]

ان کے علاوہ جہانگیر کی دوسری ہندی رانیاں یہ تھیں۔

۳۔ راجہ کلیان مل کے بیٹے راجہ رائے سنگھ والئی بیکانیر کی بیٹی

۴۔ راجہ جیسلمیر۔ راول بھیم سنگھ کی بیٹی۔

---

[۱] معاصر الامرا۔ جلد دوم۔ بدایونی جلد دوم

[۲] [۳] ANEWHISTORY OF INDIA-PAKISTAN-FEROZ & SONS

[۴] حوالے کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ کافی خاں۔ صفحہ ۲۴۵۔ ایلی صفحہ ۱۰۶

[۵] حوالے کے لئے دیکھئے۔ JAHANGIR'S WIVES

۵۔ راجہ جے مل کے بیٹے کیشوداس راٹھور کی بیٹی۔
۶۔ راجہ جگت سنگھ کچھواہا کی لڑکی جو راجہ مان سنگھ کا بیٹا تھا۔
۷۔ راجہ رامچندر روائی اوچھو کی بیٹی۔

ہندی عورتوں سے اس قدر میل جول کے بعد ناممکن تھا کہ ہندی عورتوں کی زبان سے وہ فارسی زبان الگ رہ سکتی ہے جو باہر سے آئی تھی۔ اگر شاہی محلوں میں ان عورتوں کا راج نہ ہوتا جو برسوں اردو زبان میں پچکے پچکے امرت گھولتی رہیں تو آج اردو کا مزاج ہی دوسرا ہوتا اور شاید اس کو یہ حلاوت اور شیرینی نہ ملتی۔ اس دور میں عورت کی اردو شاعری یا عورت کی اردو زبان کے جو نمونے خال خال ملتے ہیں وہ بذاتِ خود قابلِ قدر سرمایہ ہیں۔

نور جہاں اس دور کی ایک تابناک یادگار ہے اس کی مادری زبان فارسی تھی لیکن اگر صاحب "جلوہ خضر" کی روایت کو صحیح مانا جائے تو اس نے بھی اردو میں شعر کہے ہیں۔

دی جگہ زخم جفا کو دل صد چاک میں ہم
دیکھیں گر کچھ بھی وفا اس بت بے باک میں ہم
نقشِ پا کی طرح اے راحتِ جانِ عاشق
تیرے قدموں سے جدا ہو کے ملے خاک میں ہم

نور جہاں کے ان اشعار میں جگہ جگہ اضافتیں ہیں کیونکہ اس زبان کا محل فارسی کی بنیادوں پر کھڑا ہے اور اس دور میں ایسی عورتیں گنتی ہی کی تھی جن کی مادری زبان فارسی ہو۔

مشکل یہ ہے کہ اس دور میں نہ تو ہندوستانی عورتوں کی تصانیف ہم کو ملتی ہیں اور نہ شاعری جس کی بنا پر ہم اس اردو کا اندازہ لگا سکیں جو اس وقت عام عورتوں کی زبان تھی۔ لیکن ان کے گیت، گانے، طہار، سوہر، زچہ گیریاں، اب بھی زندہ ہیں۔ جن سے نہ صرف عورتوں کی جودت طبع کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس زبان کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو اس دور میں عورتوں کی بولی تھی۔ چنانچہ سلیم کی پاٹ رانی جودھابائی کی شادی کی تفصیلات میں نواب نصیر حسین خیالؔ اپنی کتاب مغل اور اردو میں یوں رقم طراز ہیں کہ:۔

| | |
|---|---|
| پربت بانس کٹا مورے بابل | نئے کا منڈھا چھوائے رے |
| منڈھے اوپر کلس سوہے | دیکھیں راجہ رانے رے |

ان بولوں کے ختم پر دولہن کا چنڈول آئے گا بادشاہ (اکبر) آگے بڑھے گا۔ سلیم کو بلوا کر اس سے پالکی اٹھوائے گا پھر خود کاندھا لگائے گا۔ سب کا دل بھر آئے گا راجہ رانے سامنے آئیں گے ہاتھ باندھ کر اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کریں گے اور بھرے دل سے کہیں گے۔

---

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ JAHANGIRS WIVES

مہاری رے بیٹی تہارے محلوں کی چیری ہم باند گلام رے
ہماری تہارے خادمہ بندے غلام

بادشاہ اس پر بالیدہ خاطر ہو کر جواب دے گا۔

تہاری رے بیٹی مہارے محلوں کی رانی تم صاحب سردار رے

یوں دلھن رخصت ہو گی راجپوتوں کی بیٹی اکبر کی بہو اور ملکہ ہند بنے گی۔ پاٹ رانی کہلائے گی۔ یہ سب کچھ ہوا۔ اکبر اور جہانگیر کا محل اس دن سے اتحاد کا راج گڑھ بنا جہاں ہندی اور فارسی شیر و شکر ہونے لگی۔"

مصنف موصوف ایک جگہ اور اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:-

"خرم یعنی شاہجہان کی پیدائش پر جہانگیر کے محل میں جو جشن ہوا اور حرم سرا میں جو خوشیاں منائی گئیں وہ ترکانہ نہیں بلکہ ہندوانہ تھیں۔ خرم پیدا ہوا تو ساری راجپوتی ریت رسمیں برتی گئیں۔ زچہ گیریاں گائی گئیں، ہندی سروں سے دل بہلایا گیا۔ دائی جی شہزادے کو گود میں لئے بیٹھی ہیں موتیوں کے تھال سامنے ہیں مگر ان کے بھاؤ نہیں پڑتے ہیں۔ ایک ایک ادا۔ اور بڑے بڑے ناتے سے ستا ستا کر کہتی ہیں:

ملنگے ہے جودھاجی کا راج لّلاجی کا نال نہ چھوائے
تھال بھر موتی رانی جودھا لائیں وہ بھی نہ لیوے یہ دائے

جب تک رانی جی کا آدھا راج پاٹ نہ لکھوالوں گی میں ماننے والی اور شہزادے (للاجی) کا نال کاٹنے والی نہیں۔ میرے آگے موتیوں کا جو تھال رانی جودھا بائی لائی ہیں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں۔"

رخصتی کے یہ گیت جو "بابل" کہلاتے ہیں امیر خسرو کے نام سے منسوب ہیں حالانکہ ان میں بہت کچھ رد و بدل ہوتا رہا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی اصل "روح" اور عورتوں کے جذبات کی شدت برقرار ہے۔ "بابل" کے لغوی معنے "باپ" یا "والد" کے ہیں اور ان گیتوں میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ رخصتی کے وقت بیٹی کی زبان سے باپ کو مخاطب کر کے کہلوایا گیا ہے چنانچہ شادی کے وقت دولہن کی رخصتی کے وقت یہی گیت گائے جاتے ہیں۔

اُردو زبان میں بابل کے گیت "دو" ہیں اور دونوں کے متعلق یہی کہا جاتا ہے کہ وہ "امیر خسرو" کے ہیں۔ واللہ عالم بالصواب۔ ان میں سے ایک گیت اودھ کی عورتوں میں عام تھا اور اس میں ہندی الفاظ بکثرت ہیں۔ دوسرا دہلی کی عورتوں میں رائج تھا اور ہندی کے لفظ نسبتاً کم ہیں۔ زبان سلیس ہے لیکن دونوں کا مرکزی خیال ایک ہے۔ اس کے ابتدائی بول ذرا سی رد و بدل کے بعد وہی ہیں جو اوپر درج ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

۱۔ ہرے ہرے بانس کٹاؤ بابل ہائے منڈھا چھواؤ لے پانوں کا

منڈھے اوپر کلس سوہے　　دیکھیں راجہ راو۔ رے
ہو مورے بابل

سونا رُوپا سب دیو بابل　　موتی دیئے انمول۔

۲۔ ایک نہ دیو بابل کا نگھی رے　　ساس نند بولیں بول۔ رے　　رے کنگھی

۳۔ اموا تلے مورا ڈولا جو پہونچا　　بیرن نے کھائی پچھاڑ
پردہ اٹھا کر جو ڈولے کا دیکھا　　جی پر لگا مورے گھاؤ رے۔۔۔۔
ہو مورے بابل

۴۔ نینوں کی پتلی بنا کر پایو　　کچا پلایو شیر۔۔۔۔
نو مہینے گوبھ میں راکھے　　آج نہ راکھی جلے رائے
ہو مورے بابل

خسرو نوین کی سہاگ کی　　جاگی پی کے سنگ
تن مورا من پیا کا　　ہو گیا ایک ہی رنگ۔۔۔ رے
ہو مورے بابل

اودھ کی یہ بابل میں نے لکھنو کی ایک بزرگ اور اپنی رشتہ دار خاتون سے ۱۹۳۵ء میں اپنی بڑی بہن کی شادی کے موقع پر سنی تھی۔ اس وقت میں سات یا آٹھ برس کی تھی لیکن حافظہ بچپن کی وجہ سے بہت تیز تھا۔ اسے اس کے بول یاد ہو گئے اور برسوں گرمی کی دوپہر دن میں سکھیوں کے ساتھ گڑیوں کے بیاہ میں یہ گیت دُہرائے گئے۔ جب میں نے یہ کتاب لکھی اس وقت اپنی یادداشت پر بھروسہ نہ کر سکی۔ اسی لئے اس کو شامل نہ کیا گیا لیکن اتفاق سے ۱۹۸۰ء میں انہیں بزرگ خاتون سے چاٹ گام میں ملاقات ہوئی اور میں نے اس کو لفظ بلفظ درست کیا بہر کیف اب تو کم ہی لوگ ایسے ہوں گے جن کو اس کے پورے بول یاد ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس بابل کی لے بڑی مشکل ہے۔ اس میں چڑھاؤ اتار بہت ہیں۔ اس لئے یہ زیادہ رائج نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں دہلی کی بابل آسان اور عام فہم ہے اور اب بھی زبان زد خاص و عام ہے وہی لڑکی کے جذبات ہیں اور مخاطب باپ ہے۔ کہتی ہے کہ۔

کاہے کو بیاہے بدیس۔ رے لکھی بابل مورے
بھیا کو دیا بابل محلا دو محلا ہم کو دیا پردیس رے۔۔۔۔ لکھی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس

ہم تو رے بابل بیلے کی کلیاں گھر گھر مانگے جائیں۔ رے۔ لکھتی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس

ہم تو رے بابل انگنا کی چڑیاں سانجھ بھئی اڑ جائیں رے۔ لکھتی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس

ہم تو رے بابل کھونٹے کی گائیاں۔ ہانکو جدھر ہنک جائیں۔ رے۔ لکھتی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس

طاقوں بھری میں نے گڑیاں جو چھوڑیں۔ تو چھوٹا سہیلیوں کا ساتھ رے۔ لکھی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس۔

محلوں تلے سے ڈولا جو نکلا۔ بیرن نے کھائی پچھاڑ۔ رے۔ لکھتی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس

پردہ اٹھا کر جو ڈولے کا دیکھا۔ بابل نہ بابل کا دیس رے۔ لکھتی بابل مورے
کاہے کو بیاہے بدیس

اس بابل کے دوسرے بند میں یہ کہہ کر لڑکی شکایت کرتی ہے کہ میرے بھائی کو محل دو محلا دیدیا اور مجھے پردیس میں بیاہ دیا۔ یہ شکوہ اس مخصوص طرز معاشرت کا پردہ فاش کرتا ہے۔ جو اس دور میں عام تھی۔ ہندوؤں نے کبھی بیٹی کو باپ کے ترکے کا مستحق نہ سمجھا اور ان کی تقلید میں بعض مسلمان گھرانوں نے یہی روش اختیار کی کہ ساری جائیداد کا مالک بیٹا ہی رہے۔

اکبر اور جہانگیر کے دور کو صدیاں گذر گئیں۔ امتداد زمانہ کے ہاتھوں نہ مغلوں کی شان رہی نہ راجپوتوں کی آن لیکن حیرت اس پر ہے کہ رخصتی کے اس گیت کے بول جس کو بابل کہتے ہیں اور زچہ گیروں رسوہراکے یہ بند شمالی ہند کے علاقوں میں اب تک رائج ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل ڈھولک کی تھاپ پر یہ گیت میں نے خود سنے ہیں۔ ان کے زندہ جاوید ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ عورتوں کی بولی تھی اور ان کا تاثر تھا، عورتوں کی زبان تھی۔ بخلاف اس کے نور جہاں کے اردو اشعار چونکہ عورت کے لکھے ہونے ہونے کے باوجود "عورت کی زبان" میں نہ تھے۔ اس پر فارسی کا رنگ غالب تھا باقی نہ رہ سکے اور انھیں مغلیہ دور میں عورت کی زبان ہونے کی سند حاصل نہ ہوسکی۔ ہندوستان کے بے شمار لوگ گیت، ملھار[۲]، سہرے، اسی دور کی اردو کی یاد دلاتے ہیں جو اس دور میں عورت کی زبان تھی۔

---

[۱] بیلی BEALE P-129

اکبر اور جہانگیر کے بعد اگر ہندی عورتوں سے شادی بیاہ کا سلسلہ ختم ہو جاتا تو شاید عورت اور مرد کی زبان اور بولی کا یہ فرق جو اس قدر نمایاں تھا رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا لیکن نسلاً در نسلاً سیاسی مصالح کی بنا پر یہ رواج باقی رہا چنانچہ جہانگیر کے عہد کے بعد کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ جہانگیر کی بہویں بھی ہندو رانیاں تھیں۔

۱۔ جہانگیر کے بیٹے پرویز کی شادی۔ راجہ سورج سنگھ راٹھور والئی جودھ پور کی بیٹی سے ہوئی تھی۔[۱]

۲۔ شاہجہان کے بیٹے مراد بخش کی بیوی سرسوتی بائی تھی۔[۲]

۳۔ راجہ کنور سنگھ کشتوار کی بیٹی شہزادہ شجاع (شاہجہان کے بیٹے) کے محل میں تھی۔[۳]

۴۔ داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ (شاہجہاں کے پوتے) راجہ جگ سنگھ راٹھور کی بیٹی سے شادی کی۔[۴]

۵۔ نادرا بائی راجہ راجو کشتوار اسٹیٹ کی بیٹی عالمگیر کی بیوی اور بہادر شاہ کی ماں تھی۔[۵]

تاریخ کے ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اردو کی توسیع اگر ایک طرف مغلوں کی فتوحات سے ہوئی تو دوسری طرف ان رانیوں کی وجہ سے جو مفتوح راجاؤں کی بیٹیاں تھیں۔ انھوں نے ساون کے گیت غیر منقسم ہندوستان میں اپنی خاص اہمیت رکھتے تھے اور ہمارے تمدن عکاسی کرتے تھے۔ اس موسم میں بھائی اپنی بہنوں کو سسرال سے جاکر خود لایا کرتے تھے۔ بہنیں ساون کی رم جھم میں میکے جانے کے لئے بیرن بھیا کی راہ دیکھا کرتی تھیں۔ دہلی اور اس کے نواح میں یہ دوہا عام طور پر مشہور تھا کہ

نیم کی نمولی پکی ساون کب آئے گا
جیئے میری ماں کا جایا ڈولی بھیج بلائیگا

اس کے بعد ایک ساون امیر خسرو کے نام سے منسوب ہے جو عورتوں میں زبان زدِ خاص و عام تھا جس میں پردیسی بیٹی اور ماں کے درمیان باقاعدہ مکالمے ہیں۔ (مکالمے)

بیٹی ______ اماں میرے بھیا کو بھیجوری کہ ساون آیا

[۱] معاصر الامرا۔ جلد دوم
[۲] کافی خاں۔ جلد دوم
[۳] BEALE P-139
[۴] J-S-SARKAR-V-I-

ماں ——— بیٹی تیرا بھیا تو بالا ری کہ ساون آیا
بیٹی ——— اماں میرے ابا کو بھیجوری کہ ساون آیا
ماں ——— بیٹی تیرا ابا تو بوڑھا ری کہ ساون آیا
بیٹی ——— اماں میرے ماموں کو بھیجو ری کہ ساون آیا
ماں ——— بیٹی تیرا ماموں تو بانکا ری کہ ساون آیا
بیٹی ——— اماں میرے چچا کو بھیجو ری کہ ساون آیا
ماں ——— بیٹی تیرا چچا تو چھیلا ری کہ ساون آیا

اس ساون میں وہ ساری تڑپ موجود ہے جو ایک لڑکی کے دل میں اپنے میکے کے لئے ہوتی ہے۔ وہ بھائی کو بلاتی ہے لیکن وہ بچہ ہے۔ بہن کی سسرال تک نہیں جا سکتا۔ باپ کو بھیجنے کیلئے کہتی ہے مگر وہ بوڑھا ہے۔ سفر نہیں کر سکتا۔ 'ماموں' بانکے ہیں اور چچا جو ماں کے دیور ہیں چھیلا ہیں۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ 'ماں' نے اپنے بھائی کے لئے "بانکے" اور شوہر کے بھائی کیلئے 'چھیلا' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جیسا کہ میں بتا چکی ہوں اودھ کے گیتوں میں ہندی کے الفاظ بہت ہیں اور مضامین کا تنوع بھی زیادہ ہے۔ اس لئے وہاں کے ساون تاثر سے بھرپور ہیں۔ ان میں مختلف جذبات کی عکاسی ہے۔ مثلاً ایک انتہائی دردناک ساون ہے جس میں ایک ایسی لڑکی کے تاثرات ظاہر کئے گئے ہیں جس کی ماں زندہ نہیں ہے۔ بھائی بہن چھوٹے ہیں۔ اس لئے میکے سے کوئی لانے لیجانے والا نہیں ہے۔ چنانچہ وہ کہتی ہے۔

کیسے ٹوٹا مورا کنگنوا کیسے چھوٹا مورا نے ہروا

(کیا وجہ ہوئی جو میرے ہاتھ کا کنگن ٹوٹ گیا؟ اور میرا میکہ مجھ سے کس طرح چھوٹ گیا)
پھر خود ہی کہتی ہے کہ

پانی بن سوکھیں تال تلیاں

اماں بن چھوٹا مورا نے ہروا

(یعنی جس طرح پانی کے بغیر تال اور چھوٹے چھوٹے تالاب سوکھ جاتے ہیں اسی طرح 'ماں' کے نہ ہونے سے میرا میکہ چھوٹ گیا کیونکہ وہی محبت کا سرچشمہ تھی اور اسی کے دم سے میرا وہاں آنا جانا تھا۔ اس میں بھائی بہنوں کی محبت کی طرف لطیف اشارہ ہے جن کا دارومدار ماں کی الفت پر ہے۔ جب ماں ہی نہیں تو پھر کوئی نہیں۔ اس احساس کے بعد شدت اضطراب میں

کہتی ہے کہ

سکیاں میں چیر چیر نیا بنیٔ ہوں
جا پہونچوں وا پہ اپنی نگریا

(میرا دل چاہتا ہے کہ بانس کی سینکیں چیر چیر کر اس کی ناؤ بناؤں اور اس پر بیٹھ کر دریا پار کر کے اپنے میکے میں جاؤں۔)

جذبات کی اس شدت کا شاید ہی کہیں جواب ملے کہ ایک لڑکی دریا پار کرنے کے لئے پوری کشتی بنانے کو تیار ہے تاکہ وہ اپنے میکے پہونچ جائے اور سسرال میں کوئی اس کو طعنہ نہ دے کہ اور لڑکیاں میکے میں ہیں اور تم اب تک یہیں پڑی ہو۔

آگے چل کر کہتی ہے۔

جب موری نیا بیچ دھارے میں پہونچی
دیکھن لاگے گاؤں کے مکھیا

(بانس کی ناؤ بنا لینے کے بعد وہ خیال ہی خیال میں ندی پار کرنے لگی۔ سوچا کہ جب یہ ناؤ منجدھار کے دھارے میں پہنچے گی تو سب سے پہلے گاؤں کا مکھیا آئے گا کہ یہ کیسی کشتی ہے جو ڈگمگا رہی ہے۔ کون ہے جو اس پر آ رہا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ اس کو پار لگانے کا بندوبست کرے گا۔)

جب موری نیا کنارے پہ پہنچی
ملنے کو آئیں سنگی سہیلیاں

جب یہ ناؤ کنارے پر پہونچی تو وہ لڑکیاں دوڑتی ہوئی آئیں جو بچپن کی سہیلیاں تھیں اور جن کے ساتھ وہ کھیلتی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد وہ 'ڈولی' میں بیٹھ کر گھر جائے گی اور اس عالم میں کہ اس کے بھائی بہنوں کو خبر تک نہ ہوگی کہ کون آ رہا ہے۔ اس لئے کہتی ہے۔

جب مورے ڈولی دوارے پر پہونچی
ملنے کو دوڑے بھیّا بہنیا

خیر یہ تو تھے اس لڑکی کے تاثرات جو افتاں و خیزاں اپنے میکے پہونچ گئی۔ اب ذرا اس کی بولی سن لیجئے جو بھرے ساون میں میکے میں کچھ دن گزارنے کے بعد واپس سسرال جا رہی ہے کہتی ہے۔

بن جاتی نگریا میں بھولی ڈگریا
اب سدھ لو مورے رام رے

مطلب صاف ظاہر ہے کہ قدم قدم پر پاؤں لڑکھڑا رہے ہیں۔ خدا ہی ہے جو یہ کٹھن منزل آسان ہو۔ بڑی مشکل سے جی کڑا کیا ہے۔

اماں کے رونے سے ندیا بہت ہے۔ باوا کے روئے تال رے
بیرن کے روئے سے نگری وقت ہے بھوجی کے ایک آنسو رے

(ماں اتنا رو رہی ہے کہ ندی بہہ رہی ہے۔ باپ کے آنسوؤں سے تال بھر رہا ہے۔ بھائی اس طرح رو رہا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ پوری بستی رو رہی ہے۔ صرف بھاوج ہے جس کی آنکھوں میں کوئی آنسو نہیں ہے۔)

نند بھاوج کی پرانی چپقلش روائتی نوک جھونک اس میں صاف نظر آتی ہے۔ خصوصاً آگے والے "بول" سے

اماں کہیں بیٹی نیتھ اوسط آؤ — باوا کہیں چھٹ ماس رے
بیرن کہیں بہنی کا ماسے کا جا — بھوجی کہیں کون و کام سے

یعنی رخصتی کے وقت ماں تو کہتی ہے کہ بیٹی اٹھتے بیٹھتے جب بھی وقت ملے چلی آیا کرو۔ ابا کہتے ہیں کہ کم سے کم چھ مہینے بعد ہی آجایا کرو۔ اس کے بعد بیرن یعنی بھائی غالباً اپنی بیوی کی تیوری دیکھ کر کہتے ہیں کہ بہن گھر میں کوئی کام کاج ہو تو آجانا لیکن بھاوج فوراً جواب دیتی ہے کہ فی الوقت ایسی کوئی تقریب یا کام کاج نہیں ہونے والا ہے۔

عورتوں کی زبان میں گیتوں کا وہی مقام ہے جو اردو ادب میں شاعری کا ہے۔ ادب شعر کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور عورت کی زبان گیتوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی جن میں ہر موقعہ اور محل کے تاثرات موجود ہیں اگر میں ان پر لکھنے بیٹھوں تو اس کے لئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہوگی۔ اس لئے یہاں صرف دو ایک مثالوں پر اکتفا کر رہی ہوں۔

ہندوستانی زبان کے خاکے میں جس اردو کا رنگ بھرا وہ اس اردو سے مختلف تھی جو فارسی کی بنیادوں پر مردوں نے لشکر میں لاشعوری طور پر بنائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک عورتوں اور مردوں کی زبان میں ایک نازک سا فرق چلا آرہا ہے۔

عہد عالمگیری میں مردوں میں جو اردو رائج تھی اس کے نمونے نایاب نہیں ہیں۔ عالمگیر کی بیٹی زیب النساء

دلرس بانو کے بطن سے تھی دلرس بانو مرزا بدیع الزماں عرف شاہنواز خان کی لڑکی تھی جو شاہان ایران کی نسل سے تھا۔ دلرس بانو کا مقبرہ اب تک اورنگ آباد میں ہے اور تاج محل ثانی کہلاتا ہے، زیب النساء کی مادری زبان فارسی تھی چنانچہ اس کے شعر فارسی میں ہیں۔ لیکن نور جہاں کی طرح اس نے بھی اردو میں شعر کہے ہیں۔ جس میں لازمی طور پر اضافتیں زیادہ ہیں۔

سید فرزند احمد صاحب بلگرامی تذکرہ جلوۂ خضر لکھتے ہیں کہ میں نے زیب النساء کے اُردو شعر خود دیکھے ہیں۔

اس سے قبل مشہور تذکرہ نویس موسیو گارساں دتاسی (فرانیسی) لکھتے ہیں کہ زیب النساء کے شعر اُردو میں موجود تھے۔

اگر نور جہاں کے متعلق صاحب جلوہ خضر کی روایت کو غلط بھی مان لیا جائے تب بھی زیب النساء کے معاملے میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم مورخین کے قول کو جھٹلائیں۔ کیونکہ نور جہاں اور زیب النساء میں ماحول ذوق اور فارسی کا مادری زبان ہونا مشترک ہے اور بہ نظر غائر دیکھا جائے تو زیب النساء کے لئے اُردو شعر کہنا نور جہاں کی بہ نسبت زیادہ آسان تھا کیونکہ عالمگیر کے دور میں اردو نسبتاً زیادہ پختہ ہو چکی تھی اور مغلوں کے مزاج میں کافی رچ بس گئی تھی۔

زیب النساء کے اُردو شعر بھی نور جہاں کے اردو شعر کی طرح عنقا ہیں کیونکہ یہ شعر فارسی آمیز اردو کے تھے۔ عورتوں کی زبان پر جو اُردو رائج تھی وہ اور تھی اور اس اُردو کے نمونے ہندی دوہوں میں ملتے ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور دوہے یہ ہیں۔

چھپر پرانے ہوگئے اور کٹر کن لاگے بانس
آون آون کہہ گئے ہو گئے بارہ بانس (ماس: مہینہ)

اس دوہے کا پس منظر یہ ہے کہ اورنگ زیب جب دکن کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا تو دہلی سے کثیر فوج لے کر گیا۔ اور پھر دیں سالہا سال گذار دیئے۔ دہلی کی عورتیں اپنے شوہروں کے انتظار میں تھک گئیں اور یہ دوہا کہا: ظاہر ہے کہ نئے بانس منگا کر چھپر چھوانا ان کے بس میں نہ تھا اس کام کے لئے "مردوں" کا ہی انتظار کر رہی تھیں۔ ایک برس بیتا، دو برس گزرے، تیسرا برس شروع ہوا اور ان بیچاریوں کی قوت انتظار ختم ہوئی تو بولیں

دِلی شہر سہاونا اور کنچن برسے نیر
سب کے کنتھ بٹور کرلے گئے عالمگیر
(کنچن = سونا - نیر = پانی - کنتھ = شوہر)

اس دوہے کا جواب اب پردیسی لشکریوں نے دکن سے یوں دیا۔

بیٹھی رہو قرار سے اور من میں راکھو دھیر
اب کے بچھڑے تب ملیں، جب بھورین عالمگیر (بھورین = بلٹیں)

لیکن قرار سے بیٹھنے اور "من میں راکھو دھیر" کی بھی ایک مدت ہوتی ہے، عالمگیر سیاسی، اغراض کی بنا پر دکن ہی میں ڈیرا ڈالے بیٹھا رہا۔ اور دہلی کی عورتوں پر ایک جگ بیت گیا۔ چنانچہ بے قرار ہو کر کہا۔

سونا لینے پی گئے اور سونا کر گئے دیس
سونا ملا نہ پی ملے روپا ہو گئے کیس (کیس = بال)

دکن میں بس جانے والے سپاہی اب اپنے وطن واپس ہونے سے مایوس ہو چکے تھے، امتدادِ زمانہ نے جوانوں کو بوڑھا کر دیا تھا۔ ان کے جھریوں دار چہرے پر اب داڑھیاں نور برسانے لگی تھیں۔ لہٰذا اس دوہے کے جواب میں اس کے سوا اور کچھ نہ کہہ سکے کہ:

داڑھی ہتی سنبل بھئی ، آنکھیں بھئی نرگس
جیسے کنتھا گھر رہے .. ویسے رہے بدیش

یہ دوہے پورے یا ان کے مصرعہ ثانی ہندوستان کی تقسیم سے قبل تک بطور ضرب الامثال عورتوں کی زبان پر رائج رہے۔ ان کے متعلق چند مورخین کو شک ہے کہ یہ واقعی عورتوں کے لکھے ہوئے ہیں یا ان کی طرف سے ان کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے کسی مرد شاعر نے لکھے ہیں؟ ایک تو "سونا لینے پی گئے اور سونا کر گئے دیس" جو مال و زر کی ہوس کا طعنہ ہے "روپا ہو گئے کیس" میں جو یاسیت ہے "سب کے کنتھ بٹور کر لے گئے عالمگیر" میں جو کیفیت ہے وہ عورت ہی کے جذبات اور احساسات کی غمازی کرتے ہیں۔ دوسری طرف جو دوہے مردوں سے منسوب ہیں ان میں "قرار" اور "سنبل" دو لفظ فارسیت کے ترجمان ہیں اور واقعی مردوں کی زبان میں معلوم ہوتے ہیں۔ بفرض محال اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ سارے دوہے کسی ایک ہی مرد شاعر نے واقعات اور حالات سے متاثر ہو کر لکھے ہیں۔ تب بھی یہ ماننا پڑے گا کہ جس کسی نے بھی عورتوں کی یہ ترجمانی کی ہے عورتوں ہی کی زبان میں کی ہے اور مردوں کی طرف سے جواب دیتے وقت بھی اس نازک سے فرق کو ملحوظ رکھا ہے جو عورتوں اور مردوں کی زبان کے مابین موجود تھا اور اب تک چلا آ رہا ہے۔

اس طرح ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہندی مرد اور ہندی عورت کی زبان کے فرق کی جو داغ بیل اکبر اور جہانگیر کے دور میں پڑ چکی تھی وہ اب اور نمایاں ہو گئی اور اسی خاکے میں عورت کی جودت طبع نفاستِ مزاج اور ذہانت نئے نئے رنگ بھرتی ہے۔

○

باب ۴

# عورتوں کی زبان مغلیہ دور کے بعد

ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار نے جہاں ایک وسیع شہنشاہیت پیدا کی وہاں شاہی محلوں میں رہنے والی ہندی راجکماریوں نے ایک مخلوط تمدن اور مخلوط زبان پیدا کی۔ ہندوستان کی یہ زبان اور تمدن ایشیا کا تمثیلی تمدن تھا جس میں اونچے گھرانے کے ہندو اسلامی رسم و رواج سے اور دیہاتی علاقوں کے غریب مسلمان ہندی تہذیب و تمدن سے متاثر تھے۔

اس مخلوط تمدن نے ایک طرف خشک مذہبی اور عربی ماحول کو رقص و سرود کی رنگینیاں بخشیں تو دوسری طرف اہلِ ہند کی جھولیاں بصیرت اور فراست کے موتیوں سے بھر دیں۔ ہولی کی رنگینیاں، دیوالی کے چراغاں، ساون کے جھولے بسنت کی بہاریں، ہندی مسلمانوں کو ایسی بھائیں کہ جیسے ان کے اپنے تہوار ہوں۔ ہندی گیت رسمیں، اپنی دلکشی کی وجہ سے چھاتی چلی گئیں اور مسلمانوں کی فراخ دلی اور رواداری ان کو اس حد تک اپناتی گئی کہ اکبر کے عہد کا یہ نشہ عالمگیر کی ترش سے بھی نہ اترا۔ اور اورنگ زیب باوجود پکا مسلمان ہونے کے ہندی راجکماریوں سے اپنے بیٹوں کے محل آباد کئے بغیر نہ رہ سکا۔

۱۔ کوچ بہار کے راجہ بے درج سنگھ کی بیٹی شہزادہ اعظم کی رانی تھی [۱]

۲۔ کلیان کنور، موہن پور کے والی کی بیٹی اور شہزادہ کام بخش کی بیوی تھی۔

۳۔ بائی بھوپ تائی راجہ کشتور کی لڑکی اور شہزادہ سلطان کی بیوی تھی۔

۴۔ شہزادہ معظم جو عالمگیر کے بعد بہادر شاہ اول کے نام سے تخت نشین ہوا اورنگ زیب کا بیٹا

---

[۱] حوالے کے لئے دیکھئے۔ معاصر العالمگیر

تھا اور رائے روپ سنگھ راٹھور کا داماد تھا [3]

۵۔ نظام بائی لال کنور بہادر شاہ کی بیوی اور جہاندار شاہ کی ماں تھی [4]

۶۔ انوپ بائی جہاندار شاہ (بادشاہ) کی بیوی اور عالمگیر ثانی کی ماں تھی [5]

۷۔ بہادر شاہ کے بیٹے شاہزادہ عظیم الشان کی بیوی کیسری سنگھ کی بیٹی تھی [6]

۸۔ راجہ اجیت سنگھ نے جو مہاراجہ جسونت سنگھ والیٔ جودھ پور کا بیٹا تھا۔ بادشاہ فرخ سیر کا خسر تھا [7]

۹۔ محمد شاہ کی بیوی ادھم بائی تھی [8]

۱۰۔ بلال کنور عالمگیر ثانی کی بیوی اور شاہ عالم کی ماں تھی [9]

۱۱۔ لال بائی اکبر ثانی کی بیوی اور سراج الدین بہادر شاہ ظفر کی ماں تھی [10]

تاریخ کے ان بے شمار حوالوں سے ہمارا مقصد صرف یہی ہے کہ اردو اپنے ابتدائی دور سے لے کر آج تک عورت ہی کی مرہون منت رہی ہے، سلطان محمد قاسم سے لے کر مغلیہ عہد کے خاتمے تک جن غیر معمولی حالات میں اردو نے جنم لیا اس کا سہرا رزم آرا مردوں کے سر نہیں بلکہ بزم آرا عورتوں کے سر ہے جو راج محل سے نکل کر شاہی حرم میں گئیں اور وہاں چپکے چپکے الفاظ کے نگینے تراشتی رہیں زبان کو سلاست اور لوچ دے کر اس میں اپنے لہجے کی حلاوت اور شیرینی گھولتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کسی زبان میں عورتوں اور مردوں کی زبان میں اتنا فرق نہیں ہے جتنا اردو میں ہے۔ کیونکہ اردو کی پیدائش اور پرورش جن غیر معمولی حالات میں ہوئی اس سے شاید ہی کوئی اور زبان دوچار ہوئی ہو۔ اس پر ہندوستان میں پردے کی رسم اور عورتوں کی گھروں کے چہار دیواری کے اندر محدود زندگیوں نے اس فرق کو روز بروز اور نمایاں ہونے کا موقع دیا۔ مغلیہ دور کے خاتمے کے بعد جب اردو پر جلا ہوئی اور اس کا اصلی رنگ روپ نکھرا تو دہلی اور لکھنؤ میں بھی عورتوں کی زبان مردوں کی زبان سے نمایاں طور پر الگ ہوتی رہی اور بعد کو بیگماتی زبان کہلائی۔

وہ دہلی کا شاہی قلعہ ہو یا لکھنؤ میں واجد علی شاہ کا قیصر باغ بیگماتی زبان اپنی دلکشی اور دل نشینی کی وجہ سے ہمیشہ مقبول رہی۔ یہاں تک کہ مرد شعراء نے اس کو اپنایا۔ ریختی میں شاعری کی۔ اور عورتوں کے محاورے، الفاظ اشاروں کنایوں کو زندہ جاوید کرنے کے لئے انہیں آبگینوں کی طرح اپنی غزلوں اور

---

[3]، [4]، [5] بلکہ حوالے کے لئے دیکھئے BEALE-P-49

[6]، [7] BEALE-P-45

[8] ماثر السعادات

[9]، [10] BEALE-P-95

واسوخت میں محفوظ کیا۔ اردو زبان کو الفاظ کا جو سرمایہ عورت نے دیا وہ اتنا بیش بہا ہے کہ اگر اس کو ضائع کر دیا جائے تو اُردو زبان ہی ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"اُردو زبان کی ایک اور خصوصیت ہے جس پر بہت کم لوگوں نے توجہ دی ہے وہ عورتوں کی زبان ہے۔ یوں تو دنیا میں اور بھی زبانیں ہیں جن میں مردوں اور عورتوں کی بول چال میں کچھ نہ کچھ فرق ہے لیکن اُردو زبان میں یہ امتیاز بہت زیادہ نمایاں اور گہرا ہے۔ اُردو نے جس خطے میں جنم لیا جہاں جہاں اس نے زیادہ رواج پایا وہاں پردے کی رسم رائج تھی اس لئے عورتوں اور مردوں کی معاشرت میں بڑا فرق ہو گیا۔ عورتوں کے الفاظ محاورے اور طرز بیان، بول چال بھی کچھ الگ ہو گئی۔ عورتوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے وہ انسانوں اور چیزوں میں بعض ایسی چھوٹی چھوٹی خوبیاں، کمزوریاں دیکھ لیتی ہیں۔ جن پر مردوں کی نظریں نہیں پڑتیں۔ پردے میں رہنے کی وجہ سے ان کا وقت امور خانہ داری، بچوں کی نگہداشت، شادی بیاہ رسم و رواج کی پابندی اور اس کے متعلق بعضے معاملات میں اس میں صرف ہوتا ہے۔ اور اس اقلیم میں ان کی عملداری کامل ہوتی ہے پھر ان کی زبان اور لہجے میں قدرتی نفاست اور لوچ ہوتا ہے۔ اس لئے انھوں نے اپنے تعلق کے لحاظ سے جو طرح طرح کے لفظ اور محاورے بنائے ہیں وہ بڑے لطیف نازک اور سبک ہیں وہ گیت جو عورتوں نے لکھے ہیں۔ بہت پر لطف دلکش اور نفسیاتی اعتبار سے قابل قدر ہیں۔ ایسے الفاظ جن کا زبان سے نکالنا بدتمیزی سمجھا جاتا ہے یا جن کے کہنے میں شرم و حجاب مانع ہوتا ہے عورتیں ایسے الفاظ نہیں بولتیں، ہیں۔ بلکہ وہ اس مضمون کو لطیف پیرائے۔ تشبیہ اور استعارے کے رنگ میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کر جاتی ہیں۔ عربی اور فارسی کے ثقیل الفاظ جن کا تلفظ آسانی سے ادا نہیں ہوتا وہ (عورتیں) ان کو سلیس اور سڈول بنا لیتی ہیں۔ ہماری عورتوں کے الفاظ اور محاورے وغیرہ زیادہ تر ہندی ہیں یا عربی فارسی کے الفاظ ہیں۔ انھیں ایسا تراشا ہے کہ ان میں اردو کی چمک دمک پیدا ہو گئی ہے۔ اب جدید حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ جہاں ہماری اور بہت سی چیزیں مٹتی جا رہی ہیں یہ لطیف زبان بھی ختم ہو رہی ہے۔ دکنی گو شعراء کا یہ بڑا احسان ہے کہ انھوں نے اس زبان کو محفوظ کر لیا ہے۔ اس زبان کے سینکڑوں ہزاروں الفاظ محاورے مثلیں ادبی زبان میں آگئی ہیں اور اب ہمارے ادب کی زینت ہیں"۔

(خطبہ صدارت اردو کانفرنس علی گڑھ)

بابائے اُردو کے اس بصیرت افروز خطبے اور تاریخ کی ان کثیر شہادتوں کے بعد اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ اردو کی داغ بیل کا سہرا مردوں کے نہیں بلکہ گھر کے اندر بیٹھنے والی عورتوں کے سر ہے۔

عورتوں نے اُردو کے ہزارہا الفاظ کیوں وضع کیے؟ یا ان کو تراش خراش کر اردو کی آب و تاب کیوں دی۔ اس کے کئی ایک وجوہ ہیں۔ تاریخی پس منظر کے علاوہ دوسرے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ ہندوستان میں پردے کی رسم عام تھی۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ میل جول ہر مذہب اور ہر طبقے میں معیوب تھا اس کے ذمہ گھر کے فرائض تھے اور اس کو اپنی چار دیواری سے نکلنے کا بہت کم موقع ملتا تھا اس لئے برسہا برس اس کی زبان بیرونی اثرات سے پاک رہی۔ لشکری اردو کے وہی الفاظ اس نے سنے جو گھروں میں شوہر، باپ یا بھائی نے بولے۔ براہ راست فارسی کا اثر ہندی زبان پر اس نے قبول نہ کیا، یہی وجہ تھی کہ اس کی زبان الگ رہی۔ پردے کو موجودہ دور میں خواہ کتنی بڑی لعنت ہی کیوں نہ تصور کیا جائے یہ ماننا پڑے گا کہ اردو کے لئے اس دور میں پردے کی رسم رحمت بن گئی اور صنف نازک کی بسائی ہوئی یہ دنیائے لطیف باہر کی ہوا سے پاک رہی ان کے ٹکسال میں جو نرم و شیریں الفاظ ڈھلے ان پر ان ہی کی نغمہ بار آوازوں کی ضرب پڑتی رہی۔

دوسرے لوگوں کے میل جول سے زبان کس قدر متاثر ہوتی ہے اس کے لئے میر تقی میر کا واقعہ مشہور ہے کہ دہلی کی تباہی کے بعد جب وہ لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے تو بوجہ زبوں حالی ان کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ پوری شکرام کرائے پر لے سکتے۔ چنانچہ اور مسافروں کے ساتھ لکھنؤ جانے والی شکرام میں بیٹھ کر دہلی سے روانہ ہوئے۔ بدقسمتی سے ان کا ہمسفر ایک تاجر تھا۔ جس نے میر تقی میر سے باتیں شروع کیں۔ پہلے پہلے تو میر صاحب نے جواب دیا بعد کو ہاں ہوں کر کے ٹال دیا۔ لیکن وہ تاجر برابر ان کو مخاطب کرتا رہا۔ بالآخر میر صاحب کو خاموش پاکر بولا۔ بھائی بات کیجئے تو راہ کٹے۔ آپ تو خاموش ہیں۔" میر تقی میر کے ماتھے پر بل پڑ گئے تنگ کر بولے۔ بات کرنے سے آپ کا راستہ کٹتا ہے اور میری زبان خراب ہوتی ہے یہ تو تھا زبان کا تحفظ۔ جس کی وجہ سے میر نے سارا راستہ خاموشی سے کاٹ دیا لیکن کسی ایسے شخص سے بات نہ کی جس سے گفتگو کر کے زبان معرض خطر میں پڑ جاتی۔

۲۔ زبان کے تحفظ کی دوسری وجہ عورت کی کم علمی تھی۔ اس دور کے تمدن میں جب عورت کو باہر نکالنا ہی حرام تھا تو اس کی تعلیم کا کیا سوال پیدا ہو سکتا تھا۔ ہماری قدیم معاشرت کے اس پہلو نے اگر ایک طرف عورت کو جاہل مطلق رکھا تو دوسری طرف اس کو الفاظ کی تلاش غیر زبانوں کے سامنے کاسۂ گدائی لے کر بھیک مانگنے کی ذلت سے بچا لیا۔ جہاں تمہیں ضرورت پڑے اس نے بیسوں الفاظ خود وضع کر لئے اور بعد کو یہی الفاظ مردوں کی زبان پر چڑھ کر اردو ادب کی دنیا میں یوں گھل مل گئے کہ اب ان علیحدہ کرنا دشوار ہے تاہم عورتوں کے بنائے ہوئے لفظوں کی ایک طول و طویل فہرست اب بھی چھان بین کے بعد ملتی ہے۔

۳۔ اس طرز معاشرت کا تیسرا نمایاں پہلو یہ تھا کہ عورتیں کاروبار میں مردوں کے دوش بدوش نہ تھیں

خوشحالی اور بے فکری کے اس دور میں وہ بڑے اطمینان سے بچوں اور اپنے گھر کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔ فرصت کا وقت بھی گھر کی چار دیواری میں گھریلو دلچسپیوں ہی میں صرف ہوتا تھا۔ اور ان کے پاس بہ آسانی اتنا وقت نکل سکتا تھا کہ وہ غور و خوض کر کے نئے نئے الفاظ ایجاد کریں، ذہن، دماغ اور قوتِ متخیلہ اور تخلیقی صلاحیتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ اور عورت کی فطرت میں قدرت نے ان کا بہت بڑا خزانہ محفوظ رکھا ہے تاکہ وہ نومولود کے اشارے سمجھ سکے۔ اس کو اپنی بات سمجھا سکے۔ اور اپنا وہ تمام ورثہ جو اس کے آباؤ اجداد نے اس کے سپرد کیا تھا اپنی اولاد کو سونپ سکے۔ گھر کی چار دیواری میں بیٹھنے والی ان عورتوں کی قوتِ تخلیق بھی نچلی نہ بیٹھ سکی۔ چنانچہ ان کی وہ فطری صلاحیتیں جو ادب، سائنس ڈاکٹری اور شاعری کے میدان میں نبرد آزما ہو سکیں الفاظ کے ڈھالنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اور سچ پوچھئے تو یہی پرانی عورتیں جن پر ہم جہالت کا الزام لگاتے ہیں۔ اردو ادب کے سرمائے کو ایسے بیش بہا موتیوں سے مالا مال کر گئیں جن پر ہماری تاریخ، ہماری تہذیب اور ہمارا تمدن قیامت تک بجا طور پر فخر کرے گا۔

ہر محقق، ہر ادیب، ہر اردو پرست محسوس کرتا ہے کہ نرم دشیریں الفاظ کی یہ جگمگاتی ہوئی کرنیں جن سے اردو نظم و نثر کے ایوان روشن ہیں ان تنگ و تاریک گھروں میں پھوٹی ہیں جہاں عورتیں راج کر رہی تھیں۔

وہ الفاظ جو عورت نے ایجاد کئے ہیں۔ بڑی بھاری تعداد میں اُردو زبان میں موجود ہیں اور ان کی ایک پوری لغت تیار ہو سکتی ہے۔

ہر ہر لفظ پر الگ الگ بحث کرنے کے بجائے ہم پہلے ان محرکات کا جائزہ لیں گے جنھوں نے عورتوں کو الفاظ وضع کرنے، ان کے تلفظ سلیس کرنے یا معنی بدلنے پر مجبور کیا ہے۔ انھیں محرکات کے تحت زیادہ سے زیادہ الفاظ بطور مثال پیش کر کے اس کی تشریح کریں گے۔ چنانچہ عورتوں کے بنائے ہوئے الفاظ کو ہم مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کرتے ہیں۔

## عورت کے ایجاد کردہ الفاظ۔

ایسے الفاظ جو بچوں کے لئے ایجاد کئے گئے۔

ایسے الفاظ جو ضروریاتِ خانہ داری کے لئے ایجاد ہوئے۔

ایسے الفاظ جن کے مترادف عربی یا فارسی میں نہیں ہیں۔

وہ الفاظ جن کے قریب المعنی لفظ اردو ادب میں موجود ہیں مگر عورت کے نزدیک ان سے پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا۔

کیفیات کا اظہار اور صوتی اثرات۔

## الفاظ کی تراش خراش:۔

مصدر سے اسم بنانا۔
صفت یا اسم سے مصدر بنانا۔
اسم سے اسم فاعل بنانا۔
اسم یا فعل سے اسم فاعل بنانا
سنسکرت کے الفاظ۔
تلفظ کی تبدیلی۔
ایسے الفاظ جن کے معنے عورتوں نے بدل دیئے۔
ترجمے۔
غلط ترکیبیں۔

## عورتوں کی زبان پر معاشرت کا اثر:۔

ایسے الفاظ جو توہم پرستی کی بنا پر ایجاد ہوئے۔
اشارے وکنائے جو بوجہ شرم و حیا، وضع ہوئے۔

## عورتوں کی زبان میں طنز و مزاح

کلماتِ بیزاری۔
گالیاں کوسنے۔
ہمدردی و دعائیں۔

## عورتوں کا حساب کتاب:۔

## ایسے الفاظ جو زورِ بیان کے لئے ایجاد کئے گئے:۔

عورتوں کی زبان سے ڈھلے ہوئے اردو لفظوں کی چھان بین میں میں نے صرف سنے سنائے لفظوں پر بھروسہ نہیں کیا ہے بلکہ پرانی نظم و نثر سے ان کی سند مہیا کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ لیکن اس تلاش و جستجو کے بعد بھی بہت سے لفظ ایسے رہ جاتے ہیں جن کی سند نہیں مل سکی۔ لیکن یہ لفظ کسی نہ کسی لغت میں موجود ہیں بعض الفاظ ایسے ہیں جو میں نے گھر کی بڑی بوڑھیوں سے سنے ہیں ان کا مفہوم اور محل استعمال جانتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ میرے اور کسی دوسرے صاحب فکر کے درمیان مختلف المعنی ہوں، کیونکہ لفظوں کا تلفظ، معنی اور استعمال صوبائی زبان، تمدن اور مقامی حالات سے بھی متاثر ہوا ہے ایک ہی لفظ کا مفہوم

کہیں کچھ ہے۔ کہیں کچھ اور شمال کے طور پر ڈولا شمالی ہند میں دولہن کی سواری کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ ڈولا دینا ڈولا جانا بیاہ کے معنوں میں رائج ہے لیکن دکن میں اسی لفظ کا مفہوم جنازہ ہے۔ اسی طرح "زیارت" ہونا کے معنی درشن ہونا یا ملاقات ہونا کے ہیں۔ اور دکن میں یہ لفظ خاص فاتحہ سوم کے لئے بولا جاتا ہے۔

صوبائی آب و ہوا نے جس طرح الفاظ کے معنی بدلے ہیں اس کا پس منظر تاریخی ہے اور غیر منقسم ہندوستان جیسے عریض و بسیط برصغیر میں یہ ممکن بھی نہ تھا کہ ہر علاقے میں ہر لفظ ایک ہی معنے میں بولا جائے۔

دوسری بات جس کی وضاحت میں ضروری سمجھتی ہوں یہ ہے کہ مجھے ہندوستان کے ہر صوبے کی عورتوں کے الفاظ نہ مل سکے کیونکہ مجھے نہ ہند کے مختلف صوبوں میں رہائش کا موقع ملا اور نہ کوئی کتاب ایسی دستیاب ہو سکی جس میں یہ الفاظ موجود ہوں میرے پیش نظر اودھ اور دہلی کی عورتوں کے الفاظ ہیں چنانچہ میں اپنی بہنوں سے معذرت خواہ ہوں اور استدعا کرتی ہوں کہ وہ اپنی علاقائی زبان کے اس قیمتی سرمایہ کو جو یقینی بیش بہا ہے۔ خود محفوظ کریں اور ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم آئندہ اس کو اپنی کتاب میں شامل کر سکیں۔

○

باب ۵

# عورت کے ایجاد کردہ الفاظ

## ایسے الفاظ جو بچوں کے لئے ایجاد کئے گئے

ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک عورت کے لئے سب سے زیادہ حیات آفریں شغل بچے کی پرورش ہے۔ اس ننھے سے معصوم دماغ میں نفی و اثبات صحیح و غلط اور اطراف و اکناف کی اشیاء کا تصور پیدا کرنا عورت ہی کا کام ہے۔ اور اس مشکل کو حل کرنے کے لئے ہر جگہ کی عورتوں نے اپنی علاقائی زبان کے مطابق عجیب عجیب ہلکے پھلکے لفظ تراشے اور صوتی اثرات کے ذریعہ اپنا مافی الضمیر بچوں تک پہنچا دیا۔

تا کرنا (پردے سے جھانکنا)، تتو بجانا (تالیاں بجانا)، ممار (پانی)، ہپا (کھانا)، دودھو (دودھ) چیزی (کھانے کی کوئی چیز) جیسے الفاظ کس شخص نے نہ سنے ہوں گے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ان الفاظ کی گونج کسی عورت کے نرم و شیریں لہجے میں سننے کے لئے ماضی کے بے شمار اوراقِ پارینہ الٹ کر پھر اسی دورِ زندگی میں "تا" کرنے کی ضرورت پڑے گی جس کو ہم بہت دور چھوڑ آئے ہیں۔

بچہ پیدائش کے بعد ماں کے منہ سے "اللہ اللہ" کے بعد جو لفظ بالعموم بچوں کو کھلانے گدگدانے اور ہنسانے کے لئے نکلتے ہیں وہ "آغوں غطے ہگو لا لاٹھی گو لا لاٹھی" ہیں ظاہر ہے کہ اس وقت بچے میں کسی بات کو سمجھنے کا شعور تک نہیں ہوتا وہ صرف ان آوازوں کو سنتا ہے اور اس پر چونکتا ہے پھر جب رینگنا شروع کرتا ہے تو اس رینگنے کے لئے "گھٹنیوں چلنا"، "بہیوں چلنا" کی اصطلاحیں خاص عورتوں کی ہیں اس کے بعد جب بچہ کھڑا ہونا سیکھتا ہے تو "کھڑا بڑا" کا لفظ سنائی دیتا ہے اور جب گر پڑتا ہے تو "بم یا دم" جیسے الفاظ عورتیں زبان پر لا کر بچوں کو کھڑا ہونے اور گرنے کا مفہوم سمجھاتی ہیں۔

"پیاں پیاں چلنا" "میوں میوں چلنا" پاؤں پاؤں صندل کے پاؤں" "پاؤں پاؤں کا

ڈولنا" عورتیں اس وقت کہتی ہیں جب بچے چلنا سیکھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بچوں کو مختلف باتیں سمجھانے کے لئے مختلف علاقوں کی عورتوں نے جو الفاظ وضع کئے ہیں وہ نہایت ہی سلیس سادہ اور شیریں ہیں۔ مثلاً۔

"ہا" = گرمی — "چھی" = گندگی
آبا = مٹھائی — اخی یا تھو = کڑواہٹ بری چیز
گدوگدو = گدگدی — چکّا = چراغ

اسی طرح جب بچوں کو عورتیں جھولا جھلاتی ہیں تو "جھجو جو" بولیں گی اور "جھجو" کے لفظ کے ساتھ ہی بچہ "جھولے" کا مطلب سمجھ لے گا۔ آنکھیں دھلاتے وقت "بکی کپی کو اکھائے دودھ ملیدہ بھیا کھائے" کہتی ہیں تاکہ بچہ بہلا رہے اور وہ اپنی آنکھوں میں پانی یا صابن لگنے کی تکلیف کو محسوس نہ کرے۔

اس کے بعد بچے کی زندگی میں وہ موڑ آتا ہے جب اس میں کچھ کچھ شعور پیدا ہونے لگتا ہے وہ اپنے ماحول کا جائزہ لیتا ہے اطراف واکناف کی تمام اشیاء کو تجسس کے ساتھ دیکھتا ہے پھر سراپا سوال بن کر ماں سے پوچھتا ہے۔ ماں ہر چیز کا نام کبھی بتلا کر کبھی الفاظ بگاڑ کر اپنی علاقائی زبان اور بچوں کی سمجھ کے مطابق بتاتی ہے۔ مثلاً۔

چیا = چڑیا — بیاؤں = بلی
گلو = گلہری — بھوں یا کتو = کتا
ککو = مرغی — مم یا ما = پانی
اللہ اللہ کرنا = پڑھنا — نندی یا نندو = نیند

بچوں کو ڈرانے کے لئے عورتوں نے جو الفاظ وضع کئے ہیں وہ الگ ہیں مثلاً "بی شادی" "حوا" "لولو" "جوجو" وغیرہ تاکہ بچوں کے دماغ میں ان کے ایک ذہنی نام کا تصور قائم ہو جائے اور وہ اس سے ڈرنے لگیں۔

آنے، جانے، اٹھنے، بیٹھنے، اور چلنے کے لئے الفاظ کو مختلف صورتوں میں سلیس بنا کر عورتیں ہاتھ کے اشارے سے بھی مدد لیتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے بچوں کی محبت اور پیار میں آکر بہت سی چیزوں کے اسمائے تصغیر بھی بنائے ہیں چونکہ بچوں کو ہر چیز کھلونوں میں ننھی منی ملتی ہے لہٰذا عورتوں نے ان کے نام بھی آسان اور سلیس بنا دیئے ہیں مثلاً۔

گلاس سے گلسیا — نیند سے ندیا
ناک سے نکیا — بھچیا سے بچھیا
کٹوری سے کٹوریا — چکی سے چکیا

بچوں کو جو کھلونے بالعموم دیئے جاتے ہیں ان کے لئے ایک لفظ "چٹے بٹے" خاص طور پر بولا

جاتا ہے۔ "چٹوا" جس کو بچہ منہ میں لے سکتا ہے دوسرا کھلونا ہے "جھنجھنا" بچوں کے لئے وضع کیا ہوا ایک خاص لفظ ہے جس میں "جھن جھن" کی آواز سے بجنے کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔

تندرست بچوں کے لئے جو الفاظ فرطِ محبت میں عورتیں بولتی ہیں وہ یہ ہیں۔ پھلردا سا لڑکا۔ گل گوتھنا سا بچہ، پھندنا سا بچہ، مٹکنا سا، بچوں کے پیشاب پاخانے کے لئے چھچھو، چھی چھی، بالوں کے لئے جھنڈولے بال، جھنڈولے سر اور سسکارنا (وہ آواز جو بچوں کو پیشاب کرواتے وقت اپنے منہ سے نکالی جائے) تھلیاں دھرنا (دانت نکلنے سے پہلے مسوڑھوں کا پھولنا) عورتوں کے مخصوص الفاظ ہیں۔

بچوں سے متعلقات میں جو اور الفاظ عورتوں نے ایجاد کئے اور جواب ہماری زبان میں نایاب ہیں کافی تعداد میں ہیں جن کی چند مثالیں یہ ہیں۔

ہیّا:۔ کاغذ یا لکڑی کی وہ شکل جو بچوں کو ڈرانے کے لئے بنائی جائے۔

کالے کاغذ کی مگر ایک کتر کر ہیّا
زاہد بزم کے سر پر تو لگا سکتے تھے — انشا

چھوچھو:۔ کم عمر لونڈی یا وہ کم عمر لڑکی جو لڑکی کی خدمت کے لئے مقرر ہو۔

ننھے سے کلیجے کو کیا اس کے ہوا لوگو
کچھ ان دنوں رہتی ہے بیمار میری چھوچھو

دَدا:۔ وہ ماما جو بچوں کی پرورش کے لئے مقرر ہو۔

آگے ہی شکل ڈرانی ہے تیری ہیّا سی
تس پہ یوں پھاڑ کے دیدے نہ مجھے گھور ددا — جانصاحب

انّا:۔ وہ عورت جو بچوں کو دودھ پلانے کے لئے رکھی جائے۔

سورج اس کا جو نہ ہو مجھ کو تو پھر کس کو ہو
جانتی تو نہیں کیا پاؤں ہے بھاری انّا

دائی:۔ اس کے اصل معنی قابلہ کے ہیں۔ عورتیں اس کو دو معنوں میں بولتی ہیں۔ ایک تو اس عورت کے لئے جو بچے کو دودھ پلائے اور اس کی پرورش کرے دوسرے اس عورت کو کہتی ہیں جو عروس کے ساتھ خدمت کے لئے میکے سے سسرال جائے۔

کھِلا جان:۔ دائی۔ دودھ پلانے والی۔

میری لیتی ہیں بلائیں کس مزے سے آن کر

سب مرے اور میں ہوں قربان اپنی کیجا جان کے

کوکا :۔ اناکا لڑکا یا لڑکی دودھ شریک بھائی یا بہن ۔

آج دروازے پہ نوبت جو دھری جاتی ہے
میری کوکا کی اجی گود بھری جاتی ہے

اس سلسلے میں سب سے زیادہ دلکش اور موثر وہ لوریاں جو عورتیں بچوں کو سلاتے وقت دھیمے دھیمے سروں میں گایا کرتی ہیں ۔ اور ان کے تصور سے اب بھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے زمانے کی رفتار مدھم پڑ رہی ہے ۔ حوادث اور افکار کا مارا ہوا انسان چند لمحوں کے لئے پلکیں جھپکا رہا ہے ۔

## ایسے الفاظ جو ضروریات خانہ داری کے لئے ایجاد ہوئے

پکوان اور سلائی عورتوں کا

کے فرائض میں اس دور سے شامل ہے جب سے انسان نے کھانا اور پہننا سیکھا، عورتیں عہد بعہد سے لے کر اب تک گھروں میں بیٹھ کر یہی کام انجام دے رہی ہیں ۔ چونکہ اس کٹھن کام کے سلسلے میں انھوں نے بوقت ضرورت بیسوں چیزیں ایجاد کیں اس لئے ان تمام اشیاء کے نام بھی عورتوں ہی نے وضع کئے ۔ جن کی ضرورت ان کو خانہ داری میں پڑی مثلاً کونڈا ۔ تسلا ۔ تھالی ۔ سینی ۔ لگن برات سب ایک ہی قسم کے ظروف کے لئے وضع کئے ہوئے الفاظ ہیں لیکن یہ سب برتن اپنی وضع قطع اور مصرف میں الگ الگ ہیں ۔ اسی طرح دیگ دیگچہ ، دیگچی ، پتیلی ، ہانڈی ، ہنڈیاں پکانے والے برتن ہیں ۔ ڈوئی ، کرچھا ، کفچہ ، کفگیر ، یہی چھوٹی چیزوں کو ہانڈی سے نکالنے کے لئے چمچے نما چیزیں ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ باورچی خانے میں کام آنے والے برتنوں کی مناسبت سے عورتوں نے دلچسپ محاورے اور روزمرہ بھی بنالئے ہیں ۔ یہ ضرب الامثال اور کہاوتیں جو اب اُردو ادب میں عام ہیں سچ پوچھئے تو باورچی خانے ہی سے نکل کر کتب خانوں تک پہنچی ہیں مثلاً :

(۱) توے سے بنے ہوئے محاورے

توا سر سے باندھنا :۔ کسی بات کا مستحکم ارادہ کرلینا ۔ ہر بری بھلی کے لئے تیار رہنا ۔

فقرہ :۔ اگر ان سے جاکر بات کرنی ہے تو پہلے سر پر توا باندھ لو ۔

توے کا ہنسنا :۔ توے کے پیندے میں لگی ہوئی کالک بعض مرتبہ جل اٹھتی ہے ۔ توے کی سیاہی میں جب یہ چمکتی ہے تو عورتیں اس کو توے کا ہنسنا کہتی ہیں اور اس کو نیک شگون سمجھتی ہیں ۔

خدا رکھے گھر میں خوشی ہونے والی ہے ۔ جب ہی توا بار بار ہنس رہا ہے ۔

توے کی بوند :۔ غیر مستقل ، ناپائیدار ، بودا ارادہ ( توا جب تپ کر گرم ہو جاتا ہے ۔

اور عورتیں یہ جاننا چاہتی ہیں کہ یہ روٹی پکانے کے قابل ہوا یا نہیں تو اس پر پانی کی بوند ٹپکاتی ہیں جو فوراً بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے۔ اسی سے یہ محاورہ بنا ہے)

اس کی باتوں میں نہ آؤ۔ اس کا ارادہ توے پر کی بوند ہے۔

جلتے توے پر بیٹھنا:۔ جلتے توے پر بیٹھنا یا چلنا سچائی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اسی سے یہ محاورہ بنا ہے۔

فقرہ:۔ اگر تم جلتے توے پر بیٹھ کر بھی اس کو چور کہو تو میں یقین نہ کر دوں۔

ٹیڑھے توے کی روٹی:۔ مشکل کام کے لئے "ٹیڑھی کھیر" کے معنوں میں بولتی ہیں۔ (توا اگر ٹیڑھا ہو تو روٹی مشکل سے پکتی ہے۔ چونکہ اس میں آنچ برابر سے نہیں لگتی اس لئے روٹی کہیں کچی رہتی ہے کہیں سے جل جاتی ہے)

ان سے کہو وہ خود جا کر بہو کا معاملہ سلجھائیں یہ ٹیڑھے توے کی روٹی مجھ سے نہیں سنبھلتی۔

ایک توے کی روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی:۔ "ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے"

سات توؤں سے منہ کالا کرنا:۔ کمال رسوائی۔ بدنامی۔

کڑاہی:۔ کڑاہی تلن کے لئے مخصوص ہے۔ اس سے مراد خوشحالی ہے کیونکہ تلن اسی گھر میں ہوگا۔ جہاں فارغ البالی ہو۔ اسی سے یہ محاورہ بنا کہ "پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں"

کڑاہی میں ہاتھ ڈالو:۔ جلتی کڑاہی میں ہاتھ ڈال کر اپنی سچائی ثابت کرنا۔

دونوں ڈالیں اجی کڑھائی میں ہاتھ !
میری اس کی بھی قسم ٹھہرے

چھاج:۔ اس کو سوپ بھی کہتے ہیں اناج پھٹکنے اور پھوڑنے کے کام آتا ہے۔

چھاج سی داڑھی:۔ بڑی اور گھنی داڑھی کے لئے بطور طنز بولتی ہیں۔

فقرہ:۔ شرم نہ آئی یہ چھاج سی داڑھی لے کر جھوٹ بولتے۔

چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے جس میں بہتر چھید:۔ چھاج اور چھلنی دونوں کا ساتھ چولی دامن کا ہے۔ اس محاورے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بے عیب شخص کسی پر اعتراض کرے تو درست ہے لیکن جس میں خود برائی موجود ہو وہ دوسروں کے عیب کیوں کھولے۔

چھاج سے چھاجوں اور برسنا:۔ طنزاً چھاجوں مینہ برسنا۔ بھی عورتیں بولتی ہیں۔ اس طرح چھلنی سے بنے ہوئے

محاورے ہیں۔

کلیجہ چھلنی ہونا:۔ غم سے یا کسی طعن و تشنیع سے۔

فقرہ:۔ بوا میرا تو کلیجہ چھلنی ہو گیا۔ تمہارا ہی دم ہے جو گذر کر رہی ہو۔

کان چھلنی ہونا:۔ کسی بات کو بار بار سنتے سنتے تھک جانا۔

فقرہ:۔ صبح سے "جا رہی ہوں" "جا رہی ہوں" سنتے سنتے کان چھلنی ہو گئے اب جا بھی چکو۔"

کالک۔ سیاہی:۔ شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے
الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی ۱۱!

کالک لگنا:۔ بدنامی ہونا۔ ذلت ہونا۔ رسوائی ہونا۔

فقرہ:۔ جب اچھی طرح منہ میں کالک لگ جائے گی تب ہوش آئے گا۔

ہانڈی ڈوئی:۔ آگ کی دریافت کے بعد غالباً یہی دو بنیادی چیزیں ہوں گی۔ جن سے باورچی خانے کی ابتدا ہوئی۔ عورتوں کو سب سے پہلے ان سے سابقہ پڑا۔ اور انھوں نے یہ محاورے ان دو لفظوں سے بنا لئے۔

کالی ہانڈی سر پر رکھنا:۔ ہدف ملامت بننا۔

فقرہ:۔ نازو یہ کیا تم نے کالی ہانڈی سر پر رکھی ہے۔ دنیا تھوڑی تھوڑی کر رہی ہے۔ خدا کے لئے اب تو وہاں کا جانا چھوڑ دو۔"

جو ہانڈی میں ہوگا ڈوئی میں نکل آئے گا۔ (حرکات ابھی پس پردہ ہے کل ظاہر ہو گی)

ہوگا جو ہانڈی میں ڈوئی میں وہ آئے گا نکل
بول کر غیرن سے شر بتو بڑھاؤں کیا غرض

جس کے ہاتھ ڈوئی اس کا سب کوئی:۔ جس کے سپرد کھانے اور باورچی خانے کا انتظام ہو۔ اس کی سب خوشامد کرتے ہیں۔

فقرہ:۔ تمہارے ہاتھ گھر کا کام کاج ہے وہ تمہاری مانی نہ پہنیں تو کیا کریں۔ سچ ہے جس کے ہاتھ ڈوئی اس کا سب کوئی۔

ظروف میں گھڑے سے چکنا گھڑا بھی خاص روزمرہ ہے جو بے غیرت انسان کے لئے بولا جاتا ہے اسی طرح کے اور الفاظ جو عورتوں نے بنائے وہ یہ ہیں۔

جی گھڑا:۔ اس چھوٹے سے مٹی کے برتن کو کہیں گی جو گھڑے کے منہ پر بطور ڈھکن بند ہو۔

بلی:۔ لوہے کا وہ ڈنڈی دار گہرا چمچہ جس سے کوئی رقیق شے نکالی جائے۔

چھینکا یا لکن:۔ رسی کا بنا ہوا وہ جال جس کو چھت میں لٹکا کر اس میں برتن لٹکاتے ہیں۔

باورچی خانے میں استعمال ہونے والی دوسری چیزوں کے مخصوص نام بھی عورتوں ہی نے رکھے ہیں۔

پھنکنی :۔ جس سے پھونک پھونک کر آگ جلائی جائے۔

چمٹا :۔ جس سے جلتے ہوئے کوئلے پکڑے جائیں۔

نکٹھٹی یا لکٹھی :۔ اس لکڑی کو کہتے ہیں جس سے آگ کریدی جائے۔ کنایتہ یہ الفاظ اس عورت کے لئے بولتی ہیں جو شر و فساد کی آگ بھڑکائے۔

صافی :۔ اس کے اصل معنی شراب چھاننے اور صاف کرنے والے کپڑے کے ہیں۔ عورتیں اس کپڑے کو کہتی ہیں جس سے گرم برتن چولہے پر سے اتارا جائے۔

اوٹلا :۔ چولہے کا گول خانہ جس پر توا یا پتیلی رکھ کر پکاتے ہیں۔ یہ بالعموم اصل چولہے کے بازو میں یا پیچھے ہوتا ہے۔

چولہے اور آگ کی مناسبت سے لوگوں نے بہت سے کلماتِ نفرت اور کوسنے بنائے ہیں جن کا ذکر آگے ملے گا۔

اجھیلنا :۔ اپلوں یا لکڑیوں کو اس طرح رکھنا کہ ان میں ہوا جا سکے اور وہ باآسانی آگ پکڑ لیں۔

فقرہ :۔ تم نے تو سارا باورچی خانہ دھنوئیں سے بھر دیا جب تک میں آ کر لکڑیاں نہ اجھیلوں تم آگ نہیں۔

جھنوانا :۔ آگ بجھنے کی وہ کیفیت جس میں کوئلوں پر راکھ کی ہلکی سی تہہ آ جائے یہ کوئلے اتنے خراب ہیں کہ پل بھر میں جھنوانے لگتے ہیں۔

سیدھا :۔ وہ خام اناج جو پکوان کے لئے نکالا جائے۔ جنس۔ دالیں وغیرہ

بی بی تم نے اب تک سیدھا ہی نہیں دیا۔ کھانا کب پکے گا؟

گیہوں انسان کی سب سے پہلی غذا ہے اس کو کوٹ پیس کر عورتوں نے آٹا بنایا۔ اب اس آٹے سے بنی ہوئی اصطلاحیں جو عورتوں کی زبان پر ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

آٹا آٹا ہونا :۔ کسی چیز کا بوسیدہ ہو جانا۔ کپڑوں کا سال گشت ہو جانا۔

بیٹی نے پہنی نہ اوڑھی یہ شال یونہی رکھے رکھے آٹا ہو گئی۔

آٹے کی آپا :۔ سادہ لوح اور نیک دل عورت۔

وہ تو آٹے کی آپا ہیں ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ ان کے ناک کے نیچے کیا ہو رہا ہے۔

آٹے کا چراغ :۔ پوری ضرب المثل یہ ہے کہ "آٹے کا چراغ باہر رکھوں تو کوا لے جائے اندر رکھوں تو چوہا کھائے۔" آٹے کا چراغ ایسی چیز کی نسبت بولتی ہیں جس کو نہ چھپایا جا سکے نہ آشکارا کیا جا سکے

آٹے میں نمک :- آٹے اور نمک میں اگر باہمی تناسب کو دیکھا جائے تو نمک آٹے کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ سب۔ ایسے عیب کو کہتی ہیں جو بہت کم ہو یا ایسی برائی جو مصلحتاً اختیار کی گئی ہو۔

فقرہ :- جھوٹ سب ہی بولتے ہیں مگر آٹے میں نمک کے برابر۔ تمہاری طرح نہیں۔

آٹے کو روٹی میں تبدیل کرنے تک عورتوں کو جن جن الفاظ کی ضرورت پڑی وہ انھوں نے بے تکلفی کے ساتھ خود وضع کئے اور بعد کو انھیں الفاظ سے بہت سے محاورے بنائے۔

آٹا بھگونا۔ آٹا سانا۔ آٹا گوندھنا۔ تینوں اصطلاحیں ہم معنی ہیں اور آٹے میں پانی ملانے کے لئے بولی جاتی ہیں۔

مٹھوڑی :- آٹے کی ان بتیوں کو کہتی ہیں جو آٹا گوندھنے کے بعد ہاتھوں پر سے چھوٹتی ہیں۔

آٹے کو تکی دینا، آٹے میں لوچ دینا، آٹے میں پانی لگانا، آٹے کو مل مل کر اس قابل بنانے کو کہتی ہیں تاکہ اس میں لوچ پیدا ہو اور روٹی پک سکے۔

لس دینا، لوچ دینا۔ لپک پیدا کرنا۔ اسی سے لفظ "لستگا" بنا ہے۔

لستگا، سلسلہ، تعلق۔ تمہیں خود وہاں جانا ہے تو جاؤ مگر نانی بی کا لستگا مت لگاؤ۔

پیڑا۔ آٹے کا وہ گولا جس کو پھیلا کر روٹی پکائی جائے۔ اس کو لوئی بھی کہتے ہیں۔

پیڑا توڑنا۔ پیڑا کاٹنا۔ پیڑا بنانا۔ لوئی توڑنا۔ لوئی کاٹنا۔ لوئی بنانا۔ یہ سب الفاظ آٹے کے گولے کو گول اور سڈول بنانے کے لئے ہیں۔

پلیتھن :- اس خشک آٹے کو کہتے ہیں جو پیڑے پر لگایا جائے تاکہ بیلن یا ہاتھ میں چپک نہ جائے اس کو خشکی بھی کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آٹے کا یہ خرچ اس آٹے پر اضافہ ہے جو روٹی پکانے کے لئے گیا ہے۔ اسی لئے پلیتھن عورتیں اس خرچ کو کہتی ہیں جو اصل پر اضافہ ہو۔

مثلاً :- دو سو روپے ماہوار تو گھر کا خرچ ہے لیکن آئے دن کی دعوتوں میں جو پلیتھن لگتا ہے وہ کہاں سے آئے۔

پلیتھن نکلنا، پلیتھن بگڑنا :- سخت تنگی ترشی ہونا۔ آٹے پر سے خشکی تک چھوٹ جانا۔

یوں تو سال بھر سے میرا گذر لشتم پشتم ہو رہا تھا لیکن دو مہینے کی بیماری نے تو پلیتھن ہی بگاڑ دیا

آٹا گیلا ہونا :- جب آٹا اس قدر گیلا ہو جاتا ہے کہ اس سے روٹی نہ پک سکے۔ تو اس کو سخت کرنے کے لئے یہ میں مزید خشک آٹا ملانا پڑتا ہے اسی سے مثل بنی ہے کہ غریبی میں آٹا گیلا۔

روٹی بیلنا۔ روٹی بڑھانا۔ روٹی ڈالنا۔ روٹی پلٹنا۔ روٹی الٹنا۔ روٹی سینکنا۔ روٹی چڑھانا روٹی پھولنا۔ روٹی جلنا۔ روٹی اتارنا سب روٹی پکانے کی اصطلاحیں جو محتاج تشریح نہیں ہیں۔

بختریاں :- مفت کی پکی پکائی روٹیاں وہ روٹی جو پکانے والی ماما اپنے بچوں کے لئے چرا کر لے جائے

اس جگہ "ماما بختریاں" بھی بولتے ہیں۔

ماما بختریاں کھانا:۔ ماما کی پکائی ہوئی روٹی کھانا۔ مفت کا مال اڑانا۔

جتنی باتیں تھیں سب اے نیک نظر بھول گئے
ماما بختریوں کا کھانا وہ مگر بھول گئے۔ جان صاحب

گیہوں کے بعد عورتوں کو جس چیز سے سابقہ پڑا۔ وہ پیاز۔ لہسن اور دالیں تھیں، چنانچہ پیاز اور لہسن سے انھوں نے محاورے بنائے۔

پیاز کے سے چھلکے اتارنا:۔ ایک ایک عیب گنوانا۔ کھول کھول کر سنانا۔

فقرہ:۔ انھوں نے اگر یہ بات مجھ سے کہی ہوتی تو پیاز کے سے چھلکے اتار کر رکھ دیتی۔

لہسن میں اگر بو نہ ہوتی:۔ لہسن کی بو بہت تیز اور ناگوار ہوتی ہے لیکن اطبا اس کا استعمال بہت مفید بتلاتے ہیں عورتیں یہ مثل ایسے شخص کی نسبت بولتی ہیں جس میں بہت سی خوبیوں کے ساتھ ناقابلِ برداشت عیب موجود ہو۔ پوری مثل یہ ہے کہ "لہسن میں اگر بو نہ ہوتی تو سوا لاکھ ٹکے کا بکتا۔

آٹے کی طرح دالوں کے متعلق بھی عورتوں نے بہت سی ترکیبیں اور محاورے بنائے ہیں۔

پھٹر ڈولنا:۔ دال سے بھوسی چھلکے علیحدہ کرنا۔

دلنا:۔ دونوں دالوں کا علیحدہ کرنا۔ مونگ کی دال بہت مشکل سے دلی جاتی ہے۔ اسی سے عورتوں نے "چھاتی پر مونگ دلنا" کا محاورہ بنایا ہے۔

کلہارنا:۔ دال کو بھون کر اس کے چھلکے علیحدہ کرنا۔

شمشو کرنا:۔ سنگ شوئی کرنا کا بگڑا تلفظ ہے۔ دال کو دھو کر اس سے کنکر علیحدہ کرنا۔

کھونٹی:۔ ارہر ماش یا چنے اور ماش کی دال کو ملا کر پکانا۔

پنچمیل:۔ پانچوں دال۔ ارہر، مونگ، ماش، مسور، چنا ملا کر پکانا۔

گوچنی:۔ گیہوں اور چنے ملا کر پکانا۔

گھنگھنیاں:۔ چنے ابال کر ان میں نمک مرچ بنا کر "چاٹ بنانا"

منہ میں گھنگھنیا بھرنا:۔ محاورہ خاموش رہنا۔ چپ سادھنا۔

گھنگھنیاں منہ میں بھرے بیٹھے ہو گونگے نہ ہو
رنج معلوم تو ہو، اچھی بری بولو تو! (عاشق)

ایک چنا دو دال:۔ ایک دوسرے کے بالکل مشابہ، بعض مرتبہ یہ محاورہ ان لوگوں کے لئے بولتی ہیں جن میں سگی یا خونی رشتہ موجود ہو۔

ابھی ایسا خون سفید نہیں ہوا ہے کہ میں وہاں نہ جاؤں ان کے باپ اور میری ماں

ایک چنا دو دال ۔

دال گلنا :۔ اس کے بظاہر معنی دال کے نرم ہونے کے ہیں ۔لیکن روزمرہ میں دال گلنا ۔بس چلنا ۔پیش پانا کے معنوں میں عورتیں بولتی ہیں ۔

فقرہ :۔ وہ تمہارے یہاں جو چاہیں سو کریں میرے یہاں ان کی دال نہیں گلتی ۔

دال پتلی ہونا :۔ حال پتلا ہونا ۔ظاہر ہے کہ انسان جب مفلوک الحال ہوتا ہے تو دال میں پانی ڈال کر اس کی مقدار بڑھاتا ہے ۔

فقرہ :۔ "ہم اپنی کیا کہیں آج کل گرانی نے تو بڑوں بڑوں دال پتلی کر دی ہے"

چاول کے لئے چُننا اور دھونا کے بعد ادھن چڑھانا ۔ چاول پسانا ۔ نتھارنا ۔ بیچ نتھارنا چاولوں میں کنی رہنا ۔دم پر لگانا جیسی ترکیبیں عورتوں نے چاول پکانے کے لئے وضع کی ہیں ۔

پھریرا :۔ ایسا چاول جو پک کر علیحدہ علیحدہ ہو ۔خشک

گلگتی :۔ پکے ہوئے نرم چاول جس میں بیچ بچا ہٹ ہو ۔

منہ میں چاول بھرے ہونا :۔ وہی منہ میں گھنگنیاں بھرنا ۔اس موقع پر عورتیں منہ میں دہی جمانا بھی کہتی ہیں )

آٹے ،دال ۔ چاول سے ہٹ کر عورتوں نے امور خانہ داری میں بہت سے مصادر بھی بنائے ہیں جو پکوان یا سلائی کے کسی کام سے متعلق ہیں ۔

داغ کرنا ۔ کڑکڑانا ۔ گھی کو تیز گرم کرنا ۔ بگھار لگانا ۔

داغ لگنا ۔ جلنا ۔

فقرہ :۔ تم یہاں باتوں میں بیٹھ گئیں اور گوشت میں داغ لگ گیا ۔

پاگنا :۔ بجوں پر شکر چڑھانا ۔

بُرکنا :۔ کسی سفوف یا خشک چیز کا چھڑکنا ۔

پٹ پٹانا :۔ کسی چیز کو گرم بھوبھل میں بھوننا ۔

کھیل بنانا :۔ دالوں یا اناج یا کسی اور چیز کو اتنا بھوننا کہ وہ سفید ہو کر پھول بن جائے ۔

بُھلسنا :۔ گرم راکھ یا بھبول میں ڈال کر کسی چیز کو بھوننا اس کو بھلبھلانا بھی کہتے ہیں ۔

بھدنا :۔ بو کا سرایت کرنا ۔ ادرک لہسن یا کسی تیز چیز کی بو آٹے دال میں لس جانا ۔

اسی طرح سلائی کے متعلق جو الفاظ عورتوں نے ایجاد کئے ہیں ان میں چند یہ ہیں ۔

پسوجنا :۔ کچی سلائی کرنا ۔

تاگنا :۔ تاگے ڈالنا ۔ لحاف توشک یا رزائی میں ۔

تیپچی :- پکی سلائی کرنا۔ باریک باریک سینا۔
تیپچی کا نکاح :- ناپائیدار رشتہ۔ بطور طنز بولتی ہیں۔
ادرما کرنا :- آڑے آڑے ٹانکے لے کر سینا (پکی سلائی)، اس کو تڑپنا بھی کہتی ہیں۔
بخیہ کرنا :- پکی اور مضبوط سلائی جس میں دوہرا ٹانکا ہوتا ہے۔
اُتو کرنا :- تاگے نکال کر جالی بنانا۔ اس سے محاورہ بنا ہے۔ مار مار کر اتو کرنا۔

پکوان، سلائی، لباس، زیور اور آرائش کے متعلق اگر عورتوں کے محاوروں کا جائزہ لیا جائے تو ان سے ایک علیحدہ کتاب تیار ہو سکتی ہے اس لئے صرف چند مثالوں پر اکتفا کیا ہے۔

## عورتوں کی زبان کے ایسے الفاظ جن کے ہم معنی الفاظ موجود نہیں ہیں

جس طرح

امور خانہ داری میں سینکڑوں الفاظ عورتوں نے وضع کئے اسی طرح گھریلو بول چال میں بھی عورتوں کی زبان پر اب بھی بیسیوں الفاظ ایسے ملتے ہیں جن کے مترادف یعنی ہم معنی اردو ادب میں موجود نہیں ہیں۔ اسی لئے اب اُردو ادب ان کو اپنا چکا ہے۔

الکسانا :- الکس آنا، کاہلی آنا، سستی آنا۔

فقرہ :- آج کل دوپہر کے کھانے کے بعد طبیعت ایسی الکساتی ہے کہ شام تک کوئی کام نہیں ہوتا۔
بُکل مارنا :- دوپٹے کو سر سے کس کر اوڑھنا۔ دامنی مارنا۔
فقرہ :- اے بی سنو تو یہ الٹی بکل مار کر کہاں چلیں۔
بکھاننا :- کسی خاندان کے گن گن کر عیب کھولنا۔ پرانے اعمال کا حوالہ دے دے کر بدنام کرنا۔
محاورہ ہے سات پشتیں بکھاننا۔

جان اس میں اب رہے نہ رہے میں نہ مانوں گی
گن گن کے ان کے نتھے بڑوں کو بکھانوں گی
جان صاحب

تنو تھمبو کرنا :- جھگڑے کی روک تھام کرنا۔ لڑائی کو روکنا۔

نہ بنی ساس سے نہ بننا تھی
تنو تھمبو، ہزار کی میں نے

للو پتو کرنا :- خوشامد کرنا۔ باتیں بنانا۔ کسی کے عیب ڈھانکنا۔ ان کو میری کیا پڑی ہے۔ دن بھر بھاوج کی للو پتو میں رہتی ہیں۔

اُلمبا :- وہ سختی جو کسی پھوڑے کے گرد ہوتی ہے۔
فقرہ :- پھوڑے کا منہ تو کچھ نہیں ہے لیکن المبا دور تک ہے۔

اُٹنگا:۔ وہ کپڑا جو جسم سے اونچا ہو۔ پاجامہ جو ٹخنوں سے اوپر ہو، کرتا جو لمبان میں کم ہو۔

یہ اٹنگا اٹنگا پاجاما
جس طرح سے غریب کی ماما

رَوتنا:۔ وہ لڑکا جو گھر میں کام کاج کے لئے ملازم ہو۔

خبر کوزناخی کے بھیجا تھا میں نے
گیا اور کے گھر وہ (نا)رَوتنا (رجانصاحب)

بھوٹیاں:۔ وہ عورت جو رستہ دکھانے کے لئے آگے چلے۔ جو شہر کی گلیوں سے واقف ہے۔

کوئی کٹنی ملے اس شہر کی ایسی بھوٹیاں
میرے بیری کا جو گھر ڈھونڈ نکالے گوئیاں

جڑاول:۔ لحاف، رزائی۔ دلائی۔ مرزائی۔ فرغل، شال، توشک وہ تمام کپڑے جو سردیوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

مجھے دم مارنے کی فرصت ملے تو جڑاول نکال کر دھوپ دکھاؤں۔

جھینکنا:۔ کسی بات کا دکھڑا رونا۔ شکوے شکایت کرنا۔

لوگ کیا ان کا جھینکنا جھینکیں
بات کب کرنے دیتی ہیں جھینکیں

چھی جانا:۔ کان یا ناک کے بہہ سوراخ جس میں زیور پہنا جاتے، کا بڑھ جانا۔

تم نے اتنے وزنی کرن پھول کیوں پہنے جو کان چھی گئے۔

ڈھلیا:۔ برتن ڈھلنے والا۔

فقرہ:۔ ڈھلیا آئے تو لوٹے میں ٹانکا لگوالو۔

انوٹھی:۔ جھوٹی کی ضد، وہ رکابی یا برتن جس میں سے کھانا چکھا نہ گیا ہو۔

آپ اس میں سے کھائیں یہ رکابی ابھی انوٹھی ہے۔

انگھڑ کھنگڑ:۔ کاٹ کباڑ۔ فالتو سامان۔

فقرہ:۔ ذرا میں یہ انگھڑ کھنگڑ سمیٹ لوں تو اطمینان سے بیٹھوں

جھپان:۔ کمزوری کی وجہ سے آنکھیں جھپکنا، غنودگی بوجہ ضعف۔

خدا کا شکر ہے آج اس نے آنکھیں کھولی ہیں کل جھپان بہت تھی۔

چھب تختی:۔ رگات۔ اعضا کی بناوٹ۔ (FISURE)

فقرہ:۔ دولہن کی صورت تو زیادہ اچھی نہیں ہے مگر چھب تختی غضب کی ہے۔

لاگن یا اچھے کی لاگن :۔ ایسی معمولی شکل وصورت کی عورتیں جو پہن اوڑھ کر اچھی لگیں۔ جامہ زیب۔
فقرہ :۔ میں نے مانا کہ بیگما کالی ہے لیکن بلا سے لاگن تو ہیں پہن اوڑھ کر بری نہیں لگتی۔
بھدرک :۔ ڈھنگ، سلیقہ، خوبی، شعور۔

کیا کہوں مرچ ہے نہ ادرک ہے
اس پھندر میں کچھ بھی بھدرک ہے

بھدرک ہونا :۔ بھدرک ڈالنا، بھدرک لگانا، مختلف علاقوں میں بولا جاتا ہے۔
بٹھور :۔ جلی ہوئی لال مٹی۔ جس سے چولہا جما یا جائے۔
دو پیسے کی بٹھور ہو تو چولہے کا منہ درست کروں اس پر ہنڈیا جمتی ہی نہیں۔
سنور :۔ زچہ خانہ بچہ کی پیدائش کے بعد چھلے تک کا زمانہ۔
تمہاری شکایت سچ ہے میں بخار میں پڑی تھی۔ دلہن اگر سنور میں نہ ہوتی تو کھڑے کھڑے
اسی کو تمہارے یہاں بھیج دیتی۔
سوڑھ :۔ سنسکرت کا لفظ ہے، وہ وقفہ جو دو بچوں کی پیدائش کے درمیان ہو۔
اس کی سوڑھ ماں کی سی ہے ہر سال ایک بچہ گود میں ہوتا ہے ایک پیٹ میں۔
گلتھا دینا :۔ گال ہاتھ پہ رکھ کر بیٹھنا، خاموشی سے کسی بات کا پی جانا، حیران ہونا۔
میں بھری محفل میں جو کہنا تھا کہتی رہتی۔ بنو تو خیر سے کیا مرے منہ لگتی اس کی ماں بھی گلتھا
دیئے خاموش بیٹھی رہی۔
اکھل کھرا :۔ مردم بیزار۔ تنہائی پسند، کم آمیز

ہے یہ عادت تری بُری بنو
بن نہ اتنی اکھل کھری بنو

ہوازدگی :۔ لگنے والی بیماری، عورتیں نزلے زکام کے معنوں میں بھی بولتی ہیں۔
INFECTION آج کل گھر گھر نزلہ زکام پھیلا ہے ہوازدگی سے بچو۔
گھولوا :۔ گھلا ہوا۔ لگدی یا لبدی۔ بطور طنز ایسے کھانے کو کہتی ہیں جس میں مزہ نہ ہو۔
فقرہ :۔ یہ تم نے کڑھی پکائی ہے کہ بیسن کا گھولوا۔ نہ نمک ہے نہ مرچ۔
گھولوا گھولنا :۔ کسی کام میں تاخیر کرنا میں نے تم سے پان بنانے کو کہا تھا اندر جا کر تم کیا گھولوا گھول
رہی ہو۔ اس کے دوسرے معنی اندر ہی اندر جلنے اور کڑھنے کے ہیں۔ کسی بات کا دل
پر اثر لینا منہ سے کچھ نہ کہنا۔
فقرہ :۔ ایک بات ہونا تھی ہو گئی۔ کب تک اس کا گھولوا گھولو گی ختم بھی کرو۔

آیئے اب ہم ان لفظوں کا جائزہ

## ایسے الفاظ جن کے قریب المعنی الفاظ اردو ادب میں موجود ہیں مگر عورتوں کے نزدیک ان سے مفہوم ادا نہیں ہوتا ہے

یں جن کے ہم معنی الفاظ اردو ادب میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ ان سے عورتوں کے نزدیک پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا اس لئے عورتیں ان کے بجائے اپنی زبان کے خاص روزمرے اور محاورے بولتی ہیں۔ جو ان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

اجیرن :۔ زندگی تنگ ہونا۔ دشوار ہونا۔ اجیرن میں اپنی بیچارگی اور دوسرے کے ظلم کا بھرپور احساس ہے۔

فقرہ :۔ تمہاری انھیں باتوں نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اجیرن عورتوں کے نزدیک "موت آتی ہے پر نہیں آتی" کی پکی تفسیر ہے۔

ادبدا کر :۔ قصداً، سوچ کر، جس میں دوسرے کو جلانے اور ستانے کا پورا ارادہ شامل ہو۔

دل کا نقصان جس سے ہوتا ہے<br>
کام وہ ادبدا کے ہوتا ہے (رنگین)

اکارت :۔ اکارت جانا، اکارت ہونا۔ محنت برباد ہونا۔ کیا دھرا بیکار ہو جاتا۔

فقرہ :۔ اگر تم نے امتحان نہ دیا تو سال بھر کی محنت اکارت ہو گی۔

انسوانا :۔ انواسی :۔ مٹی کے کورے برتن میں پانی ڈالنا۔ کسی چیز کو پہلے پہل برتنا۔

بھر بھرتولا :۔ چوٹی تک بھرا ہو۔ رقیق شے یا سیال کے لئے نہیں بولا جاتا۔

میں ان کے گھر ہمیشہ بھرتولا حصہ بھیجتی ہوں لیکن ان کے دل سے کبھی کوئی چیز نہیں نکلتی۔

بھاویں ہونا :۔ بھاوین پر ہونا۔ نزدیک، حابوں، شمار قطار میں ہونا۔

نہ ٹسوے بہا دو موتیاں سے شبنم | نمک کیوں چھڑکتی ہے زخم جگر پر
مرے بھاویں گلشن تو آتش لگی ہے | نظر کیا پڑے خاک گلہائے تر پر (انشا)

فقرہ :۔ تم ان پر جی جان نثار کر دو لیکن ان کے بھاویں نہیں

پیٹ پونچھنا :۔ آخری اولاد جس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہوا ہو۔

باجی تمہاری پیٹ پوچھنی اولاد جتنی دلاری ہے اتنی ہی کا ٹیلی ہے۔

تانتا پوڑا :۔ کچا چٹھا۔ کسی بات کو نہایت تفصیل کے ساتھ بغیر کوئی جز چھوڑے ہوئے بیان کرنا۔ کچا چٹھا میں حقیقت بیان کرنے کا مفہوم اور تانتا پوڑا میں رنگ آمیزی۔

جگ جھوٹا :۔ پچھتاوا۔ افسوس جس میں حسرت قلق، رنج زیادہ ہو اور غلطی کا احساس شامل نہ ہو۔

دد بھر ہونا :۔ بار ہونا۔ بوجھ ہونا۔ کسی کا وجود ناگوار ہونا۔
فقرہ: مجھے تو اس کی موت کا بڑا چک چھوٹا ہوا۔ کھڑے کھڑے چلی جاتی تو آخری بار دیکھ لیتی۔
جب تک تمہارا جی چاہے رہو تم میرے لئے دد بھر نہیں ہو۔
کلکلانا :۔ غصے میں دانت پیسنا۔ لیکن غصہ کے ساتھ ساتھ اس میں اپنی بے بسی کا مفہوم بھی شامل ہے۔ اور یہ احساس بھی موجود ہے کہ جس پر ہم غصہ کر رہے ہیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔
ان کی حرکتوں پر اتنی طبیعت کلکلاتی ہے کہ پوچھو مت۔
سوارت ہونا :۔ اکارت ہونا کی ضد۔ ٹھکانے لگنا، محنت کا ثمرہ ملنا۔
خدا نے آج میری محنت سوارت کر دی شکر ہے۔
مانمت، مہامنت مچانا۔ شور و غل کرنا آفت مچانا۔

جب وہاں بھی نہ مجھ کو نہ پائیں گے
کیسی پھر مانمت مچائیں گے
(شوق)

ماما پینا :۔ بظاہر حمایت کرنے اور پشت پناہی کرنے کے معنوں میں آتا ہے لیکن ماما پینا اس طرفداری کو کہتے ہیں جس میں کچھ مصلحت ہو کچھ دباؤ ہو اور حامی کی کوئی غرض وابستہ ہو۔

حق ماں کا بھی سمجھو نہ پیو ماما دولہن کی
بیٹا تمہیں لازم ہے کرو بات چلن کی
(جانصاحب)

نکلتے بیٹھتے دن :۔ فصل کی تبدیلی کا زمانہ

اجل کو کیا خبر دل میں اسیروں کے جو ارمان تھا
نکلتے بیٹھتے دن تھے بہار آنے کا سامان تھا
(اشک)

مت ماری جانا :۔ عقل ماری جانا۔ کسی بات کا سمجھ میں نہ آنا۔ واضح رہے کہ اس میں اچانک بدحواس ہونے یا دفعتاً ہوش اڑانے کا مفہوم شامل نہیں ہے۔

کل زناخی کیا کہوں کیا میری مت ماری گئی
لے گیا رنگین مجھے دے کر بتولا بوغبند

گھر گھالنا :۔ گھر برباد کرنا، تباہ کرنا۔ کسی گھر پر اثر رسوخ جما کر اس کو برباد کرنا۔

پیٹ سے پاؤں اگر ایسے نکالوں میں بھی
ایک کیا دیکھنا گھر سینکڑوں گھالوں میں بھی
(جانصاحب)

ٹھرن :۔ جاڑے کی وہ کیفیت جس ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگیں۔

## کیفیات اور صوتی اثرات

کیفیات کے اظہار کے لئے عورت سے زیادہ شاید کوئی ماہر بھادر پیچ پوچھئے تو اس کی یہی بے پناہ صلاحیت بچوں کو زبان سکھاتی ہے۔ کبھی وہ ایک ہی صفت یا فعل کی مختلف حالتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ الفاظ بولتی ہے کہیں ان کی مختلف کیفیات کو صوتی اثرات سے ظاہر کرتی ہے اور کہیں اپنا مفہوم ادا کرنے کے لئے صرف صوتی کیفیات سے مصادر بنا لیتی ہے۔ مثلاً بو کی مختلف حالتوں میں جو الفاظ عورتوں کی زبان پر ہیں وہ یہ ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| بسانہ (دہلی) | بساہند (اودھ) | | گوشت کی بو، مچھلی کی بو |
| کچانہ | ″ | کچاہند | کچے مسالے کی بو جو کھانے میں آئے |
| ہرانہ | ″ | ہریاہند | سبزی یا بھٹے، پتوں کی مخصوص بو |
| بگرانہ | ″ | بکراہند | غلے یا آٹے کو بند جگہ رکھنے سے پیدا ہونے والی بو |
| سڑانہ | ″ | سڑاہند | سڑی ہوئی چیز کی بو |
| سسانہ | ″ | سساہند | اترے ہوئے گوشت یا مچھلی کی بو۔ |
| کھرانہ | ″ | کھراہند | پیشاب کی مخصوص بو |
| چرانہ | ″ | چراہند | کسی چیز کے جلنے کی بو |

ان تمام ترکیبوں کے علاوہ تیل کی چکٹ بو کے لئے "چکٹا ہند" مرنے والے مریض کے جسم کی بو کے لئے "مرداہند"، تلن کے جلنے کے لئے "اکما ہند" عورتوں کو بولتے ہوئے میں نے سنا ہے لیکن بول چال کے علاوہ مجھے تینوں لفظ کہیں اور نہیں ملے "بو" کے متعلق جو الفاظ عورتوں نے بنائے ہیں۔ اس سے "صفت" بھی بنائی ہے۔ مثلاً۔

بسانہ سے بسانڈی (دہلی) بساہند سے بساہندی (لکھنؤ)
چرانہ سے چرانڈی چراہند سے چراہندی وغیرہ

بول چال میں ان کو بطور صفت عام طور پر بولا جاتا ہے جیسے بساہندا قیمہ، کچاہندی ترکاری، سڑاہندا کھانا، سساہندی مچھلی، کھرہندا بستر، چرہندی دال وغیرہ۔

اسی طرح رونا بھی ایک فعل ہے لیکن اس کی بھی مختلف حالتیں ہوتی ہیں چنانچہ

ٹھوں ٹھوں رونا: صرف نوزائیدہ بچوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

میں جانتی ہوں تمہارے بچے نے تو پیدا ہوتے ہی ٹھوں ٹھوں رونا شروع کر دیا تھا۔

بلک بلک کر رونا: بڑوں یا بچوں کا رونا جس میں تکلیف یا درد کا احساس بہت شدید ہونا۔

فقرہ:- توبہ ہے کوئی اس طرح مارتا ہے؟ دیکھو کتنا بلک بلک کر رو رہا ہے۔

نسس نسس کر رونا:۔ اتنا رونا کہ پیٹ میں سانس نہ سمائے۔
فقرہ:۔ تم نے تارا سے ضرور کوئی ایسی ویسی بات کہی ہے ورنہ وہ یوں نسس نسس کر نہ روتی۔
ٹھس ٹھس رونا:۔ ٹھسر ٹھسر رونا۔ ٹسر ٹسر رونا:۔ جیسے الفاظ ایک ہی کیفیت کے لئے مختلف مقامات کی عورتیں بولتی ہیں۔ اس میں رونے کی وہ کیفیت ہے جس میں بات ذراسی ہو۔ لیکن بلا آواز خاموشی سے رونا زیادہ شامل ہو۔
فقرہ:۔ ابھی تو دم سادھے سب سُن رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد کونے میں جا کر ٹھس ٹھس روئے گی
ٹسوے بہانا:۔ جھوٹ موٹ رونا۔ نخروں میں آنسو بہانا۔ اس کا استعمال ہمیشہ بطور طنز ہوتا ہے (آواز شامل نہیں ہے)

ناحق کو جھوٹ موٹ کے ٹسوے بہاؤں گی
مرجاؤں یا جیوں نہیں سسرال جاؤں گی (رجا نصاحب)

ہچکوں پہکوں رونا:۔ بناوٹی طور پر زور سے بین کر کے رونا۔ رونے کی یا لڑنے کی آواز شامل ہے۔
فقرہ:۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ اتنا ہچکوں پہکوں روئی کہ خدا کی پناہ معلوم ہوتا تھا کہ قیامت آگئی۔
دھاروں دھاروں رونا:۔ صحیح معنوں میں رونا جس میں آنسوؤں کی دھار بندھ جائے لیکن اس میں بلک بلک کر رونے کی تکلیف اور تڑپ شامل نہیں ہے بلکہ رنج کی گہرائی ہے۔

عرق آنکھوں سے پونچھ کر اک بار
مجھ کو رونے لگی وہ دھاروں دھار (تعلق)

آٹھ آٹھ آنسو رونا:۔ بڑے اور سمجھ دار لوگوں کا رونا پچھتانا۔ جس میں آنسو کم ہوں ندامت یا غلطی کا احساس زیادہ ہو۔
فقرہ:۔ آج بیٹی کے ان لچھنوں پر ہنستی ہو کل تم ہی کو بیٹھ کر آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑے گا۔
اسی طرح دیکھنے کی مختلف کیفیتوں کے لئے۔
ٹکر ٹکر دیکھنا یا ٹک ٹک دیکھنا:۔ اس طرح دیکھنا جس میں ڈھٹائی ہو یا حیرت۔
فقرہ:۔ اس کو چاہے کتنا ہی ڈانٹوں ٹک ٹک دیکھتا رہے گا، یا، میری آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہوتا رہا اور میں بیٹھی ٹکر ٹکر دیکھتی رہی۔
ٹکر ٹکر دیکھنا:۔ ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھنا جس میں کسمپرسی، حسرت اور بیچارگی کا احساس ہو۔
فقرہ:۔ کیا عید کے دن بھی یہ بچے ٹکر ٹکر دوسروں کا منہ دیکھیں گے۔
گھٹا کے لئے دو محاورے ہیں۔
بادل امنڈ گھمنڈ کر آنا:۔ سہانے موسم میں بادل چھانا۔

فقرہ:۔ کل بادل ایسے امنڈ گھمنڈ کر آئے کہ جی خوش ہو گیا میں نے تو کڑھائی چڑھا دی۔

بادل رندھ رندھ کر آنا:۔ گرمی کے موسم میں بادل آنا جس سے طبعیت مکدر ہو۔

فقرہ:۔ ایسے رندھ رندھ کر بادل آرہے ہیں کہ جی الجھا جا رہا ہے۔ بلا سے بارش ہو جائے تو چین پڑے۔

ان چند مثالوں کے بعد ہم ان مصادر کا ذکر کریں گے جو عورتوں نے مختلف کیفیات کے لئے وضع کئے ہیں اور ان کے عجیب و غریب صوتی اثرات ہی ان کا پورا مفہوم ادا کر سکتے ہیں۔ اردو زبان میں انکے مترادف الفاظ موجود نہیں۔ مثلاً:۔

بجبجانا:۔ سڑنے کی کیفیت شروع ہونا جس میں کسی سیال یا نیم سیال کی سطح پر باریک باریک بلبلے پیدا ہونے لگیں۔

فقرہ:۔ گرمی کا زمانہ ہے رات کی دال صبح تک بجبجا گئی۔

بھائیں بھائیں کرنا:۔ سناٹا ہونا۔ ویرانی ہونا۔

تمہارے جانے کے بعد گھر بھائیں بھائیں کرنے لگا۔

بھُلسنا:۔ کسی چیز کو بھبھول میں ڈال کر جلانا۔ دل بھلسانا۔ کلیجہ بھلسانا بھی استعمال میں ہے۔ ؎

بھلسایا تھوڑا ہجر کی شب کیوں لحد پہ لائے
یاں بھی جلانے کے لئے نازل ہوا چراغ (قلق)

بھلبھلانا:۔ کسی چیز کو بھبھول میں ڈال کر بھوننا۔ (صرف بھوننے میں توے یا بھاڑ میں بھوننے کا مفہوم ہے

فقرہ:۔ تمہیں لو لگی ہے ایک کیری بھلبھلا کر اس کا عرق پی لو۔

پٹ پٹانا:۔ کسی چیز کو بھبھول یا توے پر اس طرح بھوننا کہ اس کا چھلکا "پٹ" سے پھوٹ کر الگ ہو جائے یا پٹ پٹ آواز آئے۔ مثلاً "بادام کھانے سے پہلے پٹ پٹا لو" "آلو پٹ پٹا کر اتار لو۔

پٹ پٹانے کا دوسرا مطلب تڑپنا۔ بے چین ہونا ہے۔

فقرہ:۔ کل تک بہن سے لڑائی تھی اب وہ چلی گئی ہے تو صبح سے اس کے لئے پٹ پٹا رہی ہو۔

بلوں بلوں پڑنا:۔ واویلا۔ ہائے ہائے۔

اللہ وہ کیا بری گھڑی تھی۔
ہر وقت بلوں بلوں پڑی تھی (صریر)

بھدر بھدر بھاگنا یا بھدر دوڑنا:۔ اس طرح دوڑنا کہ پاؤں کے زمین پر لگنے کی آواز ہو۔

فقرہ:۔ میری صورت دیکھتے ہی وہ بھدر بھدر بھاگی۔

بھتر بھتر بو آنا:۔ تیز بو آنا۔ بدبو کی لپٹ آنا۔

فقرہ:۔ خدا جانے کیا پی کر آئے منہ سے بھقر بھقر بو آ رہی ہے۔

پَچ پَچ یا پیچ پیچ: پیچ پیچ کیچڑ میں چلنے کی آواز۔ پیچ پیچ تھوکنے کی آواز کے لئے بولا جاتا ہے۔

پچپچانا: پچپچانا۔ گیلا یا مرطوب ہونا۔ ادھ کچرا کھانا جس میں پانی اور رطوبت جذب نہ ہوئی ہو پچپچے چاول۔

دیکھو رندوا شیخ صاحب کے نہیں ہاں منہ میں دانت

پچپچے ہوں نرم چاول ان کی دعوت کے لئے (داغ)

پچ پچ اور پیچ پیچ کی جگہ انھیں معنوں میں پچڑ پچڑ ہونا بھی عورتیں بولتی ہیں۔

پھوں پھوں کرنا۔ چولہا پھونکنا۔

فقرہ:۔ صبح سے پھوں پھوں کرتے یہ وقت آ گیا ہے لیکن لکڑیاں جلنے کا نام نہیں لیتیں۔

بھس بھسا کر بیٹھنا:۔ بلا آواز کے یا بہت کم آواز کے ساتھ گر جانا۔ کچے مکانوں کا منہدم ہونا یا ضابطے کے جھاگ کا بیٹھ جانا۔

فقرہ:۔ میں کیا جانتی تھی کہ اب کی بارش میں یہ دیوار بھس بھسا کر بیٹھ جائے گی۔

پھُسر پھُسر کرنا۔ کھُسر پھُسر کرنا۔ کانا پھوسی۔ چپکے چپکے باتیں کرنا جس میں بولنے والے کی آواز سنائی دے لیکن الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔

فقرہ:۔ میں کیا جانوں کیا بات ہے تبھی ان سے کھُسر پھُسر کر رہی تھیں۔

بھربھرانا یا بربرانا:۔ برکنا۔ کسی سفوف یا خشک چیز کا چھڑکنا۔

فقرہ:۔ میں دال میں نمک بھول گئی تم اوپر سے بربرا لو۔

جلبلانا:۔ غصہ اور دل جلنے کی وہ کیفیت جس میں انتہائی بے بسی ہو۔

میں کہاں تک ان کی باتیں سنتی کل صبح جلبلا کر بول اٹھی کہ تمہارا جہاں جی چاہے چلی جاؤ۔

ٹھُمک ٹھُمک چلنا:۔ رک رک کر چلنا۔ سہج سہج کر قدم اٹھانا۔ بوڑھوں کی سی چال۔

صبح ہوئی برقعہ سر پر ڈالا۔ ٹھُمک ٹھُمک محلّے میں گھومنے لگیں۔

دھُر دھُر جلنا:۔ آگ لگنا۔ یکے بعد دیگرے چیزوں کا آگ پکڑنا۔

تھا وہ بھی اک زمانہ جب نالۂ آتشیں سے

چاروں طرف سے جنگل جلتا دُھڑ دُھڑ تھا (میر)

دھلا دھل بہنا:۔ کسی سیال چیز کے بہنے کے لئے بولتی ہیں۔

فقرہ:۔ ترکاری کے ساتھ تم نے ہاتھ بھی کاٹ لیا دھلادھل خون بہہ رہا ہے۔

کُٹر کُٹر کھانا:۔ اس طرح کھانا جس میں دانت سے کسی چیز کو کھانے کی آواز پیدا ہو۔

فقرہ:۔ دیکھتے ہی دیکھتے تم ساری چھالیہ کُٹر کُٹر کھا گئیں۔

لت پت ہونا۔ لتھڑ پتھڑ ہونا۔ آلودہ ہونا۔ بھیگنا۔

فقرہ:۔ ابھی پاؤں پھسلے گا تم گر دگے اور سارے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو جائیں گے۔

لت پت کرنا:۔ بھگونا۔ سانا۔ آلودہ کرنا۔

بارش ابر کرم نے اور لت پت کر دیا
حشر میں ہم کیا سکھانے دامن تر بیٹھے (ریاض)

ہلبل:۔ جلدی گڑ بڑ ہلبل ڈالنا، ہلبل پڑنا۔ اسی سے ہلبلی بھی بولتی ہیں۔

گیہوں بھی بل کے ہیں اٹھا نہ سکی
بچہ ہونے کی او ہی بل بلی ہیں (رجا صاحب)

غٹر غٹر پینا:۔ چھن من بگھارنا، رم جھم برسنا اسی قبیل کے الفاظ ہیں۔

○

باب ۶

# الفاظ کی تراش خراش

زبان کو وسعت دینے کے لئے عورتوں نے اگر ایک طرف نئے نئے الفاظ ایجاد کئے ہیں تو دوسری طرف پرانے مصادر سے اسم، اسم سے اسم فاعل اور اسمِ مفعول بھی بنا لئے ہیں۔ الفاظ کی ان تراش خراش میں ظاہر ہے انھوں نے قواعد کے کسی اصول کو ملحوظ نہیں رکھا لیکن سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ ان کے منہ سے نکلا وہی اردو زبان کی قواعد بن کر رہ گیا۔

## مصدر سے بنے ہوئے اسم

اُردو زبان کے عام مصادر مثلاً اتارنا۔ چھانٹنا، دکھنا تراشنا عورتوں اور مردوں دونوں کی زبانوں پر یکساں ہیں لیکن عورتوں نے کام کاج اور گھریلو بول چال کے لئے انہی مصادر سے اسم بنائے ہیں۔ ان میں سے بیشتر عورتوں کی زبان ہی تک محدود ہیں۔ اور لغت میں بھی ان ہی کے نام سے منسوب ہیں۔ مثلاً
ٹوٹنا سے ٹوٹن:۔ ٹوٹی ہوئی چیز کے ٹکڑے۔

فقرہ:۔ جھاڑو بہارو سے نمٹ لو تو برتنوں کی ٹوٹن بھی باہر پھینک دینا۔

چھانٹنا سے چھانٹن:۔ چھانٹنے یا تراشنے کے بعد بچی ہوئی چیز۔

اس کپڑے کی چھانٹن بچی ہو تو مجھے بھی دینا۔ (اس جگہ چھٹن بھی بولتی ہیں)۔

چھٹا ہوا:۔ منتخب شدہ۔ چھانٹا ہوا کے معنوں میں آتا ہے۔

کترنا سے کترن:۔ کترنے کے بعد بچی ہوئی چیز۔

تم کو اگر بٹوے سینا ہیں تو کترن مجھ سے لے لو۔

سینا سے سیون:۔ ۱۔ سلنے کا طریقہ۔ سلائی۔

تمہارے ہاتھ کی سیون مجھے پسند نہیں ہے
۲۔ سلی ہوئی شے۔ جس پر سلائی کی گئی ہو۔
تمہارے کرتے کی سیون ادھڑ گئی ہی لو۔

گھٹنا سے گھٹن :۔ گھٹنے کی کیفیت۔

فقرہ :۔ مجھے یہ گھٹن مارے ڈالتی ہے کہ یہ باتیں آخر کہوں تو کس سے کہوں۔

دھڑکنا سے دھڑکن :۔ دھڑکنے کی حالت۔

ان کو بچھڑے ہوئے زمانہ ہوا
دل کی دھڑکن مگر نہیں جاتی! (تسلیم)

اتارنا سے اترن :۔ اترے ہوئے کپڑے۔

فقرہ :۔ میں کیوں کسی کی اترن پہنوں کیا میں لونڈی باندی ہوں۔

پڑھنا سے پڑھن :۔ پڑھنے کا طریقہ جس کو پڑھت بھی کہتی ہیں۔

سبق تو اس کو یاد ہے لیکن پڑھن ایسی ہے کہ جگہ جگہ اٹکتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

دکھنا سے دکھن :۔ بمعنی درد۔

فقرہ :۔ زخم اوپر سے تو اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن اندر سے دکھن ہوتی ہے۔

پھوڑنا سے پھوڑن :۔ تراشنا سے ترشن، پھٹکنا سے پھٹکن اسی طرح کے الفاظ ہیں۔ ظاہر ہے کہ مصادر سے اسم بنانے میں الف علامت مصدر گرا کر ن بڑھانے کا قاعدہ عورتوں نے استعمال کیا۔ اس طرح جو اسم بنے ان کے معنوں میں بھی اصولی طور پر یکسانیت ہونی چاہئے تھی لیکن ایسا نہیں ہے اگر ان لفظوں پر غور کیا جائے تو کبھی یہ اسم صفت نکلیں گے کبھی اسم کیفیت اور کبھی اسم مفعول۔ مثلاً۔

پڑھنا سے پڑھن، دھڑکنا سے دھڑکن، اسم کیفیت ہیں جو مصادر سے بنے ہیں۔ لیکن اتارنا سے اترن (یعنی اتارا ہوا) اسم مفعول ہے۔

چھانٹنا سے چھانٹن، کترنے سے کترن۔ جیسے الفاظ عورتیں بالکل الگ معنوں میں بولتی ہیں یعنی کاٹتے، چھانٹنے، ٹوٹنے اور تراشنے کے بعد بچی ہوئی چیز۔ ظاہر ہے اس قسم کی کوئی ترکیب قواعد میں نہیں ملتی۔

## صفت یا اسم سے مصدر بنانا

عورتوں نے جس طرح مصادر سے اسم بنائے ہیں اسی طرح صفت یا اسم کے آگے نا علامت مصدر بڑھا کر فعل بھی بنایا ہے مثلاً۔

چوڑا سے چوڑانا۔ مطلب ہے چوڑا کرنا۔

فقرہ:۔ اور سڑکوں کی طرح یہ سڑک بھی چوڑائی جائے گی۔

گدر سے گدرانا:۔ پھلوں کے پکنے پر آنا۔

فقرہ:۔ جب امرود گدرا جائیں تب توڑنا ابھی بالکل کچے ہیں۔

باس سے باسنا:۔ خوشبو میں بسانا۔

فقرہ:۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے گھر میں حقہ مشک اور زعفران سے باسا جاتا تھا

انگیز سے انگیزنا:۔ میں ہی ہوں جو اس گھر میں سب کی باتیں انگیزتی ہوں میرے بعد کوئی تو تحمل نہیں کرے گا۔

تجویز سے تجویزنا:۔
تجویزتا ہوں جو تپ دوری یار میں
ہوتی ہے اس دوا کی عداوت اثر کے ساتھ (اشرف)

کیچڑ سے کیچڑانا:۔ کل سے میری آنکھیں کیچڑا رہی ہیں سرمہ ہو تو دے دو۔

پتیل سے پتلانا:۔ خدا جانے کس چیز کی چوڑیاں تھیں جو دو ہی دن میں پتلا گئیں۔

تھو تھو کرنے سے تھتکارنا:۔
وہ بڑا روگ ہے یہ عشق کو تھتکارتے ہیں
کان سے جو کوئی سنتا ہے اس آزار کا نام (انشاء)

## اسم سے اسم فاعل بنانا

اسم سے اسم فاعل بنانے کا اردو قواعد میں جو بھی اصول ہو اس وقت اس سے بحث نہیں ہے بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ عورتوں نے کون کون سی اسم سے اسم فاعل یا اسم مفعول بنائے ہیں اور ان کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں۔

پہلا طریقہ:۔ اسم کے آگے "بائی" بڑھانے کا ہے۔

جھونجھل یعنی غصہ اس سے جھونجھل بائی بنایا ہے۔

فقرہ:۔ کیا بات ہے صبح سے کیوں جھونجھلائی ہوئی ہو۔

چونچل سے چونچلبائی:۔ چونچلے کرنے والی۔ نخرے باز۔

فقرہ:۔ ایسی چونچلبائی عورت سے کون پناہ نہ مانگے گا۔

ٹوٹکا سے ٹوٹکا بائی:۔ ایسی عورت جو ٹوٹنے ٹوٹکے کرے۔

فقرہ:۔ میرا بس چلے تو ایسی ٹوٹکہائی کو گھر میں نہ گھسنے دوں۔

نظر سے نظربائی:۔ نظر لگانے والی عورت۔

فقرہ:۔ تم کو دس بار منع کیا کہ اس نظر بائی کے سامنے کچھ مت کھایا پیا کرو۔ لیکن تم نہیں سنتیں۔

کثرتِ استعمال سے اکثر لفظوں میں بائی کا الف عورتوں نے حذف کر دیا ہے مثلاً بول چال میں نظربائی۔ ٹوٹکا بائی۔ چونچل کی جگہ نظر بی۔ ٹوٹکبی بھی مستعمل ہے کہیں کہیں عورتیں نظرہن، ٹوٹکہن، چونچلہن

تانیث کے لئے اور تذکیر کے لئے نقرہا۔ ڈھکہا وغیرہ بولتی ہیں۔

بعض بعض اسم فاعل عورتوں نے امر کے بعد و بڑھا کر بنالئے ہیں۔

چکنا سے چکو:۔ چکنا چمکتی کپڑا پہنا طنزاً بولتی ہیں، چکو۔ کپڑا پہننے والی عورت۔

فقرہ:۔اے بی چکو ذرا دکھاتا تو یہ کپڑا کن داموں خریدا ہے۔

سنکنا سے سنکو:۔سن گن لینے والی عورت۔

بس اب چپ بھی ہو جاؤ وہ سنکو آرہی ہے ایک کے دس لگائے گی۔

ٹرخانا سے ٹرخو اور ٹرخلو:۔ (ٹرخانے والی عورت)

وہ ٹرخلو کیا کسی کو کھانا کھلائے گی۔

اسی طرح سٹلو، سڑ سڑ گھومنے والی عورت، بھسکو، ہر جائی عورت اور کھلو ہمیشہ کھل کھلا کر ہنسنے والی عورت کے لئے کہتی ہیں۔

مندرجہ بالا تمام ترکیبوں کے آخر میں واؤ مجہول ہے۔ واؤ معروف یعنی سنکو، چکو، عورتیں ان ہی اسموں کی تذکیر کے لئے بولتی ہیں۔

اسم فاعل بنانے کا تیسرا طریقہ جو عورتوں نے بطور خاص اپنایا ہے وہ اسم کے آگے "مارا" یا "ماری" بڑھانے کا ہے۔

شامت سے شامت ماری:۔ جس کی شامت آئی ہو۔

فقرہ:۔ میں شامت ماری خدا جانے کیوں صبح ہی صبح وہاں پہنچی جو اتنا کچھ سننا پڑا۔

من ماری:۔(افسردہ دل)

فقرہ:۔ وہ من ماری گھر ہی میں رہتی ہے کہیں آتی ہے نہ جاتی ہے۔

منہ ماری:۔ کم سخن اور کم خور دونوں معنوں میں بولتی ہیں۔

فقرہ:۔ ۱۔ اس جیسی منہ ماری لڑکیاں کم ہوں گی جو خاموشی سے سب کچھ سن لیں۔

۲۔ خدا نہ کرے تمہاری طرح کوئی منہ مارا ہو کبھی تو کوئی چیز شوق سے کھاؤ۔

تھکیل ماری:۔ جس پر خوب تھڑی تھڑی ہو۔

فقرہ:۔ میں ایسی تھکیل ماری سے بات تک نہیں کرتی میرا نام ناحق کو لیتی ہو۔

اسم فاعل بنانے کا تیسرا طریقہ کی مثالیں یہ ہیں۔

رونا سے روانسا یا روہانسا:۔ رونے کے قریب پہنچ جانا۔

فقرہ:۔ اتنا نہ ستاؤ کہ روانسی ہو جائے۔

دھنویں سے دھنوانسا:۔ جس میں دھویں یا دھویں کی بو بسی ہو۔

فقرہ :۔ ۱۔ تم نے کیا چیز جلائی ہے جو سارا باورچی خانہ دھوانسا ہو رہا ہے۔
۲۔ سالن تم نے مزے کا پکایا ہے مگر دھوانسا ہو گیا۔

نیندسے نندا سا :۔ جس کو نیند آ رہی ہو۔

فقرہ :۔ نصیبن بچوں کو کھانا دے دو نندا سے ہو رہے ہیں۔

نساس سے نا سی :۔ جس کے پیٹ میں سانس نہ سمالے۔

فقرہ :۔ تم کھانے پر اتنا پانی کیوں پی لیتی ہو کہ نا سی ہو جاؤ۔

## سنسکرت کے الفاظ

ان لفظوں کے بعد جو عورتوں نے تراش خراش کر اپنا لئے ہیں اب ان الفاظ پر ہم کو غور کرنا ہے جو سنسکرت سے اردو زبان میں آئے۔ ظاہر ہے کہ ان لفظوں کی تعداد کافی ہے ان میں سے بہت سے اپنی اصلیت کھو چکے ہیں لیکن اس وقت ہم کو اردو کے ہر لفظ کی اصل کی تلاش میں سنسکرت کی لغت میں بھٹکنا نہیں ہے بلکہ ان ہلکے پھلکے ہندی اور سنسکرت الفاظ پر بحث کرنا ہے جو اپنی سلاست اور سہل تلفظ کی بنا پر عورتوں کی زبان پر اب بھی جوں کے توں رائج ہیں۔ اور ان کے معنی میں بہت کم فرق آیا ہے۔ ان میں سیدھا، سوڑھ، اسنور جیسے لفظوں کے علاوہ مندرجہ ذیل الفاظ شامل ہیں۔

اُترِ چتا :۔ سنسکرت میں چت کے معنی دل کے ہیں۔ اترچتا اس شخص کو کہتے ہیں جس کا دل کسی کام میں نہ لگے اس کی تانیث اترچتی ہے اور اُترچتاپن اسم کیفیت ہے۔

فقرہ :۔ اگر تم ہی اترچتی نہ ہوتیں تو آج یہ گھر جنت ہوتا۔

رَتی :۔ گو اب وزن کے پیمانے کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے اصل معنی تقدیر بھاگ یا قسمت کے ہیں چنانچہ عورتوں کے یہاں اب بھی رتی جاگنا۔ رتی زوروں پر ہونا، رتی سامنے آنا جیسے محاورے باقی ہیں۔

تشبیہ دی جو ہم نے لب لعل یار سے
یاقوتِ آبدار کی رتی چمک گئی (امیر)

آپ سے آتی ہوں تیرے پاس میں بھاگی ہوئی
ہے دوگانہ ان دنوں رتی تری جاگی ہوئی (رجان صاحب)

بھاگ :۔ قسمت۔ بھاگ بھری، بھاگ لگنا۔ بھاگ جاگنا۔ اسی سے بنے ہوئے محاورے ہیں۔

دل ہو خون اور حنا کو بھاگ لگے
اس تری منصفی کو آگ لگے

پور :۔ ناک اور دانتوں کی ملی ہوئی ہڈی جس کی وجہ سے دانت اور جبڑوں کا حصہ اونچا نیچا

معلوم ہوتا ہے۔

فقرہ:۔ اگر اس لڑکی کی پوری اونچی ہوتی تو واقعی حسین ہوتی۔

نگھرا:۔ جس کا کوئی گھر نہ ہو۔ بے گھرا۔ خانہ بدوش۔

دیکھو اب خانہ خرابی مجھے لے جائے کہاں
نگھرا کر کے مجھے آپ سدھارے گھر کو (امیر)

نلجا:۔ بے شرم، جس کو لاج نہ آئے بے حیا۔

فقرہ:۔ اس نلجے کو کیا ہے آج گالیاں کھا کر گیا ہے کل پھر آئے گا۔

نگوڑا:۔ یہ تلفظ "گوڑ" سے بنا ہے جس کے اصلی معنی پاؤں کے ہیں۔ اس لئے نگوڑے کے لغوی معنی لنگڑے کے ہوتے ہیں۔ لیکن عورتوں نے اس نگوڑے لفظ کو جن جن معنوں میں استعمال کیا ہے اس کا جواب نہیں۔

۱۔ نگوڑا:۔ بمعنی بے چارہ۔ اپنے لئے یا دوسروں کے لئے بولتی ہیں۔

مجھ نگوڑی کو کیا معلوم تھا کہ یہ دوپٹہ تمہارا ہے ورنہ کیوں اوڑھتی۔

اس نگوڑے نے کیا بگاڑا ہے جو اس کو مار رہی ہو۔

۲۔ نگوڑا:۔ بمعنی ناکارہ نکما

لے کے دل ہو گیا بیگانہ نہ اپنا نکلا
جس سے کی دوستی دشمن ہی نگوڑا نکلا (جان صاحب)

۳۔ نگوڑا:۔ بعض مرتبہ انتہائی اخلاص پیار میں بھی نگوڑا بولتی ہیں اس سے مراد بے تکلفی ہوتی ہے۔

لال چنری میں نگوڑی اچھی لگ رہی ہے۔

۴۔ نگوڑا:۔ تنہا اور بدنصیب کے معنوں میں بھی آتا ہے اس موقع پر اکثر نگوڑ ناٹھا یا نگوڑ ناٹھی کہا جاتا ہے

اس نگوڑ ناٹھے کا کیا۔ جہاں بٹھا دو روٹیاں کھالیں۔

بڑموہی:۔ جس کا منہ بہت زیادہ بڑا ہو۔

اس بڑموہی پر نہ کوئی کپڑا اچھا لگتا ہے نہ زیور۔

اٹھوارا:۔ آٹھ دن کا وقفہ۔

فقرہ:۔ ہر اٹھوارے ان کے یہاں یہی جھگڑا قصہ ہوتا ہے۔

دوس دینا:۔ خطاوار ٹھہرانا۔ الزام لگانا۔ مثل۔ اپنے دام کھوٹے تو پرکھنے والے کا کیا دوس۔

## تلفظ کی تبدیلی

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ایسے الفاظ عورتوں کی زبان میں بکثرت ہیں جن کو انھوں نے تلفظ کی ثقالت کی وجہ سے سلیس بنا دیا ہے۔ مثلاً

دست پناہ سے دہپنا، افراط تفریط سے افرا تفری۔ وغیرہ لیکن ان کے علاوہ عورتوں کی زبان پر ایسے الفاظ بھی ہیں جو اپنی شکل وصورت اتنی کھو بیٹھے ہیں کہ پتہ تک نہیں چلتا کہ ان کی اصل کیا ہے۔ چند مثالیں ایسے الفاظ کی پیش کی جاتی ہیں۔

نوج:۔ نعوذ باللہ کا اختصار ہے عورتوں نے اس کو اتنی کثرت سے استعمال کیا ہے کہ لسان العصر اکبر الہ آبادی نے بھی لکھ دیا کہ

اکبر ڈرے نہیں کسی سلطان کی فوج سے
لیکن شہید ہو گئے بیگم کی "نوج" سے

نگوڑے کی طرح نوج بھی مختلف معنوں میں بولا جاتا ہے۔

۱۔ بمعنی خدانخواستہ

تم کو خالق یہ دن نہ دکھلائے
"نوج" بی بی وہ اب گھڑی آئے

۲۔ حالت تنفر یا خفگی کا اظہار بھی نوج سے ہوتا ہے۔
اے نوج میں سو پرے سویرے وہاں گئی ہوتی۔

۳۔ مطلق کلمہ نفی۔ نہیں۔ نہ
بیٹا ایسی بھری برسات میں تم تو نوج پردیس جاتا۔
نوج کے علاوہ "نوج دور پار" بھی عورتیں بولتی ہیں۔

نوج دور پار وہ کیوں بیمار پڑے!

نفاختی:۔ اودھ کی بیگماتی زبان کا لفظ ہے جو "نفع دقتی" سے بگڑا ہے عورتیں اس کو مطلب پرست ابن الوقت کے معنوں میں بولتی ہیں۔

زنانی نوج کسی کو میں آج کل دل دوں!
موئے نفاختی دو دن کو چاہ کرتے ہیں (جان صاحب)

خیلا:۔ یہ لفظ "مخیلا" تھا جو "مختلا بالطبع" سے بگڑا تھا۔ خیلا سے عورتوں نے خیلا بنانا (بیوقوف بنانا) خیلا پن (بیوقوفی، نادانی) اور خیلا پانچہ (الھڑ عورتوں اور مردوں، جن کو سر پیر کا ہوش نہ ہو) جیسے محاورے بنائے ہیں۔

ہٹ کے بیٹھو بہت ستایا ہے
تم نے خیلا مجھے بنایا ہے (شوق)
دانائی سے بعید ہیں خیلاپنے کے ڈھنگ

نعمت کو ڈھونڈنے کو چلے دانا پور میں
(رنگین)

پِخّے :- چرخوش سے بگڑا ہوا لفظ ہے۔ عورتیں اس کو کلمات بیزاری میں بطور صفت بولتی ہیں اس کے ساتھ ہٹ جا، نکل جا، دفع ہو ضروری کہتی ہیں۔

مجھ سے باتیں نہ اب زیادہ بنا
چل پِخّے دور ہو حواس میں آ!

بعض مرتبہ ناز و محبت میں بھی "پِخّے" بولتی ہیں جہاں اس کا مطلب بیزاری نہیں ہوتا۔

فقرہ :- "پِخّے" اب ان باتوں کو جانے دو۔

دفان ہونا :- دفع ہونا۔ اس موقع پر "دور دفان" بولتی ہیں۔

فقرہ :- اس بیہودہ کو دور دفان کرو کس چکر میں پڑی ہو۔

بل بھگوا :- بوالہوس سے عورتوں نے "بوالہوسا" بنایا۔ یہاں الف تصغیر بالتحقر کا ہے جیسے گھر سے گھروا۔ اس کے بعد بوالہوا ہوا اسے بل بھگوا بنا۔

فقرہ :- تم اس کو اپنا دوست سمجھتی ہو میں کہتی ہوں ایسے بل بھگوے بہت مارے مارے پھرتے ہیں۔

آتوں جی :- اخوند جی۔ پڑھانے والی۔ صرف "آتوں" بھی بولتی ہیں۔

فقرہ :- میری آتوں شام کو آتی ہیں۔ یا آتوں جی سے کہو آج سبق نہ پڑھائیں۔

مُسٹ مارنا :- مسکت ہو جانا۔ ساکت ہونا۔ سوتا بن جانا۔

تم تو ایسی مسٹ مار کر پڑی کہ سر پہ نقارے تک بج گئے لیکن آنکھ نہ کھلی۔

ٹمشو کرنا :- سنگ شوئی سے بگڑا ہے۔ پتھر نکالنا۔ کنکر ڈھونا۔

فقرہ :- اے نصیبن کیا آج دال ٹمشو نہیں کی تھی۔ ہر نوالے میں کنکر ہیں۔

ٹماک یا ٹمارخ :- طمطراق سے بگڑا ہے۔ سنگھار کرنے والی عورت کے لئے کہتی ہیں۔

صبح ہی سے آج وہ ٹمارخ کھڑکی سے جھانک رہی تھی۔

تمبّے :- تتمہ سے بگڑا ہے مطلب لوازمات کے ہیں۔

فقرہ :- یہاں اپنی زندگی کے ہی تمبے کیا کم ہیں جو تمہارے بھی نخرے اٹھاؤں۔

دایم المرض کی جگہ دایم المریض، صاحب فراش کی جگہ فرلش، اہالی موالی کی جگہ ہالی موالی، احاطہ کی جگہ "حاطہ" عورتیں بولتی ہیں۔ لیکن یہ الفاظ اتنے بگڑے ہوئے نہیں ہیں۔ ان کی اصل شکل و صورت میں بہت کم فرق آیا ہے اس لئے انھیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

## ایسے الفاظ جن کے معنی عورتوں نے بدل دیئے

اپنا مافی الضمیر دوسروں پر واضح کرنے کے لئے عورتوں

نے ایک اور طریقہ اختیار کیا یعنی نئے الفاظ کی ایجاد یا پرانے الفاظ کی تراش خراش کے علاوہ لفظوں اور محاوروں کو ان کے اصل معنوں سے ہٹا کر بولنا شروع کیا اور ان کے مفہوم کو اپنی مرضی کے متعلق بدل ڈالا۔ مثلاً

اچاپت:۔ (راجح ، نہایت ، اپت ، معتبر) اس کے معنی ساکھ اور لین دین میں اعتبار کے ہیں۔ دوکانوں سے مال اسباب جو ساکھ کی بناء پر لایا جائے اور بعد کو اس کے دام ادا ہوں۔ اچاپت اٹھنا۔

فقرہ:۔ تمہارے یہاں کس کی دوکان سے اچاپت اٹھتی ہے۔

اصل معنوں سے ہٹا کر عورتیں اس کو ہنگامہ، آفت، ادھم کے مفہوم میں بولتی ہیں۔

فقرہ:۔ جس دن اسکول بند ہوتا تم دن بھر اچاپت اٹھاتے رہتے ہو۔

اچاپتی لڑکا:۔ شریر لڑکا۔

فقرہ:۔ باجی تمہارے اچاپتی لڑکے نے توکل سے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔

دانیال:۔ یہ لفظ عجمی زبان کا ہے۔ نام ایک پیغمبر کا جس سے فالنامہ منسوب ہے لیکن عورتیں جو دانیال بولتی ہیں وہ "دانہ یعنی اناج" سے نکلا ہے۔ اس کا تعلق عجمی زبان کے دانیال سے بالکل نہیں ہے۔

گھر میں دانیال ہے تو سب کچھ ہے۔

ذوالحال:۔ بنگالی زبان میں سخت گیر اور بدمزاج کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

بیگم خود ذوالحال ہے ورنہ شوہر کے گھر ہی میں نہ بنھ جاتی۔

افراتفری:۔ افراط تفریط کے معنوں کے علاوہ "گڑبڑ" نفسا نفسی کے لئے بولتی ہیں۔

بارش اور آندھی کی افراتفری میں مجھے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ تم نے میرے ہاتھ میں کیا دیا تھا۔

بدعتی:۔ بظاہر معنی بدعت کرنے والے کے ہیں لیکن عورتیں جھگڑالو، شرپسند کے معنوں میں کہتی ہیں۔

فقرہ:۔ ایسے بدعتی انسان سے خدا بچائے۔

نشاط خاطر:۔ دو الگ الگ لفظ ہیں لیکن ان کو ملا کر عورتوں نے دلداری اور دلدہی کے معنوں میں بولنا شروع کر دیا۔

فقرہ:۔ میری ایک ہی بچی ہے نشاط خاطر سے رکھنا۔

تہہ دلی سے بیٹھنا:۔ سکون و اطمینان سے بیٹھنا۔

تہہ دلی سے تو بیٹھ لے انسان ۔۔۔ پوچھ لوں گی میں اس کا نام و نشان ۔۔۔ (تلق)

نقشہ نکالنا:۔ الزام لگا کر بدنام کرنا۔ بہتان لگانا۔

فردوس میں تو جلوۂ دلچسپ اگر کرے
نقشہ ہی نکلے آئینہ روئے حور کا ۔۔۔ (منیر)

جھوٹا:۔ سچے کی ضد ہے لیکن عورتیں اس کھانے کو کہتی ہیں جو کسی کے کھانے کے بعد بچ رہا ہو۔ اس

موقع پر "جھوٹن" بھی بولا جاتا ہے۔

ٹلکن :۔ چھنکنے کے لئے کہتی ہیں۔

بلا بل :۔ (ہلاہل زہر) لیکن عورتیں کڑواہٹ کے معنوں میں کہتی ہیں۔

ترجمے :۔ عورتوں کی زبان پر فارسی اور عربی الفاظ کے ترجموں کا بھی ایک کثیر ذخیرہ ملتا ہے۔ اپنی سلاست اور ندرت کے لحاظ سے یہ ترجمے جس قدر عجیب ہیں اپنے محل استعمال کے لحاظ سے اسی قدر دلچسپ بھی بعض بعض میں محسوس ہوتا ہے کہ عورتوں کے یہ روزمرہ فارسی کا لفظی ترجمہ ہیں۔ لیکن ترجموں میں عورتوں نے جو بات پیدا کی ہے وہ اصل لفظوں میں عنقا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں ہیں۔

بہیا :۔ (سیلاب) ایسی بہیا آئی اے مہتاب حضور سے سُنا
مل گیا دریا میں سورج کنڈ کا تالاب اب (رجانصاحب)

اوسان گئی: (حواس باختہ) تیری رنگین سے کہیں آنکھ لڑی سچ کہہ دے
کیوں تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہے اوسان گئی

مٹی بھر جان :۔ (مشتِ خاک) بچوں کے لئے کہتی ہیں۔

فقرہ :۔ مٹی بھر جان صبح سے بھوکی ہے اور تم کو اب تک کھلانے کا ہوش نہ آیا۔

کھینچا تانی :۔ (کشمکش)

فقرہ :۔ جو تمہارا دل چاہے کرو۔ جان کا جی چاہے کریں مگر مجھے کھینچا تانی میں نہ ڈالیں۔

مُنہا مُنہ :۔ (لبالب)

فقرہ :۔ کل تک تو گھڑا مُنہا مُنہ بھرا تھا آج کیسے خالی ہو گیا۔

تجھ مجھ :۔ (اپنا بیگانہ)

بُوا میری عادت نہیں کہ تجھ مجھ سے گھر کی باتیں کھولوں۔

کھدنی یا کُھدیا :۔ (جستجو)

کوئی کچھ کرے تمہیں کیوں کُھدنی ہے۔

انگ لگنا :۔ (جزو بدن ہونا)

وہ موئی ہی کیا ہو گی کھانا ہی انگ نہیں لگتا۔

جنم روگی :۔ (دائم المرض)

ان کی خیریت کیا پوچھوں وہ تو ٹھہرے جنم روگی۔

کرم جلی :۔ (سوختہ بخت)

وہ کرم جلی جہاں جائے گی اس کی قسمت سے کچھ نہ کچھ بات ضرور نکلے گی۔

روٹی کپڑا :۔ (نان نفقہ)

کیوں میں اپنی آبرو دوں دوپہر کے واسطے
روٹی کپڑا مجھ کو لکھ دیں عمر بھر کے واسطے
(جانصاحب)

اسی طرح (اترتا چاند زوال ماہ) چڑھتا چاند (عروج ماہ) بناؤ دینا جیسے الفاظ عورتوں کی زبان پر ہیں۔

## غلط ترکیبیں

جیسا کہ تم جانتے ہیں اُردو کی وسعت اور ہمہ گیر مقبولیت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ یہ رزم گاہوں کی زبان نہ تھی بلکہ بزم گاہوں کی ترجمان تھی۔ اس کی گھٹی میں ایک طرف سنسکرت اور ہندی ہے تو دوسری طرف عربی اور فارسی ہے۔ ان مختلف زبانوں کے الفاظ ملا ملا کر اردو میں بے شمار ترکیبیں بنی ہیں۔ لیکن ان میں زیادہ قواعد کے اصولوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے سنسکرت اور ہندی کے امتزاج یا فارسی اور عربی کے لفظ ملا کر بہت سے لفظ بنتے ہیں لیکن عورتوں نے عربی اور ہندی یا فارسی اور سنسکرت کے لفظوں کو براہ راست ملا کر بول چال کے لئے نئی ترکیب بنائی ہے۔ بعض مرتبہ فارسی اور عربی ملا کر ایک مرکب لفظ بنایا ہے۔ عورتوں کے گھڑے ہوئے یہ لفظ قواعد کے لحاظ خواہ کتنے ہی غلط کیوں نہ ہوں عورتوں کی زبان ہونے کی وجہ سے سند رکھتے ہیں۔ اور اُردو کی طرح ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بخلاف اس کے جب ہم ان لفظوں اور اصطلاحوں کو دیکھتے ہیں جو پروفیسر وحید الدین سلیم نے وضع کی ہیں، (وضع اصطلاحات) تو ان کا بولنے اور برتنے والا آج کوئی نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ ایک باشعور ادیب اور عالم کی قابلیت کے ڈھلے ہوئے ہیں، عورتوں کی "جہالت" اور ضرورت کے بنائے ہوئے پر پرزے نہیں جنھوں نے زبان کو طاقت پرواز بخشی۔

گھڑونچی، ڈولچی، نباپلہ، ناپید، جیسے لفظوں کے علاوہ عورتوں کی زبان کے مخصوص الفاظ یہ ہیں۔

خات دتی :۔ ذات والی۔

فقرہ :۔ وہ تو خیر جیسا بھی ہے سب کو معلوم ہے تو بڑی ذات دتی تھی تو وہاں کیوں گئی۔

ہنس خلق :۔ خوش مزاج، ہنس مکھ۔

فقرہ :۔ لڑکی کی شکل اچھی نہیں مگر ہنس خلق ہے۔

ڈھیرا دیدہ :۔ ابھیکا، پتنکھا۔

نرگس یہ ڈھیرہ دیدہ نہ کھو بیٹھو کہیں

آنکھیں بگاڑ دیتا نگوڑا کہاں ہے (رجانصاحب)

جوان جہان:۔ (کڑیل جوان)

فقرہ:۔ بیچاری کا جوان جہان ایک ہی بیٹا ہے خدا کرے ماں کا کلیجہ ٹھنڈا رہے۔

لاسخن:۔ بدزبان (گستاخ)

لاسخن کہہ رہے ہیں لڑتے ہیں
واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں (رشادؔ)

ناشدنی:۔ (کم بخت، بدنصیب)

دل پہ کیا گذرا ہے ملال تو کہہ
منہ سے ناشدنی اپنا حال تو کہہ (مرزا شوقؔ)

نامکرنی:۔ (اقرار نہ کرنے والی)

فقرہ:۔ میں نے لاکھ لاکھ پوچھا مگر اس نامکرنی نے نہ قبولا کہ اس نے جھمکے چرائے ہیں۔

ناوقت:۔ (بے وقت، بے ہنگام)

فقرہ:۔ کوئی ایسا ہی کام ہوگا ورنہ وہ ناوقت نہ آتیں۔

فضول کی باتیں:۔ (کی زائد ہے)

نہ سنئے عاشق زار دملول کی باتیں
کریا وہ ہوتی ہیں اکثر فضول کی باتیں (رشکؔ)

ناحق کو:۔ (کو زائد ہے)

ناحق کو شور ہے یہ ترا تو تو عندلیب
بولی کبھی نہ مصحفیؔ خوش بیاں کی طرح (مصحفیؔ)

بیٹھی ناحق کو بولیں کھاتی ہیں
اماں جان آپ کو بلاتی ہیں!

ضرور کی باتیں:۔ (ضروری باتیں)

کھڑے کھڑے وہ مرے پاس آکے ہو جائیں    کچھ ان سے کرنی ہیں مجھکو ضرور کی باتیں (رجانصاحب)

بے واسطے:۔ (بلاوجہ)

بے واسطے شر روز کیا کرتی ہے غیرن (رجانصاحب)

دلالت برسنا:۔ رعب ہونا۔ چہرہ کا پر وقار ہونا۔

فقرہ:۔ اس کے چہرے پر ایسی دلالت برستی ہے کہ روبرو آنکھ نہیں اٹھتی۔

ارواح :۔ (روح) عورتیں ہمیشہ روح (واحد کی جگہ ارواح (جمع) بولتی ہیں۔

میں تو کہتی ہوں کہ اس کی ارواح تمہارے ہی گھر میں بھٹک رہی ہوگی۔

اللہ آمین :۔ خیر مناتے ہوئے۔

ہم تو اللہ آمین سے یوں پالیں
آپ آفت میں جان کو ڈالیں (شوقی)

آمین اللہ :۔ الٰہی آمین یعنی دعائے خیر کے پورا ہونے کے لئے بولتی ہیں

اپنے مرنے کی گر دعا مانگوں
وہ ستمگر کہے آمین اللہ (ظفر)

مغروری :۔ غرور کی جگہ کہتی ہیں۔

بُت بنے بیٹھے رہے حُسن کی مغروری سے
دیکھنے آئی مری ساری خدائی صورت (جان صاحب)

موجی جیوڑا :۔ لہری آدمی۔ موجی انسان

وہ موجی جیوڑا اگر دل پہ رکھے تو سب کچھ کر ڈالے۔

کان گوشی :۔ گوشمالی۔

فقرہ :۔ میں نے ایسا کوڑھ مغز انسان نہیں دیکھا کہ صبح سے شام پڑھاتے ہو جاتی ہے مگر ایک لفظ اس کو یاد نہیں ہوتا۔

کٹوردان :۔ ایسا کٹورا جس پہ ڈھکنا ہو۔ ہندی لفظ کے ساتھ "دان" کی ترکیب غلط ہے۔

فقرہ :۔ سالن کٹوردان میں نکالو۔

مچھردان :۔ ترکیب کے اعتبار کے علاوہ اس کے معنی یہ ہونا چاہیئے کہ جالی جس پر مچھر رہیں لیکن دراصل مچھردان اس جالی کو کہتی ہیں جو مچھروں سے محفوظ رہنے کے لئے لگائی جائے۔

تلے دانی :۔ وہ چھوٹی سی خاص وضع کی تھیلی جس میں عورتیں سوئی دھاگا رکھتی ہیں۔

دور کر باجی کے سینے کو نہ مغلانی سی
پہلے تو یہ مری اطلس کی تلے دانی سی (رنگین)

اسی طرح "بے نمازی" بے اولادی۔ نانوسی، نہار پیٹ۔ نہار منہ وغیرہ کی ترکیبیں عورتوں کی زبان پر عام ہیں۔

باب ۷

# عورتوں کی زبان پر معاشرت کا اثر

زبان اگر ایک طرف جذبات اور احساسات کی آئینہ دار ہے تو دوسری طرف تہذیب اور تمدن کی امین ہے۔ یہ کلیہ عورتوں کی زبان کے لئے سو فیصد درست ہے کیونکہ دنیا کی تمام تہذیبیں اسی کی آغوش میں پلی ہیں۔ تمدن کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں رہی ہے۔ قومیں انھیں سانچوں میں ڈھلیں۔ جن سانچوں میں ماؤں نے ڈھالا۔ جس قوم جس ملک اور جس ملت کو لیجئے۔ عورت ہی کے کمزور خاکے پر بنی ہوئی ایک نہ مٹنے والی تصویر معلوم ہوتی ہے۔

تمدن اور زبان کا ساتھ بڑا پرانا ہے اور ان دونوں کے درمیان کی نہ ٹوٹنے والی کڑی عورت ہے۔ جہاں تک ماضی کی تاریکیوں میں نظروں کی رسائی ہے وہاں تک زبان اور تمدن ایک دوسرے سے بغلگیر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہماری زبان ہی وہ قومی اور ثقافتی ورثہ ہے جس میں نہ صرف تاریخ بلکہ تہذیب و تمدن کے بیش بہا خزانے اب بھی دفن ہیں۔ جب تک ہماری زبان بیرونی اثرات سے پاک رہی مشرقی تمدن کے یہ گوہر نایاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتے رہے اور جب سے ہماری زبان غیر ملکی سم آلود آندھیوں سے تاراج ہوئی یہ موتی بھی اپنی آب و تاب کھونے لگے۔ ہماری تہذیب کے یہ حسین اور جگمگاتے تارے جنھوں نے صدیوں پہلے تاریخ کی ظلمت میں اہلِ یورپ کی رہبری کی تھی۔ ہمارے ہی ہاتھوں ایسے ٹمٹمائے کہ آج ہم اسی مغرب کے سامنے زبان، بیان، الفاظ و معنی اور تہذیب و تمدن کی بھیک مانگنے کے لئے کاسۂ گدائی کے لئے کھڑے ہیں جنھوں نے ہم کو ترقی کا سبز باغ دکھا کر پہلے معذور کیا پھر محتاج۔

مغربیت کا یہ سیلاب انگریزوں کے ساتھ نہیں بلکہ انگریزی زبان کے راستے ہندوستان آیا۔ جب تک صرف مرد دفتری کاروبار کے لئے انگریزی پڑھتے رہے عورت گھر کی چہار دیواری میں اس سیلاب کے

نے پشتہ بنی بیٹھی رہی ۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد عورت نے خود اس بند کو توڑ دیا تو مغرب کی موج یم بر دوشوں سے انگنائی میں آئی اور وہاں سے دالانوں میں پہنچی ، نہ چبوترے رہے نہ سائبان نہ شہ نشین نہ صحنچی ، اور عورت کے گھر کا وہ سارا اثاثہ جو قوم ملت کا آبائی ترکہ اور سرمایہ تھا یوں بہہ گیا جیسے گھر میں کچھ تھا ہی نہیں مشرقی تمدن ، ہندوستانی ثقافت ، اور اردو زبان کی اس کسمپرسی سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ زبان کے مٹنے سے تمدن مٹ جاتا ہے دوسرے یہ کہ عورت تمدن اور زبان دونوں کی محافظ ہے ۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سے لے کر ۱۹۴۷ء کی تقسیم تک ہندوستانی مسلمانوں کا دور جس قدر پُرسکون اور عالیشان رہا اس کا اندازہ صرف وہی پرانی آنکھیں لگا سکتی ہیں جنھوں نے اس کی جھلکیاں دیکھی ہیں ۔ اس ایک صدی میں پہلے پچاس سال تہذیب اور زبان دونوں کے لئے بہت اہم تھے اس کی دو وجوہ ہیں ایک تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کے بعد ہندوستان میں جو افراتفری تھی خصوصاً اودھ اور دہلی میں جو شدید خلفشار تھا ختم ہو گیا اور لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا اپنی پرانی معاشرت کے قالب میں نئی روح پھونکنے لگے اور سچ پوچھیے تو شمالی ہند کا یہی تمدن مٹتے مٹتے بھی سارے ہندوستان کو منور کر گیا ۔ تمدن کا تیسرا مرکز جنوبی ہند میں دکن تھا ۔ اس کو بھی صحیح معنوں میں ۱۸۵۷ء کے بعد ہی سکون ملا ۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اس صدی کے پہلے پچاس برسوں میں انگریزی زبان اور معاشرت نہ ہندوستانیوں نے سیکھی تھی ۔ اور نہ یہ سمجھے تھے کہ انگریزوں کی حکومت قائم ہونے کا انجام اتنا عبرت ناک ہوگا کہ ان کے جانے کے بعد ہم ثقافتی اعتبار سے بالکل دیوالیہ ہو چکے ہوں گے ۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس دور میں انگریز ہندوستان کے دلکش تمدن اور اردو کی ہمہ گیر مقبولیت سے بظاہر اتنے متاثر تھے کہ انھوں نے اردو کو اپنایا اور اس کی سرپرستی کی جس کا زندہ ثبوت فورٹ ولیم کالج ، اردو کی مرتبہ لغت اور تاریخ ہے ۔

ہندوستان کے اس پرسکون دور میں جبکہ شعرا اور ادیب دہلی اور لکھنؤ میں بیٹھے عروس سخن سنوار رہے تھے ۔ ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ ہندوستانی عورت کیا کر رہی تھی ۔ تاریخ کے صفحات بتلاتے ہیں کہ اس دور میں اودھ کی بیگمات ، بیگماتی زبان کو عروج پر پہنچا چکی تھیں ۔ دہلی کی ستم رسیدہ شہزادیاں اپنی مانگ کے لوٹے ہوئے تمام موتی اردو کے دامن میں بھر چکی تھیں ۔ اودھ کی "پیاریاں" پریشان حال تھیں ۔ دہلی کی "دُلاریاں" در در کی ٹھوکریں کھا رہی تھیں ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کی ان کٹھن منزلوں میں جب ہر ہر گام پر دار و رسن کی آزمائش تھی ۔ ان دھان پان عورتوں نے اپنے تن کے کپڑوں کے علاوہ جو سرمایہ انگریز فوجوں کے دست برد سے بچایا وہ اپنے ملک و قوم کو "اردو زبان" کی شکل میں دے گئیں ۔ اور سچ پوچھیے تو وہ سب کچھ دے گئیں جو ہندوستان کا کوئی شہنشاہ بھی نہ دے سکا ۔ اور انگریزوں کو ہندوستان کی آزادی چھیننے کے بعد یہ دولت ہمارے گھروں سے لوٹتے لوٹتے ایک صدی گذر گئی لیکن مٹتے مٹتے بھی یہ نقوش باقی ہیں بڑی بڑی حویلیوں اور عالیشان کوٹھیوں میں خواتین کی نرم و نازک آوازانگریزی

لفظوں اور ٹیڑھے بکے لہجوں میں ڈھل کر اپنی اصلیت کھو رہی ہے لیکن خس و خاشاک کے چھپروں، بوسیدہ جھونپڑیوں اور مٹی کے کچے مکانوں میں تنگ و تاریک باورچی خانوں میں پکانے والی لڑکیوں اور جھلنگی چارپائیوں پر بیٹھ کر ڈلی کترنے والی عورتوں کے پاس اور کچھ نہیں ہے لیکن یہ بچی کھچی پونجی جس کو "عورت کی زبان" کہتے ہیں موجود ہے اور آج بھی اگر عورت چاہے تو زبان اور ثقافت کے اس دھندلے خلا کے میں نئے رنگ بھر سکتی ہے۔

تاریخ ادبیات اردو میں اودھ اور دہلی کے صرف ان شاعروں کا ذکر ملتا ہے جو زبان کو نک سکھ سے درست کر رہے تھے یا پھران ادیبوں کے گن گائے جاتے ہیں جو نثر کو معراجِ کمال پر پہنچا رہے تھے، کہیں ان کے زورِ قلم کا ذکر ہے، کہیں سادگی کا کہیں سہل ممتنع کا۔ لیکن سچ پوچھیے تو اس دور کے یہ شاعر محاورے کا کہیں روزمرہ کا، کہیں سادگی کا کہیں سہل ممتنع کا لیکن سچ پوچھیے تو اس دور کے یہ شاعر اور ادیب جن کا ہم آج کلمہ پڑھتے ہیں صرف "مرصع ساز" تھے۔ انھوں نے کچھ موتی اودھ کی بیگمات کی زبان سے چنے، کچھ جواہرات دہلی کی عورتوں کی زبان سے لئے۔ انھیں اچھی طرح دیکھا پرکھا اور اپنی نظم و نثر میں جڑ دیا۔ یہی نہیں بلکہ الفاظ کا یہ ذخیرہ ان کو اتنی تعداد میں ملا کہ اس کو ٹھکانے لگانے کے لئے انھیں "ریختی" (عورتوں کی زبان) میں شعر کہنا پڑے چنانچہ ریختی کے یہ ضخیم دیوان اب بھی موجود ہیں جو زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ اگر لکھنؤ اور دہلی کے اساتذہ کو عورتوں کی زبان سے سینکڑوں الفاظ مستعار لینے کے بجائے خود ان کا بدل تلاش کرنا پڑتا ہے یا نئے الفاظ گھڑنا پڑتے تو آج اردو کا مزاج ہی دوسرا ہوتا۔

ہندوستان پر انگریزوں کے پورے تسلط کے بعد اگر ہندوستانی تہذیب کا جائزہ لیا جائے تو اس دور میں عورت مرد کی محکوم ملے گی۔ ایک طرف تو وہ اس معنوں میں جاہلِ مطلق تھی کہ اس کے پاس کالج کی کوئی ڈگری نہ تھی اسکول کی اس نے صورت نہ دیکھی تھی لیکن دوسری طرف وہ انتہائی طباع، ذہین خوش مذاق اور طنز و مزاح میں اپنا جواب نہ رکھنے والی ایک ایسی ہستی تھی جس کے ہاتھ میں ایک طرف زبان کی ڈور تھی دوسری طرف تمدن کی باگ۔ اپنے گھر پر اس کا راج تھا۔ پردے کی پابندی نہ صرف مسلمان گھروں میں عام تھی۔ بلکہ اعلیٰ ذات کے ہندو بھی اپنی عورتوں کا میل جول مردوں سے معیوب سمجھتے تھے، عورتوں کی یہ "جہالت" اور پردے کی دقیانوسی رسم موجودہ دور میں خواہ کتنی فرسودہ کیوں نہ سمجھی جائے پر سچ تو یہ ہے کہ اردو زبان کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ پردے کی یہ بربو گو مردوں کے دوش بدوش نہ تھی لیکن بچوں کی تربیت اور نگہداشت کے روپ میں "عنانِ تہذیب" اسی کے ہاتھ میں تھی۔ شہروں میں ہندو گھرانے مسلم ثقافت سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ اور دیہات میں مسلمان عورتوں پر ہندوؤں کی توہم پرستی اور رسوم زیادہ غالب تھے، دونوں جگہوں عورت کی زندگی محدود تھی۔ گھر کی چہار دیواری ہی اس کی کائنات تھی۔ اس کی تنگ و دو ۔ کے دو مرکز تھے۔ ایک خانہ داری اور دوسرے بچوں کی دیکھ بھال، جودتِ طبع

ذہانت، دماغی اُپج اور تخلیقی صلاحیتوں کے صرف کے لئے نہ کالج تھے نہ اسکول نہ ان کو شاعری کی اجازت تھی نہ افسانہ نگاری کی لیکن حیرت ہوتی ہے کہ اس گھٹے ہوئے ماحول میں جب ان کی طبیعت کی جولانی کو کوئی راستہ نہ ملا تو اس نے زبان و بیان کی طرف رخ کیا۔ لوریاں، لوک گیت، شادیوں میں گائے جانے والے بنرے، بابل، پنجاب کے ملیئے، بٹنے، زچہ گیریاں، ساون، ان ہی کی شاعرانہ صلاحیتوں کا نمونہ ہیں جن کے بول اب بھی کانوں میں امرت گھولتے ہیں۔

جہالت اور توہم پرستی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہندوستانی عورت چونکہ اس دور میں اَن پڑھ تھی۔ اس لئے اس کی بہت سی باتیں اور رسوم جاہلوں کی تھیں۔ پریوں بھوتوں پر اعتقاد عام تھا۔ جادو ٹونے کی یہ سب سے زیادہ قائل تھیں اور اس سے دور رہتے اور بچوں کو محفوظ رکھنے کا ایک ایک گر ان کو معلوم تھا۔ معمولی معمولی بیماریوں کے لئے سایہ اور جھپیٹے کا تصور تھا۔ بہت سی چیزیں ان کے یہاں اور بہت سی فال بدنحوست کی وجہ سے بعض الفاظ زبان سے نکالنا گناہ تھا۔ چیلوں کے روپ میں پریوں، بلی کی صورت میں جنوں کا تصور عام تھا۔ ٹونے ٹوٹکے زیادہ تر ان بیاہی لڑکیوں اور پلوٹھی کے بچوں پر کئے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی توہم پرستی نے عورتوں کو بہت سی نئی اصطلاحیں بنانے پر مجبور کیا۔

عورت کی زندگی کا دوسرا پہلو پردے کی پابندی اور انتہائی شرم و حیاء کا تصور تھا۔ بے حیائی کا کوئی لفظ منہ سے نکالنا تو کجا وہ کوئی ایسی بات بھی نہیں کہہ سکتی تھیں جس کے آس پاس بے شرمی کا شائبہ ہو۔ عورتوں کی اس غیر معمولی شرم و حیاء کی وجہ مشترکہ خاندان تھے شادی سے پہلے لڑکیوں کو ماں باپ کے علاوہ چچا، پھوپھا، دادا، نانا، ماموں، خالو سب سے واسطہ پڑ سکتا تھا۔ اور سسرال میں سسر کے علاوہ جیٹھ، دیور، نندوئی سب کے ہی مرد کنبے میں رہتے تھے۔ اسی لئے عورت کو بول چال میں بڑا محتاط رہنا پڑتا تھا گھر کے دیگر افراد تو کجا وہ اپنے شوہر سے بھی کھل کر بات نہیں کر سکتی تھی۔ اسی لئے اس کو اپنا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعاروں اور کنایوں کی ضرورت پڑی۔ کنایوں کی زبان میں عورت نے ہمیشہ گھر کی عورتوں سے بات چیت کی وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ گھر میں رہنے والے مردوں کے کانوں میں اس کی بھنک تک نہ پڑے۔ عورتوں کے یہ اشارے اور کنائے اس قدر دلچسپ اور نازک ہیں کہ بعد کو مردوں نے انھیں اپنایا اور اپنی تہذیب و تمدن کی پرانی قدروں میں ان کی اہمیت اور افادیت کا پورا پورا اندازہ کرتے ہوئے ان کو ریختی میں محفوظ کر لیا۔

۱۸۵۷ء کے بعد کی مخصوص معاشرت میں عورتوں کے بنائے ہوئے اشارے اور کنائے دو طرح کے ہیں ایک وہ جو توہم پرستی کی وجہ سے ایجاد کئے گئے۔ دوسرے وہ جو شرم و حیاء کی بناء پر اختیار کئے گئے۔

**کنائے بوجہ توہم پرستی** | عورتیں اس قدر توہم پرست تھیں کہ موت یا موت سے متعلق الفاظ بھرے پرے گھر میں اپنا زبان سے نکالنا بدشگونی سمجھتی تھیں۔

لیکن دوران گفتگو میں ان کا ذکر چونکہ ناگزیر تھا اس لئے انھوں نے ان کا مفہوم ادا کرنے کے لئے ایسے کنائے ایجاد کئے جن سے ان کا مطلب تو ادا ہو جائے لیکن بدشگونی کا کوئی پہلو نہ نکلے۔ مثلاً۔

چیرے والا:۔ (حکیم یا جراح)

بن زناخی کے جیا اچھی نہیں ہونے کی ہیں
چیرے والے نے عبث نسخہ لکھا کس واسطے (رجاں صاحب)

مُردار ی:۔ چھپکلی کو کہتی ہیں، چھپکلی اس قدر ناپاک خیال کی جاتی ہے کہ اگر چھپکلی کا نام منہ سے نکالا جائے تو اس کے بعد عورتیں فوراً زمین پر تھوک دیا کرتی تھیں۔ اگر چھپکلی کسی کے اوپر گر جاتی تو سونے کا چھلا دھو کر اس کا پانی اس آدمی پر چھڑک دیا جاتا تھا تاکہ وہ پاک ہو جائے۔

شیخ جی صاحب کے ہیں دو ابرو پیوستہ یوں
جس طرح سر جوڑ کر لڑتی ہیں دو مرداریاں (رنگین)

اجلی:۔ دھوبن۔ دھوبن کا لفظ اس لئے نہیں کہتی تھیں کہ دھوبن ایک سیاہ رنگ کی چڑیا کا بھی نام ہے جس کی سیاہ رنگت کی وجہ سے اس کو جادو ٹونے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

دھوئی ہے دیکھیو بے طرح سے کیا اجلی نے
گارح کی نے کے نئی میری مردڑی انگیا (رجاں صاحب)

نکٹی، ہینگو، کالی، تینوں بلی کے لئے بولے جاتے تھے کیونکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ بلی کے روپ میں جنات گھومتے ہیں۔ اگر بلی کو بلی کہیں تو شاید وہ اپنا نام سن کر متوجہ ہو جائیں اور بچوں پر ان کا داؤ چلے اس لئے زچہ خانوں میں "بلی" کا نام کبھی نہیں لیا جاتا تھا۔

تم یہاں بیٹھی کیا کر رہی تھیں وہ نکٹی پلنگ کے نیچے سے گذر گئی!

اوپر والیاں:۔ کنایہ تھا پریوں سے جن کا سایہ ان بیاہی لڑکیوں کو ہو جاتا تھا۔ "ہسٹریا" کے لئے اوپر والیوں کا فتور، اوپر والوں کا سایہ، یا اوپری اثرات جیسے کنائے عام تھے۔

فقرہ:۔ چیرے والا کیا کرے گا میری سنو تو یہ سب اوپر والیوں کے اثرات ہیں تم جھاڑ پھونک کرواؤ

چوٹی والا:۔ بھوت، بدروح۔

فقرہ:۔ بھری دوپہر کہاں چلیں دیکھتی نہیں کہ بگولے اٹھ رہے ہیں خدا جانے ان میں کتنے چوٹی والے ہوں

اندر والی:۔ کلیجی کو کہتے ہیں۔ کلیجی بھی جادو ٹونوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اور بالعموم اس کام کے لئے پوری کلیجی مع نرخرے اور پھیپھڑوں کے خریدی جاتی ہے۔ اس لئے عورتیں اس کو اندر والی کہتی تھیں۔

فقرہ:۔آج اندر والی پکانا کو دو بوٹیاں مجھے ضرور بھیجدینا۔

رد کھ چڑھا:۔ ڈال والا۔ کالا منہ۔ تینوں کنلٹے بندر کے لئے تھے جس کا نام لینا منحوس تھا۔

بچے کو صحن سے ہٹا لو بنو! وہ رد کھ چڑھا سامنے بیٹھا ہے۔

ان گنا مہینہ:۔ حمل کا آٹھواں مہینہ۔ اس کو عورتیں یوں منحوس سمجھتی تھیں کہ جو بچے اٹھوانسے (آٹھ مہینہ میں) پیدا ہوتے ہیں وہ کبھی زندہ نہیں رہتے ہیں۔ اور ان کی پیدائش پر ماں کی جان بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ بخلاف اس کے ستوانسے بچے زندہ رہتے ہیں۔

فقرہ:۔ نوج میں دلہن کو ان گنے مہینے میں گھر سے باہر جانے دوں۔

انگنا برس:۔ میٹھا برس:۔ عمر کا اٹھارواں سال۔ چونکہ حضرت علی اکبر کی شہادت اٹھارویں سال ہوئی تھی۔ اس لئے عورتیں اٹھارہ کے ہندسے کو منحوس سمجھتی ہیں۔

لگا میٹھا برس جب سے یہ صورت زہر لگتی ہے
مشاط جلد لا پیغام اب مصری کی نسبت کا (جانصاحب)

رسی۔ ماموں:۔ سانپ کو کہتی ہیں کیونکہ سانپ کے کان بہت تیز ہوتے ہیں۔ وہ اپنا نام سن کر چونک پڑتا ہے۔

دو موہی رسی ڈسے ان کے دونوں ہاتھوں کو
نحو ہی جان کے وہ مجھ کو ماریلتے ہیں (جانصاحب)

تھتکاریاں:۔ بیڑیاں۔ لعنت رسوائی۔ تھتکاریاں پڑنا یا لگنا۔

باز آئے اپنی فطرت سے وہ اس کا ذکر کیا
پاؤں میں جب تک نہ کو کاسے کے لگیں تھتکاریاں (جانصاحب)

بیگمات تھتکاریوں کا لفظ چڑیلوں کے لئے بولتی تھیں۔

فقرہ:۔ خدا کے لئے شام کو ادھر نہ جانا وہاں تھتکاریوں کا بسیرا ہے۔

تھتکارا:۔ ہیضہ۔

فقرہ:۔ تم نے کچھ سنا! پڑوسن کا بچہ تھتکارہ میں چٹ پٹ رہ گیا۔

بڑا آزار:۔ بڑا آزار، پرانی بیماری، راج روگ:۔ یہ چاروں اصطلاحیں دق کے لئے بولتی ہیں۔

۱۔ تم کچھ کہو مجھے تو دلہن کو برا آزار معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ راج روگ میں تو آدمی گھلتا ہی رہتا ہے۔

۳۔ پرانی بیماری آدمی کو کھا جاتی ہے۔

آگ پانی کی بیماری:۔ مرگی کا دورہ جو آگ اور پانی دیکھنے سے پڑتا ہے۔

فقرہ:۔ میں آگ پانی کے بیمار کو بال بچوں والے گھر میں کیسے رکھ لوں؟

چراغ بڑھانا۔ چراغ ٹھنڈا کرنا، چراغ خاموش کرنا:۔ چراغ گل کرنے کے بجائے عورتیں بولتی ہیں۔ چراغ گل کرنا اس لئے نہیں کہتی ہیں کہ لڑکا گھر کا چراغ ہوتا ہے "گل کرنے" کے لفظوں میں اس کی موت کی بدشگونی ہے۔ ٹھنڈا کرنا۔ اور بڑھانا یہ دونوں اصطلاحیں عورتیں، چوڑیوں اور زیور کے لئے بولتی ہیں۔ کیونکہ ان کے "اتارنے" میں بیوگی یا شوہر کی موت کی بدشگونی ہے۔ توہم پرستی کی بنا پر خدانخواستہ کے معنوں۔ نظر بد کے لئے بھی عورتوں نے اپنی ترکیبیں الگ بنائی ہیں۔

میری آنکھوں میں خاک:۔ خدا کرے میری نظر اس کو نہ لگے۔ ایسے موقعوں پر کہیں گی جب کسی بچے کی عمر کا ذکر ہو۔
"میری آنکھوں میں خاک! باجی یہ تو سال کا ہو گیا۔"

اپنی ایڑی دیکھو:۔ جب کوئی کسی کو ٹوک دے یا بھرمنہ تعریف کرے تو عورتیں کہتی ہیں "اپنی ایڑی دیکھو"
یعنی نظر مت لگاؤ۔

فقرہ:۔ جیسے ہی اس نے کہا کہ تم آج کل موٹی ہو رہی ہو میں نے کہا کلمو ہی اپنی ایڑی دیکھ!
اس موقع پر ایڑی میں گو، بھی کہتی ہیں تاکہ آدمی جھک کر ایڑی دیکھے اور یوں اس کی نظر اس شخص کو نہ لگے جس کو اس نے ٹوکا ہے۔

دشمنوں کے:۔ دشمنوں کے مزاج ناساز ہیں۔ اس کے دشمن بیمار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ خود بیمار ہے۔ لیکن عورتیں ہمیشہ کہیں گی کہ اس کے دشمن بیمار ہیں۔

فقرہ:۔ میں نے جب سے سنا ہے کہ تمہارے دشمن بیمار ہیں جب سے تڑپ رہی ہوں۔

میری دائی کو کوستی ہے:۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے کوستی ہے۔ بالکل وہی ترکیب ہے "جو دشمنوں کا مزاج ناساز ہے" میں ہے۔

آگ لگ جائے اس لڑائی کو
کوستی ہے وہ میری دائی کو

حف دیدوں میں:۔ چشم بددور

تمہاری جان سے دور:۔ جب اپنے لئے موت یا بیماری کا کوئی حکم منہ سے نکالیں گی تو مخاطب سے کہیں گی۔
"تیری جان سے دور" یعنی یہ بات میں اپنے لئے کہہ رہی ہوں۔ خدا تجھے محفوظ رکھے۔

جا کے رہنا نہ اس مکاں سے دور
ہم جو مر جائیں تیری جان سے دور

اب سے دور:۔ جب کسی کی گذشتہ بیماری یا پریشانی کا ذکر کریں گی تو یہ کلمہ بولیں گی۔ مطلب یہ ہے کہ خدا آئندہ اس تکلیف سے محفوظ رکھے۔

اب سے دور جب بچپن میں یہ بیمار پڑا تھا تو مرنے جینے کا ساتھ تھا۔

سات دریا درمیان :۔ خدانخواستہ۔ یہ بات یا یہ بدشگونی اس شخص سے بہت دور ہے جس کے متعلق کوئی کلمۂ بد کہا جا رہا ہے

فقرہ :۔ سات دریا درمیان اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو کیا ہوگا۔

مرے مرنے کی خبر کیونکر نہ پہنچے نوح تک
سات دریا درمیاں وہ عین طوفاں میں تھا (منیر)

بعض عورتیں سات دریا درمیاں کے بجائے سات قرآن درمیان یا "شیطان کے کان بہرے" بھی کہتی ہیں۔

دور پار :۔ خدانخواستہ :۔ یاں سے غبارہ دور پار گرے
گھر جلے سوت کا یہ دار گرے (جانصاحب)

توہم پرستی اور نحوست کے علاوہ بہت سے الفاظ ہیں جو سوئے ادبی کے خیال سے عورتیں زباں سے نہیں نکالتیں۔ مثلاً۔

بڑی چیز :۔ قرآن شریف۔

تو بڑی چیز بھی اگرچہ اٹھائے
ستیاناس ہو جو باور آئے

بڑی روٹی :۔ قرآن مجید۔

غلط بالکل پڑھاتی ہے بڑی روٹی تو فتو کو
فضیلت کیا پڑھی ہے دے کے کودوں اپنی آنکو (جانصاحب)

اوپر والا :۔ چاند کے علاوہ خدا کے لئے بولتی ہیں۔

"یہ نہ کہو بھابی اوپر والا سب کچھ دیکھتا ہے۔ اس موقع پر نیلی چھتری والا بھی کہتی ہیں۔

بی بی کا دانہ، بی بی کی صحنک :۔ بی بی کا لفظ بوجہ احترام حضرت بی بی فاطمہؓ کے لئے کہتی ہیں۔

بی بی کی پڑیا :۔ مٹھائی کی وہ پڑیا جو حضرت بی بی فاطمہؓ کی نیاز کے لئے آئے۔

کوئی بولی اس کی خبریں جو پاؤں
اسی وقت بی بی کی پڑیا منگاؤں

## کنائے بوجہ شرم و حیا

اُردو ادب میں ان ترکیبوں اور کلمات کی فہرست بہت طویل ہے جن کی تخلیق عورتوں کی فطری شرم و حیا نے کی ہے۔ لیکن غور سے دیکھیں تو ان کنایوں میں جتنی ندرت اور ان استعاروں میں جتنی لطافت ہے کسی زبان کی اصطلاحوں

میں نہیں ملے گی ۔

آس والی:۔ حاملہ

فقرہ:۔ آس والی کو مت ترساؤ جو مانگتی ہے کھلادو ۔

آس مراد والی:۔ صاحب اولاد عورت ۔

فقرہ:۔ خدا میری بچی پر تمہارا سایہ ڈالے تم آس مراد والی ہو ۔

کھٹی چیز کو جی چاہنا:۔ ابتدائی زمانہ حمل ۔ جس میں اکثر عورتیں ترش چیزوں کو پسند کرتی ہیں ۔

فقرہ:۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن شادی کو ہوئے اور ابھی سے کھٹی چیز کو جی چاہنے لگا ۔

کچے پکے دن، کھٹے میٹھے دن:۔ دونوں محاورے ابتدائی زمانہ حمل کے لئے بولے جاتے ہیں جس میں بہت زیادہ احتیاط کی جاتی ہے ۔

فقرہ:۔ میں اپنے آپ وہاں چلی جاؤں گی دولہن کو ان کچے پکے دنوں میں کیوں جانے دوں کچھ اونچ نیچ ہو جائے تو کیا ہو گا ۔

دوجی سے ہونا:۔ آس سے ہونا ۔

اے دوگانہ زندگی میری تری مرضی پہ ہے
لاکھ صدقے تیرے اک جی پر کہ تو دوجی سے ہے (رجانصاحب)

عورتیں اس موقع پر "دوجیا" بھی کہتی ہیں جو اسم فاعل ہے ۔

پاؤں بھاری ہونا:۔ دوجی سے ہونا ۔

سوچ اس کا جو نہ ہو مجھ کو تو پھر کس کو ہو
جانتی تو نہیں کیا پاؤں ہے بھاری انا (رجانصاحب)

اندر والا:۔ اس بچے کے لئے کہتی ہیں جو ماں کے پیٹ میں ہو ۔

"تم کڑھی کب کھاتی تھیں! یہ کہو اس وقت اندر والا مانگ رہا ہے ۔

درد لگنا:۔ درد زہ شروع ہونا ۔

لگے ہیں درد مرتی ہوں بلالائے وہ دائی کو (رجانصاحب)

عورتیں جب درد کے بجائے "دردوں" کہتی ہیں تو اس کا ہمیشہ مفہوم درد زہ ہوتا ہے ۔

پہلا پھول:۔ پہلا بچہ ۔ پلوٹھی کا بچہ ۔

چھٹوئے کپڑے:۔ وہ کپڑے جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورتیں پہنیں ۔ سنور میں پہنے جانے والے کپڑے ۔

فقرہ:۔ ان کی کنجوسی کا یہ عالم ہے کہ چھٹوئے کپڑے تک دائی کو نہ دیئے ۔ خود ہی منگوا کر رکھ لئے ۔

ہاتھ پاؤں سے چھوٹنا:۔ ولادت سے فراغت پانا ۔

میں نے بنو کی شادی کی تاریخ بڑھا دی ہے۔ یہی سوچ کر کہ جب تک تیاری بھی ہو جائے گی اور تم بھی ہاتھ پاؤں سے چھوٹ چکی ہوگی۔

آنچل دبانا:۔ نوزائیدہ بچے کا دودھ پینا۔

فقرہ:۔ تین راتیں گزر گئیں اس بچے نے آنچل نہیں دبایا۔

آنچل دینا:۔ بچے کے منہ میں دودھ دینا۔

بچہ بہت کمزور ہے میری مانو تو گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد اس کو آنچل دو۔

آنچل آنا۔ آنچل پکنا:۔ سینے پر چھوٹے پھنسیوں کا نمودار ہونا۔

میں تو ہر برسات میں یہی دیکھتی ہوں کہ تمہارے آنچل پک جاتے ہیں۔

چھوٹے کپڑے:۔ اندر پہننے والے کپڑے۔

فقرہ:۔ نوج میں ایسی ہوائی دیدہ ہو جاؤں کہ چھوٹے کپڑے دھوبی کو دوں!

چھوٹا نہان:۔ بچہ کی پیدائش کے دس دن بعد والا غسل ہندی میں اس کو دسوتھن کہتے ہیں۔ تمہارا چھوٹا نہان ہولے تو فضیلت کی منگنی کروں۔

بڑا نہان:۔ بچہ کی پیدائش کے چالیس دن بعد کا غسل جس کو چھلا بھی کہتے ہیں۔

بڑے نہان کے بعد سیدھی مسجد جانا وہاں سے سیدھے گھر آنا۔

مندرجہ بالا تمام کنائے بچوں کی پیدائش سے متعلق تھے۔ ان کے بعد ان اشاروں کنایوں کی چند مثالیں دی جاتی ہیں جن میں عمومی طور پر عورتیں بات چیت کرتی تھیں۔

کورا پنڈا:۔ ناکتخدا لڑکی۔ دوشیزہ۔

مانو مرے کہنے کو ابھی کورا ہے پنڈا
بن بیاہی ہو وارمی یہ چلن ہے نہیں اچھا (جانصاحب)

انواسی ہونا:۔ شادی شدہ ہونا۔

یہ ہیں انواسی ان کو ڈر کیا ہے
تو نہ جا تیرا کورا پنڈا ہے "

اودماتی:۔ جذباتی، خواہشات کی غلام۔

بات مجھ کو نہیں یہ خوش آتی
بندی ایسی نہیں ہے اودماتی "

اچھوتی:۔ کنواری۔

مرد کے نام سے نہیں واقف

اچھی بیگم ابھی اچھوتی ہیں

آنکھ مندی۔ باعصمت، نیک بخت، ناتجربہ کار۔

آنکھ مندی اٹھ جاؤں تو باجی گناہوں سے بچوں
کھول کر آنکھیں جو دیکھا ادبی دنیا خواب ہے

آنکھ لگا۔ آنکھ لگی:۔ جس سے ناجائز تعلق ہو۔

گو آنکھ لگا مردوا تھا چھوٹی کا دیور
کنبے میں مرے جاکے بڑا نام کر آیا (جانصاحب)

کوٹھے والی۔ طوائف۔

فقرہ:۔ لو اور سنو۔ اب وہ بھی کوٹھے والیوں کے چکر میں پڑ گئے۔

کوٹھے پر بیٹھنا:۔ عصمت فروشی اختیار کرنا۔

فقرہ:۔ ایسا ہی سنگھار کا شوق ہے تو کوٹھے پر کیوں نہیں بیٹھ جاتیں۔

محلّی:۔ خواجہ سرا۔

بڑی حویلی سے محلی آیا تھا کہہ رہا تھا کہ بہو بیگم بیمار ہیں۔

نس کٹا:۔ خواجہ سرا۔

جلاؤں اب اکہ صندل کی طرح ناک گھسے
نہ آئے نس کٹا جو میرے گھر نہیں آتا

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ نازک مقامات پر بھی عورتوں نے اشاروں کنایوں کو معراج کمال پر پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور عورتوں کی لغت میں غالباً ان ہی کی فہرست سب سے زیادہ طویل ہے لیکن افسوس ہے کہ ان کو بطور مثال پیش کر کے ان کی تشریح کرنے والا قلم بھی اس وقت عورت ہی کے ہاتھ میں ہے اور جو جذبۂ شرم وحیا ان کنایوں کی تخلیق کا سبب بنا وہی اس وقت قلم کو ان کی پردہ پوشی پر مجبور کئے ہوئے ہے۔ اس لئے بطور نمونہ صرف چند محاورے بلا تشریح معہ سند پیش کرنے پر اکتفا کر رہی ہوں۔

صحنک سے اٹھ جانا۔

ڈر ہے ہجولیوں کی چشمک سے
ارے اٹھ جاؤں گی میں صحنک سے (شوق)

خبر ہونا۔

تمہارا مال ہے ہر وقت اختیار میں ہے
خبر ہو نا دولہن سے ابھی بخار میں ہے (جانصاحب)

دن ٹلنا :- میں نے مانا ہے جو اس چاند کے دن ٹل جائیں
تو میں دوں آپ دہین لال پری کی بیٹھک

میلے سر سے ہونا :- غضب ہے وہ تو میلے سر سے تھی آج
طبق کی بیکوں پنجیری اُس نے پھانکی

اٹکنا :- جھلکی دکھا کے مجھ کو فضیلت جو ٹل گئی
اٹکی تھی مولوی سے زنگی محل گئی (رجانصاحب)

خاموشیاں :- ع چپ رہتی ہے کہتی ہوں جو خاموشیاں لادے

کم کا آزار :- ہاں بچے کی پیدائش کا خیال ہی چھوڑ دو۔ نگوڑا کم کا آزار ہی چلا جائے تو بڑی بات ہے۔

صندل گھسنا :- نکالوں پیٹ سے جو پاؤں کیا ہے سر پھرا میرا
گھسے یاں کون صندل تم سے یہ عادت نہیں مجھکو (رجانصاحب)

○

## باب ۸

# عورتوں کی زبان میں طنز و مزاح

عورتوں کی زندگی جو صرف گھر کی چہار دیواری تک محدود تھی اس نے ایک طرف عورتوں کو دوسری زبانوں سے الفاظ مُستعار لینے سے روکا ہے وہاں ان کے فرصت کے اوقات نے اطراف واکناف کی اشیاء پر خوب غور و فکر کرنے کا موقع دیا۔ ظاہر ہے کہ آج سے تقریباً ایک صدی قبل کی عورت کے لئے فرصت کے وقت میں نہ ریڈیو کی لایعنی ریکارڈنگ تھی نہ سینما کے "بصیرت سوز" نظارے نہ ان کی لئے "پارک کھلے تھے" نہ "ہوٹل"، اس ماحول میں جو آج ہم کو بظاہر گھٹا ہوا معلوم ہوتا ہے عورتوں کی واحد تفریح پڑوسنوں سے ہنسی مذاق، سہیلیوں سے چھیڑ چھاڑ، ہمجولیوں سے بولی ٹھولی تھی۔ گرمیوں کی، دوپہر میں کپڑوں کو کاٹنا بیونتنا، چکن کاڑھنا۔ دوپلی ٹوپیاں اور بٹوے سینا۔ خربوزے کے بیج کھٹکنا، سردیوں کی راتوں میں انگیٹھی کے پاس بیٹھ کر ڈلی کترنا۔ بچوں کے کچے ذہن پر کہانیوں کے ذریعے اپنی روایات کے نقوش مرتسم کرنا۔ کہہ مکرنیوں اور پہیلیوں کے روپ میں بچوں کی ذہنی سطح کو بلند کرنا۔ ساون کی رُت میں جھولے ڈالنا، چنری رنگنا، مہندی رچانا۔ کڑھائی چڑھانا۔ ان کے محبوب مشاغل تھے چونکہ پیسہ کی فراوانی تھی، بے فکری کی زندگی تھی اس لئے نت نئی رسمیں اور تقریبیں منائی جاتی تھیں اور وقت کاٹنے کے لئے گھر کے اندر ہی دلچسپ مشغلے پیدا کئے جاتے تھے۔ مذاق مذاق میں عورتوں نے ایک پھبتی کہی دوسری نے سنی، تیسری نے دہرائی بس پھر کیا تھا یہ کلمے سکہ "رائج الوقت" کی طرح چل پڑے اور طنز و مزاح بذاتِ خود ان کی زبان کا ایک خاص جز بن کر رہ گیا۔ ہمیں آج یہ معلوم کر کے حیرت ہوتی ہے کہ ہنسی ہنسی میں عورتوں نے جو بات کہہ دی اردو ادب نے اس کو پتھر کی لکیر سمجھ کر اپنے دل پر لکھ لیا۔ یہ الفاظ اس قدر مختلف النوع اور برمحل اتنے عجیب عجیب انداز کے ہیں ان کی تشریح کے لئے ہم کو ایک مستقل باب قائم کرنا پڑا۔

## اسمائے تصغیر

اردو ہی نہیں بلکہ دنیا کی اور زبانوں میں بھی اسم سے اسم تصغیر بنانے کا قاعدہ موجود ہے فارسی میں تصغیر کے لئے اسم کے آگے "چہ" بڑھاتے ہیں۔ مثلاً کتاب سے "کتابچہ" در سے "دریچہ" وغیرہ انگریزی میں اس مقصد کے لئے اسم کے آگے "لیٹ" (LET) بڑھاتے ہیں۔ مثلاً بک لٹ، ناولٹ وغیرہ۔

اس سے قبل ذکر کیا جا چکا ہے کہ بچوں کو کھلانے بہلانے کے اور ان کو زبان سکھانے کے لئے عورتوں نے بہت سے اسمائے تصغیر استعمال کئے ہیں جیسے پاندان سے "پندنیا"، چمچے سے "چمچیا"، چکی سے چکیا۔ گلاس سے گلسیا وغیرہ۔ لیکن عورتوں نے اسمائے تصغیر کے ساتھ "اسمائے تصغیر بالتحقیر" بھی بنائے ہیں ان لفظوں میں نہ ہمدردی ہے نہ محبت بلکہ بھرپور طنز ہے۔ ان کے لئے قاعدے استعمال کئے ہیں۔

(۱) وہ اسمائے تصغیر جو اسم کے آگے "یا" بڑھا کر بنائے ہیں۔

پوٹلیا:۔ (پوٹلی سے) وہ میرا کیا بگاڑ لیں گی زیادہ سے زیادہ اپنی پوٹلیا دبائیں گی۔ اور گھر کا راستہ لیں گی۔

گٹھڑیا:۔ (گٹھڑی سے) اناّ تمہاری کیا عادت ہے کہ جہاں پایا وہاں اپنی گٹھڑیا کھول کر بیٹھ گئیں۔

منڈیا:۔ (منڈی یعنی سر سے) میری بات کا منہ سے جواب دینے کے بجائے منڈیا ہلاتا رہا۔

ڈھونڈیا:۔ (ڈھونڈ سے) یہ موئی ڈبیا یہاں پڑی ہے صبح سے اس کی سارے گھر میں ڈھونڈیا پڑی تھی۔

ٹوہیا:۔ (ٹوہ سے) انھیں آٹھوں پہر بیگم کے گھر کی ٹوہیا رہتی ہے۔

زبنیا:۔ (زبان سے) اے لڑکی کیا کروں تیری زبنیا نہیں مانتی۔

ان کے علاوہ اور بھی اسمائے تصغیر ہیں۔ لیکن وہ بالتحقیر نہیں بولے جاتے ہیں مثلاً بیٹی سے بٹیا۔ بادل سے بدلیا:۔ تال سے تلیا۔ چنری سے چنریا۔ دو پٹہ سے دو پٹیا وغیرہ۔

(۲) دوسرا طریقہ جو عورتوں نے اسمائے تحقیر بنانے کا نکالا ہے وہ یہ ہے کہ اسم کے آگے ڑا یا ڑی بڑھا دیتی ہے۔ مثلاً

جیوڑا:۔ (جی سے) گیا ہے جب اپنا ہی جیوڑا نکل
کہاں کی رباعی کہاں کی غزل

کھوجڑا (کھوج سے) کھوجڑا جائے میری آنکھوں کا
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

دکھڑا:۔ (دکھ سے) روز روز ان کا دکھڑا کہاں تک سُنوں

لبڑا:۔ (لب سے) پہلے یہ بطور اسم استعمال ہوتا تھا۔ مثلاً تیرا لبڑا بہو ۔ بڑھ گیا ہے۔ بعد کو بطور صفت بولا جانے لگا۔ "ان کا لڑکا بڑا لبڑا ہے"

پلنگڑا یا پلنگڑی:۔ (پلنگ سے) سردی ہو یا گرمی وہ برو ٹھے میں اپنی پلنگڑی ڈالے بیٹھا رہتا ہے۔

بتنگڑا:۔ (بات سے) صرف بتنگڑ ابھی بولا جاتا ہے۔ ذرا سی بات کا بتنگڑ بن گیا۔

(۳) تیسرا طریقہ جو اسمائے تصغیر بالتحقیر کا ہے وہ اسم کے آگے لا یا لی بڑھانے کا ہے
مثلاً۔

گودلا:۔ (گود سے) اے ہٹو بھی اب تمہارے دن ہیں کہ گودلا چڑھو۔

بتولا:۔ (بات سے) اے جان کسی خیلا کو تبلاؤ بتولے
کچھ کھیل نہیں جانتے ایسے میرے بھولے

بتولے دینا:۔ نہ بتولے دو مجھے یاں سے اڑن چھو ہو جاؤ
کس کو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص

پوٹلا:۔ (پوٹلی سے) گھر میں جو چیز کھوئے ہمیشہ ان ہی کی پوٹلے سے نکلتی ہے۔

پوٹلا:۔ (پیٹ سے) تمہارا پیٹ بھر گیا بس اب تم کو دوسرے کی کیا فکر۔

ملولا:۔ (ملال سے) باغ جہاں میں گرچہ کچھ پھل نہ ہم نے پایا
اک دل ملا کہ جس میں ہیں سینکڑوں ملولے

کوٹھلا:۔ (کوٹھی سے) گھر بار تمہارا ہے بہو کوٹھی کوٹھلے کو ہاتھ نہ لگانا۔

چٹلا (چوٹی سے) (صرف چٹلا کہا جائے تو اس کے معنی موباف کے ہیں۔

نندولا:۔ (نند سے) میں کیا جانوں تمہاری نندولا آئی تھیں وہی کہہ گئیں۔

روپلی:۔ (روپیہ سے) مشکل ہی ہے جو موئی چالیس روپلی میں گذر ہو۔

سوپلی:۔ (سوپ سے) من بھرا اناج آخر بالشت بھر کی سوپلی میں کتنے پچھوڑوں۔

(۴) اسمائے تحقیر بنانے کا چوتھا طریقہ اسم کے آگے وا بڑھانے کا ہے۔

پرتوا:۔ (پرتو سے) چھوٹی دولہن پر تو ماں کا پرتوا بھی نہیں پڑا ہے۔

جوروا:۔ (جورو سے) ٹسوے بہائیے نہ مرے آکے سامنے
یہ نخرے تلے کیجیئے جوروا کے سامنے (رجانصاحب)

کلیجوا:۔ (کلیجہ سے) ارے کوئی اس لڑکی کا کلیجوا تو دیکھے یہاں سے وہاں تک تنہا چلی گئی۔

مردوا:۔ (مرد سے) اس مزے کاٹے مردوے کو دیکھو کیسا دیدے پھاڑ پھاڑ کر گھور رہا ہے۔

گھروا:۔ (گھر سے) دیکھ لیا تمہارا گھروا بس اسی پر اتراتی تھی۔

طنز و مزاح کے میدان میں عورتوں نے جس قدر جودت طبع دکھائی ہے کسی اور جگہ شاید ہی دکھائی ہو۔ اسما تحقیر بنانے کے یہ کلیہ قاعدے بھی جب ان کی جولانیوں کو مطمئن نہ کر سکے تو انھوں نے آخری طریقہ اسمائے تحقیر بنانے کا ایجاد کیا یعنی اسم کے آگے لفظ "پٹی" بڑھا دیا۔ مثلاً مزاج پٹی،

ارمان پٹی۔ ان ترکیبوں کا لطف وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں، جنھوں نے یہ کڑوے کسیلے فقرے عورتوں کی شیریں زبان سے سنے ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

سنگھار پٹی:۔ (سنگھار کی شوقین عورت بطور طنز بولتی ہیں)

فقرہ:۔ وہ سنگھار پٹی سنورے تو چلوں۔

ارمان پٹی:۔ (جس کے دل میں ارمان ہوں، لیکن یہ محاورہ صرف طنز میں بولا جاتا ہے "مگر ارمان" کے معنوں میں عورتیں "ارمان بھری" کہتی ہیں ارمان پٹی نہیں، یہ کلمہ صرف اسی وقت کہتی ہیں جب کسی کے ارمانوں پر طنز کرنا ہو)

فقرہ:۔ میرا بس چلے تو آج ہی اس ارمان پٹی کے ہاتھ پیلے کردوں۔

مزاج پٹی:۔ (بدمزاج، تنک چڑھی)

فقرہ:۔ جانے اس مزاج پٹی کا گذر کہاں ہو۔

پیاروں پٹی یا پیاروں موئی:۔ پیاروں پٹی ایسی عورت کے لئے بولیں گی جس کو اپنے چاہنے والوں پر غلط اعتماد ہو۔

فقرہ:۔ وہ پیاروں پٹی مرے سامنے تو آئے پھر دیکھتی ہوں کون اس کی حامی بھرتا ہے۔

"پیاروں موئی" اس عورت کو کہتے ہیں جس کا کوئی سہارا نہ ہو۔

میں پیاروں موئی کا ہے کو جینے لگی زینب (انیس)

خصماموئی:۔ (جس کے کئی خصم مرچکے ہوں)

اس خصماموئی کا کیا ہے پھر کوئی شوہر تلاش کرے گی۔

تورا پٹی:۔ (شرع توڑنے والی اس عورت کو کہتی ہیں جو بظاہر پردے کی پابند ہو کر نیک چلن بننے کی کوشش کرے "تورا پٹی" اسی محاورے سے بنا ہے جس میں طنز کی شدت بڑھ گئی ہے۔

میں نے لاکھ لاکھ کہا کہ کھڑے کھڑے میرے گھر ہو جاؤ، مگر وہ تورا پٹی نہ آنا تھی نہ آئی۔

ماتھا پٹی، نخرا پٹی، دماغ پٹی:۔ اسی طرح کے الفاظ ہیں جو صرف طنزاً بولے جاتے ہیں بظاہر "لفظ پٹی" وہی مطلب رکھتا ہے جو "ماری" کا ہے مثلاً "سنگھار پٹی" کے بجائے "سنگھار ماری" "مزاج پٹی" کے بجائے "مزاج ماری" بھی تقریباً وہی مفہوم ادا کرتا ہے۔ لیکن عورتوں کی زبان اور محاوروں میں کسی لفظ کے آگے "ماری بڑھانے یا "پٹی" بڑھانے کا مطلب بعض بعض مرتبہ بالکل الگ الگ ہوتا ہے اور وہی اس نازک فرق کو خوب سمجھتی ہیں۔

مثال کے طور پر سنگھار پٹی اور سنگھار ماری، نخرا پٹی اور نخرے مارے ایک ہی طرح کی ترکیبیں معلوم ہوتی ہیں لیکن "لفظ "پٹی" طنز کی شدت زیادہ ہے اور ماری میں کم طنز کے سلسلے میں

جب عورتوں کی جھنجھلاہٹ نے اس سے بھی تسکین نہ پائی تو انھوں نے اردو کے عام لفظوں کو ان کے اصلی معنوں کے علاوہ طنز میں بھی بولنا شروع کیا۔ ذیل میں چند ایسے الفاظ پیش کئے جاتے ہیں جو اپنے اصلی معنوں کے علاوہ طنزاً بھی بولے جاتے ہیں۔

چمکنا :۔ روشنی دینا۔ عورتیں اس سے پہننے کا مطلب بطور طنز لیتی ہیں۔

فقرہ :۔ کل ہی دو پٹہ خریدا اور آج ہی چمک لیا۔ اسی سے چمکو اسم فاعل بنایا ہے جو بطور طنز بولتی ہیں۔

مٹکانا :۔ اصل معنوں کے علاوہ بطور طنز چمکنے کی طرح پہننے کے معنوں میں بولتی ہیں۔

"تم تو جب آتی ہو ایک نئی چیز مٹکا کر آتی ہو۔"

آرسی ٹوٹنا :۔ (انتہائی بدصورت ہونا) جیسے اردو ادب میں قلم توڑنا یا قلم ٹوٹنا کہا جاتا ہے۔ آرسی ٹوٹنا ہمیشہ طنز میں آتا ہے۔

"یوں تو ان کے یہاں خوبصورت کوئی نہیں ہے لیکن محمودہ پر تو آرسی ٹوٹ گئی۔"

للّو اور توتو :۔ (زبان کے لئے بطور طنز)

(۱) میں کیا کروں اس لڑکی کی للّو نہیں مانتی

(۲) بوا ذرا اپنی توتو سوچ سمجھ کر چلاؤ۔

روکڑ :۔ (روپیہ)

تم یہاں ہوتے مجھے کون سے روکڑ دے رہے ہو جو چلے جاؤ گے تو میرا نقصان ہوگا۔

## وہ طنزیہ الفاظ اور محاورے جو اپنے اصلی معنوں میں کبھی نہیں آتے

اب عورتوں کے وہ طنزیہ الفاظ و کلمات پیش کئے جاتے ہیں جو عورتیں کبھی اصلی معنوں میں استعمال نہیں کرتیں۔ بظاہر جو ان کے معنی ہیں وہ لغوی اعتبار سے خواہ کتنے ہی درست کیوں نہ ہوں۔ عورتیں ان کو برسہا برس سے "الٹے" معنوں میں بولتی آئی ہیں اور اب ان کا استعمال صرف طنز میں عام ہے۔

ننھا چھنوا :۔ اس لفظ کے معنی بظاہر "شیر خوار بچے" کے ہیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ عورتیں چھ مہینے کے بچے کے لئے کبھی "ننھا چھنو" نہیں بولیں گی۔ بلکہ یا تو اس مرد کے لئے بولیں گی جو لڑکوں کی سی کی بات کرے یا اس لڑکے کے لئے کہتی ہیں جو بالکل چھ مہینے کے بچے کی طرح روئے یا ضد کرے۔

فقرہ نمبر ۱ :۔ انھوں نے جو جی چاہا کر لیا اور تم ننھے چھنوے سمجھ ہی نہ سکے کہ ان کے دل میں کیا ہے

فقرہ نمبر ۲ :۔ اپنے ننھے چھنوے کو گود سے اتارو تو بات کروں۔

ننھا چھوٹلنا :۔ (ننھا چھنوا کے معنوں میں آتا ہے محل استعمال اور مفہوم وہی ہے)

ہٹو! میرا آنچل چھوڑ دو، ننھے چھٹ لنے نہ بنو۔

منہ سے دودھ کی بو آنا۔ منہ سے دودھ کی بو نہ جانا:۔ دونوں محاورے عورتیں ایسے موقعوں پر بولتی ہیں جب کوئی سن رسیدہ شخص بچہ بننے کی کوشش کرے یا خواہ مخواہ اپنی معصومیت کا اظہار کرے۔

فقرہ:۔ اے ہاں تم کیا جانو یہ باتیں تمہارے منہ سے تو ابھی دودھ کی بُو آتی ہے۔

نولکھا ہار پہنانا، جاگیر بخشنا، خلعت پہنانا:۔ تینوں کلمات طنزیہ بول چال میں ہیں پہلے زمانے کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ وقت کسی فن کار یا کاریگر سے خوش ہو کر اس کو خلعت بخشتے تھے۔ جاگیر عطا کرتے تھے یا نولکھا ہار پہناتے تھے۔ لیکن عورتیں اب ان تینوں کو "جوتیوں کا ہار" پہنانے کے مفہوم میں طنزاً بولتی ہیں اور ان کا مطلب انتہائی بدنامی اور رسوائی کا ہوتا ہے۔

نمبر۱ تمہارے ساتھ اتنا کیا دھرا تو تمہاری ماں نے مجھے یہ نولکھا ہار پہنایا۔

نمبر۲ میں نے ان کی حامی بھی تو انھوں نے مجھے الٹا یہ خلعت پہنایا۔

نمبر۳ دیکھنا ہے اب وہ آ کر کونسی جاگیر بخشیں گے۔

صندل کے چھلپے منہ پر لگنا:۔ منہ میں کالک لگنا، سیاہی لگنا۔ رسوائی ہونا۔

فقرہ:۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ان کے بیچ میں نہ پڑو۔ دیکھو لیا کیسے صندل کے چھلپے منہ کو لگے۔

سات پردے لگنا:۔ کبھی پردہ دار عورت کے لئے نہیں بولیں گی۔ بلکہ جب کسی کے دکھاوے کے شرم و حیا اور جھوٹ موٹ کے پردے کا ذکر ہو تو بطور طنز کہیں گی۔

فقرہ:۔ کل تک بی ستلو گلیوں میں ماری ماری پھر رہی تھیں آج میرے گھر آنے کو سات پردے لگ گئے۔

شرع تورے والی:۔ جھوٹ موٹ شریعت کی پابندی کرنے والی عورت۔

فقرہ:۔ انھوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا برا کیا۔ تو بی شرع تورے والی تھی تو کھڑکی سے ہٹ کیوں نہ گئی۔

پنج پھلاں رانی:۔ پرانی کہانیوں کی وہ فرضی رانی جو پانچ پھولوں میں تولی جاتی تھی۔ اصل معنی نازک اندام عورت کے ہیں۔ عورتیں طنز میں اس کو بھی الٹے مفہوم میں بولیں گی اور ہمیشہ اس عورت کو کہتی ہیں جو خواہ مخواہ نزاکت کا اظہار کرے۔

وہ پنج پھلاں رانی چارپائی پر یوں بیٹھی کہ بٹی چرچرا کر ٹوٹ گئی۔

پھول سونگھ کر جینا:۔ ایسے لوگوں کے لئے کہیں گی جو کم کھانے کا ڈھونگ رچائیں۔

فقرہ:۔ سارا کھانا میں ہی تو چٹ کر گئی تم تو پھول سونگھ کر جیتے ہو۔

مہندی چھوٹنا:۔ ہاتھوں پیروں میں لگی ہوئی مہندی چھڑانے کے مفہوم کے بجائے اس کو اس شخص کی نسبت

طنزاً بولیں گی جو آنے جانے میں کاہلی کرے۔

مہندی چھٹتی نہ آپ گھس جائیں
دو گھڑی کو اگر چلی آئیں
(شوق)

مہندی گھسنا۔ وہی طنزیہ معنی ہیں جو مہندی چھوٹنے کے ہیں۔

تقدیر جو مرے پاس لاتی
مہندی پیروں کی گھس نہ جاتی
(گلزارِ نسیم)

دن لگنا۔ خوشی کے دور میں جب کوئی بدحالی کا زمانہ بھول جائے۔

صندل نگوڑی تجھ کو بھی یہ دن لگے چہ خوش
گھستے تمہارے پاؤں ہیں چلتے کہاں تلک

پٹی تلے پیدا ہونا۔ پٹی کے نیچے پیدا ہونا۔ پٹی تلے کا ہونا۔ پٹی سے مراد یہاں پلنگ کی پٹی ہے۔ چونکہ باندیاں اور کے پالک لڑکیاں بیگمات کی چاپاپائیوں کے پاس زمین پر سوتی ہیں۔ اس لئے ان کی اولاد کے لئے یہ محاورہ بنا جس کے اصل معنی غلام یا خانہ زاد کے ہیں لیکن محاورہ اب عورتیں، لونڈیوں باندیوں کے لئے نہیں بولتی ہیں بلکہ اس آپ برابر کے شخص کے لئے کہیں گی جس کو دوسرے حقیر سمجھیں حتاً۔

فقرہ:- جھاڑو بہارو اپنی چہیتی بٹیا سے کروائیں۔ میں ان کی پٹی تلے پیدا نہیں ہوئی۔

جہیز میں کا ناند۔ بطور طنز اس چیز کو کہیں گی جس پر کوئی عورت خواہ مخواہ قبضہ جمائے۔ دوسرے لفظوں میں یہ محاورہ تیرے باپ کی ملکیت نہیں ہے کا مہذب بدل ہے۔

فقرہ:- میری مشین تو وہ آج کل یوں گھس رہے ہیں جیسے ان کے جہیز میں آئی تھی۔

لوہا:- ہیٹ نکم! تم تو بس اپنا ہی بویا بھرنا جانتی ہو کسی اور کی بھی فکر ہے؟

تخت چڑھی:- اس سے مراد تخت پر بیٹھنے والی نہیں بلکہ کاہلی اور پھوہڑ پن میں کام نہ کرنے والی عورت ہے۔

"اس تخت چڑھی سے کچھ کم از کم دسترخوان ہی بچھا دے۔"

بھاگ بھری:- ظاہراً معنی خوش نصیب کے ہیں لیکن عورتیں اس کو طنزاً الٹے معنوں میں کہتی ہیں۔

"وہ کمبخت بھاگ بھری آئی تھی۔ سارا گھر موس لے گئی۔"

نیک بخت:- ہمیشہ کم بخت کے معنوں میں آتا ہے۔

اری نیک بخت پہلے سری من تو نے بعد کو اپنی گا لینا۔

نیکی اترے:- ظاہری معنی نیک توفیق کے ہیں لیکن عورتیں ہمیشہ "آفت آئے" کے معنوں میں بولیں گی۔

فقرہ:- تیری گڑیوں پر نیکی اترے گھر کا کوئی کپڑا تو نے ثابت نہ چھوڑا۔

تنکا توڑنا:۔ کام نہ کرنا۔ ہل کر پانی نہ پینا کے معنوں میں کہا جاتا ہے۔

فقرہ:۔ وہ میری بیماری میں مہینہ بھر رہی لیکن گھر کا تنکا نہ توڑا۔

جھوڑوں نور برسنا یا تڑاخ تڑاخ نور برسنا:۔ بدصورت عورت کے لئے بطور طنز بولیں گی۔

سبحان اللہ سرخ دوپٹے میں کیا تڑاخ تڑاخ نور برس رہا ہے۔

اور سنگھار کر لو پہلے ہی شکل پر آری ٹوٹ چکی اب تو جھوڑوں نور برس رہا ہے۔

طنز و مزاح کی سرحدیں جو بظاہر ایک دوسرے کو چھوتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ دراصل اپنے نزدیک نہایت لطیف اور نازک فرق رکھتی ہیں۔ اس کی تشریح بہت ہو چکی ہے۔ اس لئے اس پر قلم اٹھانا بے سود ہے۔ عورتیں چونکہ فطری شرم و حیا کی وجہ سے کھل کر مذاق نہیں کر سکتی تھیں اور نہ وہ پھکڑپن اختیار کر سکتی تھیں جو مردوں کے لئے معیوب نہیں ہے اس لئے ان کے مزاحیہ کلمات اور طنزیہ الفاظ ایک دوسرے سے بالکل خلط ملط ہیں وہ موقع کے لحاظ سے طنزیہ الفاظ ہی سے مزاح کا مفہوم لیتی ہیں ذیل میں ایسے لفظ پیش کئے جاتے ہیں جو طنزیہ بھی ہیں اور مزاحیہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً۔

اٹھاؤ چولہا:۔ جو ایک جگہ جم کر نہ رہے، مارا مارا پھرنے والا۔ خانہ بدوش۔

تم آدمی ہو کہ اٹھاؤ چولہا۔ آج یہاں کل وہاں یہ بھی کوئی زندگی ہے۔

احدی بیل:۔ بیکار بیٹھنے والا نکھٹو مرد جو کوئی کام کاج نہ کرے۔

فقرہ:۔ وہ احدی بیل صرف پڑے پڑے کھٹیا کے بان توڑتا ہے۔ اس کو گھر سے کیا مطلب۔

آٹے کی آپا:۔ نیک اور بھولی عورت جس کی سادگی بیوقوفی کی حد تک ہو۔

وہ ہیں آٹے کی آپا ان کو یہ تک خبر نہ ہو گی کہ ان کی ناک کے نیچے کیا ہو گیا۔

اخنی بختی:۔ ذلیل بدوضع عورت

بٹ بھی تجھ جیسی اخنیاں بختیاں بہت دیکھیں۔

اُول جلول:۔ بدسلیقہ، پھوہڑ، لاابالی۔ عورتیں اول جلول بھی کہتی ہیں۔

بات کا کچھ سلیقہ خاک نہ ڈھول
زوج اتنا ہو کوئی اُول جلول
(رجا نصاحب)

اوندھی پیشانی:۔ بدصورت عورت۔

باجی اترائی ہوئی پھرتی ہے بلا در گور
اوندھی پیشانی موئی کلموہی بچا در گور
(رجا نصاحب)

تیمی کا نکاح:۔ کچا نکاح:۔ ناپائیدار رشتہ

فقرہ:۔ دیکھنا ہے کہ یہ تیمی کا نکاح کب تک قائم رہے۔

بڈھا پونگ:۔ اس موقع پر بڈھا پونگا، بڈھا ڈھینگ بھی کہتی ہیں۔ ایسا لڑکا جو بڑی عمر تک بچوں کی سی حرکتیں کرے۔

فقرہ:۔ اس بڈھے پونگ کو بھول بھوں روتے شرم نہ آئی۔

بھسٹل یا بھسڑ:۔ موٹا آدمی، فربہ اندام، کثیف۔

فقرہ:۔ نوج میں اس بھسٹل کو منہ لگاؤں۔

پاؤں کی چھچھوندر:۔ بہت زیادہ گھومنے والی عورت۔

اس پاؤں کی چھچھوندر کو باہر کے دس چکر کروالو۔ یہ مگن رہے گی۔

پائینچہ بھاری ہونا:۔ آنے جانے میں بہت سست اور کاہل ہونا۔

توبہ ہے تم نے تو ایسا پائینچہ بھاری کیا ہے کہ گھر سے نکلتی ہی نہیں۔

(واضح ہو کہ یہ اودھ کا خاص محاورہ ہے جہاں زرقی پاجامے پہنے جاتے تھے اور گوٹا کناری کی وجہ سے بعض مرتبہ چلنا پھرنا دوبھر ہوتا تھا۔ لونڈیاں باندیاں ان کو سنبھالتی تھیں۔ اسی سے یہ محاورہ بنا ہے)

پانچوں سے باہر ہونا:۔ آپے سے باہر ہونا اس موقع پر پائینچوں سے نکل پڑنا بھی کہتی ہیں۔

مانا کہ تمہاری بہو کا پاؤں بھاری ہے مگر تم پائینچوں سے کیوں نکل پڑتی ہو۔

پچھلی ٹکیا:۔ وہ ٹکیا جو روٹی پکانے کے بعد بچے ہوئے آٹے کی پکتی ہے عورتوں کا خیال ہے کہ جو کوئی اس پچھلی ٹکیا کو کھاتا ہے اس کو پچھلی عقل آتی ہے۔ یعنی کام کرنے کے بعد غلطی کا احساس ہوتا ہے۔

فقرہ:۔ اس گھر میں تو آوا کا آوا بگڑا ہے کون ہے جس نے پچھلی ٹکیا نہیں کھائی۔

پھوپس پھوپ سس:۔ پھوپھی ساس کو مذاق میں کہتی ہیں۔

فقرہ:۔ میرے اس کہنے پر اور سب تو چپ رہے لیکن پھوپ سس کو پتنگے لگ گئے۔

پٹنگ پیا:۔ کہرام گریہ زاری کا مذاق اڑانے کے لئے بولتی ہیں۔

فقرہ:۔ ذرا بڑے گھر تک خبر پہنچے کہ میاں صاحبزادے دوسری شادی کر رہے ہیں تو دیکھو کیسی پٹنگ پیا پڑتی ہے۔

تبارک کی روٹی:۔ انتہائی بد وضع اور بدصورت عورت۔

فقرہ:۔ اور تو اور وہ تبارک کی روٹی بھی سرخ جوڑا پہنے تھی۔

ٹٹروں سادم:۔ ٹٹروں ایک نہایت ہی چھوٹا سا پرندہ ہوتا ہے۔ تنہائی اور بے چارگی کے لئے یہ محاورہ بنا ہے۔

فقرہ:۔ لال حویلی میں اب کون رہ گیا ہے بس ایک چھوٹے نواب کا ٹٹروں سادم باقی ہے۔

ٹنڑوں ٹوں:۔ لے دے کے ایک ہی رہ جانا۔ اکیلا، واحد، تنہا۔

صبح جب بول اٹھا مرغِ سحر ککڑوں کوں
اٹھ گئے پاس سے وہ رہ گیا میں ٹنڑوں ٹوں
(نظیر)

ٹوٹیاں سی جان:۔ ٹوٹیاں طوطے کی سب سے چھوٹی قسم ہے۔ نیز کوڑیوں میں "ٹیاں" کوڑی سب سے چھوٹی ہے۔ قیاس ہے کہ یہ کلمہ ان ہی دونوں میں سے کسی ایک سے بنا ہے۔ مطلب ہے حقیر ترین جان، ننھی جان۔

میں منڈیا کا ٹوں کوڑیا خانم کے یار کی
ٹیاں سی جان جائے موئے نابکار کی
(جانصاحب)

ٹائیں ٹائیں فش:۔ یا یہ شور اشوری یا یہ نکانکی

فقرہ:۔ کل تک تو شہر جانے کا بڑا زور تھا آج کیوں ٹائیں ٹائیں فش ہو گیا۔

تانتڑی:۔ تانت سے بنا ہے۔ بہت دبلی عورت۔

فقرہ:۔ وہ تو پہلے ہی سے تانتڑی تھی۔ اب تو خیر اگتی پر ڈالنے والی ہو گئی ہے۔

پنچایتی سالا:۔ ایسا مرد یا لڑکا جو خواہ مخواہ ہر ایک سے رشتہ ناتا جوڑ کر اس کے کام میں دخیل ہو۔

فقرہ:۔ تو کیا پنچایتی سالا ہے جو ہر ایک کا شہ بالا بننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

پتنگ چھری:۔ لتری۔ شر پسند عورت۔

ناممکن ہے کہ وہ پتنگ چھری آئے اور فساد نہ ہو۔

تھکا بیل:۔ سست اور کاہل آدمی جس کو چلنا پھرنا دوبھر ہو۔

میں اپنے آپ جا کر ابھی لوٹ آؤں گی اس تھکے بیل کو کہاں کھینچتی پھروں۔

تماشا خانم:۔ ہنسوڑا اور باتونی عورت۔

ارے تماشا خانم ذرا بات تو سنو بعد کو ہنس لینا۔

کھلو باولی:۔ جو بات بات پر کھکھلائے۔

اس کھلو باولی کی بتیسی ہمیشہ باہر رہتی ہے جب دیکھو ہنستی ہی رہے گی۔

چمک چاندنی:۔ بن سنور کر اترانے والی عورت۔

تم نے اس چمک چاندنی کو نہیں دیکھا ابھی ابھی بن ٹھن کر میلے میں گئی ہے۔

چیتھڑیا پیر:۔ گدڑیا پیر، پھٹے حالوں پھرنے والی عورت۔

گھر میں اللہ کا دیا کیا کچھ نہ تھا مگر وہ ہمیشہ چیتھڑیا پیر بنی رہیں۔

چونٹوں بھرا کباب:۔ ایسا شخص جس کے ساتھ بہت سے جھگڑے جھیلے ہوں۔ کنایہ ہے بال بچوں والے

دوبا جو مرد ہے۔

شادی کرنا ہے تو کہیں اور کرلو اس چونٹوں بھر کباب کو چھوڑ دو۔

پٹیلے کی بھینس:۔ فربہ اندام عورت جس کا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو۔

فقرہ:۔ اس پٹیلے کی بھینس کو تلن کے لئے بٹھا دو۔ اٹھ بیٹھ کا کام مقصودن کرے گی۔

جلے پیر کی بلی:۔ بہت زیادہ گھومنے پھرنے والی عورت۔

وہ جلے پیر کی بلی صبح کی نکلی ہوئی شام کو گھر لوٹی۔

حلق دربان یا حلق داروغہ:۔ جو ہر کھانے پینے کی چیز میں اپنا حصہ لگائے۔

فقرہ:۔ "باجی" تمہاری یہ پیٹ پوچھنی اولاد تو حلق کی دربان ہے تم اس کے بغیر دو دانگ نہیں حلق سے اتار سکتیں۔

چھدا اتارنا:۔ بطور طنز احسان اتارنے کے لئے کہتی ہیں۔

کل کھڑے کھڑے چھدا اتارنے آئی تھیں ڈھیا چھو کر چلی گئیں۔

رموزیں چھانٹنا:۔ نوک جھونک کرنا۔

شیخانی کی یہ پوتیاں آکر ہمارے پاس

چھانٹیں رموزیں بیٹھ کے دن بھر ہمارے پاس

خالہ کی خل بچی:۔ ایسی عورت جس سے خواہ مخواہ ہی کا رشتہ لگایا جائے۔ مرد کے لئے "نند کے نندوئی" کہتی ہیں ظاہر ہے نند کے نندوئی سے کوئی رشتہ ہی نہیں ہوتا۔

میرے گھر آنے کے لئے تمہارے سر میں درد تھا۔ اور وہ بنو کون خالہ کی خل بچی تھی جس کے یہاں دو دو چکر کئے۔

سونٹے سے ہاتھ:۔ وہ ہاتھ جس میں چوڑیاں یا زیور نہ ہو۔

فقرہ:۔ تم نے فیشن کے مارے چوڑیاں اتار دیں لیکن سونٹے سے ہاتھ زہر لگتے ہیں۔

کتروان چال:۔ ٹیڑھی بنکی چال۔

فقرہ تم برقعے میں بھی ہوتی ہو تو میں تمہاری کتروان چال پہچان لیتا ہوں۔

بے تلی:۔ بے وقوف، نادان، الہڑ۔

مات کو لیتی ہو کسی کا نام

تم بھی اتنا جی بے تلی سی ہو (جانصاحب)

کاٹھ کی بجھو:۔ آنٹے کی آپا۔ جس کی سادہ لوحی بے وقوفی کی حد تک ہو جس سے ہر شخص اپنی مرضی کے کام کروا سکے۔

فقرہ :۔ گھر میں جو کچھ کرتی ہے لڑکی کرتی ہے ماں ہمیشہ سے کاٹھ کی بھبو ہیں۔

موم کی مریم :۔ نازک اندام عورت جو ذرا میں تھک جائے۔ بے کار۔ نکمی۔

بھلا ہم کب پگھلتے ہیں کسی کے دھوئے روشن پر

ترے آگے پری کو موم کی مریم سمجھتے ہیں

پٹاخہ :۔ آتش بازی کی ایک مخصوص قسم ہے لیکن عورتیں ایسی لڑکیوں اور عورتوں کے لئے بولتی ہیں جو پٹ پٹ جواب دیں۔

فقرہ :۔ وہ میرے بزرگ تھے میں ان سے کیا کہتی لیکن اس پٹاخہ خانم نے دو ایک سنا ہی دیں۔

پھلجھڑی :۔ یہ بھی آتش بازی کی قسم ہے لیکن عورتیں ہنسنے ہنسانے والی عورت کے لئے کہتی ہیں۔

میں نے جب آنگن سے ہنسی کی آواز سنی تو سمجھ گئی کہ یہی پھلجھڑی یہاں ضرور ہوں گی۔

گھر جھنکنی :۔ جو گھر گھر جھانکتی پھرے، ہر جگہ کی سن گن لے۔

فقرہ :۔ صبح ہوئی اور وہ گھر جھنکنی سر پر برقع ڈال محلے میں نکل گئیں۔

لنڈوری فاختہ :۔ بے سہارا تنہا عورت۔

فقرہ :۔ میں تمہاری طرح لنڈوری فاختہ تھوڑی ہوں جو گھر بار چھوڑ کر رہ جاؤں۔

دھونتال :۔ بہت موٹی عورت۔ اگر وہ دھونتال ایک بار تمہارے اس تخت پر بیٹھ جائیں تو کوئی اور نہیں بیٹھ سکتا۔

میوں بلائی :۔ خاموش، دبا ہوا۔ گربہ مسکین۔

کیا میں نہیں جانتی کہ وہ تم ہی سے اتنا کچھ کہہ لیتی ہیں میرے سامنے تو میوں بلائی بنی رہتی ہے۔

کتے کا کفن :۔ باریک جھلنگا کپڑا۔ جس کے تار دور دور ہوں۔

میں نے تم سے لٹھا لانے کے لئے کہا تھا اور تم یہ کتے کا کفن اٹھا لائے۔

موٹی جوں :۔ سست رفتار۔

میں اس موٹی جوں کو کیوں نوکر رکھنے لگی۔ چار برتن دھونے میں صبح سے شام کر دے گی۔

جوں مارنا :۔ سست کام کرنا۔

تو بچ کوئی ان سے کام لے معلوم ہوتا ہے جوں مار رہی ہے۔

چار انگلیاں سر پر رکھنا :۔ سلام کرنے کے لئے طنزاً کہتی ہیں۔

چار انگلیاں سر پہ رکھ لیتی

کیا زنانخی کی آبرو جاتی (جان صاحب)

بوکھل :۔ بوکھلائی ہوئی۔ گھبرائی ہوئی۔

نقرہ :۔ اے بوکھل ادھر آؤ وہاں کیا کر رہی ہو۔

گوبرگنیش :۔ بھدی بدقطع بدعقل عورت۔

لو اور سنو اب وہ گوبرگنیش تمہیں پڑھائیں گی اللہ رحم کرے۔

چھپکلی :۔ دبلی اور مکروہ عورت۔

تم آرام سے بیٹھ جاؤ وہ چھپکلی ذرا سی جگہ میں دبک جائے گی۔

بیسے پرکی گوٹ :۔ چوسر میں وہ گوٹ جو چیرے پر ہوتی ہے۔ پٹنے سے محفوظ رہتی ہے اسی سے یہ محاورہ بنا ہے اس کے معنی محفوظ بے عیب، پاک کے ہیں۔

خالہ بی اب آٹھ آٹھ آنسو روتی ہیں پہلے تو بہو کو چیرے پر کی گوٹ سمجھتی تھیں۔

○

## باب ۹

# عورتوں کی زبان میں اظہار جذبات

ادب میں جذبات نگاری کا بہت بڑا درجہ قرار دیا گیا ہے۔ تنقید کرنے والوں نے اسی کو نظم و نثر کی جان بتایا ہے۔ سب سے بڑا شاعر اور ادیب وہی کہلاتا ہے جو مرثیوں، نظموں، افسانوں اور ناولوں میں احساسات کی سچی عکاسی کرے۔ لیکن کسی نے آج تک یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ جذبات نگاری کی صنف اردو ادب میں کہاں سے آئی؟

جذبات نگاری کا مفصل جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فن دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک تو دل میں جذبات کا بدرجۂ اتم موجود ہونا۔ دوسرے زبان پر اتنی قدرت ہونا کہ ان احساسات کا بخوبی لفظوں میں اظہار ہو سکے۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے وہ گوشت پوست کے روپ میں جذبات کا چلتا پھرتا مجسمہ ہے۔ جذبات کی جتنی گہرائی اور شدت عورت کو ملی ہے مرد اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور سچ تو یہ ہے کہ عورت کی سب سے بڑی طاقت اور سب بڑی کمزوری "جذبات" کی فراوانی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی محبت انتہائی شیریں، اس کی نفرت نہایت تلخ، اس کا انتقام بہت سخت، اس کی رفاقت جنت اور اس کی رقابت دوزخ ہے۔ جتنا ہم ان لفظوں پر غور کرتے ہیں جو عورتوں نے عہد جبر سے لے کر آج تک وضع کئے ہیں تو ان کے پس منظر میں ہم کو عورت ہی کے جذبات اور قوتِ اظہار کی کارفرمائی ملتی ہے۔ جذبات خواہ محبت کے ہوں یا نفرت کے حیرت کے ہوں یا خوف کے، مسرت کے ہوں یا مصیبت کے جب دل میں مچلنے لگتے ہیں تو ان کے اظہار کے لئے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جذبات جتنے زیادہ شدید ہوں گے ان کے اظہار کے لئے اتنے ہی زیادہ الفاظ، پیرایۂ بیان اور اسلوب وضع کئے جائیں گے چونکہ قدرت نے عورت کے جذبات میں بے پناہ شدت رکھی ہے اس لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ عورتوں کی زبان کی بنیاد ہی جذبات نگاری پر پڑی۔ اور ان کی زبان میں جذبات نگاری اور زور بیان

کے لئے الفاظ کا جس قدر بڑا ذخیرہ ملتا ہے کسی ادیب یا شاعر کے یہاں نہیں ملیگا کیونکہ عورت ایک طرف جذبات کا مخزن ہے۔ دوسری طرف الفاظ کی خالق، نفرت محبت، غم، غصہ اپنی بے نیازی دوسرے کی تحقیر، بے حیائی، ہمدردی، رحم، بے چارگی، نفرت، محبت، غم، غصہ، دعائیہ کلمات، گالیوں اور کوسنوں سے متعلق جتنے الفاظ اردو ادب میں ہیں۔ ان میں زیادہ تر عورتوں ہی نے وضع کئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عورتوں نے اپنے الفاظ، اصطلاحات اور محاورات میں جذبات کے مختلف مدارج کو بھی ملحوظ رکھا ہے جذبات کی شدت یا قلت کے لحاظ سے لفظوں کو کہیں سخت کر دیا ہے۔ کہیں نرم۔ کہیں صرف لہجے کے اتار چڑھاؤ سے یہ فرق پیدا کیا ہے۔ مثلاً جب اپنوں کو گالی دیں گی تو انداز دوسرا ہوگا۔ غیروں کو کوسیں گی تو الفاظ الگ ہوں گے۔ لونڈیاں باندیاں سے طرز تکلم بالکل جدا ہوگا۔ برابر والوں سے نفرت اور بیزاری کے اظہار کے الفاظ الگ ہیں اپنے سے کم تر لوگوں کے لئے اور۔ چلبلی اور شوخ عورتوں کے لئے الگ محاورے ہیں بے حیائی کے لئے الگ آوارگی کے لئے جدا۔ فرطِ محبت میں کھائی ہوئی قسمیں ان قسموں سے بالکل مختلف ہیں جو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے کھائی جائیں جب ہم اس قسم کے مختلف لفظوں۔ ترکیبوں اور کلموں کا جائزہ لیتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ عورتوں نے ان کو کہاں سے سوچ کر وضع کیا ہے اور پھر ان محاوروں پر بقول خود ان کے جب کترنی سی زبان چلتی ہے اور سننے والوں پر اس کی بوچھاڑ پڑتی ہے تو اتنا موقع بھی نہیں ملتا کہ ان کی بلاغت اور گہرائی تک نظر پہنچے بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کا ایک دریا ہے جو اُنڈا چلا آتا ہے جس میں تشبیہیں بھی ہیں استعارے بھی اشارے بھی ہیں کنائے بھی دوسروں کی تضحیک بھی ہے تحقیر بھی اپنی بڑائی بھی ہے غرور بھی۔

اس سلسلے میں اگر ایک بات اور عرض کی جائے تو بے محل نہ ہوگی کہ ہندوستان کے اس دور میں جبکہ عورتیں گھروں کی چہار دیواری میں نہایت اطمینان کے ساتھ زبان و بیان کے موتی بکھیر رہی تھیں تہذیب و تمدن کے اقدار کچھ اور تھے۔ پردے کی رسم عام تھی۔ دولت کی فراوانی اور خوشحالی نے ہر فرد کو سکون و اطمینان کی زندگی بخشی تھی۔ اودھ کی بیگمات اور دہلی کی نواب زادیوں کو تو خیر چھوڑیئے۔ معمولی حیثیت کے آدمیوں کے یہاں بھی لونڈیاں، باندیاں، مامائیں اصیلیں کام کاج کے لئے موجود رہتیں تھیں یہ باندیاں یا ــ لے پالک ہوتی تھیں یا پھر ان کا خاندان بھی اپنے اپنے آقاؤں کے خاندانوں کے متوسلین میں ہوتا ہے۔

اسس مخصوص طرزِ رہائش کی بنا پر عورتوں نے گھر کی چہار دیواری میں اگر ایک طرف مردوں اور بچوں پر حکومت کی ہے تو دوسری طرف لونڈیوں اور باندیوں کا ایک غول ان کے زیر نگیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کی زبان میں کلمات نفرت و بیزاری گالیاں اور تحقیر کے الفاظ دو طرح کے ہیں

ایک طرف ماماؤں کے لئے مختص ہیں دوسرے وہ جو برابر والوں کے لئے بولے جاتے ہیں۔

## ایسے الفاظ جو عورتیں اپنی بے نیازی کا اور دوسروں کی تحقیر کیلئے بولتی ہیں

پاپوش سے :- پاپوش لباس میں حقیر ترین شے ہے مطلب اس محاورہ کا یہ ہے کہ میں تو میں میری پاپوش کو بھی پرواہ نہیں ہے۔ ذرہ برابر بھی خاطر میں نہ لانا۔

ہم پس گئے خرام پہ تو یار نے کہا
پاپوش سے اگر کوئی پامال ہوگیا (صبا)

بیزار سے :- پاپوش سے دونوں ہم معنی ہیں۔

مجھے دے کے دشنام کہنے لگے!
نہ ہوگے خوش اب بھی تو بیزار سے

مری بیزار :- کلمۂ تحقیر

اس کے گھر جائے گی میری بیزار
وہ نہ آئے اسے علی کی سنوار (شوقی)

مری جوتی سے :- میری پاپوش کو بھی پرواہ نہیں ہے۔

میری جوتی سے زہر کھایا ہے
مجھکو کس بات پر ڈرایا ہے (شوقی)

نام پر جوتی نہ مارنا :- اتنا حقیر سمجھنا کہ جوتی مارنا بھی گوارا نہ ہو۔

ذرا ہوش کی لے تو اپنی خبر
میں جوتی نہ ماروں ترے نام پر (شوقی)

بیزار دکھانا :- کمتر، حقیر ترین سمجھنا۔

بے دید وہ بے رخ کب دیدار دکھاتا ہے
بیزار یہاں تک ہے بیزار دکھاتا ہے

پاؤں نہ دھلواؤں :- حقیر ترین جان کر ادنیٰ ترین خدمت کے لائق بھی نہ سمجھنا۔

کیونکہ دھلوائے وہ مہوش فلک پیر سے پاؤں
جس کا مکھڑا ہو پری اور ہوں تصویر سے پاؤں

- چوکی پر لوٹا نہ رکھواؤں :- پاخانے میں پانی نہ رکھوانا۔ باندیوں کی یہ ادنیٰ ترین خدمت تھی کہ وہ بیگمات کی چوکی پر پانی رکھیں۔ اسی لئے یہ محاورہ کہ کسی کو اتنا حقیر سمجھنا کہ اس سے چوکی

پر یا پاخانے میں پانی رکھوانے کی خدمت لینا بھی گوارا نہ کرنا سے بنا ہے۔

پخنے ہو لوٹا نہ رکھواؤں اپنی جو کی بدر
کریں تم ایسے مجھے اب خدا کی شان پسند (جان صاحب)

چوکھٹ نہ جھانکنا۔ اتنا بیزار ہونا کہ دہلیز تک جانے کی یا چوکھٹ پر قدم رکھنے کو جی نہ چاہے۔

نیل کیوں کر رہا ہے چل ہٹ بھی
اب نہ جھانکوں گی تیری چوکھٹ بھی (شوقؔ)

منہ بنوانا۔ منہ بنواؤ۔ کلمۂ حقارت ایسے موقع پر بولتی ہیں جب کسی شخص کو کسی کام کا نااہل قرار دینا ہوتا ہے۔

جاؤ بس جاؤ اپنا منہ بنواؤ
کہے چونی مجھے بھی گھی سے کھاؤ (شوقؔ)

گڑھیا میں منہ دھو آؤ۔ منہ بنواؤ

اب رہو اسی تمنا میں
دھو رکھو اپنا منہ گڑھیا میں (شوقؔ)

ایڑی چوٹی پر وارنا۔ پاؤں کی ایڑی بدن میں کمترین عضو ہے اس پر سے صدقہ کرنا۔ اتنا حقیر جاننا کہ اگر صدقے کے قابل ہو تو بھی ایڑی چوٹی پر سے صدقہ اتارا جائے۔

یاقوت نے سمجھ کے مجھے کیا لکھا ہے خط
میں اپنی ایڑی چوٹی پہ ڈالوں یہ وار خط (جان صاحب)

ایڑی چوٹی پر نثار کرنا۔ ایڑی چوٹی پر وارنا۔

نوج ایسے کا اعتبار کروں
ایڑی چوٹی پہ میں نثار کروں (شوقؔ)

ایڑی چوٹی پر قربان کرنا۔ ایڑی چوٹی پر نثار کرنا۔ مندرجہ بالا تینوں کلمات ہم معنی ہیں۔

اب ہرجائی نوج ہو انسان
ایڑی چوٹی پر میں کروں قربان (شوقؔ)

ناخن پر قربان کرنا۔ ناخن بدن میں سب سے چھوٹی چیز ہے۔ اس پر سے صدقہ کرنا حقیر ترین جاننا۔

ناخن پہ کروں میں اس کو قربان
کہتا ہوں میں اس کو دل سے پیج جان (اختر شاہ اودھ)

قربان کرنا۔ اتنی حقیر چیز جس کو صدقے کے قابل ہی سمجھا جائے۔

حور اس میں ہو یا کوئی پری ہو
قربان کروں میں تجھ پہ اس کو

صدقے گیا :۔ جس کو صدقے کیا گیا ہو۔ حقیر، ادنیٰ۔

مُوا صدقے گیا وہ بھاڑ میں جائے
جو تمہارے قدم سے مجھکو چھڑائے

چخّے :۔ عورتوں کا خاص کلمۂ بیزاری ہے جو چل ہٹ، پرے ہو، نکل جا، دفع ہو کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ اس سے بعض مرتبہ نفرت کا اظہار ہوتا ہے بعض مرتبہ ناز و محبت میں پیار سے بولتی ہیں۔ قیاس ہے کہ یہ کلمہ "چہ خوش" سے بگڑا ہے۔ کیونکہ عورتوں کی زبان میں اس محلِ استعمال سے بہت ملتا جلتا ہے۔

مجھ سے باتیں نہ اب زیادہ بنا
چل چخّے دور ہو حواس میں آ
(شوق)

جوتی کی نوک پر، جوتی بھی پرواہ نہیں کرتی، جوتی سے بیزار ہے۔ اس کے ہاتھ کے دو بیر نہ کھاؤں اس سے کٹے کو ڈں کو گھن آئے اسی قسم کے کلمات ہیں جن سے انتہائی نفرت اور بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔

عورتوں کے کلماتِ بیزاری انتہائی عروج پر پہنچتے ہیں تو وہ ہلکے پھلکے کوسنوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ان کے کوسنے زیادہ سخت نہیں ہوتے اس لئے یہ کبھی اپنوں کے لئے اور کبھی دوسروں کے لئے بے تکلف استعمال ہوتے ہیں۔

مُوا، مُوئی :۔ لغوی معنی مردہ (مرے ہوئے) کے ہیں۔ عورتوں کا خاص لفظ ہے جو دوسروں کے لئے نفرت و بیزاری کے موقع پر اور اپنے لئے اظہار بے چارگی کے موقع پر بولتی ہیں۔

کیا موؤں پر قیامت آئی ہے
مونڈی کاٹوں کی شامت آئی ہے
(فریب عشق)

منڈیا کاٹا۔ منڈی کاٹا :۔ سر بریدہ۔ جس کا سر کٹا ہوا ہو۔

تھا چور کچھ تو دل میں جو سو بار کی تلاش
کیوں "منڈیا کاٹے" رات کو تلوار کی تلاش
(جان صاحب)

میں منڈیا کاٹوں کوڑیا خانم کے یار کی
ٹیاں سی جان جائے موئے نابکار کی
(جان صاحب)

ستیاناس ہو جانا۔ تباہ ہو جانا، برباد ہو جانا۔

دھیان ایک آگ ہے بدگمانی کا ستیاناس ہو جوانی کا (زہر عشق)

آگ لگے۔ برباد ہو۔ غارت ہو جائے مجھے پرواہ نہیں۔

ہم قفس میں یہیں بلا سے اگر آئی ہے بہار
آگ جنگل کو لگے بھاڑ میں گلزار پڑے

بھاڑ میں جائے۔ آگ لگے۔ غارت ہو۔

روز پھر آتی ہے ماما میری جا کر خالی
بھاڑ میں جائے کرایہ وہ کریں گھر خالی (جان صاحب)

اڑ جائے۔ نیست و نابود ہو جائے۔ برباد ہو جائے۔

جو نہ کام اپنا ہو کر اپنا آئے
وہ الٰہی جہاں سے اڑ جائے (رنگین)

غارت گیا۔ برباد شدہ

موا غارت گیا نہ آئے وہ!
کال ہے کیا جہاں میں مردوں کا

جھاڑو پھرے۔ گھر میں کچھ نہ رہے۔ گھر ایسا صاف ہو کہ تنکا بھی باقی نہ رہے، غارت ہو۔ برباد ہو۔

مجھے ذات بھر مارا تار ا بوڑا!
تیرے رو ٹی کپڑے پہ جھاڑو پھرے

مرتے جوگا۔ جو مر جانے یا غارت ہو جانے کے قابل ہو۔

ناحق انہوں نے مجھ پہ کھائی ہے
مرنے جوگا کی شامت آئی ہے

اڑن جوگا۔ جو غارت ہونے کے قابل ہو۔

ابھی کیا کیا نہ اس سے شر ہو گا
کہیں اڑ جائے یہ اڑن جوگا!

درگور۔ قبر میں جائے۔

گل نقب کی راہ لے گئے چور زندہ کروں اس موئے کو درگور

## گالیاں

یہ عجیب بات ہے کہ جب عورتیں گالیوں پر اتر آتی ہیں تو وہ عورتوں کے لئے بطور گالی ایسے ہی الفاظ استعمال کرتی ہیں جن کا مطلب بے حیائی اور آوارگی کا ہوتا ہے۔ ان گالیوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں شرم و حیا عورت کے لئے کس قدر قیمتی زیور تھا کہ بے حیائی بے شرمی کے مترادف الفاظ بطور گالی استعمال ہوتے تھے۔

اچھال چھکا:۔ آوارہ عورت۔

کھیلتی ہے بد ابدی چوسر ، چھوکری کیا اچھال چھکا ہے

اتھار:۔ بے حیا عورت۔ جو سب کی نظروں سے اتری ہوئی ہو۔

بیٹی لڑے وہ بیٹھے ہیں چلتے سوار سے
منہ چڑھ کے بولوں تو بچ ہیں ایسی اتھار سے — جان صاحب

تھکیل ماری:۔ جس پر سب تھو تھو کریں۔ زن فاحشہ۔

فقرہ:۔ وہ تھکیل ماری جہاں جائے گی کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلائے گی۔

ٹکیہ چوٹی:۔ ٹکیہ یا روٹی چرانے والی۔ ماماؤں کے لئے یہ کلمہ مخصوص ہے۔

فقرہ:۔ آج اس ٹکیہ چوٹی نے کھانا پکایا ہے جب ہی دستر خوان پر خیر و برکت نہیں ہے۔

ٹکھائی:۔ ٹکے (ادنیٰ ترین سکہ) سے یہ لفظ بنا ہے۔ گھٹیا طوائف۔

فقرہ:۔ خدا اس ٹکھائی کا سایہ کسی شریف گھر پر پڑے۔

جھٹل:۔ جس کو جھوٹا کر دیا گیا ہو۔ یہاں جھوٹا "انوٹھا" کی ضد ہے سچے کی ضد نہیں ہے۔ معنی ہیں ایسی عورت کے جس کا تعلق کسی کے ساتھ رہ چکا ہو۔

رہنے بھی دو اس جھٹل کو میں کیوں بیاہ کر لاؤں۔

چار جائی:۔ ہر جائی عورت۔

جب تک تو چار جائی میلہ نہ دیکھے گی میلے میں رونق کہاں سے آئے گی۔

چھبیلی جان:۔ ایسی عورت جو پہن اوڑھ کر دوسروں کو رجھانے کے لئے اپنی چھب دکھاتی پھرے۔

فقرہ:۔ صبح ہوئی اور یہ چھبیلی جان گھر سے نکلیں۔ کیا مجال جو شام سے پہلے لوٹ آئیں توبہ کرو۔

خالما:۔ خام پارا۔ بے حیا عورت

تیری تو بیٹی خالما تھی اور ہی نیک بخت
بن بیاہا میرا لال تو بد نام ہو گیا — (جان صاحب)

خصماں موئی:۔ جو بار بار نکاح کرے اور اس کے شوہر مرتے چلے جائیں

فقرہ:۔ وہ خصماں موئی چار مردوں کو کھا چکی ہے اب خدا جانے کس کا گھر گھالے۔

جوتی خور:۔ جوتیاں مارنے کے قابل، یہ بھی ماماؤں کے لئے مخصوص گالی ہے۔
ارے جوتی خور تو نے دال بگھاری کہ نہیں۔ بھوک سے آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں۔
دیدہ پھٹ:۔ دیدہ ہوائی۔ دونوں کلمے بے حیائی کے معنوں میں بولے جاتے ہیں۔ لیکن دیدہ دھوئی یا
دیدہ دھویا۔ بے مروت کے معنوں میں آتا ہے۔
فقرہ:۔ بوا میں نے ایسی دیدہ ہوائی لڑکیاں کہیں نہیں دیکھی ہیں کہ جب دیکھو سنگھار بناؤ کئے
آدھے دھڑ سے جھانک رہی ہیں۔
رکیلا رکیلی:۔ بدذات عورت یا مرد۔

خدا جانے کس کا ہے یہ پوت خوجا
قیامت رکیلا ہے یا توت خوجا
(جان صاحب)

شغتل:۔ آوارہ بے حیا عورت۔

شغتلیں یوں چڑھیں نظروں میں تمہاری گوئیاں
اور میں اس طرح کوٹھے سے اتاری جاؤں
(جان صاحب)

لونڈوں گھیری:۔ بدچلن۔

نہ دیکھے ہے اجالا نے اندھیری
غضب ہے بہ ستیلا لونڈوں گھیری
(رنگین)

## کوسنے

عورتوں کے کلمات بیزاری، ہلکے پھلکے کوسنوں اور گالیوں کے بعد شدید قسم کے کوسنوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ذیل میں عورتوں کے ایسے کوسنے پیش کئے جاتے ہیں جو وہ کبھی اپنے لئے استعمال نہیں کریں گی۔ بلکہ ہمیشہ لڑائی جھگڑوں، دشمنی اور عداوت کے موقعوں پر فریق ثانی پر ان کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ یہ کوسنے شدید قسم کی بددعائیں ہیں۔ جن میں اپنی نفرت اور بیزاری کا جذبہ بھی شامل ہے۔
آہ نہ آئے:۔ رحم نہ آئے۔ تیری موت کا مجھے غم ہی نہ ہو۔

رحم تجھ پہ خدا کو آہ نہ آئے
تجھ کو ٹکڑے کروں تو آہ نہ آئے
(نواب مرزا)

موت پڑے:۔ مرجائے۔ ختم ہو جائے۔

پڑے موت کیسا ہے منہ زور تو
تری جان ہی کیا ہے درگور تو
(شوق)

بجلی گرے:۔ جل کر بھسم ہو جائے۔
گور کھلے:۔ قبر میں دفن کر دیا جائے تجھے موت آئے۔

وہ کم بخت غارت ہو چولہے میں جائے
وہ دنیا سے اڑ جائے اسے گور کھائے (شوق)

دنیا سے اڑے :- غارت ہو، برباد ہو۔

بدل کر آنکھ طوطے کی طرح ٹیں ٹیں لگا کرنے
اڑے دنیا سے جلدی نام ایسے بے مروت کا

گور میں کیڑے پڑیں :- قبر میں عذاب نازل ہو۔

فقرہ :- خدایا جو جھوٹ بولے اس کی گور میں کیڑے پڑیں

مردہ شو لے جائیں :- مردے کو غسل دینے والے جائیں۔ مطلب ہے موت آئے، مر جائے

کام اس کے لب کے بن مجھے بنت العنب سے کیا
ہے اب جو زندگی بھی تو لے جائیں مردہ شو

آنکھیں پٹم ہو جائیں :- آنکھیں پھوٹ جائیں، اندھا ہو جائے

یا الٰہی جو جھوٹی قسمیں کھائیں ا
دونوں آنکھیں ابھی پٹم ہو جائیں

اس موقع پر دیدے پٹم ہونا بھی کہا جاتا ہے۔

داغ ہو کر نکلے :- یا داغ نکلے :- برص کی بیماری ہو۔ جسم پر سفید داغ ہو جائیں۔

داغ نکلے اس کو جس کو چیتے کمخواب ہو (رجا صاحب)

کوڑھ ٹپکے :- جذام کی وہ آخری حالت جب جذام کا مادہ اعضائے بدن سے ٹپک ٹپک کر گرنے لگے۔

الٰہی کوڑھ ٹپکے ایسی معلانی کے ہاتھوں سے
کتر کر دیا غارت میری انگیا کے بازو کو

چیلے بزابر بوٹیاں کاٹنا :- مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

تری پیٹھ پہ بلا ٹیاں کاٹوں
چیل کوؤں میں بیٹھ کر بانٹوں (شوق)

کتے کوؤں کو دوں :- چیل کوؤں کو دوں :- دونوں ہم معنی گالیاں ہیں یعنی تیری بوٹیاں کاٹ کر جانوروں کو دوں۔

ڈھائی گھڑی کی آئے :- ایسی بیماری آئے کہ پل بھر میں ختم ہو جائے۔ چٹ پٹ مر جائے، ڈھائی گھڑی کی آئے میں موت کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے۔

فقرہ :- جو اس جھگڑے میں مجھ پر بہتان لگائے اس کو ڈھائی گھڑی کی آئے۔

ڈھائی چلّو لہو پینا۔ خون کا پیاسا ہونا۔

فقرہ۔ اس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے میرا ہی دل جانتا ہے میں جب تک اس نابکار کا ڈھائی چلّو لہو نہ پیوں مجھ پر کھانا پانی حرام ہے۔

کفن کے کام آئے:۔ موت پر خرچ ہو۔

جتوں لباس میں میرے بدن کے کام آئے
خدا جو دے بھی تو میرے کفن کے کام آئے

منہ کو تو کا لگے۔ منہ کو جھلسا لگے:۔ ہندو عورتوں کا کوسنا ہے مطلب ہے کہ تو مر جائے کیونکہ چتا میں جب آگ لگائی جاتی ہے تو سب سے پہلے منہ کو جھلساتے ہیں۔

غصے میں بھری وہ بہو بھبھو کا
بولی کہ تجھے لگاؤں لُو کا (گلزار نسیم)

کھاٹ نکلنا:۔ جنازہ نکلنا۔

نصیب سیدھا اگر ہے میرا لکھی نکلے گی کھاٹ اس کی !
وہ سکھ نہ پائے گی جس نے بھیجا ہے الٹی پٹی ہمیں پڑھا کر (اودھ پنچ)

ان کوسنوں کے علاوہ ترسا ترسا کر ماروں، وہاں ماروں جہاں پانی نہ ملے تجھے کچا چبا ؤں، میرا نمک پھوٹ پھوٹ کر نکلے، سات دھار ہو کر نکلے۔ یہ سب عورتوں کے کوسنے ہیں۔ ان کوسنوں کے علاوہ عورتیں بعض مرتبہ ایسی بد دعائیں بھی دیتی ہیں جن میں خدا کا قہر نازل ہو یا کسی پیر پیغمبر کی مار پڑنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً

علم ٹوٹے:۔ حضرت عباس علمبردار کی مار پڑے۔

کربلائی پر علم ٹوٹے حسینی خانم
دیکھو کس پارسا سا مرثیہ خواں رہتا ہے (جان صاحب)

علی کی مار:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا قہر نازل ہو۔

حیدری کو جو ہاتھ سے چھوڑے
موئے تجھ پر علی کی مار پڑے (جان صاحب)

علی کی سنوار:۔ علی کی مار۔

اس کے گھر جائے گی مری پیزار
وہ نہ آئے اسے علی کی سنوار

بی بی کی جھاڑو پھرے:۔ حضرت بی بی فاطمہؓ کا قہر نازل ہو۔

پھاڑ دبی بی کی پھرے ہو جائے گھر بیری کا صاف
کوڑی کوڑی بھیک مانگے وہ موا بازار میں (رجانصاحب)

## ہمدردی کے الفاظ اور قسمیں

بیچارا یا بیچاری نہایت سادہ سلیس اور عام فہم لفظ ہے جو کبھی اپنے اور کبھی دوسرے کے لئے رحم اور ترس کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ عورتوں کے یہاں اس بیچارگی کی علت اور اس کے مختلف مدارج کو ظاہر کرنے کے لئے الگ الگ الفاظ ہیں اس سلسلے میں "نگوڑی" کی تشریح ہو چکی ہے بقیہ مثالیں یہ ہیں۔

نربختی:۔ (نہ بخت) کم بخت۔ بیچاری۔ نربختا، نربختی۔ دونوں الفاظ تذکیر اور تانیث کے لئے بولے جاتے ہیں۔

ایک دکھا نہیں کم بخت نربختا مقسوم
نوج ہو تیرا سا اے جان کسی کا مقسوم (جانصاحب)

جان صاحب تو رہے رات کو خانم کے گھر
مجھ نربختی نے کیا عیش کا سامان عبث

من ماری:۔ مردہ دل۔ جس نے اپنے جذبات کا گلا گھونٹ دیا ہو۔

وہ من ماری جہاں جاتی ہے یونہی بیٹھی رہتی ہے نہ ہنستی ہے نہ بولتی ہے۔

منہ ماری:۔ جس کو کھانے پینے تک سے رغبت نہ رہی ہو۔ کم سخن کے معنوں میں بھی عورتیں یہ کلمہ بولتی ہیں۔

ع۱ دنیا کی چیز گھر میں پکتی ہے لیکن وہ منہ ماری زبان پر نہیں رکھتی۔
ع۲ خانم اگر منہ ماری نہ ہوتی تو تمہارے گھر میں دو دن گذر نہ ہوتا۔

ناک چوٹی میں گرفتار ہونا:۔ بمشکل اپنی عزت سنبھالے بیٹھے رہنا۔

جانے بندی کی بلا اس پہ گذرتی کیا ہے
ناک چوٹی میں ابھی اپنی گرفتار ہوں میں

کوکھ جلی:۔ جس کا بچہ مر گیا ہو۔

مانگ جلی:۔ جس کا سہاگ اجڑ چکا ہو۔

دل جلی مانگ جلی کوکھ جلی ہوں بنّو
کیا ہوا دل سے نکلتا جو دھواں رہتا ہے (رجانصاحب)

مانگ میں آگ لگی:۔ بیوہ۔

مانگ میں آگ لگی کوکھ جلی ہو جلسی
خود پشیمان کو کرتی ہو پشیمان عبث (رجانصاحب)

اسی طرح جب عورتیں فرطِ محبت میں ایک دوسرے کو اپنی بات منوانے کے لئے قسم دیتی ہے تو کبھی خدا، قرآن یا ایمان کو درمیان میں نہیں لاتیں بلکہ ہمیشہ اپنی ذات زندگی اور موت کے متعلق قسم کھاتی ہیں جن سے ایک طرف ان کا جذبۂ الفت اپنے چاہنے والوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے اور دوسری طرف اپنی محبت کی خود اعتمادی۔ مثلاً "مجھے رو، مجھے گاڑو، مجھے قبر میں اتارو" ان کی قسمیں ہیں مثلاً کہیں گی کہ اگر تم میرے یہاں نہ آئیں مجھے گاڑو یا مجھے رووٗ،

ہمیں ہے ہے کرے :۔ یعنی ہم مرجائیں اور تو ہم کو ہائے ہائے کرکے روئے۔

کچھ کرے تو ہماری بھتی کھائے\
ہمیں ہے ہے کرے جو ہاتھ لگائے (شوقؔ)

ہم کو پیٹے :۔ ہم مرجائیں اور تو ہمارا ماتم کرے۔

ہماری بھتی کھائے :۔ ہمارے سیوم کا کھانا کھائے۔

ہم کو پیٹے ہماری بھتی کھائے\
دل میں گر کچھ خیال اس کا لائے (شوقؔ)

ہمارا مردہ دیکھے یا ہمارا مرا منہ دیکھے :۔ ہم تیری آنکھوں کے سامنے مرجائیں۔

چھوڑ کر مجھ کو سکتا تم اگر گھر جاؤ\
مجھ کو پیٹو، مجھے گاڑو، میرا مردہ دیکھو (شوقؔ)

میرا حلوہ کھائے :۔ مراد اس حلوہ سے ہے جو مردوں کے فاتحہ کے لئے پکتا ہے۔

حلوا کھائے مرا میٹھی جو کرے اس پہ نظر\
قبر میں مجھ کو اتارے جو چڑھائے سر پر (امانتؔ)

لہو پیئے :۔ میرا خون پیے، قسم دینے کے لئے کہتی ہیں۔

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا\
کمی جو مجھ سے کرے تو پیئے لہو میرا (ذوقؔ)

## کلماتِ محبت اور دعائیں

عورتوں کے یہاں جس قدر الفاظ کوسنوں میں ملتے ہیں اتنے دعاؤں میں نہیں ہیں لیکن جتنے بھی کلمات دعائیہ عورتوں کی زبان پر ہیں وہ سب عورتوں کے سہاگ اور بچوں کے سکھ سے وابستہ ہیں۔ عورتوں کے یہاں دعاؤں اور بددعاؤں گالیوں اور کوسنوں کے جو الفاظ ہیں ان کا جائزہ لینے کے بعد یہ عجیب و غریب بات ملتی ہے کہ دعائیں زیادہ تر عورت کے سہاگ اور اولاد کی خوشی سے متعلق ہیں لیکن بددعائیں انتہائی اذیت ناک اور سخت ہونے کے باوجود "کوکھ اور مانگ" سے متعلق نہیں ہیں

مثلاً لڑائی میں اپنی دشمن عورت سے وہ یہ تو کہہ دیں گی کہ "تیری پیسے برابر بوٹیاں کاٹوں" "تجھے مردہ شو لے جائیں۔ تیرے بدن میں کوڑھ ٹپکے لیکن وہ اپنی جانی دشمن عورت کو بھی یہ نہ کہیں گی کہ تیری مانگ میں آگ لگے یا تیری کوکھ اجڑے، عورتوں نے دعاؤں میں، جن الگ الگ جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا سہاگ اور اپنی اولاد کتنی عزیز ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی دشمن عورت کے لئے بھی "گود خالی ہونا" یا "مانگ اجڑنا" پسند نہیں کرتیں، دعاؤں اور گالیوں کا یہی تقابل پس منظر اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ عورتوں کے خالص جذبات ہیں جو انہی کی زبان سے ادا ہوئے ہیں اس سلسلے میں دعاؤں سے پہلے کلماتِ محبت پیش کئے جاتے ہیں۔

واری یا واری جاؤں:۔ میں تجھ پر سے صدقے ہو جاؤں۔

بولی یہ بکاولی کہ واری!
محرم کا ہے کام، پردہ داری (گلزارِ نسیم)

قربان:۔ واری جاؤں۔

ماں بولی کہ کیوں روتی ہے صغریٰ تیرے قربان
بے کس مری بچی تری اللہ نگہبان! (انیس)

بلالوں:۔ یعنی تیری بلائیں لوں۔ تجھ پر آنے والی مصیبت مجھ پر آئے۔

مجرے کو مرے خسرو پرویز ہوں حاضر
شیریں بھی کہے آکے بلالوں مرے آگے (انشا)

اللہ نگہبان:۔ خدا تیری حفاظت کرے۔ یہ کلمۂ دعائیہ کسی کو رخصت کرتے وقت بطور خاص بولا جاتا ہے۔ بے کس مری بچی ترا اللہ نگہبان

صدقے جاؤں:۔ تجھ پر قربان ہو جاؤں۔

میں تو ہوئی معتقد تمہاری
صدقے میں تمہارے تم پر واری (اختر شاہ)

بلہاری:۔ بل بل جاؤں۔ قربان جاؤں۔

واری آجانا بلہاری جانا:۔ بے انتہا محبت ہونا۔

خاطر کی صورت ہے نہ شکل لیکن گُن ڈھنگ ایسے ہیں کہ ساس اور نندیں واری آتی ہیں بلہاری جاتی ہیں۔

پانی وار کر پیوں:۔ انتہائی محبت میں دوسرے پر سے صدقہ کی ہوئی چیز کھا لینا۔

دونوں پر وار کر پیا پانی پوری کی جو مراد تھی نانی (رشید)

عورتیں جب کسی کو دعائیں دیتی ہیں تو اس کی حیثیت اور حالت کے مطابق دیتی ہیں۔ مثلاً سلام کے جواب میں "جیتی رہو" "جیتے رہو"۔ عام کلمۂ دعائیہ ہے جو ہر ایک کے لئے بے تکلف استعمال ہوتا ہے لیکن اگر سلام کرنے والی کوئی لڑکی ہے تو دعا کی نوعیت اور ہوگی لڑکا ہوگا تو اور شادی شدہ عورت کے لئے اور طرح کی دعا ہوگی بچے والی کے لئے اور طرح کی۔

سونے کے سہرے سے بیاہ ہو۔ یہ مخصوص کلمۂ دعائیہ غیر شادی شدہ لڑکیوں کے لئے ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اتنی اونچی جگہ شادی ہو کہ سونے کا سہرا سر پہ باندھا جائے۔

دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو۔ عورتوں کی خاص دعا ہے جو ہر ایک کو دی جاتی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ دولت اتنی زیادہ ہو کہ دودھ پانی کے بجائے استعمال ہو اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کو پھلتے پھولتے دیکھو۔

بیگم کے جو کیا جھک کے سلام آ کے
آغا بیٹا کے سنائی اسے یہ نہیں آواز
پوتوں پھلتا تجھے اور دودھوں نہانا ہو نصیب
سونے کے سہرے سے ہو بیاہ تیرا اے سرفراز

کلیجہ ٹھنڈا رہے۔ صاحب اولاد عورت کے لئے بطور دعا کہتی ہیں یعنی خدا نہ کرے کہ تو اپنی اولاد کا غم دیکھے۔

فقرہ۔ خدا تمہارا کلیجہ ٹھنڈا رکھے تم نے یہ بات کہہ کر میرا جی خوش کر دیا۔

پیٹ ٹھنڈا رہے:۔ کلیجہ ٹھنڈا رہے۔

اللہ دولہن کا کلیجہ ٹھنڈا رکھے انھوں نے میرا دل نہیں ملایا۔

تیری ماں کا پیٹ ٹھنڈا رہے یا تیری ماں کا کلیجہ ٹھنڈا رہے۔ کم عمر بچوں کے لئے دعائیہ کلمہ ہے یعنی خدا تیرے ...... باپ کو تیرا غم نہ دکھائے تو ان کے سامنے ہی پروان چڑھے۔ اس موقع پر عورتیں "کوکھ ٹھنڈی رہے"۔ "مانگ ٹھنڈی رہے"۔ "دل ٹھنڈا رہے" بھی کہتی ہیں جس کا مطلب یہی ہے کہ تیرا سہاگ قائم رہے اولاد زندہ رہے۔

کلمۂ دعائیہ میں شدت پیدا کرنے کے لئے دو تین کلموں کو بعض مرتبہ مسلسل بولتی ہیں مثلاً کوکھ اور مانگ سے ٹھنڈی رہے۔

صندل سے مانگ بھری رہے:۔ تیرا شوہر زندہ رہے سہاگ قائم رہے۔

گود ہری رہے یا گود بھری رہے:۔ اولاد زندہ رہے۔

یارب رسول پاک کی کھیتی ہری رہے صندل سے مانگ بچوں سے گود بھری رہے

سدا سہاگن رہو، بوڑھ سہاگن ہو:۔ بڑھاپے تک سہاگ قائم رہے۔ یہ دعا بالعموم نئی شادی شدہ عورت کو دی جاتی ہے۔

راج سہاگ قائم رہے:۔ گھر بار، شوہر، بچے سلامت رہیں۔

خدا اس کا راج سہاگ قائم رکھے بچی کی بسم اللہ میں ہر ایک کے دل کا ارمان نکال دیا۔

گھس پس کر اترے:۔ پرانی معاشرت میں جب بہو یا بیٹیاں نیا لباس پہنتی تھیں تو بڑوں کو سلام کرتی تھیں اس موقعہ پر یہ کلمۂ دعائیہ بولا جاتا تھا یعنی یہ لباس بدن پر سے گھس پس کر اترے اور تجھے ایسے ہی کپڑے پہننے نصیب ہوں۔

دھر دھر بھولو:۔ یعنی دولت کی اتنی فراوانی ہو کہ روپیہ پیسہ رکھ رکھ کر بھول جاؤ کہ کہاں رکھا ہے۔

ہزاری عمر ہو:۔ عمر ہزار برس کی ہو۔ زندہ رہو۔

جوانی سے پھل پاؤ:۔ جوانی کا سکھ دیکھو:۔ جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دعا ہے۔

وہ جو رنگین کر، دائم ہے مراد و دعا شریک
بس جوانی سے وہ پھل پا یو بی سیدانی (رنگین)

جم جم:۔ جم بمعنی سدا۔ ہمیشہ۔

جم جم آؤ، جم جم رہو۔

جم جم آئیں منجھلے آغا میں منع کرتی نہیں (جان صاحب)

جم جم جیو:۔ ہمیشہ زندہ رہو۔

جم جم جیو تم بھول ذرا کھاؤ نہ بنو (جان صاحب)

جم جم سلامت رہو:۔ ہمیشہ سلامت رہو۔

کہتی ہوں میں خدا سے یہ شام اور سویرے
جم جم رہیں سلامت باجی کے بچے میرے (جان صاحب)

جگ جگ جیو:۔ جگ ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی زمانے کے ہیں۔ اہل ہند کے مجوزہ زمانوں میں سے ہر ایک زمانہ جگ کہلاتا ہے۔ یہ چار زمانے یہ ہیں۔

(۱) ست جگ (۲) ترتیا جگ (۳) دوآپر جگ (۴) کل جگ

مطلب اس دعا کا یہ ہے کہ عمر دراز ہو۔ مدت تک زندہ رہو۔ جگ جگ جیا کرو۔ دودھ تبلاشے پیا کرو۔ خاص کلمات دعائیہ ہیں جو بچوں کے لئے بولے جاتے ہیں۔

○

باب ۱۰

# عورتوں کی زبان میں زورِ بیان

اردو ادب کے گلدستوں میں جن پر شاعروں اور ادیبوں نے شاعری اور نثر نگاری کے محل تعمیر کئے ہیں ان میں سے ایک موضوع ہے اور دوسرا اسلوب۔ جہاں تک موضوع کا سوال ہے یہ بھی کہنا پڑے گا کہ موضوع بہت کم ہیں لیکن اسلوبِ بیان پرانے سے پرانے موضوع کو بھی نیا رنگ دیتا ہے اور اسی کی وجہ سے نظم و نثر میں تنوع پیدا ہوتا ہے۔ دنیا نے شاعری خصوصاً غزل پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ غزل کے موضوع چند ہیں جو میر تقی میرؔ کے زمانے سے لے کر جگر مراد آبادی تک معنوی اعتبار سے نہیں بدلے لیکن اسلوب بیان ان کو نئے نئے رنگ دیتا رہا جس کی بنا پر ایک غزل گو شاعر دوسرے سے ممتاز ہوا اور سچ پوچھئے تو اسلوب ہی کی بنا پر غزل کے دامن میں اتنی وسعت آئی کہ اس نے آفاقی، اخلاقی، سیاسی مذہبی مسائل پر وارداتِ قلبی کی نقاب ڈال کر اپنی آغوش میں ایک نئے انداز سے جگہ دی۔ چند ہم عصر غزل گو شعراء اگر ایک ہی مضمون کو اشعار میں باندھیں تو ان میں سے ہر ایک کا طرزِ بیان الگ الگ ہوگا۔ اسلوبِ بیان کی اسی اختلاف کی وجہ سے کسی کے شعر میں تاثیر کم ہوتی ہے کسی میں زیادہ۔ اور بہت سے شعراء ایسے بھی ملتے ہیں جن میں لفظوں کا انتخاب غلط نہیں ہے۔ موضوع برا نہیں ہے۔ معنی میں کوئی گنجلک نہیں ہے، لیکن پھر بھی شعر تاثیر سے خالی ہے۔ تاثیر کی کمی کی وجہ ایسی صورت میں صرف یہی ہوتی ہے کہ جو اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے وہ خاطر خواہ اور موزوں نہیں ہے اور اس میں زورِ بیان کا فقدان ہے۔

فردوسی کے شاہنامے سے لے کر میر انیسؔ کی مرثیہ گوئی تک، سوداؔ کے قصائد سے لے کر جوشؔ ملیح آبادی کی شاعری تک اقلیم سخن میں زورِ بیان ہی کا سکہ چلتا ہوا ملے گا۔ اور زورِ بیان ہی شاعر اور ادیب کی مقبولیت اور عدم مقبولیت کا باعث ہے۔ کلام میں تاثیر پیدا کرنے اور زورِ بیان کے معیار

پر پورا اترنے کے لئے ضروری ہے کہ شاعر یا ادیب کے پاس الفاظ کا کثیر ذخیرہ موجود ہو اور وہ ان کے صحیح صرف محل استعمال سے واقف ہو۔ بالفاظ دیگر شاعر یا ادیب کو زبان پر پوری پوری قدرت ہو تاکہ وہ جو بات کہنا چاہتا ہو واضح اور صاف الفاظ میں پر تاثیر لہجہ میں کہہ سکے۔ اس کی قوت متخیلہ ایسی ہو کہ وہ زور بیان کے تشبیہ، استعاروں، کنایوں کا بے تکلفی کے ساتھ سہارا لے سکے۔ تناسبِ الفاظ سے تاثیر اور لطف پیدا کر سکے۔

زور بیان دراصل پر تاثیر مرصع کاری کا دوسرا نام ہے جس میں الفاظ کو تراش خراش کر نگینوں کی طرح ان کے صحیح محل اور مقام پر جڑنا پڑتا ہے۔ لیکن بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ زور بیان کے کرشمے دکھاتے دکھاتے شعر یا کلام تاثیر سے خالی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ زور بیان صرف تاثیر کو بڑھانے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ زور بیان اور تاثیر میں توازن برقرار رکھنا ضروری ہے اتنا مشکل بھی۔ اور کبھی کبھی بڑے بڑے شاعر اور ادیب اس میدان میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

زور بیان کے اس پس منظر کے بعد اگر ہم عورتوں کی بول چال میں زور بیان کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس میدان میں جو دقتیں عورتوں کو پیش آئی ہوں گی اور جو دیواریں ان کے راہ میں حائل ہو رہی ہوں گی۔ ایسے شاید ہی کسی ادیب یا شاعر کو واسطہ پڑا ہو۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس دور میں عورتیں اتنی پڑھی لکھی نہ تھیں کہ فارسی یا عربی الفاظ اور ترکیبوں سے استفادہ کرتیں۔ دوسرے یہ کہ ان کے پاس الفاظ کا ذخیرہ بڑا محدود تھا۔ ان کی دنیا صرف گھر کی چہار دیواری تھی۔ ان کا اثاثہ صرف وہی الفاظ تھے، جو گھر کی بول چال میں ان کے کانوں میں پڑتے تھے۔ لفظوں کے اس محدود سے ذخیرے کو الٹ پھیر کر تراش خراش کر انھوں نے ایسے ایسے محاورے ضرب الامثال اور روزمرہ بنائے جو پر لطف اور سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ زور بیان کی تعریف پر بھی پورے اتریں۔ محاورے اور روزمرہ کی یہ ایجاد دراصل اس عورت ہی کا کام تھا جس کو آج ہماری "مغرب پرست" نظریں حجاب کہتی ہیں۔ حالانکہ ان کی تشبیہیں ان کے جذبات کی طرح نازک، ان کے استعارے ان کے احساسات کی طرح لطیف اور ان کے محاورے ان کے لہجوں کی طرح پر تاثیر ہیں۔ ان میں سے بعض استعارے قریب الفہم ہیں اور بعض بعید از فہم۔

عورتوں کی زبان میں تشبیہ اور استعاروں کی یہ ندرت ان کی تاثیر اور جدت کی شاید بڑی وجہ عورت کی فطرت ہے جو کبھی کسی بات کو کھل کر نہیں کہتی ہے۔ نہ بتاتی ہے۔ خود مخالفت پر مردوں کی طرح غصہ گرمی کرنے کے بجائے وہ طعن تشنیع کی بوچھار کر کے، ساس نندوں کے سامنے میں وہ ایسی جلی کٹی سناتی ہے کہ خدا کی پناہ، لیکن یہ سب اشاروں، کنایوں میں۔ عورت کی یہی فطرت، اور صدیوں سے پڑی ہوئی عادت زبان کو زور بیان کے نت نئے محاورے، ترکیبیں، اور روزمرہ دے گئی۔

زور بیان کے سلسلے میں عورتوں کی بنائی ہوئی ترکیبوں اور روزمرہ کو سہولت کے لحاظ سے دو

حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک کی بنیاد تشبیہ پر ہے دوسرے وہ جن کا تعلق استعارہ کنایہ اور مجاز مرسل سے ہے۔

## وہ محاورے جن کی بنیاد تشبیہ ہے۔

سونٹا سے ہاتھ:۔ سونٹا جریب یا ڈنڈے کو کہتے ہیں۔ عورتیں سونٹے سے ہاتھ ان ہاتھوں کو کہتی ہیں جن میں چوڑیاں نہ ہوں۔

فقرہ:۔ بیکر دل سے پوچھو کہ آج کل کی فیشن ماری لڑکیوں کے سونٹے سے ہاتھ کتنے بھدے لگتے ہیں۔

بٹا سا منہ:۔ بٹا ایک سڈول وزنی پتھر ہوتا ہے جس سے سل پر مسالا پیسا جاتا ہے عورتیں بٹا سا منہ ایسے چہرے کو کہتی ہیں جو گول ہو۔ واضح رہے کہ یہ محاورہ زور بیان میں صرف اسی وقت بولا جاتا ہے جب چہرے کی برائی کرنا مقصود ہو۔

ایک تو قد بالشت بھر کا اوپر سے بٹا سا منہ زہر لگتا ہے۔

(۲) بٹا سا منہ اس وقت طنزاً کہتی ہیں جب کسی ایسے چہرے کو بیان کرنا ہو جس پر کوئی زیور نہ ہو۔

فقرہ:۔ خدا کے لئے کانوں میں بالیاں ہی پہن لو بٹا سا منہ بہت برا لگتا ہے۔

ٹکا سا جواب:۔ صاف انکار کر دینا۔ لگی لپٹی نہ رکھنا۔

فقرہ:۔ میں تو بڑی آس لگا کر وہاں گئی تھی مگر انھوں نے ٹکا سا جواب دے دیا۔

کنوار کا سا جھالا:۔ جھالا اس بارش کو کہتے ہیں جو بڑے زور شور سے برس کر بہت جلد ختم ہو جائے بالعموم اس طرح کی بارش کنوار کے مہینے میں ہوتی ہے۔ عورتیں یہ محاورہ ایسے غصے کی نسبت بولتی ہیں جو بہت زور شور سے آئے اور بہت جلد ختم ہو جائے۔

فقرہ:۔ وہ بکا کرتے ہیں اور میں سنا کرتی ہوں ان کا غصہ کنوار کا سا جھالا ہوتا ہے ادھر آیا ادھر گیا۔

رانگ کی طرح پگھلنا یا موم کی طرح پگھلنا:۔ رانگا یا رانگ سب سے کم قیمت دھات ہوتی ہے اور اس کو پگھلانے کے لئے بہت کم درجہ حرارت درکار ہوتا ہے۔ معمولی چولہے کی آنچ پر یہ پگھل جاتا ہے یہ محاورہ آدمی کے لئے بولتی ہیں جس کا دل موم یا رانگ کی طرح جلدی پگھل جائے۔

فقرہ:۔ میں نے بس اتنی سی بات کہی اور وہ رانگ کی طرح پگھل گئے کہاں تو یہ غرے ڈھبے تھے اور کہاں الٹی میری خوشامد کرنے لگے۔

رائی کائی کرنا:۔ رائی کے دانے بہت چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے بہت جلد بکھر جاتے ہیں۔ پانی پر جمی ہوئی کائی اگر ہوا کے جھونکوں سے پھٹنے لگے تو ایسی پھٹتی ہے کہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ انہی دونوں کیفیتوں سے عورتوں نے تتر بتر کرنے، تہس نہس کرنے ریزہ ریزہ کرنے کے لئے یہ محاورہ بنایا ہے

رنگین کی طبیعت جو ادھر کو آئی
تو کر دیا معروف کو رائی کا ئی

ٹھنا سے دیدے کھلنا :- پوری آنکھوں کا کھلا ہونا۔ اس میں مکر اور بناوٹ ہے۔

فقرہ :- ابا جان مجھے خواب میں بر آتی ہے اٹھ کر گئے دیکھا کہ ٹھنا سے دیدے کھلے ہیں۔

سونے کے مول ہونا :- انتہائی مہنگا ہونا۔ گرانی۔

دیوانے کیوں ہوئے پری خانم پہ مردوے
سونے کے مول لوہے کی زنجیر ہو گئی (جانصاحب)

گاڑی سا ڈیل گھل جانا :- کسی بہت موٹے تازے آدمی کا لاغر اور دبلا ہو جانا۔

کوئی کہتی کہ کیا ہوا ہے سبب
ایں یہ گاڑی سا ڈیل گھل گیا سب

اونٹ برابر ڈیل :- اونٹ چونکہ جانوروں میں سب سے بڑا اور بے ڈھنگی قامت کا ہوتا ہے۔ اسکے لئے عورتیں
ایسے لوگوں کے لئے بولتی ہیں جن کا قد لمبا اور عقل کم ہو۔

فقرہ :- اپنا اونٹ برابر ڈیل دیکھو اور سوچو کہ اتنی سی بات سمجھ نہ آئی۔

ہتھنی جیسا ڈیل :- موٹی اور فربہ اندام عورت۔

فقرہ :- تم ہتھنی جیسا ڈیل لئے خدا کے واسطے دروازے کے پاس نہ بیٹھو۔

روئی کی طرح توم ڈالنا :- روئی تومنا روئی کو میل اور بنولوں سے صاف کر کے اس کے ریشوں کو
الگ کرنے کو کہتے ہیں۔ عورتیں ایک عیب نکالنا۔ چن چن کر برائیاں کرنا کے معنوں میں
بولتی ہیں۔

دیکھنا کیسی دھوم ڈالوں گی
روئی کی طرح توم ڈالوں گی (شوق)

مکڑی کی طرح جھاڑنا :- مکڑی اگر انسان کے بدن سے لگ جائے تو اس کے جسم کی زہریلی رطوبت سے
فوراً بدن پر چھالے پڑ جاتے ہیں اسی بناء پر اس کو جسم پر گرتے ہی جھاڑ کر الگ کر دیتے ہیں
تاکہ نقصان نہ پہنچ سکے عورتیں اس محاورے کو لحاظ نہ کرنے، انتہائی بے مروتی کرنے،
صاف صاف سنانے کے اور عیب گنوانے کے معنوں میں بولتی ہیں۔

موئے جیتے اکھاڑ ڈالوں گی
مکڑی کی طرح جھاڑ ڈالوں گی (شوق)

سانپ کی سی چال :- سانپ جب بھاگتا ہے تو اس کی چال بہت تیز ہوتی ہے یہ محاورہ ایسے لوگوں کے لئے

بولتی ہیں جو پل بھر میں نظروں سے اوجھل ہو جائیں۔

فقرہ:۔ توبہ ہے تم تو سانپ کی سی چال چلتی ہو۔ کل میں باتیں کرتے کرتے ذرا رکی اور تم غائب ہوگئیں

سانپ کے سے کان:۔ عورتوں کا خیال ہے کہ سانپ کے کان بہت تیز ہوتے ہیں اگر گھر میں اس کا ذکر کریں تو خواہ وہ کتنے ہی فاصلے پر کیوں نہ ہو اپنا نام سنکر پہنچ جاتا ہے یہ محاورہ ایسے لوگوں کی نسبت بولتی ہیں جو سن گن لینے میں بہت تیز ہوں۔

فقرہ:۔ میں نے بہت آہستہ سے یہ بات کہی لیکن تم جانو اس کے تو سانپ کے سے کان ہیں، خدا جانے کیسے سن لیا۔

بجھاسے دانت:۔ بہت بڑے اور بدقطع دانت۔ بجھا کاغذی یا لکڑی کی بنائی ہوئی اس ڈراؤنی شکل کو کہتے ہیں جو بچوں کو ڈرانے کیلئے بنائی جاتی ہے۔

فقرہ:۔ ایک تو اس کی صورت ہی تبارک کا روٹی ہے اس پر بجھاسے دانت بس کچھ نہ پوچھو کہ وہ کیسی ہے۔

## ایسے محاورے جن کی بنیاد استعارہ، کنایہ یا مجاز ہے

بو پھوٹنا:۔ راز افشا ہونا۔

فقرہ:۔ آج تو تم ڈبڈبا کر رہی ہو کل جب اس کی بو پھوٹے گی تو کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہو گی۔

جھڑ بیری کا کانٹا:۔ ناحق الجھنے والا شخص جس سے دامن چھڑانا مشکل ہو۔

فقرہ:۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ جھڑ بیری کا کانٹا مجھ سے الجھ جائے گا۔ ورنہ میں ایسی بات ہی نہ کہتی۔

جھنڈے پر چڑھانا یا بانس پر چڑھانا:۔ بدنام کرنا رسوا کرنا۔

فقرہ:۔ دنیا میں کیا نہیں ہوتا لیکن تمہاری طرح گھر کی بات کوئی جھنڈے پر نہیں چڑھاتا۔

چور بدن:۔ ایسے شخص کی نسبت بولتی ہیں جو دیکھنے میں دبلا پتلا نظر آئے مگر اس کے لباس میں کپڑا زیادہ صرف ہو۔

فقرہ:۔ تم اس کو چھوٹا نہ سمجھو میری بات مانو تو دو گز سے کم کپڑا مت لینا یہ بڑی چور بدن ہے۔

دل میں دل ڈالنا:۔ کسی پر بے انتہا اثر ڈالنا۔ اپنی محبت کا سکہ جمانا۔

آنکھ میں آنکھ تو ڈالی نہیں جاتی ظالم!
دل میں دل ڈال دے کس طرح سے انسان کوئی (داغ)

رہٹی باندھنا:۔ یہ محاورہ رہٹ سے بنا ہے۔ معمول مقرر کرنا۔ چکر باندھ لینا۔

طبیعت جب کہ بندی کی دوگانہ جان پر لپٹی
تب اس کم بخت نے اس بات کی بس باندھ لی رہٹی

سانپ سونگھ جانا:۔ دم بخود ہونا۔ گم سم ہو جانا۔

فقرہ:۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ گھر کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ لوٹ کر کسی نے سانس تک نہ لی۔

سانپ کے منہ کی چھچھوندر:۔ جس کو نہ اگلتے بنے نہ نگلتے۔ ایسا کام جس کو کرنا بھی مشکل ہو اور چھوڑنا بھی آسان نہ ہو۔

فقرہ:۔ تمہارے لئے تو یہ رشتہ سانپ کے منہ کی چھچھوندر بن گیا ہے کر کرتے بنتا ہے نہ چھوڑتے۔

بن سر ڈھکی:۔ ناکتخدا لڑکی۔

بن سر ڈھکی جو نی بھے کیا چاہیے بھلا!
بولے سے قید پر اس بڑے اپخل کی اور بھی (انشاء)

اپنی گڑیا سنوارنا:۔ کنایہ ہے اپنی انبساط کے موافق لڑکی کی شادی کی تیاری کر دینے سے بطور انکسار یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔

گڑیا سنوار دوں گی اجی بھیگ مانگ کے
مشاطہ کبھی ادھر کو سرانجام ہو گیا (رنگین صاحب)

ادھیڑ کر رکھ دینا:۔ پورا محاورہ ہے سات پشتیں ادھیڑ نا یا بخیہ ادھیڑنا۔ مطلب ہے کسر لگا نہ رکھنا سخت سست کہنا۔ کھول کر عیب گنانا۔

کیا طعنے دے گی مجھ کو وہ درزن کی چھوکری
گو ٹیاں میں سات پشت کو رکھ دوں ادھیڑ کے (محشر)

اولا ہونا:۔ سرد ہونا۔ برف طرح ٹھنڈا ہونا۔

دم کہاں ہے مجھ میں اولا ہو گیا ہے تن بدن (داغ)

بیس ہانڈیوں کا مزہ چکھنا:۔ کنایہ ہے ایسی خادمہ سے جو کئی جگہ نوکری کر چکی ہو۔

بیس ہنڈیوں کا چکھ چکی ہے مزہ
وہ کرے گی بھلا قیام کہاں (رنگین صاحب)

تگنی کا ناچ نچوانا:۔ خوب تنگ کرنا۔ ناکوں چنے چبوانا۔

دیکھنا بات پہ اپنی اگر آ جاؤں گی
کیسا تگنی کا تمہیں ناچ میں نچواؤں گی

کلمہ بھرنا:۔ کلمہ پڑھنا:۔ کسی کا بندہ بے دام ہونا، تابعدار ہونا۔

کلمہ بھرے ترا، جسے دیکھئے تو بھر نظر
کافر اثر ہے یہ تیری کافر نگاہ کا (جرأت)

کلیجہ اچھلنا:۔ دل خوشی سے دھڑکنا۔ دل باغ باغ ہونا۔

ایک ٹکڑ میں ابھی گنبد گردوں ہلتا
تم نے جی بھر کے کلیجے کو اچھلنے نہ دیا (منیر)

کمر تختہ ہونا:۔ کمر پڑا ہونا۔ درد کی تکلیف میں کمر کے اکڑنے کو کہتی ہیں۔
صبح سے بیٹھے بیٹھے میری کمر تختہ ہو گئی خدا جانے وہ دن کب آئے کہ یہ کتاب ختم ہو۔

گو موت کرنا:۔ بچے کی پرورش کرنا۔
فقرہ:۔ اس غریب کی ساری زندگی بھابھی کے بچوں کا گو موت کرتے گذر گئی۔

کچی لکڑی:۔ کم عمر بچہ جس کی عادتوں کو تربیت کے ذریعہ بدلا جاسکے
فقرہ:۔ ابھی تو یہ کچی لکڑی ہے جدھر موڑو ادھر مڑ جائے گی۔

کھونٹے سے بندھنا:۔ کسی کا پابند ہونا نکاح کرنا۔
فقرہ:۔ اے لڑکی ذرا لوٹا نگ توڑ کر بیٹھ آج یوں دڑ بنگے ملکاتی پھر رہی ہے کل کھونٹے سے بندھے گی تو معلوم ہوگا۔

گھر آنگن ہونا:۔ بار بار کے آنے جانے سے دور کا فاصلہ بھی کم محسوس ہونے لگتا ہے۔ بار بار آنے جانے کے موقع پر بولتی ہیں۔
فقرہ:۔ سفر سب کرتے ہیں لیکن تم نے تو لاہور اور کراچی کو گھر آنگن کر رکھا ہے۔

جلے پیر کی بلی:۔ بہت زیادہ گھومنے پھرنے والی عورت کے لئے بولتی ہیں۔ اگر بلی کا پیر جل جائے تو تکلیف کی وجہ سے وہ بے قرار ہو کر گھوما کرتی ہے۔
فقرہ:۔ تم یہاں آرام سے بیٹھی ہو اور میں صبح سے جلے پیر کی بلی طرح ماری ماری پھر رہی ہوں۔

چھٹکی:۔ کنایہ ہے سب سے چھوٹی اولاد سے۔

چھٹکی مری کھائے گی ہرے پان کا بیڑا
منجھلی کا نہ سنجھل کا نہ ہے بیاہ بڑی کا (رنگین صاحب)

چھاتی کی سل:۔ استعارہ ہے جوان لڑکی سے جسکی شادی کی فکر ماں باپ کو لاحق ہو۔ اس موقع پر چھاتی کا بوجھ بھی کہتی ہیں۔
فقرہ:۔ تمہاری تو خیر اللہ رکھے ایک ہی لڑکی ہے میری چھاتی پر ابھی تین سلیں باقی ہیں۔

دل میں پنکھے لگنا:۔ بے انتہا پریشان ہونا۔ بدحواسی کا عالم جس سے دل کی حرکت اتنی تیز ہو جیسے کوئی پنکھا

جھل رہا ہو۔

فقرہ:۔ ان کا اتنا کہنا تھا کہ میرے دل میں پنکھے لگ گئے کھانا دانا چھوڑ اٹھ کھڑی ہوئی۔

دل کی کنجی:۔ ہمراز، محرم، ایسی سہیلی یا دوست جس سے دل کی ہر بات کہی جائے۔

فقرہ:۔ میرے خیال سے تم خود راحت سے پوچھو وہی بھابی جان کے دل کی کنجی ہے انہی کو سب معلوم ہوگا۔

کھیرا ککڑی ہونا:۔ چونکہ یہ بہت سستی ترکاری ہے اس لیے بے عزت کرنے اور ناقدری کرنے کے معنوں میں بولتی ہیں۔

کھیرا ککڑی کیا بچوں کو مرے بھائی نے
ان کا وہ کوسنا اب تک نہیں بھیا بھولا (جان صاحب)

موری کا کیڑا:۔ کنایہ ہے ایسے بچے سے جو پیدا ہوتے ہی مر گیا ہو۔

فقرہ:۔ تم کو اپنے موری کے کیڑے کا دکھ نہیں بھولتا میری طرف دیکھو جس کی آنکھوں کے سامنے سے جوان پہاڑ اٹھ گیا۔

پہلا پھول:۔ کنایہ ہے پہلی مرتبہ کے حمل سے جس میں بہت احتیاط کی جاتی ہے۔

پھول پہلا، پھل یہ میٹھا ہے نہ گر جائے کہیں
بیٹا گنڈا لاڈ ہو رو کی کر کے واسطے

گرگٹ کا جنم:۔ گرگٹ چونکہ گھڑی گھڑی رنگ بدلتا ہے اس لیے یہ محاورہ کنایہ ہے۔ ایسے آدمی سے جو کسی ایک بات قائم نہ رہ سکے۔

فقرہ:۔ تمہارا جنم تو گرگٹ کا ہے اپنی اسی بات پر قائم رہو تو جانوں"

گولر کا پھول ہونا:۔ گولر کے پھول چونکہ دیکھنے میں نہیں آتے صرف پھل ہی نظر آتے ہیں (حالانکہ اسی پھل کے اندر گولر کے پھول ہوتے ہیں) اس بنا پر عورتوں کا عقیدہ ہے کہ گولر کا پھول یا تو ہوتا ہی نہیں یا ہوتا ہے تو ایسا کہ کوئی اس کو دیکھ نہیں پاتا۔ یہ محاورہ عنقا اور نایاب چیز کے لئے بولتی ہیں۔

تیرے مریض لب کی دوا جب تلاش کی
گولر کا پھول باغ میں عناب ہوگا (بکر)

گولر کا پیٹ پھوٹنا:۔ افشائے راز ہونا۔ گولر کے ریشے، پھول، رس سب اس کے پیٹ کے اندر ہوتے ہیں اور گٹھلی نہیں ہوتی پکنے کے بعد جب گولر ذرا سا چٹختا ہے تو پر دار بھنگوں کا ایک لشکر اس میں سے نکلتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی مخصوص بو پھیل جاتی ہے۔ گولر کے علاوہ دنیا کے کسی پھل میں یہ صفت نہیں۔

فقرہ:۔ وہ تو کہو گولر کا پیٹ پھوٹنا ہی تھا جو باتوں باتوں میں بھید کھل گیا۔

گھنگرو کی شریک:۔ ایسی عورت جو ناچنے والی کی شریک ہو۔

فقرہ:۔ راحت آج شریع تو رے والی بن گئی کل تک جان کی بائی کی گفتگرو کی شریک تھیں۔

برقع میں چھپھڑے کھانا:۔ نیک چلنی کے پردے میں بدچلنی کرنا۔
گستاخی معاف کونسا درخت ہے جس کو ہوا نہیں لگی ہے۔ سب پارسائی کا دم بھرتے ہیں بڑی بڑی عصمت والیاں برقع میں چھپھڑے کھاتی ہیں۔

ڈولا اچھلنا:۔ شادی شدہ عورت کا کسی اور مرد کے ساتھ بدنام ہونا۔

آنکھیں لڑ ائیں اس نے کہاری نے بانس کھائے
اس کا بھی میرے چونڈے پہ ڈولا اچھل گیا (جانصاحب)

آزاد کرنا:۔ نکال دینا۔ موقوف کرنا۔ کنایہ ہے طلاق سے

دونوں پھل ہیں صنوبر بھی محل سے نکلے
ایک شمشاد کو تم کرتے ہو آزاد عبث (جانصاحب)

آنکھ ناک سے ڈرنا:۔ جب کوئی جھوٹ بولے، کسی پر تہمت لگائے تو عورتیں اس کو ملامت کرنے کے لئے بولتی ہیں کیونکہ زمانہ قدیم میں آنکھیں نکلوانے یا ناک کاٹ دینے کی سزا دی جاتی تھی۔ ویسے قہر خداوندی کے خوف سے بھی آنکھ یا ناک سے ڈرایا جاتا ہے۔

ارے ظالم خدائے پاک سے ڈر
جھوٹ مت بول آنکھ ناک سے ڈر (شوق)

آئی کی بھول جانا:۔ آئی ہوئی عقل ختم ہو جانا۔

عشق سے بھی زبوں ہے مکر معاش
بھول جاتی ہے آئی کی ساری (شعور)

چراغ اپنا منہ دیکھتا ہے:۔ اتنی مدھم روشنی ہے کہ چراغ کے سوا کوئی چیز اور نظر نہیں آتی۔
فقرہ:۔ میرا تو اس مکان میں دم گھٹتا ہے۔ دن کو دھوپ نہیں آتی رات کو چراغ اپنا منہ دیکھتا ہے

دسترخوان توبہ توبہ کرتا ہے۔ جب دسترخوان بچھا کر اس پر کھانا چن دیا جائے اور کھانے والے نہ آئیں تو اس موقع پر بولتی اس سے اناج کی بے حرمتی مراد ہے۔
فقرہ:۔ دسترخوان توبہ توبہ کر رہا اور لڑکیوں کو باتوں سے فرصت نہیں۔

ہاتھ لئے بیٹھنا:۔ مراد ہے لوگ بھوکے ہاتھ لئے دسترخوان پر بیٹھے ہیں اور کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔
فقرہ:۔ رحمن سے کہو سالن جلدی لائے سب لوگ ہاتھ لئے بیٹھے ہیں۔

ناک کٹنا:۔ کنایہ ہے بدنامی، رسوائی، ذلت، بے عزتی سے۔ ناک چہرے میں سب سے زیادہ نمایاں چیز ہے اس کے کٹ جانے کے بعد ظاہر ہے چہرہ ہی بگڑ جاتا ہے۔

کیسی قسمت پلٹ گئی میری　　ناک کہنے میں کٹ گئی میری　　(شوق)

لالوں کا لال:۔ نہایت عزیز۔ بہت دلدار۔ بے انتہا پیارا۔

لالوں کی لال ہوں میں دونوں جگہ وطن میں
سسرال ہے بدخشاں میکہ مرا یمن میں　　(رجانصاحب)

گھر گھر کے جالے لینا:۔ ہر ایک کے گھر کی کھوج اور جستجو میں رہنا۔

فقرہ:۔ میں کیا جانوں وہاں کیا ہو رہا ہے تمہاری طرح مجھے گھر گھر کے جالے لینے کی عادت نہیں ہے۔

کوس کوس کے کھا جانا:۔ بد دعا دے دے کر تباہ کرنا۔

میں کوس کوس کے کھا جاؤں گی ہوں کل جبھی
مری زبان کا دیکھا نہیں اثر تو نے　　(رجانصاحب)

(کل جبھی۔ کالی زبان والی کو کہتے ہیں۔ عورتیں اس عورت کو کل جبھی یا کالی زبان والی کہتی ہیں جس کی کہی ہوئی بات پوری ہو جائے)

کچے گھڑے پانی بھرنا:۔ سخت مصیبت جھیلنا۔ چھلنی میں پانی بھرنا۔

کس ستمگر سے مگر آنکھ لڑی ہے کہ حباب
کیسے کچے گھڑے پانی لبِ جو بھرتے ہیں　　(مومن)

کاتا اور لے دوڑی:۔ ذرا سا کام کیا اور دکھانے کے لئے منظر عام پر آئی۔

آخر اتنی جلدی وہاں کپڑے بھیجنے کی کیا تھی؟ عید پر بھجوا دیتیں۔ اچھا موقع تھا مگر تمہاری تو عادت ہے کہ کاتا اور لے دوڑیں۔ دو دن صبر نہیں کر سکتیں۔

چڑیا نوچن:۔ تنکا بوٹی۔ عذاب جیسے کسی کی بوٹیاں چاروں طرف سے چڑیاں نوچ رہی ہوں۔

فقرہ:۔ سو روپے ہوتے ہی کتنے ہیں ہر مہینہ سب کو تھوڑا تھوڑا دے کر چڑیا نوچن سے اپنی جان بچاتی ہوں۔

○

# عورتوں کا حساب کتاب

عورتوں کی زبان میں جس طرح محاورے اور الفاظ ان کے خود وضع کئے ہوئے ہیں اسی طرح ان کا سب سے دلچسپ ایجاد، سالوں، مہینوں، دنوں کا حساب کتاب، فاصلوں کی پیمائش اور کپڑوں کی ناپ جوپ ہے، جن کے مقررہ پیمانوں کو وہی خوب جانتی ہیں سمجھتی ہیں۔ ان پیمانوں کا، انچ، فٹ، یا گز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لمبان چوڑان اور فاصلوں کی پیمائش سے پہلے ہم سال ہجری کے مروجہ مہینوں کے ناموں کو دیکھیں گے کہ عورتوں نے ان کے نام کیا رکھے ہیں۔ اور کس مناسبت سے رکھے ہیں، ہجری مہینوں کے نام چونکہ ثقیل ہیں اس لئے عورتوں کو ان کے تلفظ کی ادائیگی میں دشواری ہوتی ہے اور اسی لئے انھوں نے تہواروں کے ناموں پر مہینوں کے نام رکھے ہیں اسی سلسلے میں سب سے زیادہ دلچسپ چیز یہ ہے کہ عورتیں شرم وحیا کی وجہ سے لفظ "مہینہ" کبھی نہیں بولتی ہیں اس کی جگہ "چاند" کہتی ہیں کیونکہ ہجری مہینہ "چاند" نکلنے سے شروع ہوتا ہے۔ ہجری مہینوں کے جو نام عورتوں نے رکھے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محرم:۔ عورتوں کی زبان میں یہ لفظ جوں کا توں موجود ہے کیونکہ اس کا تلفظ اور ناموں کی بہ نسبت سلیس اور آسان ہے۔

صفر:۔ صفر کے مہینے کو تمام عورتیں "تیرا تیزی" کہتی ہیں کیونکہ اس کی ابتدائی تیرا دن سخت اور منحوس مانے جاتے ہیں اس کے بعد صدقہ دیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ یا خوشی کی کوئی تقریب اس مہینے میں نہیں ہوتی ہے۔ عورتیں اس مہینے کے لئے اکثر "جلتا چاند" بھی کہتی ہیں مثلاً "تیرا تیزی کا جلتا چاند ہے نوج میں اس میں اپنی بیٹی کی گود بھروں" تیرا تیزی کا مہینہ مختصراً صرف تیزی بھی کہلاتا ہے۔

ربیع الاول:۔ یہ مہینہ عورتوں کی زبان میں "بارہ وفات" کہلاتا ہے کیونکہ اس کی بارہ تاریخ کو میلاد النبی ہوتا ہے اور رسولؐ اقدس کی پیدائش کا دن ہے۔ ربیع الاول کا تلفظ چونکہ ثقیل ہے اس لئے اس

کو "بارہ وفات" یا بارھویں" کا نام دیا گیا ہے۔ جس طرح "تیرا تیزی" کو عورتیں "تیرہ تیزی" کہتی ہیں اسی طرح "بارہ وفات" کو صرف "وفات" کہتی ہیں جو کثرتِ استعمال سے "بفات" ہو گیا ہے۔

ربیع الثانی:۔ اس کا تلفظ بھی ثقیل ہے اور چونکہ اس مہینہ کی گیارہویں تاریخ قطب الاقطاب پیر دستگیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا فاتحہ ہوتا ہے اس لئے یہ پورا مہینہ ان ہی کے نام سے موسوم ہے۔ کہیں اس کو "بڑے پیر" کا مہینہ کہتے ہیں اور کہیں "میراں جی" اور کہیں یہ صرف "گیارھویں" کے نام سے موسوم ہے۔

جمادی الاول:۔ تلفظ کی دشواری کی وجہ سے عورتوں کو اس نام کا بھی بدل تلاش کرنا پڑا لیکن یہ مشکل پیش آئی کہ اس مہینے میں مسلمانوں کا کوئی بڑا مشترکہ تہوار نہیں ہوتا۔ اس لئے غیر منقسم ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اس مہینے کے مختلف نام تھے جو اب تک رائج ہیں اور جمادی الاول کے یہ نام کسی مقامی بزرگ کے عرس یا میلے کی مناسبت سے رکھے گئے ہیں۔ مثلاً شمالی ہند میں اس مہینہ کو "مدار" کہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مکن پور میں شاہ مدار کا عرس اسی مہینے میں ہوتا ہے۔ جنوبی ہند کے بعض مقامات میں یہ مہینہ "دودھ" کا کہلاتا ہے کیونکہ کسی بزرگ کی نیاز "دودھ" پر ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ مہینہ مختلف علاقوں میں مختلف پیروں فقیروں کے نام سے منسوب ہے۔

جمادی الثانی:۔ بہ اعتبار تلفظ یہ بھی مشکل ہے عورتوں نے اس کا نام خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے نام پر خواجہ معین الدین رکھا ہے کیونکہ ان کے عرس کی تیاری اس مہینے میں ہوتی ہے۔ کثرتِ استعمال سے یہ لفظ بگڑ کر "خاجمدین" ہو گیا ہے۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد مراۃ العروس میں لکھتے ہیں "سفیہن نے کہا میراں جی کے چڑھتے چاند اس کو بٹھایا تھا۔ مدار بھر پڑھا۔ خاجہ معین الدین تک پڑھتی رہی"

رجب:۔ اپنے آسان اور سلیس تلفظ کی بنا پر جوں کا توں عورتوں کی زبان پر رائج ہے۔

شعبان:۔ یہ مہینہ عورتوں کے یہاں "شبرات کے چاند" سے موسوم ہے کیونکہ اس میں شبرات کا تہوار منایا جاتا ہے۔ عورتیں "شب برات" کے بجائے "شبرات" بولتی ہیں۔

رمضان:۔ یہ بھی اپنے آسان تلفظ کی بنا پر جوں کا توں عورتوں کی زبان پر ہے البتہ کہیں اس کو "روزے" کہا جاتا ہے کیونکہ اس مہینہ میں روزے فرض ہیں۔

شوال:۔ عید الفطر کی مناسبت سے عورتیں اس کو "عید" کہتی ہیں۔ کیونکہ اس کی پہلی تاریخ عید ہوتی ہے۔

ذیقعدہ:۔ اس کا تلفظ بھی مشکل ہے اس لئے اس کا نام بھی بدلنا پڑا لیکن اس مہینہ میں چونکہ کوئی مذہبی تہوار یا بڑا عرس نہیں ہوتا اس لئے عورتیں اس کو "خالی" کہتی ہیں اور یہ مہینہ تمام عورتوں میں "خالی کے چاند" کے نام سے موسوم ہے۔

ذوالحجہ :۔ اپنے تلفظ کی ثقالت کی وجہ سے عورتوں میں "بقر عید" کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس مہینہ کی دس تاریخ کو عیدالضحیٰ ہوتی ہے۔

ہجری مہینوں کے ناموں کے علاوہ "دنوں" کی پیمائش کے لئے عورتوں کے یہاں جو اور الفاظ رائج ہیں وہ یہ ہیں۔

اٹھوارہ :۔ آٹھ دن، "تم تو خوب آئیں پورا اٹھوارہ تمہاری راہ دیکھتے گزر گیا۔

پندرھواڑہ :۔ پندرہ روز نصف مہینہ۔

فقرہ :۔ "میں جب تک تمہارے قریب رہی ہر پندرھواڑے تمہارے یہاں ضرور پہنچتی رہی لیکن اب دوری سے لاچار ہوں۔

چاند دیکھے :۔ آئندہ ماہ پہلی تاریخ کو۔

فقرہ :۔ تم میری بات مانو تو وہاں سے چاند دیکھے واپس آجاؤ زیادہ دن رہ کر کیا کرو گی۔

چڑھتے چاند :۔ عروج ماہ۔ مہینے کی ابتدائی تاریخ۔ "سنا ہے چڑھتے چاند ان کی شادی ہو گی"

اترتے چاند :۔ زوال ماہ، مہینے کی آخری تاریخ۔

فقرہ :۔ "میں تو اترتے چاند ہی چلی جاتی لیکن بھابی بیگم کے انتظار میں شاید چاند بھر جائے"

چاند بھرنا :۔ مہینہ ختم ہونا۔ (بحر)

خالی کا چاند آپ کی فرقت میں بھر گیا
اب تک نہ آئے یہ بھی مہینہ گذر گیا

تماہی :۔ "سہ ماہی" یا تین مہینہ کے وقفے کے لئے عورتیں بولتی ہیں۔

فقرہ :۔ انھوں نے میکہ سسرال گھر آنگن کر رکھا ہے یا تو پہلے تماہی چھماہی ہی نکلنا مشکل تھا، اب یہ حال ہے کہ ہر پندرھواڑے کھڑی ہیں۔

چھماہی :۔ ششماہی، چھ ماہ کی مدت۔

فقرہ :۔ اتنی دور بیٹی کو بیاہ کر یں تو مجبور ہو گئی پاس کا معاملہ ہوتا تو روز نہیں چھٹے چھماہی تو اسکی صورت دیکھ لیتی۔

ماہ و سال کے حساب کتاب میں، لگنا برس، میٹھا برس اور لگنا مہینہ کی تشریح پہلے کی جا چکی ہے اس سلسلے میں ایک دلچسپ امر یہ بھی ہے کہ عورتوں کو بیس سے زائد گنتی یاد نہ تھی اسلئے وہ روپوں عمر اور دیگر اشیاء کا حساب کتاب صرف بیس کے ہندسے سے کیا کرتی تھیں۔ مثلاً۔

بیسی :۔ جس کی عمر بیس برس کی ہو۔ مثل مشہور ہے بیسی کیسی، ساٹھا پاٹھا۔

اک بیسی :۔ صرف بیس۔ فقرہ :۔ تمہارے پاس کتنے روپے تھے میں کیا جانوں! اتنا یاد ہے کہ ایک بیسی تم نے مجھے دی تھی۔

دو بیسی:۔ چالیس۔ اب کے چاند بھرے میں اس کو دو بیس روپے اور دے دوں گی۔

تین بیسی:۔ ساٹھ۔ فقرہ۔ تین بیسی عمر ہو گئی عقل اب بھی نہ آئی۔

چار بیسی:۔ اسّی۔ فقرہ:۔ سچ پوچھو تو آج کل چار بیسی روپے میں کس کا گذر ہوا ہے؟

سو کا لفظ جوں کا توں ہے اس کو "پانچ بیسی" نہیں کہا گیا۔

بیسا سو:۔ ایک سو بیس۔ عورتیں اس کو بطور دعا کہتی ہیں "خدا کرے تیری بیسا سو برس کی عمر ہو۔"

ماہ و سال کی پیمائش کے بعد آیئے اب ہم ان پیمانوں کا جائزہ لیں جو عورتوں نے کپڑوں کی لمبائی چوڑائی یا کسی چیز کی تعداد کو ناپنے کے لئے ایجاد کئے ہیں۔ کپڑے کا حساب عورتیں گز فٹ یا انچوں سے کبھی نہیں کرتی ہیں بلکہ اپنی انگلیاں پہنچے اور ہاتھ استعمال کرتی ہیں۔

انگل:۔ ایک انگلی کی چوڑائی کے برابر۔

فقرہ:۔ دو انگل کی پٹی اتار کر کیا کرو گی کپڑا ڈھل کر سکڑ جائے گا۔

بالشت:۔ پھیلے ہوئے ہاتھ میں چھوٹی انگلی کے ناخن سے لے کر انگوٹھے کے سرے تک کا فاصلہ بالشت کہلاتا ہے۔ کپڑوں کی ناپ کے لئے عورتوں کا سب سے آسان اور عام پیمانہ یہی ہے۔

فقرہ:۔ پانچ بالشت کی لمبان اور تین بالشت کی چوڑان ناپ لو۔ تمہارا بالشت چھوٹا ہے اس لئے چار انگل لمبان میں اور دو انگل چوڑان میں بڑھا دینا۔

ہاتھ:۔ بیچ کی انگلی کے سرے سے لیکر کہنی تک کا فاصلہ بالعموم "ہاتھ" کہلاتا ہے یہ آدھے گز کا ہوتا ہے۔ عورتوں کا ہاتھ چونکہ پورے آدھے گز کا نہیں ہوتا کسی کا بہت چھوٹا ہوتا ہے کسی کا کم چھوٹا ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے ہاتھ کے حساب سے ناپ کر تین یا چار انگل حسب ضرورت بڑھا کر آدھے گز کی تعداد پوری کر لیتی ہیں۔

فقرہ:۔ اے ہے یہ تمہاری اوڑھنی تو چار ہاتھ کی بھی نہ ہوگی اب تم اتنی چھوٹی نہیں ہو کہ ذرا سی دوپٹیا اوڑھے گھومو۔

آدھے کا تیہا:۔ آدھے کا تہائی مطلب ۱/۶ سے ہے عورتیں قلیل مقدار کی نسبت یہ لفظ بولتی ہیں۔ بطور محاورہ آدھے کا تیہا کسی چیز کی بربادی، تباہی کے لئے بھی کہتی ہیں۔

"میں نے گھر سے چار دن کے لئے باہر قدم نکالا اور رحیمن نے اناج آدھے کا تیہا کر دیا۔"

پلوا:۔ پاؤ بھر آٹے اناج کے علاوہ رقیق اور سیال چیز کے لئے بھی یہ پیمانہ مستعمل ہے۔ نیز پاؤ سیر کے باٹ کو بھی پوا کہتی ہیں۔

اَدّھا:۔ آدھ سیر یا کسی اور پیمانے کا نصف۔ وزن اور ناپ دونوں کے لئے مستعمل ہے۔

سوایا، سویا:۔ سوا حصہ، $1\frac{1}{4}$۔ سوا سیر کا باٹ۔

ڈیوڑھا:۔ $1\frac{1}{2}$۔ جب سے یہ لوگ آئے ہیں اناج کا خرچ ڈیوڑھا ہو گیا ہے۔

دھڑی:۔ پانچ سیر کا وزن۔

دھون :۔ بیس سیر کا وزن ۔آدھا من ہے ہر پہلی کو دھون بھر چاول آتے ہیں لیکن پھر بھی پورے نہیں پڑتے۔

دھون کا لفظ ادھون سے بگڑا ہے جس کے معنی آدھے من کے ہیں ۔

آدھوں آدھ :۔ آدھا ۔ نصفا نصف ، پورے دو حصے کرنا۔ $\frac{1}{2}$ ۔

فقرہ :۔ اس فصل کا غلہ بھی انھوں نے آدھوں آدھ بانٹ دیا اس کے سوا اور کیا کر سکتے تھے ۔

ناپ چوپ میں پوا :۔ ادھ سیری ، سیر کے بانٹ رائج ہیں اس کے علاوہ پنجسری ، دسیری ، دھڑی اور دھون کے پیمانے بھی موجود ہیں لیکن عورتیں ہر گھڑی ترازو اور بانٹ لیئے بنیوں کی طرح نہیں بیٹھ سکتی ہیں ۔ اس لئے انھوں نے مندرجہ بالا پیمانے اس وقت کے لئے اٹھا رکھے ہیں جب کوئی غلہ یا جنس بازار سے خریدتی ہیں لیکن جب گھر میں پکانے کے لئے "سیدھا" نکالتی ہیں تو ان کی سب سے بڑی پیمائش ان کی اپنی مٹھی ہوتی ہے ۔

مٹھی بھر :۔ مٹھی بھر سے مراد وہ مقدار اناج کی ہوتی ہے جو ایک مٹھی میں آجائے ۔ پیمائش کی اس اکائی سے عورتوں کا حساب کتاب آگے بڑھتا ہے یعنی ایک مٹھی ، دو مٹھی ، تین مٹھی ، وغیرہ ۔

ایک مٹھی :۔ بمقدار

ایک مشت ۔ فقرہ :۔ گھر میں آج میں اور منی تنہا ہیں ایک مٹھی دال کافی ہو جائے گی ۔

دو مٹھی :۔ بمقدار دو مشت :۔ فقرہ :۔ نصیبن سے کہو دو مٹھی آٹا بڑھالیں آج اللہ نام کا کھانا بھجوانا ہے ۔

تین مٹھی :۔ بمقدار تین مشت : فقرہ :۔ روز کی طرح آج بھی تین مٹھی چاول پکے تھے لیکن کم کیوں پڑ گئے ، سمجھ میں نہیں آیا ۔

بالشت کی طرح مٹھی کا پیمانہ بھی اپنی مقدار کے اعتبار سے مستقل نہیں ہے عورتوں کی جسامت کے لحاظ سے مٹھی کم یا زیادہ ہوتی ہے اور ہر عورت اپنی بند مٹھی کی جسامت کے اعتبار سے ناپی ہوئی جنس میں سے کچھ حصہ نکال کر یا کچھ حصہ بڑھا کر مٹھی کی مقدار پوری کر لیتی ہے ۔

پور :۔ انگلی کے تین ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا پور کہلاتا ہے ۔ انگلیوں کے پور میں بھی عورتوں کے یہاں گہرائی کی پیمائش کے لئے ایک پیمانہ ہے ۔ مثلاً کہیں گی " چاولوں میں کنی رہ گئی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے پانی دو پور سے کم ڈالا ہے "۔

پور بھر :۔ انگلی کے ایک جوڑ کے برابر :۔ فقرہ :۔ گوشت ابھی نہیں گلا ہے ایک پور پانی ہنڈیا میں اور ڈال دو

اسی طرح کسر اور کسری یا اعشاری رقومات کو ظاہر کرنے کے لئے عورتوں نے ایک خاص طریقہ اور نکالا تھا ۔ اس سلسلے میں انھوں نے روپیہ کو ایک "مقدار کل" تصور کر کے اس کے "آنے" کو بطور کسر استعمال کرنا شروع کیا تھا ۔ مثلاً

روپیہ میں ایک آنہ :۔ مطلب $\frac{1}{16}$ ، بہت قلیل مقدار ۔

فقرہ :۔ کل سے دوا شروع کی ہے درد میں آج روپے میں ایک آنہ فرق ہے ۔

روپے میں دو آنہ :۔ $\frac{1}{8}$۔

دوکان باپ کی ہے بیٹے کا روپے میں صرف دو آنہ حصہ ہے۔

روپے میں چھ آنے :۔ وہ مقدار جو نصف سے کم اور چوتھائی سے زیادہ ہو۔

روپے میں پندرہ آنے :۔ تقریباً پوری۔

فقرہ :۔ مجھے روپے میں پندرہ آنے یقین ہے کہ انھوں نے یہ بات ضرور کہی ہے۔

روپے میں سولہ آنے :۔ بالکل پوری۔

فقرہ :۔ تم اگر ان سے مشورہ لیتیں تو یہ بات روپے میں سولہ آنے تھی کہ وہ تم کو کبھی یہ راہ چلنے نہ دیتے۔

عورتوں کے اس حساب میں سب سے زیادہ دلچسپ چیز    تھی وہ فاصلے کی پیمائش کا پیمانہ تھا۔ ظاہر ہے کہ عورتوں کو جب بیس سے زیادہ گنتی یاد نہ تھی تو ان کے لئے میل یا فرلانگ کے فاصلے سمجھنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا چنانچہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک کا فاصلہ وہ اس کرائے کی نسبت سے تعین کرتی تھیں جو ان کو دو ڈولی کے لئے کہاروں کو دینا پڑتا تھا۔

دو پیسے ڈولی :۔ اتنا قریب مکان کہ اگر وہاں جایا جائے تو کہاروں کو صرف دو پیسے دینا پڑے۔

فقرہ :۔ دو پیسے ڈولی پر تمہارا گھر ہے لیکن تمہارا پانچہ اتنا بھاری ہے کہ نکلتی ہی نہیں ہو۔

چار پیسے ڈولی، چھ پیسے ڈولی۔ اسی قسم کے پیمانے ہیں۔ اس سلسلے میں عورتیں جب کسی سے گھر کا فاصلہ پوچھیں گی تو یہی کہیں گی کہ "اے بوا کے پیسے ڈولی پر تمہارا گھر ہے؟"

ذرا گھر کو رنگیںؔ کے تحقیق کر لو
یہاں سے ہے کئے پیسے ڈولی کہارو

○

## باب دوازدہم

# سنگھار۔ زیورات۔لباس

عورت اور سنگھار کا تعلق کس قدر قدیم اور کتنا گہرا ہے، اس کو معلوم کرنے کے لئے عہدِ عتیق کے بھاری بھاری پتھروں کو ہٹا کر اور زمین کا بے شمار تہیں کھود کر ان آثار کو برآمد کرنا ہوگا جہاں آرائشِ جمال کی زندہ شہادتیں مٹی میں مدفون ہیں ان کو برآمد کر کے عجائب گھروں میں صرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ ہر دور میں گواہی دے سکیں کہ کرۂ ارض پر قدم رکھنے کے بعد "مرد کی خوشنودی کے لئے عورت نے جس چیز پر سب سے زیادہ اور سب سے پہلے توجہ دی تھی وہ سنگھار ہی تھا اور ہو سکتا ہے کہ جنت الفردوس میں جب خالقِ کائنات نے بابا حوا کی تخلیق کی تو اس وقت حضرت آدم کو محض اس لئے سلا دیا گیا ہو کہ جب تک "حوا" آرائشِ جمال سے فارغ نہ ہولیں "آدم کی نظریں ان پر نہ پڑیں، یہی نہیں بلکہ اللہ میاں نے جہاں جہاں اس بہشت کا ذکر کیا ہے، جس کے نیچے نہریں رواں ہیں وہاں ان حوروں کا بھی وعدہ کیا ہے جو سنگھار بنائے ہوئے ہیں، زیور اور لباس سے آراستہ پیراستہ ہیں، اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ عورت سے سنگھار کا رشتہ نہ صرف ازلی ہے بلکہ ابدی بھی ہے۔

کرۂ ارض پر انسان کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب آدمی کا لباس "عریانی" تھا اور وہ درختوں کے کھوڈں اور پہاڑ کے غاروں میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ عورت اس وقت بھی ہڈیوں، گھونگھوں اور سیپیوں سے سنگھار کر رہی تھی، رنگ برنگی مٹی بطور غازہ استعمال ہوتی تھی، خوبصورت پرندوں

کے پر اور جنگل کے خوبصورت پھول بالوں میں سجائے جاتے تھے۔

دھاتوں کی دریافت نے جہاں نسل انسانی کی تقدیر بدلی وہاں عورتوں کے لئے زیورات سازی کا نیا دروازہ کھول دیا۔

زیورات، سنگھار اور لباس اور ان کے طریق استعمال کی سب سے بڑی شہادتیں جو ہمارے پاس موجود ہیں وہ تین ہیں ۱۔ فراعنہ مصر کے مقبروں میں پائی جانے والی شہادتیں ۲۔ موہن جو داڑو کے کھنڈروں سے برآمد ہونے والی اشیاء ۳۔ اجنٹہ[1] کے غاروں میں بنی ہوئی رنگین تصویروں کی زندہ جاوید تحریریں۔

ان میں اجنٹہ کے غار ہندوستانی عورتوں کے سنگھار اور زیورات کے لئے مشعل راہ بنے جس کی وجہ یہ ہے کہ موہنجوداڑو کی کھدائی سے بہت پہلے یہ دریافت ہوئے دوسرے یہ کہ ان میں جو تصویریں ہیں ان کا سنگھار بال باندھنے کا انداز اور زیورات کے نمونے "بدھ مت" کے دور کے ہیں اور ان کو "ہندو مت" کے پیرو بہت کچھ اپنا چکے تھے، جس کی وجہ سے ان غاروں کے روپوش ہونے کے باوجود ان کی تہذیب اور طرز زیبائش زندہ رہا، اس کے علاوہ جو کشش اور جاذبیت ان زیورات میں ہے جن کو اجنٹہ کے غاروں میں عورتوں کے جسم پر دکھایا گیا وہ ان زیورات میں نہیں ہو سکتی جو مخمل اور شیشے کے ڈبوں میں میوزیم میں رکھے ہوئے ہیں۔

اجنٹہ کے غاروں میں لباس اور اس کے لوازمات کی کوئی خاص شہادت نہیں ہے کیونکہ یہاں کی زیادہ تر تصویروں میں لباس صرف "بقدر ضرورت" ہے، عورتوں اور مردوں کے لباس میں کوئی فرق نہیں ہے صرف دو ایک تصویریں ایسی ہیں جہاں کمر پر بندھی ہوئی تہبند پیروں کے ٹخنوں تک ہے۔ جہاں تک سنگھار کا تعلق ہے وہ بدرجہ اتم ہے، ان میں چہرے پر غازہ بھی ہے آنکھوں میں کاجل بھی ہے۔ پیروں میں مہاور کی سرخی بھی ہے اور ہونٹوں

---

[1] اجنٹہ کے غار، اورنگ آباد (صوبہ مہاراشٹر) سے ساٹھ میل دور سلسلہ کوہ میں بنے ہیں۔ یہ غار تقریباً میل بھر کی لمبائی میں برابر بنے ہیں، تعداد میں یہ ۲۹ ہیں اور اس میں بدھ مت کی ابتداء، تعلیم تبلیغ اور گوتم بدھ کی زندگی کا ایک ایک نقش تصویری خاکوں میں اجاگر ہے تاریخی اعتبار سے یہ ساڑھے تین یا چار ہزار قبل مسیح کے ہیں، چونکہ میرا بچپن لڑکپن سب ہی اورنگ آباد میں گذرا ہے اسلئے اجنٹہ کے غار وہاں کی آبشاریں وہاں کے کوہسار میرے پیروں کے نیچے تھے میں نے یہ غار اپنی زندگی کے ہر دور میں دیکھے ہیں، یہاں کی شہادتیں میں نے خود جمع کی ہیں اور اس کا ایک ایک نقش اب بھی میرے حافظے میں تازہ ہے۔

پر کسی رنگین شے کی دھڑی بھی، بالوں کے باندھنے کا انداز خوب سے خوب تر ہے، ایسی معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کی عورت بالوں کو دھونا ان کو صاف کرنا اور ان کا جوڑا بنانا جانتی تھی۔ بالوں کا جوڑا بنانے کی شہادت فردوسی کے مشہور شاہ نامے میں بھی ملتی ہے جہاں اس نے ایک عورت کے جوڑے کی تفصیل بتاتے وقت تشبیہہ کو نام عروج پر پہنچایا ہے، لکھتا ہے کہ

بہم کردہ گیسو بصد آب وتاب
گرہ داد شب را بس آفتاب

اجنٹہ کی تصویروں میں عورتوں کے سروں پر جو جوڑے دکھائے گئے ہیں وہ یا تو گُدّی یعنی گدی پر ہیں یا پھر سر کے اوپر ہیں، ان میں کہیں پھولوں کے گجرے بندھے ہیں اور کہیں موتیوں کی لڑیاں لگی ہیں، پھولوں میں سب سے نمایاں پھول "کنول" ہے اور زیورات میں "موتی" بکثرت دکھائے گئے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ "بدھ مت" کے دور میں موتی بکثرت ملتے تھے اس وقت کے لوگ ان کو بیدھنا اور گوندھنا ہی نہیں بلکہ ان کو زیورات میں جوڑنا اور ان کی لڑیوں سے نفیس بازو بند، گلوبند ملنے بھی بنانا جانتے تھے، دو ایک جگہ بادشاہوں کے تاج کو موتی کی لڑیوں سے اس طرح سجا ہوا دکھایا گیا ہے کہ سارے موتی بالکل برابر کے ہیں، لڑیاں بے شمار ہیں اور ہر لڑی کا خم تصویر کے جسم کے زاویوں کے ساتھ یوں ہم آہنگ ہے کہ انسانی نظر بار دھوکا کھاتی ہے اور ہوا کے جھونکوں کے ساتھ یہ لڑیاں بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی نقاشی کا جواب دور دور نہیں ہے اور یہ غار دنیا کے عجائبات میں شامل ہیں۔

اجنٹہ کے غاروں سے جن زیورات کی شہادت ملی ہے ان میں کان کے آویزے، گلے کے ملنے جوڑے کے پھول اور کمر پٹے عام ہیں، ٹخنے، کلائی اور انگلیوں کے زیورات نمایاں نہیں ہیں اور نہ یہ تصویریں یہ بتا سکتی ہیں کہ وہ زیورات جو یہ تصویریں زیب تن کئے ہیں ان کے نام کیا ہیں۔

زیورات کے نام اور پیروں میں پہنے جانے والے زیوروں کی شہادتیں ہم کو رامائن اور اس کے بعد کے زمانے میں ملتی ہیں، اس پوری دیو مالائی روایت میں ایک تو سیتا جی کا مالا ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ جب ان کو راون اٹھا کر لے گیا تھا تو اس وقت انہوں نے اس "مالے" کو توڑ کر ڈنڈک بن (موجودہ دکن) سے لے کر سری لنکا کے جزیرے تک موتی بکھیر دیئے تھے تاکہ رامچندر جی کو ان کی تلاش میں آسانی ہو۔ اس کے بعد پیروں کے "بچھوؤں" کا بھی ذکر ہے کہا جاتا ہے کہ جب ہنومان جی کو سیتا جی نے اپنے زیورات اتار کر دیئے تھے کہ وہ ان کو ان کے شوہر تک بطور نشانی لے جائیں، جس وقت یہ زیورات رامچندر جی کے پاس پہنچے ہیں وہ انتہائی حزن اور یاس کے عالم میں تھے، ہوش حواس قائم نہ تھے اس لئے انہوں نے اپنے

چھوٹے بھائی "لچھمن" سے ان زیوروں کو شناخت کرنے کے لئے کہا۔

اس موقع پر انہوں نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ "میں صرف سیتا جی کے پیروں کے زیورات کو پہچان سکتا ہوں کیونکہ میری نگاہیں ہمیشہ ان کے چرنوں یعنی قدموں پر رہی ہیں مجھے یہ "بچھوے" انہیں کے معلوم ہوتے ہیں، بقیہ زیوروں کو آپ خود پہچان لیں"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رامائن کے دور میں پیروں کے زیور ایجاد ہو چکے تھے۔ ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح پیروں کی انگلیاں بھی سج رہی تھیں، جس طرح "بدھ مت" کے دور میں سجاوٹ اور بناوٹ کی تصویری شہادتیں اجنٹہ کی نقاشی میں ہیں اسی طرح "ہندو مت" کے آغاز میں پیروں اور ہاتھوں کے زیورات کی ٹھوس شہادتیں "ایلورا"[1] کے غار اور خصوصاً کیلاش مندر میں موجود ہیں۔

برصغیر ہندوستان میں اس قدیم عہد سے لے کر اب تک ہر دور ہر طبقے کی عورت زیورات طرازی زیبائش اور لباس میں تبدیلیاں کرتی رہیں وقت کے ساتھ ساتھ ان کی خوشنمائی میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ مغلوں کے دور میں فن رقص، موسیقی کو چار چاند لگے، زیورات کی رنگت بھی نکھر گئی، ان کی بناوٹ میں نئی نئی جدتیں کی گئیں اور جوں جوں اردو زبان بنتی اور ترقی کرتی گئی، عورتوں نے نہ صرف ان کے سلیس اور آسان نام رکھے، بلکہ ایک ہی جگہ پر پہنے جانے والے متعدد زیورات کو الگ الگ نام دیئے تاکہ وہ ایک دوسرے سے پہچانے جاسکیں، اس کے بعد جب زیورات کی مقبولیت بڑھی اور زیور سازی نے ترقی کی تو ہر زیور کے الگ الگ حصوں کے نام بھی ایجاد کئے گئے، تاکہ ان کو بنوانے اور درست کروانے میں آسانی ہو۔

زیورات کے ساتھ ساتھ لباس اور خصوصاً "سنگھار" نے بھی نئے روپ بدلے "خوشبو" کے لئے نت نئے عطر ایجاد ہوئے، جلد کی رنگت نکھارنے کے لئے پرانے زمانے کے "ابٹنوں" اور غازوں کو اور زیادہ ترقی یافتہ بنایا گیا ان کے ساتھ ساتھ اردو زبان کو بھی نئے الفاظ ملے، جو فارسی اور سنسکرت یا کسی مقامی زبان اور ترکی کے لفظوں کا امتزاج تھے اور اب وہ

---

[1] "ایلورا"، اورنگ آباد سے پندرہ یا بیس کے فاصلے میں غاروں کا ایک اور سلسلہ ہے جن میں بہت سی دیوی اور دیوتاؤں کی مورتیاں ہیں اور رامائن کے پورے قصے کو پتھروں میں تراشنے کی کوشش کی گئی ہے، ان غاروں میں جتنی مورتیاں ہیں ان کے پیروں میں یعنی ٹخنے میں زیورات موجود ہیں چونکہ یہاں سارا کمال سنگ تراشی کا ہے اس لئے زیورات کی وہ جزئیات جو اجنٹہ کی نقاشی میں دکھائی دیتی ہیں، یہاں نہیں ملتی ہیں تاہم، ماتھے کی سنگھار پٹی، اور پیروں کے کڑوں کا سراغ ملتا ہے۔۔

ہماری زبان میں اس طرح شامل ہیں کہ یہ پتہ لگانا دشوار کہ ان کا لسانی ماخذ کیا ہے۔

زیورات اور سنگھار کی ان تمام کیفیات کو بتانے کے لئے صرف ایک محاورہ ہے یعنی بارہ ابھرن اور سولہ سنگھار۔

**بارہ ابھرن** مندرجہ ذیل بارہ مقامات پر پہنے جانے والے زیورات ہیں۔

(۱) سر (۲) ماتھا (۳) کان (۴) ناک (۵) بازو (۶) کلائی (۷) ہاتھ کی انگلیاں (۸) ہاتھ کا انگوٹھا (۹) گلا (۱۰) کمر (۱۱) پیر کا ٹخنہ (۱۲) پیر کی انگلیاں۔

ان کی تشریح زیورات کے تحت کی گئی ہے۔

**سولہ سنگھار** سولہ سنگھار میں کون کون سے سنگھار شامل ہیں یہ تشریح طلب امر ہے، ذیل میں سولہ سنگھار کی تفصیل لکھی گئی ہے جس میں ۱۲ تک تمام لوگ متفق ہیں اور بقیہ "چار" میں اختلاف ہے۔

(۱) غسل کرنا۔ (۲) لباس پہننا۔
(۳) کاجل لگانا۔ (۴) مہندی یا مہاور لگانا۔
۵ سر میں تیل لگانا۔ (۶) کنگھی کرنا یا موباف ڈالنا۔
(۷) پھول پہننا یا لگانا۔ (۸) صندل یا سیندور سے مانگ بھرنا۔
۹ پان کھانا۔ (۱۰) کمر بند یا کمر پٹہ باندھنا۔
۱۱ ماتھے پر قشقہ لگانا۔ (۱۲) عطر یا خوشبو لگانا۔
۱۳ ابٹن بدن پر ملنا۔ (یا) (کان کے زیور یا گوشوارے)
۱۴ زیور پہننا۔ یا (صرف سر کا زیور)
۱۵ مسی لگانا۔ یا (ناک کا زیور پہنا
۱۶ غازہ۔ یا (گلے کا زیور)

سولہ سنگھار میں جب مجموعی طور پر "زیور" کو شامل کر لیا گیا ہے تو میری ناقص رائے میں غازے کی جگہ گلے کے زیور، مسی کے بجائے ناک کے زیور کا کوئی جواز نہیں رہتا، کیونکہ روزمرہ کی بول چال میں "زیورات" کے معنی زیادہ تر گلے ناک کان اور سر کے زیورات ہیں، اس لئے میں مجموعی طور پر زیور، مسی، ابٹن اور غازے ہی کو سولہ سنگھار میں شامل سمجھتی ہوں۔

**(۱) غسل** قدیم ترین سنگھار ہے جو طبی حیثیت سے بھی مفید ہے یوں تو اس سے بدن کی صفائی مقصود ہے لیکن جسم کی تھکان دور کرنے اور مسامات کو کھولنے کے لئے اس سے

بہتر طریقہ کوئی نہیں، حفظان صحت سے ہٹ کر غسل کو بطور سنگھار اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے جلد کی رنگت نکھرتی ہے۔ اور مغلیہ دور میں غسل کے پانی میں متعدد خوشبودار چیزیں شامل کرنے کا دستور تھا، اسی طرح بالوں کو "خوشبودار" مسالوں سے دھو کر ان کو مہکاتے تھے۔

غسل کے لوازمات کیا تھے ان کی تفصیل بہت بڑی ہے بہرکیف آج بھی مغلیہ عہد کے شاہی محلوں میں بنے ہوئے حمام اور غسل خانوں کو دیکھ کر ان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شہزادیوں اور شاہی خاندان کی بیگمات کے لئے کیا اہتمام ہوتا ہوگا۔

کاجل نہ صرف آنکھوں کے حسن میں اضافہ کرتا ہے بلکہ بینائی کو بھی تقویت دیتا ہے اس کو بنانے کے لئے روئی کی بتی ارنڈیا سرسوں کے تیل میں جلاتے ہیں اور اس کی "لو" سے نکلنے والے دھوئیں کو "مٹی" کے برتن پر جمع کرتے ہیں، اس مقصد کے لئے "مٹی" کی چھوٹی سی ڈھکنی کو چراغ کی لو پر اس طرح اوندھاتے ہیں کہ اس کو جلنے کے لئے ہوا بھی ملتی رہے اور "لو" کا دھواں باہر نہ جائے، اس کے بعد اس سیاہ سفوف کو خالص گھی میں جلاتے ہیں۔

کاجل بنانے کے اس عمل کو "کاجل پارنا" کہتے ہیں، اس سیدھے سادھے طریقے میں بعد کو بہت اضافہ ہوا، کاجل پارنے کے لئے استعمال ہونے والی بتیوں میں صندل، رتن جوت اور نیم کے پھول شامل کئے گئے تاکہ "بینائی" میں اضافہ ہو، کاجل کو گھی میں ملاکر اس کو نیم یا کیلے کے اندر دفن کرنا بھی اسکو ٹھنڈا اور مفید بناتا ہے۔

کاجل نہ صرف سامان زیبائش ہے بلکہ آنکھوں سے میل کچیل دور کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔

**(۴) مہندی یا مہاور** مہندی یعنی حنا، اور مہاور یعنی "مہوے" کے درختوں سے حاصل کیا ہوا سرخ رنگ عرصہ دراز سے سنگھار میں شامل ہے برصغیر ہندوپاک میں مہندی مسلمان عورتوں اور "مہاور" ہندو عورتوں میں عام ہے دونوں کا مقصد ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پیروں کے تلوؤں کو آتشیں سرخ رنگ میں رنگنا ہے جس سے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ ہتھیلیوں اور تلوؤں کی جلد بہت حساس ہوتی ہے اس لئے وہاں پر استعمال کی جانے والی چیزوں کا "غیر نقصان رساں" ہونا ضروری ہے۔

مہندی کے نام سے قدیم زمانے کے لوگ واقف تھے "برگ حنا" قدیم نسخوں میں استعمال ہوتی تھی۔ اس کے استعمال سے جسم کی گرمی دور ہوتی ہے ناخنوں میں چمک، حسن اور زندگی پیدا ہوتی ہے، اسی لئے مہندی صدیوں سے عورتوں کے سنگھار کا جز بنی ہوئی ہے۔

**(۲) لباس** لباس جسم انسانی کا طرہ امتیاز، اس کی سجاوٹ اور بناوٹ کس کس طرح کی گئی، اس کا تفصیلی ذکر لباس کے باب میں ہے۔

**(۳) کاجل** سرمے کی طرح ایک چیز ہے جو آنکھوں میں لگائی جاتی ہے، سرمے سے آنکھوں میں سرمئی لکیر بنتی ہے اور کاجل سے گہری سیاہ جو آنکھوں کے حسن میں اضافہ کرتی ہے، کاجل صرف برصغیر ہندوستان کی ایجاد ہے کیونکہ یہاں سرمے کی کوئی کان نہیں ہے اور اسکے پتھروں کو یہاں "درآمد" کرنا پڑتا ہے۔

**(۵) سر میں تیل لگانا** بالوں کی بالیدگی اور سر کی خشکی کو دور کرنے کے لئے سر میں تیل لگانا ضروری ہے اس سے دماغ کو قوت حاصل ہوتی ہے، یہ بھی سنگھار کا ایک جزو ہے کیونکہ اس سے بالوں میں چمک پیدا ہونے کے علاوہ ان میں کنگھی کرنے اور ان کو حسب منشا سنوارنے میں مدد ملتی ہے، سر میں لگائے جانے والے تیل بالعموم خوشبودار ہوتے ہیں، اور ان کی وجہ سے سر میں اور بالوں میں مہک پیدا ہوتی ہے۔

خشک اور پراگندہ بال، غلاظت اور پھوہڑپن کی نشانی سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ مسلسل لوٹتے رہتے ہیں اور ان کے انتشار سے انسانی ذہن کا انتشار پراگندگی ظاہر ہوتی ہے۔

**(۶) کنگھی کرنا** سنگھار و زیبائش میں صرف سر میں تیل ڈالنا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ ان کو کنگھی کر کے سلجھانا بھی لازمی ہے، ایشیائی حسن اور مشرقیت کی سب سے بڑی علامت گھنے سیاہ بال اور لمبی چوٹی ہے، کنگھی سے بال سلجھانے کے بعد ان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مانگ نکالی جاتی ہے، اور چوٹی میں طلائی، نقرئی یا زریں موباف ڈالا جاتا ہے یا "میڑھ" باندھی جاتی ہے، جو عورتیں چوٹی نہیں باندھتی ہیں وہ بالوں کو اکٹھا کر کے جوڑا باندھتی ہیں۔

**(۷) پھول** پھول سے سنگھار کرنا بہت قدیم بات ہے، پھول چوٹی میں لگائے جاتے ہیں، جوڑے پر ان کا گجرا باندھا جاتا ہے، ہاتھوں اور گلے میں پہنے جاتے ہیں اس کے علاوہ مسلمان عورتیں اکثر و بیشتر گرما کے موسم میں بیلے اور چنبیلی کے پھول کانوں کی بالیوں میں پرو کر پہنتی ہیں جن کی بھینی بھینی مہک مسلسل ناک میں آتی رہتی ہے۔

**(۸) مانگ بھرنا** قدیم زمانے میں سیندور سے مانگ بھرنا نہ صرف ہندو عورتوں کا سنگھار تھا بلکہ ان کے یہاں "سہاگ" کی نشانی سمجھی جاتی تھی، صدیوں کے ساتھ کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت سی رسومات ہندوؤں سے آئی ہیں، چنانچہ مانگ بھرنے کا سلسلہ بھی یہیں سے چلا، چنانچہ مسلمان عورتوں میں شادی بیاہ کے موقع پر دولہن کی مانگ صندل سے بھری جاتی ہے یا چھر ٹیکے کے موتی دور تک مانگ بھرتے چلے جاتے ہیں۔ مانگ کا ایک اور سنگھار جو عورتوں

میں رائج ہے وہ افشاں چھڑکنا ہے۔ جس سے سیاہ بالوں میں باریک باریک سنہرے ذرات گوٹے یا زری کے ہوتے ہیں بکھیر دیئے جاتے ہیں۔

**(۹) پان** پان ہونٹوں پر سرخی جمانے کے لئے کھایا جاتا ہے، یہ ہندوستان کی ایجاد ہے اور پاندان برصغیر کی عورتوں کا طرہ امتیاز ہے، پان کی گلوری میں پان کے پتے کے ساتھ کتھا چونا اور چھالیہ لازمی طور پر ہوتے ہیں جس کے علاوہ ان میں تمباکو اور الائچی بھی شامل کی جاتی ہے، جس سے بات کرتے وقت منہ سے خوشبو آتی رہتی ہے اور ہونٹ بھی سُرخ رہتے ہیں۔

سنگھار کے علاوہ پان کے اجزا کی افادیت سے بھی انکار نہیں ہے اس میں کتھا مسوڑھوں کے انقباض اور ان کو کھلنے سے محفوظ رکھنے کے لئے مفید ہے جس کی کڑواہٹ دفع کرنے کے لئے چونا استعمال ہوتا ہے، چھالیہ پان کو دیر تک منہ میں برقرار رکھتی ہے اس کے باریک باریک ذرات دانتوں اور جبڑوں سے رطوبت اور میل صاف کرتے ہیں، تمباکو کا زیادہ استعمال نقصان رساں ہے لیکن کم مقدار میں اعتدال کے ساتھ پان میں کھانا پیٹ کی بیماریوں معدے کے امراض اور دانتوں کے کیڑے مارنے کے لئے مفید ہے، کیونکہ اس کا پتہ جراثیم کش ہے۔

الائچی نہ صرف ہاضمے کے مفید بلکہ مفرح قلب بھی ہے۔

**(۱۰) کمر بند یا کمر پٹہ** کمر کے گرد زری پٹہ باندھنا جس کو پٹکا بھی کہتے ہیں سنگھار کا ایک جز ہے خصوصاً ہندو عورتیں ساڑی کے اوپر اور مسلمان عورتیں پشواز پر باندھتی ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کمر بند یا کمر کے سنگھار کا مقصد ہے کہ کمر بند کے سروں پر ریشمی یا سنہری ڈوریوں سے چاندی یا سونے کے گھنگرو یا گچھے لٹکائے جائیں، اس طرح کہ وہ دکھائی دیتے رہیں، اور زیادہ قرین قیاس بھی یہی ہے کیونکہ کمر بند سے سروں پر ہڑیں باندھنا، اور ان میں تلگے لٹکانا، پھندنے بنانا سب اس بات کی دلیل ہیں کہ پرانے زمانے میں ان کی سجاوٹ پر بہت توجہ دی جاتی تھی۔

**(۱۱) قشقہ** ہمیشہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے "قشقہ کھینچنا" ہندوؤں کا محاورہ ہے، عورتوں اور مردوں میں یکساں طور پر سرخی اور زردی سے ملا کر کھینچا جاتا ہے جو بڑے اور کشادہ ماتھے پر بھلا معلوم ہوتا ہے، اس سنگھار کی مذہبی اہمیت ہے اور صرف ہندوؤں تک محدود ہے، چنانچہ میر تقی میر کہتے ہیں۔

میرؔ کے دین و مذہب کو پوچھتے کیا ہو اُن نے تو

قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

قشقے کی جگہ مسلمان عورتیں اپنی پیشانی کو ستاروں سے سجاتی ہیں تاکہ ماتھا جگمگاتا رہے۔ سنگھار کا یہ طریقہ آج سے نصف صدی پہلے تک رائج رہا اب بھی کہیں کہیں دولہنوں کے سنگھار تک محدود ہے ویسے متروک ہے۔

**(۱۳) عطر یا خوشبو** مشرقی عورت کا سنگھار خوشبو کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، اور پھر ان کو ازل سے وہ خوشبو پسند ہے جس کی مہک پائیدار ہو اور ایشیائی پھولوں کے مشابہ ہو۔

عطر کی کشید کرنے کی صفت بہت قدیم ہے اور ہندوستانی مسلمانوں کی اس صفت کے آگے یورپ کی تمام مشینریاں ناکام ہو جاتی ہیں کیونکہ عطر اس طرح نکالنا کہ اس کی خوشبو برقرار رہے، گلاب کا عرق اس انداز میں کشید کرنا کہ اس کی مہک قائم رہے ہمارے عطاروں کا حق ہے یورپ کے سائنسدانوں کا خیال ہے "اس صنعت میں جہاں انھوں نے ہاتھ ڈالا انکی ساری نفاست اور حسن "بو" بن کر اڑ گیا، اور ان کو "بدیانی" کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ اس لئے یورپ میں بنائی جانے والی تمام خوشبوئیں "الکوہل اور ایتھر" کی متبادل شکلیں ہیں، اور اگر میں یہ لکھوں تو بے جا نہ ہوگا، کہ ان کے یہاں عطر یعنی "سینٹ"، بھی وہاں کے پھولوں کی طرح بے کیف اور بے بو ہوتے ہیں بقول پنڈت برج نرائن چکبست کے۔

رنگ ہی رنگ ہے اور بُوئے وفا کچھ بھی نہیں
ایسے پھولوں سے نہ گھر اپنا سجانا ہرگز

"بُوئے وفا" جن پھولوں میں ملتی ہے وہ مشرق میں ہی کھلتے ہیں اور سرزمین ہند ہی میں پھلتے اور پھولتے ہیں انہیں سے عطر کشید کیا جاتا ہے، عطر سازی کی صنعت نے مغلوں کے دور میں ترقی کی، اور شاہان اودھ کے زمانے میں بام عروج پر پہنچی، ایسے ایسے عطر ایجاد ہوئے جن کی مہک کپڑا دھلنے کے بعد بھی نہ جائے۔

عطر لگانا اور کپڑوں کو خوشبو میں بسانا طبیعت کو شگفتہ رکھتا ہے، دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور مسلمانوں میں غسل کے بعد نماز سے پہلے خصوصاً جمعہ کے دن اس کا استعمال لازمی ہے۔

عطر عورتوں اور مردوں میں یکساں مقبول ہے، وقت تقریب اور موسم کے لحاظ سے الگ الگ خوشبوئیں استعمال کی جاتی ہیں، مثلاً موسم گرما میں استعمال کئے جانے والے عطر کیوڑا، خس، چنبیلی اور موتیا ہے، برسات میں حنا کا عطر اور جاڑوں میں شمامۃ العنبر استعمال ہوتے ہیں سہاگ کا عطر شادی کے موقع پر دولہنوں کے لگایا جاتا ہے۔

مشرقی اور خصوصاً ہندوستانی عورتوں کو خوشبو سے کس قدر شغف ہے اور اس کا استعمال کیسے اور کہاں کہاں ہوتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ سر کے بال خوشبودار مسالے سے دھوئے جاتے ہیں، ان کو سکھانے کے لئے خوشبودار دھونی لی جاتی ہے تاکہ بالوں کی جڑوں کی ٹھنڈک مر جائے اور خوشبو اندر تک سرایت کر جائے۔

موسم باراں کے بعد جب کپڑوں میں نمی لس جاتی ہے ان کو سکھا کر ان میں خوشبودار دھونی دینا تاکہ وہ مہکنے لگیں "اودھ کی بیگمات کا خاص شعار تھا، اسی مقصد کے لئے گھروں میں ایک خوشبودار مسالہ تیار کیا جاتا تھا، جس کو عام طور پر "سہاگ چی" کہتے ہیں، آگ پر ڈالنے کے بعد اس کا دھنواں دھیمے دھیمے نکلتا رہتا ہے اور اس کی خوشبو دور دور تک مہکتی ہے، عورتیں بالعموم اسکو "بان" کی چارپائی کے نیچے جلا کر اس پر اپنے کپڑے ڈال دیا کرتی تھیں، تاکہ چارپائی کی جالیوں سے دھنواں کپڑوں میں پہنچتا رہے اس عمل کو وہ "باسنا" کہتی ہیں۔

خوشبو کے معاملے میں ایک اور پسندیدہ چیز "خس" ہے "خس" ایک قسم کی گھانس کی ریشہ دار جڑیں ہیں جن پر پانی ڈالنے سے مہکنے لگتی ہیں، عورتیں اعلیٰ قسم کے خس کے باریک باریک ریشوں سے چھوٹی چھوٹی پٹاریاں بناتی تھیں جن کے اندر پان رکھے جاتے تھے اور پانی کے گیلے کپڑوں کی وجہ سے یہ خس مہکتا رہتا تھا، خس کے موٹے موٹے تنکوں سے ٹٹیاں بنائی جاتی تھیں جو گرمی کے موسم میں دروازوں پر چلمن کے طور پر ڈالی جاتی تھیں ان کو بھگونے اور تر کرنے کا خاص انتظام ہوتا تھا۔ اور گرم "لو" کے تھپیڑے جب ان کو ہلاتے تھے تو ان کی بھینی بھینی خوشبو کمروں کے اندر مہکا کرتی تھی۔

مشرقی عورتوں میں خوشبو کا یہ جنون اس حد تک تھا کہ میں نے اپنے بچپن میں خود دیکھا ہے کہ گرما کے موسم میں پاندان کے اندر کتھے میں ذرا سا کیوڑا شامل کر دیتے تھے تاکہ کتھا مفرح اور خوشبودار ہو، کیوڑے کے قطرے پانی کے گھڑوں میں ڈالنا، اور گھڑوں کے مونگھٹ پر موتیے کے گجرے باندھنا یا ان کی ڈھکنیوں پر خوشبو کے لئے پھول رکھنا میں نے خود دیکھا ہے (اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور اور اس علاقے میں پھول بہت تھے خصوصاً موتیا اور چنبیلی عام طور پر گھروں میں بکثرت تھا اور یہ پھول بالیوں اور ہاتھوں میں پہننے کے بعد بھی مہک رہتے تھے، ذہنیت تاجرانہ نہ تھی کہ ان سے مالی فائدہ اٹھایا جائے اور نہ ان کی ضرورت تھی اس لئے ان کو صرف ایسے گھروں میں بطور تحفہ بھیج دیا جاتا تھا جہاں نئی نویلی دولہن موجود ہو یا جہاں کے آنگن میں پھول نہ ہوں)

(۱۳) ابٹن | یہ بھی عورتوں کے ذوق "عطر بیزی کا" ایک نمونہ ہے، اس میں جلد کو نکھارنے اور معطر رکھنے والی متعدد ادویات کو کوٹ پیس کر ایک سفوف بنایا جاتا ہے اس کے بعد اس

کو کپڑے میں چھانتے ہیں تاکہ کوئی تنکا یا موٹا ذرہ ایسا نہ رہ جائے جو بدن میں چبھے، اس کے بعد اسکو پانی میں بھگو کر سارے جسم پر لگایا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی نمی اور خوشبو جلد میں جذب ہو جاتی ہے اس کے بعد اس کو مل مل کر بتیاں سی بنا کر جسم سے اتارا جاتا ہے۔ تاکہ اس کی رگڑ سے رنگت نکھر آئے اور خوشبو رگ رگ میں بس جائے۔ اس کو جسم سے چھڑانے کے لئے کبھی کبھی ذرا سا خوشبودار تیل بھی لگا دیتے ہیں۔ ابٹن لگنے کے بعد پھر "صابن" جیسی کوئی چیز نہیں لگائی جاتی بلکہ سادہ پانی سے غسل کیا جاتا ہے۔

ابٹن کے اجزاء میں ہلدی، ناگر موتھا، سنگترے کے چھلکے جو کا آٹا یا بیسن وغیرہ شامل ہوتے ہیں اس کے نسخے بہت ہیں اور ہر جگہ اس کے اجزاء ملئے ترکیبی مختلف ہیں بحر کیف۔ جو کا آٹا یا بیسن اس کا جزء لاینفک ہے خوشبودار اشیاء حسب ضرورت اور حسب پسند ملائی جاتی ہیں، جلد کی خشکی کو دور کرنے اور موسم سرمائیں ہاتھوں پیروں کو پھٹنے سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ بہترین چیز ہے، ابٹن کی طرح کے اور بہت سے خوشبودار "لیپ" وغیرہ بھی عورتوں کے سنگھار میں شامل ہیں جو صرف چہرے تک محدود ہیں جو جلد کی جھائیوں کو دور کرتے میں رنگت نکھارنے میں ان کا سب سے اہم جزء عرق گلاب ہے کیونکہ تمام عرقوں اور تیلوں میں سب سے زیادہ نفوذ پذیر ہے۔

**(۱۴) زیور** زیور مجموعی طور پر سنگھار میں شامل نہیں ان کی تفصیل زیورات کے تحت بیان کی گئی ہے۔

**(۱۵) مسی** ہونٹوں اور منہ کے سنگھار کے لئے استعمال ہوتی ہے یہ ایک بکھٹا کرتھا، سرمئی رنگ کا مرکب ہے جس کو منجن کی طرح استعمال کرتے ہیں اس کا ہلکا اودا رنگ دانتوں کی ریکھاؤں، زبان اور ہونٹوں پر جمتا ہے، مسی ایک ایسا سنگھار ہے جو صرف شادی شدہ عورتوں کے لئے مخصوص ہے لڑکیاں مسی نہیں لگاتی ہیں۔

**(۱۶) غازہ** غازہ رنگ نکھارنے والا سفوف ہے جس کو موجودہ دور کا پوڈر سمجھا جاتا ہے، یہ انتہائی باریک باریک ذرات سے بنتا ہے اور چہرے پر ملا جاتا ہے، اس سے جلد تازہ رہتی ہے اس کے بنانے میں کمال ہی یہی ہے کہ اس کے استعمال کے بعد مسامات بند نہ ہوں اور یہ مرکب جلد کے لئے مضرت رساں نہ ہو۔

سولہ سنگھار کرتے وقت عورتیں ان کی ترتیب کو ضرور ملحوظ رکھتی تھیں، مثلاً ابٹن کئی دن پہلے سے ملا جاتا تھا، مہندی ایک یا دو دن پہلے لگا کر چھڑاتی تھی اس کے بعد غسل ہوتا تھا، پھر سر میں تیل لگا کر کنگھی کی جاتی تھی اور مانگ نکالکر اس میں سی یا تو افشاں چھڑکی جاتی تھی یا سیندور بھرا جاتا تھا مسی لگانے کے بعد پان ضرور کھلایا جاتا تھا؛ تاکہ دھڑی جمی رہے

اس کے بعد ماتھے پر قشقہ کھنچا جاتا تھا، اور آنکھوں میں کاجل کی سلائی پھیری جاتی تھی، سب کے آخر میں زیور پہن کر غازہ لگایا جاتا تھا اور پھر پھولوں کا سنگھار ہوتا تھا، سب کے آخر میں استعمال ہونے والی چیز عطر ہے جس پر سولہ سنگھار اختتام کو پہنچتے ہیں۔

# زیورات

قبل اس کے کہ ہم عورتوں کے زیورات کی تشریح کریں بہتر ہے کہ یہ بھی بتادیں کہ بناوٹ کے لحاظ سے ان کی کتنی قسمیں ہیں، زیورات بالعموم قیمتی اور اعلیٰ دھاتوں کے بنائے جاتے ہیں تاکہ موسمی اثرات اور آب وہوا سے خراب نہ ہوں ان میں سب سے اعلیٰ دھات سونا ہے اور اس کے بعد چاندی، کیمیائی خواص کے اعتبار سے یہ دونوں دھاتیں وہ ہیں جو نہ آسانی کے ساتھ پگھلتی ہیں نہ تیزاب میں حل ہوتی ہیں، ان کو حل کرنے کے لئے گندگ اور شورے کے تیزاب کو ملا کر ماء الملوک بنانا پڑتا ہے، اس لئے پسینے کے اثرات ان پر مطلق نہیں ہوتے ہیں، اپنی خاصیت کے اعتبار سے ان دونوں دھاتوں میں یہ خاصیت بدرجہ اتم ہے کہ ان کا باریک سے باریک ورق یا ان کو کھینچ کر مہین سے مہین تار بآسانی بنایا جاسکتا ہے۔

سونا اپنی رنگت کے اعتبار سے سنہرا اور زرد ہوتا ہے چاندی روپہلی اور سفید ہوتی ہے، یہ دونوں دھاتیں اس قدر لچکدار ہوتی ہیں کہ خالص ہاتھ میں اگر ان کے زیورات بنائے جائیں تو وہ مڑ جاتے ہیں اس لئے ان میں کھوٹ ملایا جاتا ہے جو بالعموم تانبے کا ہوتا ہے، اس سے سونے کی رنگت سرخی مائل سنہری ہو جاتی ہے، چونکہ انگریزوں کے دور میں سونے کے سکے یعنی "گنی" کی رنگت یہی تھی اس لئے اس رنگت کے زیورات کو "گنی گولڈ" کے زیور کہتے تھے، سونے کی اصل سنہری رنگت برقرار رکھنے کے لئے اودھ اور دکن کے سناروں نے تانبے کے ساتھ اس میں ذراسی چاندی بھی ملانا شروع کردی تھی، جس کی وجہ سے سونے کی اصل رنگت قائم رہتی تھی، اور تانبے کی سرخی کو چاندی کی سفیدی ختم کردیتی تھی۔

چاندی اور سونے کے ان زیورات کے ساتھ ساتھ ملمع کاری کا فن بھی قدیم ہے جس میں چاندی پھر سونے کی ہلکی سی تہہ چڑھادی جاتی ہے، اس سلسلے میں ابھی ہمارے ذہنوں میں اسمٰعیل میرٹھی کی یہ نظم تازہ ہے کہ

چاندی کی انگوٹھی یہ جو سونے کا چڑھا خول
اوچھی تھی لگی بولنے اترا کے بڑا ابول!!

سونے کے زیورات متوسط طبقے کی عورتوں اور چاندی کے زیورات غریب عورتوں کے لئے "پکت" اور سرمایہ ہوتے تھے اسی لئے ان کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ یہ زیادہ سے زیادہ

خالص اور سادہ ہیں تاکہ آڑے وقت ان کی قیمت وصول ہو سکے اس معاملے میں ہندو عورتیں بہت زیادہ محتاط تھیں ان کے زیورات وزنی خالص اور سادہ ہوتے تھے، تاکہ ان کی قیمت فروخت گھٹنے نہ پائے، خلاف اس کے مسلمان عورتیں جن کی فضول خرچیوں، آرام طلبیوں، اور نفاستوں کی بنا پر ہندوستان کے کروڑوں بھوکوں کا پیٹ چل رہا تھا، ہمیشہ ہلکے جڑاؤ زیورات کی شائق رہیں جن کی قیمت فروخت قیمت خرید سے ہمیشہ کم رہی اور انہیں زیورات کے متعلق یہ ضرب المثل بنی "سونے سے زیادہ گڑھائی مہنگی"، بہر کیف مسلمان عورتوں خصوصاً مغل شہزادیوں اور ملکاؤں کی نفیس مزاجی اور نوابوں کی شاہانہ زندگی نے زیور سازی کی صنعت کو خوب خوب نکھارا، عجیب عجیب ایجادیں کیں اور سونے کے ساتھ نگینوں کو ملا کر قوس قزح کے رنگ بکھیر دیئے۔

بناوٹ اور ساخت کے اعتبار سے زیورات کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

**سادہ زیور** جس میں نہ موتی اور نگینے جڑے ہوں اور نہ ان پر کوئی نقش و نگار بنا ہوا ہو سادہ کڑے، سادہ چوڑیاں ان کی بہترین مثالیں ہیں۔

**ٹھپے کے زیور** یہ وہ زیورات ہیں جو سونے کی "پتھلوں" یا پٹیوں سے بنتے ہیں اور ان پر ابھرے ہوئے خوشنما نقش و نگار ہوتے ہیں ان میں بھی سونا اپنی اصلی حالت میں برقرار رہتا ہے، البتہ کثرت استعمال سے اس کے نقش گھس جاتے ہیں۔

**تل کرٹی** گلے کی زنجیر یا بالیوں کے سونے کو اس طرح تراشتے ہیں کہ وہ گول کے بجائے "پہلودار" ہو جاتیں، زنجیر کی کڑیوں میں اس تراش کی وجہ سے چمک پیدا ہو جاتی ہے اسکو آجکل "ڈائمنڈ کٹ" کہتے ہیں۔

**موتی چور** کانوں کی بالیوں یا چوڑیوں کو اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس میں گول گول موتیوں کی طرح ابھار ہوتے ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ ننھے ننھے بے شمار موتی زیور میں جڑ دیئے گئے ہیں۔

**جالدار** جالدار زیورات بہت نازک ہوتے ہیں ان میں سونے کا ایک فریم بنایا جاتا ہے اور اس کے اندر سونے کی باریک باریک تاروں سے ابھرے ہوئے پھول اور پتے بھر دیئے جاتے ہیں، ان کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ ان کے پھول اور اسکی ایک ایک پنکھڑی اصلی پھولوں کی طرح ابھری ہوئی ہوتی ہے، ستاروں سے پھول کی رنگین اور پتیوں کا رنگین تک بنا دی جاتی ہیں، چونکہ زیور کا پورا ڈھانچہ تاروں پر ہوتا ہے اس لئے ان کا وزن بہت کم ہوتا ہے البتہ ان کی بنوائی بہت زیادہ ہوتی ہے، غیر منقسم ہندوستان میں "دکن" اور خصوصاً وہاں کا ایک ضلع "کریم نگر" اس کام کے لئے مشہور تھا۔

**جڑاؤ یا مرصع** | اس میں موتی یا نگینے یا شیشے جڑے جاتے ہیں، ساخت کے اعتبار سے جڑاؤ کی تین قسمیں ہیں۔

**کندن کا جڑاؤ یا بند گھاٹ کا زیور** | "گھاٹ" اس "فریم" یا حلقے کو کہتے ہیں جس کے اندر نگینے جڑے جائیں، ظاہر ہے کہ نگینے یا شیشے جڑنے سے پہلے سونے کا زیور اور وہ حلقے یا فریم بنالئے جاتے ہیں جن کے اندر "جڑائی" کرنا ہے ہر خانہ نگینے یا شیشے کے سائز کا ہوتا ہے، کندن کے جڑاؤ میں سونے کا جو "گھاٹ" بنتا ہے وہ اس طرح کا ہوتا ہے کہ "فریم" کی پشت پر بھی سونے کا ہلکا سا پتر ہوتا ہے، بالکل تصویر کے فریم کیطرح اس فریم میں پہلے ننھے ننھے آئینے جڑ دیئے جاتے تھے، جو نگینوں سے زیادہ چمکدار ہوتے تھے، یہ زیورات قدیم سندھ میں عام تھے، ان کی بناوٹ سادہ تھی اور کام بھی مشکل نہ تھا۔ لیکن آئینے۔ امتداد زمانہ کے ہاتھوں بہت جلد خراب ہوجاتے ہیں۔ ان کی پشت پر لگے ہوئے پارے کو رطوبت سے بچانا ضروری ہے اس لئے ان میں "کندن" استعمال ہونے لگا ہے۔ کندن سونے کی خالص ترین شکل ہے اور قیمت کے اعتبار سے سونے سے دوگنی یا ڈیوڑھی ہوتی ہے، شیشوں اور سونے کے مقام اتصال پر کندن کی ایک ہلکی سی لکیر دی جاتی ہے تاکہ شیشہ بالکل بند ہوجائے اور ہوا اندر نہ جاسکے، اسکو کندن کی تحریر کہتے ہیں۔

آئینوں کے بعد ان زیورات میں رنگین پتی اور سادہ شیشوں کے ٹکڑے استعمال کئے گئے، سندھ سے نکل کر یہ صنعت راجستھان گئی، راجپوتوں نے اس کو اپنایا ماتھے کے ٹیکے اور گلے کے جگنو اس کے بننے لگے، وہاں سے یہ صنعت دہلی گئی، اور آخر میں اودھ پہنچ کر اپنے بام عروج پہ پہنچی۔ لکھنؤ اور رامپور میں اس کے بہترین نمونے موجود تھے، جہاں کی تہذیب اور تمدن نے اپنی ساری نفاستیں اس پر ختم کردیں۔

کندن کے زیورات کا گھاٹ چاندی کے بجائے سونے کا بنا، اس کے اندر صرف سنہرا پارہ پہلا ڈھاک (چمکدار پنّی) استعمال ہوئی ان کی چمک میں مزید اضافے کے لئے چھوٹے شیشوں کے بجائے پتلے شفاف اور محدب شیشے لگائے گئے، کندن کی تحریر پتلے سے پتلا کر کے اس کی نفاست میں اضافہ کیا گیا، اور ان کے ساتھ سچے موتی استعمال ہونے لگے، ظاہر ہے کہ جب ان زیورات میں موتی لٹکائے گئے تو ان کو باندھنے کے لئے سونے کا تار استعمال کیا گیا اور موتی کو ان تاروں کے سرے پر روکنے کے لئے شیشے کی "پوتھ" یا باریک شفاف موتی استعمال کرنا پڑا۔

موتیوں کو تاروں میں گوندھنے اور "پوت" سے اسکو تاروں میں روکنے کا طریقہ آج بھی عام ہے، لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آج کل عمدہ سے عمدہ زیورات میں بھی ایک تو سچے کی بجائے کلچر یا جھوٹا موتی استعمال ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ "پوت" کو صاف پہچانا جاتا ہے، جس سے زیور کے نقلی

ہونے کا شبہ ہوتا ہے اودھ میں اس نقص کو دور کرنے کے لیے یہ طریقہ ایجاد کیا گیا تھا کہ تار کے سرے بیں "پوت"، گوندھ کر جو سبز یا سرخ ہوتا ہے اس کو آگ میں پگھلا دیتے تھے، جس سے وہ باریک سے گول نگینے کی شکل اختیار کر لیتی ہے اسکو اصطلاح میں "مینا بنانا" کہتے ہیں ۔

**جڑاؤ کھلے گھاٹ** اس قسم کے جڑاؤ میں بڑے بڑے ترشے ہوئے نگینے لگائے جاتے ہیں ان نگینوں کی آب و تاب اسی وقت عروج پر آتی ہے جب ان پر چاروں طرف سے روشنی پڑے اس لیے ان کو سونے کے حلقوں میں بٹھایا جاتا ہے جس کو "زہ" کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس قسم کے جڑاؤ میں نگینوں کے پیچھے سونے کی کوئی "پتری" نہیں ہوتی ہے ان کا فریم دونوں طرف سے کھلا ہوا ہوتا ہے، اس لیے ان کو "کھلے گھاٹ" کے زیورات کہتے ہیں، یہ زیورات دکن کی عورتوں میں بہت مقبول تھے اور وہیں یہ صنعت عام عروج پر تھی ۔

**مینا کاری** زیورات کے معاملے میں یہ بھی اودھ کی خاص صنعت تھی ۔ مینا کاری کے زیورات بالعموم وزنی ہوتے تھے، ان پر نقش و نگار بنائے جاتے تھے اور ان کے پھولوں میں ارغوانی سرخ، یا نیلا رنگ بھرا جاتا تھا، پتے طاؤسی سبز یا زمردی سبز کے رنگ ہوتے تھے، دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ سونے کی سنہری زمین پر رنگ برنگی پھول پتے بنے ہوئے ہیں، سونے کے نقوش میں اس طرح رنگ بھرنا کہ وہ چمکدار بھی ہو اور پائیدار بھی "مینا کاری" کہلاتا تھا، سالہا سال کے استعمال سے نہ ان کی رنگت بدلتی تھی اور نہ ان کی پتریاں اکھڑتی تھیں ۔

**گنگا جمنی** قدیم زمانے سے لے کر اب تک سونے کا سنہرا رنگ گنگا اور چاندی کا روپہلا رنگ جمنا کے پانی سے منسوب ہے یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان دونوں دریاؤں کے سنگم پر سنہرے اور روپہلے رنگ کے دھارے صاف پہچانے جاتے ہیں، چنانچہ بہت سے زیورات اور سامان آرائش اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ان میں اگر پھول سنہری ہیں تو پتے روپہلے ہوتے ہیں اس قسم کی رنگ آفریں کو "گنگا جمنی" کہتے ہیں، اس کا آسان طریقہ چاندی کے زیورات پر سونے کا ملمع کرنا ہے جہاں جہاں سونے کا رنگ دینا مقصود ہوتا ہے وہاں وہاں ملمع کر دیتے ہیں باقی زیور سادہ ہی رہنے دیتے ہیں ۔

**نورتن** ایسے جڑاؤ کو کہتے ہیں جس میں مندرجہ ذیل نو قیمتی جواہرات لگائے جاتے ہیں ۔ جن کے رنگ بالکل ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں ۔

(۱) ہیرا ۔ چمکدار سفید رنگ (۲) لال ۔ چمک دار سرخ رنگ جس کی چھوٹ پڑتی ہے ۔

(۳) نیلم ۔ چمکدار نیلا رنگ (۴) پکھراج ۔ چمکدار ہلکا زرد رنگ ۔

(۵) زمرد ۔ چمکدار سبز رنگ (۶) یاقوت ۔ چمکدار سرخی مائل گلابی رنگ ۔

(۷) مونگا - سرخی مائل نارنجی رنگ، (۸) لاجورد - سبزی مائل آسمانی -
(۹) موتی - سفید آبدار -

زیورات کی ساخت سے بحث کرنے کے بعد آئیے ہم ان زیورات کا تفصیلی جائزہ لیں جو "بارہ" مقامات جسم پر پہنے جاتے ہیں -

**سر کے زیورات** سر جسم انسانی کا سب سے زیادہ نمایاں حصہ ہے اس لیے سنگھار میں اس کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے، جب ہم "سر" سے متعلق زیورات کا ذکر کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تین قسم کے ہیں، ایک تو وہ جو سر کے اوپر ڈال کر ڈوریوں سے باندھ دیتے ہیں۔ تاکہ گرنے نہ پائے۔ ان میں ایک "آکڑا" ہوتا ہے جس کو بالوں میں پھنساتے ہیں اور تین ڈوریاں ہوتی ہیں دو ماتھے کے دونوں طرف سر پر سے گذرتی ہیں ایک مانگ سے گدی کی طرف ہوتی ہے اور ان تینوں ڈوریوں کو ملا کر چوٹی کے پیچھے باندھ دیتے ہیں، ان کی مثال جھومر، چھپکا، چاند تارا، مرنا بے پرواہ وغیرہ ہیں۔

دوسری قسم کے وہ زیور ہیں جو بالوں سے متعلق ہیں اور ان کے حسن میں اضافے کے لیے پہنے جاتے ہیں، ان میں کلپ یا آکڑا ہوتا ہے، تاکہ بالوں میں پہنایا جائے، مثلاً سیس پھول اور بیمر -

تیسرے وہ ہلکے پھلکے چاندی یا سونے کے چاند تارے یا ٹکیاں ہیں جن کو دوپٹے میں ٹانک دیا جاتا ہے۔ تاکہ سر پر یہ جگمگاتی رہیں، ان زیورات کی ترتیب وار تفصیل یہ ہے -

**(۱) چاند تارا** ایک مختصر سا زیور ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں صرف ایک چاند اور ایک تارا ہوتا ہے جس کو ایک کلپ یا آکڑے کے ذریعہ سر کے بالوں میں پھنسا دیتے ہیں، چاند کے نیچے موتی یا گھنگرو لٹکتے رہتے ہیں -

**(۲) جھومر** یہ سر پر ڈالا جاتا ہے زیادہ تر بائیں طرف ہوتا ہے اس کی ساخت میں ایک بڑا سا چاند ہوتا ہے (جس کی گہرائی کم ہوتی ہے) یہ ماتھے پر بالوں سے کچھ اوپر ہوتا ہے اس سے پانچ یا سات جڑاؤ یا موتی کی لڑیاں نکلتی ہیں جو ایک "مثلث" پر ختم ہوتی ہیں جس کو زیورات کی اصطلاح میں سنگھاڑا کہتے ہیں، سنگھاڑے کی نوک پر ایک آکڑا ہوتا ہے جس کو بالوں میں پھنساتے ہیں، جھومر کے چاند کے دونوں کنارے دو کونڈھوں یعنی باریک کڑیوں سے سیاہ ڈوریاں بندھی ہوتی ہیں، ان تینوں کو ملا کر چوٹی کے پیچھے گرہ دی جاتی ہے، چاند کے بیچ بے شمار جڑاؤ تارے، پھول یا پان آویزاں ہوتے ہیں جن کے نیچے باریک باریک موتی ہوتے ہیں، یہ ہمیشہ "کندن" کا بنتا ہے سنگھاڑے اور چاند کے درمیان

لڑیاں یا تو موتی کی ہوتی ہیں یا یہی جڑاؤ بنائی جاتی ہیں۔

**(۳) چھپکا** جھومر ہی کی ایک قسم ہے جس میں سنگھاڑا بھی ہوتا ہے، اور چاند بھی، پہننے کا بھی وہی طریقہ ہے جو جھومر کا ہے لیکن چھپکا بناوٹ کے اعتبار سے سادہ ہوتا ہے اور وزن میں ہلکا ہوتا ہے، اس پر صرف ٹھپے کا کام ہوتا ہے موتی اور نگینے نہیں ہوتے۔

**(۴) مرزا بے پرواہ** اطمینان رکھئے یہ کسی صاحب یا صاحبزادے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک سادہ سا زیور ہے، جو بھولی بھالی لڑکیوں پر زیب دیتا ہے اور ان کے الہڑپن کی ترجمانی کرتا ہے اس میں ایک سادہ سا سنگھاڑا ہوتا ہے جس کے تینوں کونوں میں تین ڈوریاں بندھی ہوتی ہیں اور چاندی کی زنجیریں ایک طرف لگی ہوتی ہیں جو سات پانچ یا تو ہوتی ہیں، ان سب کے سروں پر ننھے ننھے پتے، پھول یا چاند تارے پڑے ہوتے ہیں، یہ زنجیریں چھپکے یا جھومر کی طرح ایک جگہ قائم نہیں رہتی ہیں بلکہ سر پر ادھر ادھر بکھر جاتی ہیں اس لئے اس کا نام مرزا بے پرواہ ہے، یہ زیور صرف لڑکیوں ہی کو پہنایا جاتا ہے، بیاہی عورتوں کے لئے جھومر اور چھپکا تھا۔

**(۵) سیس پھول** ہندی زبان میں "سیس" سر کو کہتے ہیں، سر میں یا جوڑے میں لگانے کے لئے سونے چاندی کے جو پھول بنتے ہیں ان کو سیس پھول کہتے ہیں، ان کو چوٹی اور جوڑوں میں یکساں طور پر لگایا جاتا ہے، ہر پھول یا پھولوں کے گچھے کے ساتھ ایک آنکڑا ہوتا ہے تاکہ بالوں میں پھنسایا جاسکے۔

**(۶) میمر** یہ بھی بالوں ہی کے متعلق زیور ہے جو گدی سے شروع ہوتا ہے اور چوٹی کے ساتھ ساتھ نیچے تک جاتا ہے اس کو دو ایک جگہوں سے چوٹی کے ساتھ باندھ دیتے ہیں میمر چاندی یا سونے کی گول، چوکور یا پان نما پتیوں سے بنتی ہے جن کو کڑیوں سے اس طرح جوڑا جاتا ہے کہ ان میں لچک قائم رہے نیز یہ پورا زیور چوٹی کی طرح گاؤدم ہوتا ہے اس مقصد کے لئے اوپر کی پان نما پتیاں بڑی اور نیچے کی بتدریج چھوٹی بنائی جاتی ہیں۔

**(۷) سراسری** یہ چاندی یا سونے کی بے شمار پتلی پتلی ٹکیوں یا ٹکلیوں پر مشتمل ہوتی ہے جس کی جسامت موجودہ پیسے سے لے کر اٹھنی تک ہوتی ہے ہر ٹکیہ میں دونوں طرف ایسے سوراخ ہوتے ہیں کہ ان میں سوئی جاسکے اور ان کو دوپٹے میں بڑے ستاروں کی طرح ٹانکا جاسکے، ان پر ٹھپے کے کام کے پھول بنے ہوتے ہیں، دولہن کے عروسی لباس میں یہ پورے دوپٹے پر ٹانکی جاتی تھی، اور یہ جوڑا سسرال سے آتا تھا۔

**(۸) سُنسُر** بالکل سراسری کی طرح ہوتی ہے لیکن یہ پورے دو پٹے کے بجائے ایک طرف کی لمبائی میں صرف ایک گز ٹانکی جاتی ہے تاکہ جب دو پٹہ سر پہ ڈالا جائے تو سر کے گرد اور ماتھے پر اس کا سونا چمکتا رہے۔

**ماتھے کے زیورات** چونکہ سر کی طرح ماتھا بھی ایک ایسا حصہ جسم ہے جس پر زیورات خود بخود نہیں ٹھہر سکتے۔ بلکہ ان کو ڈوریوں سے باندھنا پڑتا ہے اور باندھنے کے لئے وہی تین ڈوریاں درکار ہوتی ہیں۔

**ٹیکا** ماتھے کا مشہور عام زیور ہے جو بالعموم جڑاؤ ہوتا ہے اس کے نیچے گولائی میں سچے موتیوں کی جھالر ہوتی ہے اور اوپر موتی کی لڑی ہوتی ہے، جو مانگ کو بھرتی چلی جاتی ہے اس کے سرے پر آنکڑا ہوتا ہے، جو بالوں میں پھنسا دیا جاتا ہے، ٹیکے کے دونوں طرف دو سیاہ دھاگے ہوتے ہیں جن کو ماتھے پر سے لاکر کانوں کے پیچھے سے گذار کر چوٹی کے پیچھے باندھ دیتے ہیں۔

**سنگھار پٹی** یہ ہندوؤں کے یہاں عام تھی، ٹیکے کو ماتھے پر سنبھالنے کے لئے کالی ڈوریوں کی جگہ سونے کی ٹھوس جڑاؤ یا نقشی پٹیاں بنائی جاتی تھیں۔ جو لچکدار ہوتی تھیں، دونوں پٹیاں کانوں سے شروع ہوکر مانگ پہ ختم ہوتی تھیں، درمیان میں ٹیکا ہوتا تھا۔ اس پٹی میں جا بجا زنجیریں بھی لگادی جاتی تھیں جو ماتھے پر آتی تھیں۔

**بیرے بندی** سنگھار پٹی کی ترقی یافتہ شکل ہے جو شادی بیاہ کے موقع پر مسلمان عورتوں کو دی جاتی تھی، ٹیکا جڑاؤ ہوتا تھا اور بیرے بندی کی کڑیاں نازک لچکدار اور پتلی ہوتی تھیں، اس کا طریقہ استعمال بالکل وہی ہے جو سنگھار پٹی کا تھا۔

**کان کے زیورات** سانپوں کی اقسام کی طرح کانوں کے زیورات کی قسمیں بھی بے شمار رہیں ان کا صحیح اندازہ لگانا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے، کان میں کسی قسم کا زیور پہننے کے لئے کان چھدوانا ضروری ہے، اس طرح صرف زیور پہننے کی غرض سے جو سوراخ یا چھید کیا جاتا ہے اس کو عورتوں کی اصطلاح میں "بیہہ" کہتے ہیں۔

کانوں میں مختلف قسم کے زیورات پہننے کے لئے چار جگہ ان کو چھیدوایا جاتا ہے اور ہر جگہ کا زیور الگ ہے۔

(۱) کان کے سب سے نچلے حصے کو کان کی "لو" یا کچیا کہتے ہیں ساخت کے اعتبار سے یہ کان کا نرم ترین حصہ ہے اس لئے سب سے زیادہ زیور نہیں پہنے جاتے ہیں۔

(۲) کان کی لو کے اوپر کنارے کنارے تک چار سے لے کر چھ تک "بالا" "بیہہ" بنائے جاتے ہیں،

تاکہ ان میں بالیاں وغیرہ پہنی جائیں۔

(۳) کان کے بجوف یا گڑھے کی کرکری ہڈی میں بھی سوراخ کیا جاتا ہے، جس میں بڑے بڑے بالے پہنے جاتے ہیں، دکن میں تنکے پہنے جاتے ہیں۔

(۴) کان کا وہ حصہ جو رخساروں سے متصل ہوتا ہے اور کان کے گھونگھے کو ڈھکن کی طرح ڈھانکتا ہے اس میں بھی سوراخ کیا جاتا ہے ان کو کچھ لوگ گوشک کہتے ہیں اور کچھ "مرکی"، یہاں پہنے جانے والے زیورات "مرکی" اور "ڈنگڑے" کہلاتے ہیں۔

کان میں پہنے جانے والے زیورات بنیادی طور پر تین ہیں (۱) آویزے یعنی لٹکنے والے زیورات (۲) بالیاں یعنی حلقے دار زیور (۳) پھول یعنی کانوں سے چپکنے والے زیورات۔

کانوں میں جس قدر زیورات استعمال ہوتے ہیں، وہ انہیں تین قسموں کی کوئی نہ کوئی متبدلہ شکل ہے اور بعض بعض مرتبہ دو قسم کے زیورات کو ملا کر ایک نیا زیور بنا لیا گیا ہے، جیسے بالی جھمکا، جھولینا وغیرہ، آگے ہم ان کی تشریح بھی اسی درجہ بندی کے لحاظ سے کریں گے۔

**آویزے نما زیورات** ان میں صرف ایک مڑی ہوئی کنڈیا یا کانٹا ہوتا ہے جس کو کان کے سوراخ میں ڈال دیتے ہیں زیور کا بقیہ حصہ نیچے لٹکتا رہتا ہے۔

**آویزے** ان میں زیادہ تر لمبے لمبے موتی ہوتے ہیں جو ایک چھوٹی سی زنجیر کے ذریعہ کانوں میں آویزاں رہتے ہیں، زنجیر کے ساتھ کنڈیا ہوتی ہے۔

**بندے** ان کی بے شمار قسمیں اور ڈیزائن میں ساخت کے اعتبار سے یہ سادہ جڑاؤ ہر قسم کے ہوتے ہیں آویزوں کی طرح یہ گول نہیں ہوتے بلکہ ساخت کے اعتبار سے چپٹے ہوتے ہیں۔

**جھمکا** برصغیر کی عورتوں کا مقبول ترین زیور ہے جس میں کنڈیا کے ساتھ ایک پھول ہوتا ہے جو کانوں سے چپکا رہتا ہے، پھول کے نیچے پھول سے بڑی ایک کٹوری اس طرح آویزاں ہوتی ہے کہ اس کا پھیلا ہوا سرا نیچے ہوتا ہے، کٹوری کے کنارے کنارے جھمکوں کی بناوٹ کے اعتبار سے سونے کی پتیاں، ستارے، یا موتی آویزاں کئے جاتے ہیں، جھمکے کی کٹوری کے بیچوں بیچ موتی یا کانچ کا سبز یا سرخ کا ایک اور آویزہ لگا ہوتا ہے، جس کے گرد جھمکے کے موتی حلقہ بنا لیتے ہیں آویزے کے نیچے تین یا زیادہ موتی اسی طرز کے لگائے جاتے ہیں جیسے جھمکے کی کٹوری میں ہوتے ہیں۔

ساخت کے اعتبار سے جھمکے جالدار یا جڑاؤ ہوتے ہیں، جالدار کے نیچے سونے کے موتی اور جڑاؤ کے ساتھ سچے موتی لگائے جاتے ہیں۔

**جھمکی**

بالکل جھمکوں کی طرح ہوتی ہے لیکن جھمکوں کے مقابلے میں ان کی کٹوریاں چھوٹی ہوتی میں ان کی بناوٹ زیادہ تر سادہ ہوتی ہے اور ان کے اندر کوئی آویزہ نہیں ہوتا اس لئے وزن میں بھی یہ ہلکی ہوتی ہیں۔

**کرن پھول**

جھمکوں کی سب سے زیادہ بھاری قسم ہے جس کا پھول بڑا نمایاں ہوتا ہے کٹوری وزنی اور خوشنما ہوتی ہے، پھول اور کٹوری دونوں میں یا تو کندن کی جڑائی ہوتی ہے یا پھر کھلے گھاٹ کے نگینے ہوتے ہیں، ان میں مینا کاری بھی کی جاتی ہے، بعض بعض مرتبہ ان کی خوشنمائی بڑھانے کے لئے ان میں کندن کے ساتھ مینا بھی شامل کر دیتے ہیں، ان کے نیچے کٹوری کے کنارے کنارے سچے موتی لگائے جاتے ہیں، بیچ کا آویزہ بھی سچا ہوتا ہے اور اس کے نیچے بھی موتیوں کا گچھا ہوتا ہے۔

**الگا**

ان کو "سہارا" بھی کہتے ہیں یہ موتی کی لڑیاں یا سونے کی سادہ زنجیریں ہوتی ہیں جن کو وزنی جھمکوں، بندوں اور کرن پھول کی کنڈیاں باندھ کر سر کے بالوں میں پھنسا لیتے ہیں تاکہ ان زیوروں کا بوجھ کان کی لوں اور بہہ پر پڑنے کے بجائے سر پر پڑے۔

**بالی نما زیورات**

جو کان میں پہنے جاتے ہیں گول حلقے کی طرح ہوتے ہیں جن کے ایک سرے پر کنڈیا ہوتی ہے اور دوسری طرف ایک گول کندھا ہوتا ہے جس کو گوکھ کہتے ہیں، بالیوں کو کانوں میں ڈالتے یا بہہ میں پرونے کے بعد کنڈیا کو گوکھ میں ڈال کر بند کر دیتے ہیں اس طرح ان کے کان سے گرنے کا کوئی امکان نہیں رہتا، عورتوں نے بالیوں میں اس قدر جدت کی ہے کہ ان کی قسمیں گننا محال ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر علاقے اور ہر جگہ میں ان کے نام الگ الگ ہیں۔

**انتی**

یہ چھوٹی سی گول بالی ہوتی ہے جس کو کان کے سب سے آخری بہہ میں پہنتے ہیں اہندی میں انت کے معنی آخر کے ہیں، ہر انتی میں دو سچے یا مومی موتی پڑے ہوتے ہیں جن کے بیچ میں ایک لال چکری ہوتی ہے اس کو "لال" کہیں لالری کہیں چمنیک کہتے ہیں، انتیاں بالعموم لڑکیاں بالیاں پہنتی ہیں۔

**بالی**

یہ بھی گول ہوتی ہے اس میں پھول یا موتی ڈالے جاتے ہیں انتی کے مقابلے میں یہ بڑی ہوتی ہے اور کان کے دوسرے بہہ میں پہنی جاتی ہے۔

**بالا**

بالی سے کہیں زیادہ بڑا ہوتا ہے اس کو کان کے گھونگھے کی کرکری ہڈی میں سوراخ کر کے پہنا جاتا ہے۔

**جھالا** یہ بھی بالی ہی کی ایک قسم ہے جس کا نصف سے زیادہ حصہ جڑاؤ یا پھولدار ہوتا ہے جس کو پہننے کے بعد گھما کر سامنے لایا جاتا ہے۔

**دُر** دُر کے لفظی معنی موتی کے ہیں لیکن زیورات کی اصطلاح میں دُر ان مرامی دار موتیوں کو کہتے ہیں جن کے نوکدار سروں پر سونے کا خول چڑھا دیتے ہیں اور ان کو ننھی ننھی بالیوں میں پرو کر آویزاں کر دیتے ہیں۔

**بجلی** بالی ہی کی ایک قسم ہے جس کے نچلے حصے میں چاند ہوتا ہے۔ اس چاند کے نیچے گھونگھرو یا پتیاں لگی ہوتی ہیں۔ اس کی کڑیا گول اور خمدار ہوتی ہے ان کو بالکل بالیوں کی طرح پہنا جاتا ہے۔

**چاند بالی** بجلی اور بالی کو ملا کر ایک ترقی یافتہ زیور بنا لیا گیا ہے جس میں ایک بڑا سا خوشنما چاند ہوتا ہے، جس میں کھلے گھاٹ کا جڑاؤ ہوتا ہے اور نیچے نیچے موتی ہوتے ہیں ان میں کڑیا نہیں ہوتی۔ اس کو اس طرح پہنتے ہیں کہ چاند کی ایک نوک کان کی لو کے بالکل سامنے اور دوسری پیچھے ہوتی ہے، دونوں کے درمیان ایک کیل ہوتی ہے جس کو چاند کی کڑیوں میں پرو کر اس طرح پہنا جاتا ہے کہ چاند کان کے ساتھ بالکل سیدھا رہے

وہ زیورات جو کان سے چسپاں رہتے ہیں۔

**پھول** جڑاؤ سادہ یا موتیوں کے ہوتے ہیں ان میں ایک پتلی سی کھوکھلی ڈنڈی ہوتی ہے جس کو کان کے بیچ میں ڈال کر ایک اور پیچدار کیل کو اس ڈنڈی میں ڈال دیتے ہیں تاکہ یہ کانوں سے نکل نہ سکیں اور مضبوطی کے ساتھ کان سے چپکے رہیں۔

**کان** پھول کی طرح کا ایک زیور ہے بالکل اسی طرح پہنا جاتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس پھول کے ساتھ ایک چھوٹی سی پتیوں کی ڈالی ہوتی ہے جو کان کے چپٹے حصے کے ساتھ ساتھ اوپر تک چپکی ہوتی چلی جاتی ہے، چونکہ اس زیور سے پورا کان بھر جاتا ہے اس لئے اسکو کان کہتے ہیں

**مگر اور مچھلی** یہ بھی کانوں ہی کے زیورات ہیں جو کانوں سے چپکتے ہیں ان کی صورت کبھی مگر مچھ اور کبھی مچھلی سے مشابہ ہوتی ہے۔

**تکے** دکن کا خاص زیور ہے جس کا خس و خاشاک سے کوئی تعلق نہیں، اس میں ایک گول موتی نما گھنڈی ہوتی ہے جس میں ایک کھوکھلی نلی کی ڈنڈی ہوتی ہے، دوسری گھنڈی دار ڈنڈی میں پیچ ہوتے ہیں ان کو پھول کی طرح پہنتے ہیں اور کان کے بیچ کے اوپر صرف ایک بڑا سا سونے کا موتی رکھا ہوا دکھائی دیتا ہے، کبھی کبھی سچے موتی کو بھی ان میں جڑ دیا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر یہ سادے ہوتے ہیں۔

اور نیچے موتی کی جھالر رہے۔

**بالی جھمکا** ایسی بالیاں جن میں موتی کے بجائے چھوٹا سا جھمکا پڑا ہوتا ہے، یہ جڑاؤ بھی ہوتی ہیں اور سادی بھی۔

**بالی پتہ** جن بالیوں میں پان یا پتے موتیوں کے بجائے ڈالے جاتے ہیں ان کو "بالی پتہ" کہتے ہیں۔

**جھولنیا** بالیوں کے اندر سونے کا ایک بڑا سا موتی ڈالا جاتا ہے جس میں گھنگھروؤں یا موتیوں کے گچھے لگے ہوتے ہیں، یہ بڑا سا موتی بالی کے حلقے میں گھنگھروؤں یا موتیوں کے گچھوں سمیت جھولتا رہتا ہے، اس لئے اس کو جھولنیا کہتے ہیں۔

سوائے "بالے" اور سادی بالیوں کے یہ تمام زیورات کان کے نرم کچیا میں پہنے جاتے ہیں جو عورتیں کان میں ایک سے زیادہ سوراخ کرتی ہیں، وہ اوپر کے سوراخوں میں بالے یا چھوٹی بالیاں پہنتی ہیں، بالی پتے اور جھالے کبھی کبھی دوسرے بیہر میں بھی پہن لئے جاتے ہیں۔ اور دکن کی عورتیں ان کو کان کے کنارے تمام سوراخوں میں پہنتی ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ کان کے ساتھ ساتھ اندر اور باہر موتی جڑے ہوتے ہیں۔

**بگڑے** دکن کا خاص زیور ہے جس میں دو چھوٹی چھوٹی جھمکیاں ہوتی ہیں ایک میں کھوکھلی ڈنڈی ہوتی ہے دوسرے میں پیچ دار کیل ان کو کان کی گوشکوں میں رخساروں کے پاس والی گوشت کی ذرا سی بوٹی کو جسکو مُرکی کہتے ہیں پہنتی ہیں۔

**مرکیاں** جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ بھی کان کی مرکیوں میں پہنا جانے والا زیور ہے بگڑوں کے بخلاف یہ ایک چھوٹی سی بالی پر مشتمل ہوتا ہے جس میں ننھے ننھے پھولوں کے گچھے پڑے ہوتے ہیں، جو کان کے جوف میں چلے جاتے ہیں۔

**ناک کے زیورات** ناک چہرے پر ماتھے اور کانوں سے زیادہ نمایاں حصہ ہے اس لئے عورتیں زیب و زینت میں اس کو بھی فراموش نہیں کرتیں ناک میں زیور پہننے کے لئے اس کو کان کی طرح چھید دیتی ہیں، مہذب اور تعلیم یافتہ خواتین بائیں نتھنے کو چھدواتی ہیں، گنواروں میں دونوں نتھنے چھدوانے کا دستور ہے تاکہ ناک کے دونوں طرف زیور پہنا جا سکے۔ اس کے علاوہ پرانے دور کی عورتیں دونوں نتھنوں کے درمیان والے پردے کو بھی چھدوانے کا رواج تھا، تاکہ ناک کے بیچوں بیچ ہونٹوں سے ذرا اوپر کوئی لٹکنے والا زیور پہنا جا سکے، یہاں پہننے کے لئے بلاق اور لٹکن عام تھے۔

**نتھ** — ناک کا مشہور اور قدیم زیور ہے جو بڑے سے بالے کی طرح ہوتا ہے اس میں ایک طرف کنٹیا دوسری طرف گو بخ ہوتی ہے اس میں دو بڑے بڑے سچے موتی اور ان کے درمیان "لالری" ہوتی ہے، یہ ہمیشہ بائیں نتھنے کے "بھیر" میں پہنی جاتی ہے اور اس کے موتی بائیں رخسار پر رہتے ہیں، اس کا بوجھ سنبھالنے کے لئے سرخ یا سنہرا ڈورا لٹکا ہوتا ہے جس کو "لٹکا" کہتے ہیں، کبھی کبھی موتیوں کی لڑی یا سونے کی باریک زنجیر بھی اسی مقصد کے لئے استعمال کی جاتی ہے، نتھ دولہنوں کے لئے مخصوص ہے، اپنے اپنے گھرانوں اور شہروں کے رواج کے مطابق یہ "میکے" سے ملتی ہے اور کہیں سسرال سے۔

**نتھنی** — چھوٹی نتھ جو بالی کے برابر ہوتی ہے، کام کرنے والی باندیاں ان کو پہنا کرتی تھیں۔

**لونگ** — لونگ کی طرح ابھرا ہوا چھوٹا سا پھول جو ناک میں بائیں طرف پہنا جاتا ہے۔

**کیل** — یہ بھی لونگ کی طرح ہوتی ہے لیکن اس کا پھول ستارے کی طرح چپٹا ہوتا ہے، لونگ کی طرح اس کے نگینے میں ابھار نہیں ہوتا ہے۔

**بے سر** — کیل کی ایک قسم ہے جو بالکل سادی ہوتی ہے۔

**بلاق** — کانوں کی بجلی سے ملتا جلتا ایک چھوٹا سا زیور ہے جو دونوں نتھنوں کے بیچ میں سوراخ کر کے پہنا جاتا ہے۔

**لٹکن** — بلاق ہی کی ایک قسم ہے اور بلاق ہی کی طرح اسکو پہنتے ہیں لیکن اس میں بالی چھوٹی اور لٹکنے والا آویزہ بہت بڑا ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام لٹکن ہے۔

**بازو کے زیورات** — بازو کے زیورات بہت قدیم ہیں، اتنے قدیم کہ اجنتا کے غاروں میں عام طور پر تصویروں میں دکھائی دیتے ہیں، اور شاید یہی وہ زیور ہیں جو عورتوں سے زیادہ بادشاہوں اور راجاؤں کے استعمال میں رہے ہیں، تاکہ ان کی تمکنت اور "زورِ بازو" کا مظاہرہ ہو سکے، بازوؤں پر پہنے جانے والے زیورات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو بڑی سی چوڑی کی طرح جن کو ہاتھ میں پہن کر کہنی کے اوپر تک لے جاتے ہیں اور بازو پر جما دیتے ہیں، دوسرے وہ جو بازوؤں پر پٹی کی طرح باندھے جاتے ہیں۔

بازوؤں میں پہنے جانے والے زیورات۔

**ڈنڈ کڑا** — یہ ایک بڑا سا خوشنما کڑا ہوتا ہے جس کو بازو یا "ڈنڈ" پر پہن لیتے ہیں، یہ سادہ بھی ہوتا ہے نقشی بھی، چپٹا اور جالی دار پٹری کی طرح بھی بنتا ہے اور گول

سلاخ کی طرح بھی ہوتا ہے۔

**ڈنڈولی** ہندو عورتوں کا پسندیدہ زیور ہے جس میں ایک طرف ایک بڑا سا پھول یا مخروطی ابھار ہوتا ہے جس کو پہننے کے بعد سامنے کی طرف لے آتے ہیں مخروطی پھول کے بالکل مقابلے میں دوسری طرف دائرے نما کڑے کو اس طرح موڑ دیتے ہیں کہ اسکو دبانے اور کھولنے سے کڑا اجسامت میں چھوٹا اور بڑا ہو سکتا ہے۔

**کرشنا چوڑا** یہ بھی ہندو عورتوں کا زیور ہے، جس میں ایک بڑا سا کڑا ہوتا ہے اور اس کے ایک طرف چھوٹے چھوٹے پھول ہوتے ہیں، مخروطی ابھار والا بڑا پھول نہیں ہوتا۔

## بازوؤں میں باندھنے والے زیورات یا بازو بند

**جوشن:** - ان میں سونے کے چوکور شش پہلو نقشی ٹکڑے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے کڑیوں کے ذریعے ملے ہوتے ہیں، تاکہ ان میں لچک باقی رہے، ان کے نیچے برابر "کٹے" لگے ہوتے ہیں جن میں ڈوریاں پرو کر ان کو گوندھا جاتا ہے اور پھر بازوؤں پر اس طرح باندھتے ہیں کہ سنہری ڈوریاں بازوں کے اندر بغل کی طرف رہیں اور سونے کے نقشی ٹکڑے اوپر کی طرف رہیں۔

**نونگے** بازو بندی کی ایک قسم ہے جس میں "نو" نگینوں کی ایک قطار اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے بڑا نگینہ بالکل بیچ میں ہوتا ہے اس سے چھوٹے اس کے دونوں طرف ہوتے ہیں اور اس سے چھوٹے اس کے بعد، یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ "نونگے" میں ایک ہی رنگ کے نگینے بھی ہو سکتے ہیں اور دو رنگ کے بھی ان میں "نورتن" کی قید نہیں ہے۔

**نورتن** ان بازو بندوں میں نورتن کے مخصوص نگینوں کی جڑائی کی جاتی ہے اور بالعموم ایک بڑا سا پھول بنا دیا جاتا ہے۔

**ایکا** اس بازو بند میں صرف ایک ہی بڑا سا ٹکڑا ہوتا ہے اور اس میں ایک بہت بڑا نگینہ جڑا ہوتا ہے۔

بازو بند عورتیں سنگھار کے لیے پہنا کرتی تھیں لیکن مرد اور خصوصاً نواب اور راجہ ان کو "نگینوں" کو یا قیمتی پتھروں کی نمائش کے لئے زیب تن کرتے تھے اس لئے اگر ان کے "نورتن" میں بڑے بڑے قیمتی نگوں کی اگر ایک ہی جوڑی ہوتی تو وہ ان کو "ایکا" بنا کر بازو بند میں لگوا دیتے تھے، ایسے ہی اگر تمام قسم کے نگینوں کی جوڑی مل جاتی تو نورتن بنا لیتے،

**کلائی یا ہاتھ کے زیورات** ہاتھوں کی سجاوٹ اور کلائیوں کی آرائش عورتوں کا سب سے زیادہ پسندیدہ شغل رہا ہے کیونکہ یہی وہ حصہ جسم ہے جو دوسروں کے لئے بھی نمایاں ہیں اور وہ خود بھی اس کو آئینے کی مدد کے بغیر دیکھ سکتی ہیں بازو کے زیورات کی طرح کلائی کے زیورات بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو چوڑیوں کی طرح سخت ہوتے ہیں اور ان کو چوڑیوں کی طرح پہنا جاتا ہے یہ کلائی میں جسم سے چپکے ہوئے نہیں رہتے بلکہ اپنی گول ساخت کی بناء پر ادھر ادھر ہلتے رہتے ہیں یا عورتوں کی اصطلاح میں کھیلتے رہتے ہیں مثلاً۔ چوڑی، کڑے، بالا، کنگن، چھن وغیرہ۔

دوسرے زیورات جو لچکدار ہوتے ہیں ان کو ڈوریوں میں گوندھ کر کلائی میں باندھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ہاتھوں سے چپکے رہتے ہیں یہاں کی بناوٹ کی خوبی ہے کہ ان کے جوڑ کا پتہ نہیں چلتا، مثلاً پہونچی، جوے، دستبند، جہانگیری وغیرہ۔

**چوڑیاں** زیورات میں غالباً گلے کے ہار کے بعد یہ چوڑیاں ہی کے ساتھ ایجاد ہونے والی پہلی چیز ہے، چونکہ عورتیں اسکو سہاگ کی نشانی سمجھتی ہیں اس لئے ان کی دلکشی اور بناوٹ پر بطور خاص توجہ دی جاتی ہے، سونے اور دھات کی چوڑیوں کے علاوہ رنگین اور سنہری کانچ سے بھی چوڑیاں بنتی ہیں، سرخ سبز اور گہری نیلی اور فیروزی رنگ کی چوڑیوں پر طلائی کام بہت قدیم صنعت ہے، چوڑیوں سے ہندوستانی عورت کی وابستگی کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ عہد عتیق میں بھی عورتوں کے ہاتھوں میں اور گڑیوں کے دست بند اور ہڈیوں کی بنی ہوئی چوڑیاں ملتی ہیں، ہڈیوں سے چوڑیاں بنانے کی صنعت اب تک زندہ ہے اور بلوچی عورتیں اب بھی اس کی دلدادہ ہیں، سونے کے علاوہ کانچ لاکھ وغیرہ سے بنائی جانے والی چوڑیوں کی قسمیں حسب ذیل ہیں۔

**گوٹ** کانچ کی وہ چوڑی چوڑی چپٹی چوڑیاں جن کے درمیان میں باریک چوڑیاں لگا کر پہنی جاتی ہیں۔

**بانک** ڈھیکی کی طرح بنی ہوئی بل دار یا نادیدہ دار چوڑیاں جو گوٹوں کے بیچ میں لگتی ہیں۔

**شاہانہ** لاکھ کی بنی ہوئی سرخ، سبز رنگ کی چمکدار چوڑیاں جن پر دور دور چھوٹے چھوٹے آئینے لگے ہوتے ہیں، یہ چوڑیاں اودھ میں بنتی تھیں، اور دولہا دلہنوں کو سہاگ کے جوڑے کیساتھ پہنائی جاتی تھیں

**کربلی** [illegible] چوڑیوں کی قسم سے جو کانچ کے بجائے چینی سے بنتی ہیں، ان کا رنگ [illegible] زیادہ ہوتا ہے، ساخت کے اعتبار سے یہ بہت باریک ہوتی ہیں، گوری رنگت، پر

بہت کھلتی ہیں۔

**جوڑا** دکن کی خاص صنعت ہے جس میں لوہے کی مضبوط چوڑی پر سفید یا ہلکے زرد رنگ کی لاکھ چڑھا دیتے ہیں اور چوڑی کے دونوں طرف، باریک باریک سنہری چوڑیاں لگا کر لاکھ کے کناروں کو مضبوط کر دیتے ہیں، اس کے بعد اس لاکھ پر خوبصورت اور چمکدار نگینے جڑ دیئے جاتے ہیں، جو روشنی میں جھلملاتے رہتے ہیں، دکن میں نگینوں کے علاوہ ستاروں کے جوڑے بھی بنتے ہیں اور ان سے زیادہ سستے جوڑے گوٹے یا سالے کے ہوتے تھے، شادی بیاہ کے موقعوں پر اور عید بقرعید میں ان کی دوکانوں پر خریداری کا ہجوم رہتا تھا۔

**کڑے** کانچ کی وہ موٹی موٹی چوڑیاں جو صرف ایک ہی پہنی جائیں، نگینوں کے کڑے بھی ہوتے ہیں اور لاکھ کے بھی، لیکن سونے کے کڑے ان سے اس لحاظ سے الگ ہوتے ہیں کہ ان کا منہ کھلا ہوا ہوتا ہے تاکہ ان کو "جیر" کر یا "کھول" کر بڑا کیا جاسکے اور کلائی میں پہن کر دبا کر چھوٹا کر دیتے ہیں۔

**سونے کے کڑوں کی قسمیں** سونے کی جس سلاخ کو گول دائرے کی طرح موڑ کر یا گھما کر کڑے بناتے ہیں وہ اپنی ساخت کے اعتبار سے چوکور، چپٹی، پہلودار یا گول ہوتی ہے، اس سلاخ کو بنانے میں سونا، بہت زیادہ صرف ہوتا ہے جس سے کڑے بنائے جاتے ہیں، چنانچہ معمولی کڑوں کی جوڑی پر کم از کم بیس سے لے کر تیس تولے تک سونے کا خرچ آتا ہے، جب عورتوں کو سونا بطور دولت رکھنا مقصود ہوتا ہے تو وہ سونے کی سلاخ کو موڑ کر کڑے بنوا لیتی تھیں، ان کے دونوں سرے سادہ اور چپٹے ہوتے تھے ان کڑوں کو "بھروان" کہتے تھے۔

اس کے بعد جب سونے کی قیمت بڑھی تو عورتوں نے کڑوں کے اندر لاکھ بھروانا شروع کر دی، یا بالفاظ دیگر لاکھ کے کڑوں پر سونے کے پتر چڑھانا شروع کر دیئے۔ ایسے کڑوں کو "لاکھی" کہتے ہیں۔

چونکہ لاکھ ایک ایسا مرکب ہے جو اندر ہی اندر سونے کو کھاتا رہتا ہے، اور سونا مقدار میں کم ہوتا رہتا ہے، اس لئے ایسے کڑے بھی رواج پا گئے جو اندر سے بالکل کھوکھلے تھے جیسا کہ میں بتا چکی ہوں، کڑوں کے سرے اگر سلاخ کی طرح چپٹے اور سادہ ہوں تو ان کو سادہ کڑے کہتے ہیں۔

**گھنڈی دار کڑے** اگر کڑوں کے منہ پر یا سلاخوں کے سروں پر خوبصورت گھنڈیاں لگی ہوں تو ایسے کڑے گھنڈی دار کہلاتے ہیں، ظاہر ہے کہ جیسے

کڑے پہنے جاتے ہیں تو دونوں گھنڈیاں ایک دوسرے کے بالمقابل ہوتی ہیں۔

**شیر دہاں** یہ بھی کڑوں کی قسم ہے جس میں دونوں گھنڈیوں کے بجائے شیروں کے منہ بنائے جاتے ہیں۔

**نقشی کڑے** وہ کڑے جن پر ٹھپے کا کام ہو، نقش ونگار بنے ہوں یہ ہمیشہ گھنڈی دار یا شیر دہاں کے ہوتے ہیں۔

**بالا** سونے کا پتلا سا کڑا، چاندی کا پتلا کڑا جو بالا کہلاتا ہے / منت کے لئے پہنایا جاتا ہے۔

**کنگن** عورتوں کا پسندیدہ زیور ہے جو ایک کڑے پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کے اوپر بہت زیادہ بڑے بڑے ابھرے ہوئے پھول یا مخروطی ابھار بنے ہوتے ہیں چوڑائی اور کلائیوں سے اونچائی کے اعتبار سے یہ ہاتھوں کے تمام زیورات پر بھاری ہوتے ہیں، ان میں بنائے جانے والے ابھار اور ان کے نقش ونگار سینکڑوں قسم کے ہیں۔

**چھن** ہندو عورتوں کا مخصوص زیور ہے، خصوصاً دکن میں پہنا جاتا ہے اس میں چاندی کی ایک پٹری پر چاندی کے ٹھوس پھول برابر برابر لگے ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ وزنی ہوتے ہیں اور ان کی چاندی خالص ہوتی ہے۔

**پٹری** یہ آدھے انچ سے لے کر ڈیڑھ انچ تک چوڑی ہوتی ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ چپٹی ہوتی ہے جالدار بھی ہوتی ہے اور نقشی بھی، اگر یہ زیادہ چوڑی ہوتی ہے تو اس کے پہننے کے بعد کسی اور زیور کی ضرورت نہیں رہتی۔

**پہری چھم** ہاتھوں کا بڑا قدیم زیور ہے اس میں چاندی یا سونے کی ایک سادہ پٹری نما چوڑی ہوتی ہے جس میں باریک باریک زنجیروں سے گھنگھرو چپٹے چاند تارے وغیرہ لٹکے ہوتے ہیں۔

**ھلی بند** ان کو کہنی شوق بند اور کہنی پری بند کہتے ہیں، ایک چوڑی ہوتی ہے، جس سے پانچ زنجیریں نکلتی ہیں، ہر زنجیر میں ایک چھلا پڑا ہوتا ہے جو پانچوں انگلیوں میں پہن لیا جاتا ہے، زنجیریں ہاتھ کی پشت پر رہتی ہیں، یہ زنجیریں سادہ بھی ہوتی ہیں جڑاؤ بھی اور ان میں سونے یا چاندی کے پھول بھی پروئے جاتے ہیں۔ اسی زیور میں بھی عورتوں نے بے شمار جدتیں کی ہیں ان کو "ستھ پھول" بھی کہتے ہیں۔

وہ زیور جو کلائیوں میں باندھے جاتے ہیں۔

**پہونچی** پہونچے میں پہنے جانے والا بہت پرانا زیور ہے اس میں خالص سونے کے مخروطی مینار سے بنائے جاتے ہیں جن کی لمبائی ایک انچ کی اور چوڑائی ¼ انچ تک ہوتی ہے ایسے ان کو "دندانے" کہتے ہیں ایسے چار یا تین دندانوں کو ایک قطار میں جوڑ دیتے ہیں ان کے نیچے باریک باریک لگے ہوتے ہیں، تین تین یا چار چار دندانوں کی ان قطار کو ڈورے میں پرو کر گجرا سا بنا لیتے ہیں اور پھر "پہونچے" برابند ھتے ہیں، آخری دندانوں میں کیل بھی لگا دیتے ہیں تاکہ جوڑ نہ معلوم ہو، پہونچی کلیوں کے سنہرے گجرے کی طرح کلائی میں زیب دیتی ہے، اس کے متعلق ایک پرانے شاعر نے کہا ہے کہ

تیرے دست حنائی کو جو بھیجی میں نے اک پہونچی
اگر پہونچی ہے وہ "پہونچی" تو لکھ بھیجو کہ ہاں پہونچی
خبر "پہونچی" تو یہ "پہونچی" کہ وہ "پہونچی" نہیں پہونچی
میرے محبوب کی "پہونچی" خدا جانے کہاں پہونچی
یہاں رکھی تھی وہ "پہونچی" کوئی کم بخت آ پہونچی
اٹھا "پہونچی" وہ لے پہونچی، خدا جانے کہاں پہونچی

**پچو ہے دنتی** "پہونچوں کی ایک قسم ہے جس کے دندانے چھوٹے اور تیز ہوتے ہیں، اسی زیور کے متعلق جان صاحب نے لکھا ہے کہ

ہاتھوں کی چوہے دنتیاں تک موسں لے گیا

**جہانگیری** ہاتھوں کا ایک زیور ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ جب ملکہ نور جہاں کو مجرم کی حیثیت سے ایک "مرد" کے قتل کے جرم میں جہانگیر کے سامنے لایا گیا تو اس کی کلائیاں رسیوں سے بندھی تھیں. جہانگیر نے اپنے "انصاف" کو برقرار رکھتے ہوئے "قصاص" دینا چاہا تھا لیکن مفتیوں، مولویوں اور درباریوں نے کہا کہ "خون بہا" بھی شریعت میں ایک چیز ہے جس کے بعد مدعی نے اس کو منظور کیا، اور نور جہاں کو رہا کر دیا گیا اور جب جہانگیر اس سے بحیثیت پرستار اور چاہنے والے شوہر کے ملا تو اس نے کیا کہا اسکو شبلی نعمانی نے یوں رقم کیا ہے کہ "تو اگر کشتہ شدی آہ چہ می کردم من"، اس واقعے کے بعد نور جہان کی کلائیوں میں رسیوں کے نشانات پڑے ہوئے تھے، جس کی یادگار میں جہانگیر نے اپنے نام پر "جہانگیریاں" ایجاد کیں۔

جہانگیریاں سونے کے چھٹے چھٹے پھول نما ٹکڑوں سے بنی ہوتی ہیں جن میں کندن کی

جڑائی ہوتی ہیں، ان پھول پتوں کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ قطار میں رکھنے کے بعد یہ ایک دوسرے پیوست ہوتے چلے جاتے ہیں ان کے نیچے "کنڈے" لگے ہوتے ہیں جن کو ڈورے میں پرو کر کلائیوں میں باندھ دیتے ہیں، ان کے آخری پھول میں بھی کیل لگی ہوتی ہے اور پہننے کے بعد ان کا جوڑ نمایاں نہیں ہوتا ہے۔

**دست بند**

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ہاتھوں میں باندھنے کا زیور ہے اس میں سونے کی جڑاؤ پٹیاں ہوتی ہیں، ہر دست بند میں تین سے پانچ تک بنائی جاتی ہیں، اور ان کو موتی کی لڑیوں سے ایک پٹی کے ساتھ کیل کانٹا پانچ یا سات ہوتی ہیں، انہیں میں سے ایک پٹی کے ساتھ کیل کانٹا لگا ہوتا ہے، سادے دست بند میں پٹیوں کو ملانے کے لئے کی سادہ زنجیر سل ہوتی ہیں اور جڑاؤ میں یہ کام موتیوں کی لڑیوں سے لیا جاتا ہے۔

## ہاتھ کی انگلیوں کے زیورات

صرف دو ہیں ایک انگوٹھی، دوسرے چھلے۔

**انگوٹھی**

یہ چھلے کی وہ قسم ہے جس میں ایک یا ایک سے زائد نگینہ بڑے نمایاں طور پر جڑاؤ ہوتا ہے، جو ہاتھ کی پشت کی طرف رہتا ہے انگوٹھی کے نگ اور ان کے جڑنے کے طریقے بے شمار ہیں، انگوٹھی بالعموم ہاتھ کی چوتھی انگلی میں (اگلا انگوٹھے کی طرف سے گنیں) پہنی جاتی ہے یہ اور بات ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر اور انگلیاں بھی انگوٹھیوں سے بھر دی جائیں۔

**چھلے**

یہ چاروں طرف سے یکساں ہوتے ہیں، ان میں انگوٹھی کی طرح کوئی نمایاں نگ وغیرہ نہیں ہوتا، ان کو ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے ہیں۔

**روا اور بانک**

جس طرح چوڑیوں میں بانک ہوتی ہے اسی طرح ایک چھوٹا سا چھلا بانک کے نمونے کا بناتے ہیں اور اس کے دونوں طرف باریک، باریک، چھلے ہوتے ہیں جن کے اوپر "روے" یا سوجی کے دانوں کے برابر ابھار ہوتے ہیں اور یہ روے کہلاتے ہیں

**انگوٹھے کا زیور**

انگوٹھے میں پہنے جانے والا زیور "آرسی" کہلاتا ہے۔ ہندی میں آرسی کے معنی آئینے کے ہیں، پرانے زمانے میں ایک اتنی بڑی انگوٹھی بنائی جاتی تھی، جو ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنی جا سکے، اس پر نگینے کے بجائے ایک گول یا چوکور آئینہ جڑ دیا جاتا ہے، عورتیں وقت ضرورت اس میں منہ دیکھ کر اپنے بال سنوار لیتی تھیں، کان، ناک اور سر کے زیورات "آرسی" ہی میں دیکھے جاتے ہیں، کنگن اور چوڑیوں کے لئے اس کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، اس لئے یہ مثل مشہور ہے کہ "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے" آرسی بڑا شاعرانہ زیور ہے، چنانچہ گلزار نسیم میں اس کے متعلق کیا خوب کہا ہے۔

منظور تھی خود سے پردہ داری
منہ پھیر کے آرسی اتاری

**گلے کے زیورات** گلے کے زیورات نہ صرف، برصغیر ہندو پاک کی عورتوں بلکہ ساری دنیا کی خواتین پہن رہی ہیں یہ اور بات ہے کہ ہندوستانی عورتوں کی طرح ان میں جدت، طرازیاں کسی ملک میں نہیں ہوئی ہیں،

چنانچہ ان کے اقسام بے شمار ہیں، اتنے ہیں کہ ان کی تشریح کے لئے مجھے ان کی درجہ بندی کرنا پڑی ہے تاکہ سمجھنے والوں کے لئے آسانی ہو۔

(۱) وہ زیورات جو نرخرے یعنی شہ رگ سے چپکے ہوئے ہوتے ہوتے ہیں، مثلاً گلو بند، چوق، وزنٹیک۔

(۲) وہ زیورات جو گلے میں ہنسلی کی ہڈی تک، محدود رہتے ہیں، مثلاً دھکدھکی، چمپل، ڈھولنا طوق، ہنسلی، کٹھسی، جگنو، کالی پوت۔

(۳) وہ زیورات، جو ہنسلی کی ہڈی سے نیچے سینے تک آتے ہیں جن کی مثالیں، چمپاکلی، چپ کلی تی لڑی، پچلڑی، ست لڑی وغیرہ ہیں۔

(۴) وہ زیورات جو اتنے لمبے ہوں کہ سینے سے نیچے تک جائیں، مثلاً، چندن ہار، زنجیر، گلسر موہن مالا، اور لاطع کی زنجیر، نولکھا ہار،

## (۱) وہ زیورات جو گلے سے چپکے رہتے ہیں

**گلو بند** بالکل پٹے کی طرح ہوتا ہے اور گلے میں کس کر باندھا جاتا ہے، یہ سادہ چپٹے پھولدار ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا ہے جس کے نیچے سونے کے موتی ہوتے ہیں اور جڑاؤ ہونے کی صورت میں جڑاؤ ٹکڑوں سے بنایا جاتا ہے اور اس کے نیچے سچے موتی اور آویزے لگائے جاتے ہیں، بناوٹ کے اعتبار سے یہ کندن کے بھی بنتے ہیں اور کھلے گھاٹ کے بھی۔

**چوق** اس میں پٹے کی بناوٹ کے چوکور ٹکڑے ہوتے تھے جن کو سیاہ یا سرخ رنگ کے فیتے پر ٹانک دیا جاتا تھا اور بطور گلو بند پہنا جاتا تھا۔

**وزنٹیک** دکن کا زیور ہے جو گلو بند کی طرح ہوتا ہے لیکن اس میں سونے کے موتی برابر جڑے ہوتے ہیں، اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی تین سے لے کر پانچ تک، قطار میں ایک پٹی پر لگی ہیں، ان میں کسی اور قسم کا کوئی نقش و نگار نہیں ہوتا ہے۔

## (۲) وہ زیورات جو ہنسلی کی ہڈی تک ہوتے ہیں

**دھکدھکی** گلے کا ایک زیور ہے، جس میں ہنسلی کی دونوں ہڈیوں کے درمیان ایک بڑا سا جگنو یا کسی اور حیاجت کا فلکن لگا ہوتا ہے جو گول ہوتا ہے اس کو ایک زریں دھاگے میں پرو لیتے ہیں۔

**حمیل** حائل سے بگڑا ہوا لفظ ہے اس میں سونے کی نقشی ٹکیاں جن کی جسامت روپے کے برابر ہوتی ہے، بنائی جاتی ہیں، ان میں کوئی جڑاؤ نہیں ہوتا ہر ایک پر مختلف نقش و نگار ہوتے ہیں، ہر ٹکی میں دو کونڈے بالکل پاس پاس لگے ہوتے ہیں جن میں ڈورا ڈال کر ان کو ہار کی طرح گوندھ لیتے ہیں۔

**ڈھولنا** گلے کے زیورات میں ایک دلچسپ زیور ہے جس میں چاندی کی ایک چھوٹی سی ڈھول نما ڈبی ہوتی ہے جو وقت ضرورت کھولی اور بند کی جا سکتی ہے، اس میں سجاوٹ کے لئے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں اور زیبائش کے لئے چاروں طرف گھنگھرو ہوتے ہیں ڈھولنے کے دونوں کناروں پر مضبوط زنجیر ملی ہیں جن کے ذریعے اس کو گلے میں پہنا جاتا ہے ڈھولنے کی جسامت تین انچ کی ہوتی ہے اور اس کا قطر ایک انچ تک ہوتا ہے عورتیں اس کے اندر تمباکو وغیرہ رکھ لیتی تھیں یا نفیس مزاج خواتین اسکو بطور عطر دان بھی استعمال کرتی تھیں۔

**طوق** گلے کا ایک پرانا زیور ہے جس میں ذرا بھی لچک نہیں ہوتی، بناوٹ کے اعتبار سے یہ چپٹا ہوتا ہے اسکی شکل ہلالی نما ہوتی ہے، جس کے دونوں کناروں کو ڈوریوں یا زنجیروں سے باندھ کر گلے میں پہنتے ہیں، اس پر صرف ٹھپے کا کام ہوتا ہے، سونے کو اصلی حالت میں محفوظ رکھنے کے لئے بھروال کڑوں کے بعد طوق دوسرے نمبر پر ہے۔

**ہنسلی** جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ہنسلی کی ہڈی تک محدود ہوتی ہے، طوق کی طرح یہ بھی بغیر کسی لچک کے ہوتی ہے اس کی بناوٹ چاندکی سی ہوتی ہے لیکن یہ طوق کی طرح چپٹی نہیں ہوتی اس کا سونا یا چاندی نرم ہوتی ہے اس کے دونوں سروں کو ہاتھ سے کھول کر گلے میں پہنا کرتے ہیں، ہندو عورتوں میں یہ عام ہے کیونکہ اس میں بھی چاندی یا سونا اصلی حالت میں برقرار رہتا ہے۔

**گھُسی** صرف دکن کی پرانی عورتوں کا پسندیدہ زیور تھا جس میں ایک پٹی ہوتی تھی۔ اور اسکے نیچے بے شمار موتی جڑے ہوتے تھے، بناوٹ کے اعتبار سے یہ بالکل پازیب معلوم ہوتی تھی، نزاکت اور نفاست کا اس کی بناوٹ میں کوئی دخل نہیں تھا، البتہ "سونا" اصلی حالت میں محفوظ رہتا تھا۔

**جگنو** اودھ اور دہلی کی عورتوں کا سادھا سا زیور ہے جس میں جڑاؤ اور نگلدار پھول ہوتا ہے جس کو تاگے میں گوندھ کر گلے میں پہنتے ہیں اس میں استعمال ہونیوالا ڈورا زیادہ تر کالے رنگ کا ہوتا ہے، چمک دمک کے اعتبار سے اسکو جگنو کہتے ہیں۔

**کالی پوت** کالے رنگ کی باریک یا موٹی "پوت" کی دو لڑیاں ہوتی ہیں جس کے بیچ بیچ میں گیارا گیارا باریک سچے موتی پڑے ہوتے ہیں، دکن میں اس کو کالی پوت کا لچھا کہتے ہیں، لڑکی کے نکاح کے بعد دولہا والے لڑکی کو پہناتے ہیں، یہ دکن کی رسم ہے اور وہیں کالی پوت بطور زیور استعمال ہوتی ہے اور سہاگ کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

## (۳) وہ زیورات جو گلے میں پہننے کے بعد سینے تک آتے ہیں

**چمپا کلی** سونے کی خوبصورت "کلیوں" پر مشتمل ہوتا ہے، یہ کلیاں دراصل سونے کی لمبی لمبی پتلیاں ہوتی ہیں جن پر "کندن" جڑا ہوتا ہے ان کے ایک سرے پر کونڈھے میں سچے موتی ہوتے ہیں اور دوسرے کونڈھے میں ڈورا ڈال کر ان کلیوں یا پتیوں کو گوندھ دیا جاتا ہے، ان کے بیچ بیچ میں کلابتو کی ڈوریاں اس طرح باندھی جاتی ہیں کہ ان کا ایک دوسرے سے فاصلہ مساوی رہے، ان کے بیچ میں ایک چھوٹا سا جگنو ہوتا ہے جس کی جڑائی بھی کندن ہی کی ہوتی ہے۔

**چمپ کلی** چمپا کلی ہی کی ایک قسم ہے لیکن اس کی کلیاں یا دانے جڑاؤ نہیں ہوتے بلکہ سادہ اور نقشی بنائے جاتے ہیں۔

**تی لڑی** تین لڑیوں والا ہار ہوتا ہے جن کی لڑیاں اس طرح ہوتی ہیں کہ ایک سب سے چھوٹی ہوتی ہے، دوسری اس سے بڑی اور تیسری اس سے بڑی یہ تینوں لڑیاں دو سنگھاڑوں کے درمیان ہوتی ہیں جب اس ہار کو پہنا جاتا ہے تو دونوں سنگھاڑے گردن سے ذرا نیچے دونوں شانوں کے پاس ہوتے ہیں اور تینوں لڑیاں سینے پر بکھری ہوتی ہیں، ان لڑیوں میں جو سونے کے موتی بنا کر گوندھے جاتے ہیں وہ بناوٹ میں ہشت پہلو ہوتے ہیں، ہر لڑی میں ایک چھوٹا سا جگنو لٹکا رہتا ہے تاکہ پہننے کے بعد اس کا توازن برقرار رہے۔

**پچلڑی** اس میں تین کے بجائے پانچ لڑیاں ہوتی ہیں، بالکل "تی لڑی" کی طرح اس میں بھی دو سنگھاڑے ہوتے ہیں اور ہر لڑی میں جگنو ہوتا ہے۔

**ست لڑا** اس کی سات لڑیاں ہوتی ہیں اس لئے قیمت کے اعتبار سے یہ زیادہ ہوتا ہے اور اس کے پہننے کے بعد کسی اور زیور کی ضرورت نہیں ہوتی امیر و کبیر عورتیں اسکو نہاتی اور پہنتی تھیں، تلڑی، پچلڑی اور ست لڑے کی بناوٹ ایک ہوتی ہے صرف لڑیوں کی تعداد کا فرق ہے۔

## گلے کے وہ زیورات جن کی لمبائی سینے سے نیچے تک پہونچتی ہے

**زنجیر** سونے یا چاندی کی زنجیر جو گلے میں پہنی جائے، اسکے بہت سے نمونے ہیں یہ گول اور چپٹی دونوں طرح کی ہوتی ہے۔

**چندن ہار** سونے کی گول چاند نما، پھول نما، چوکور یا ہشت پہلو چپٹی چپٹی بے شمار پتیوں سے بنا ہوا ہار جس میں دو یا تین لڑیاں ہوتی ہیں، ہر لڑی میں یہ پتیاں سونے کے کنڈھوں کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں، اور سونا اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے، دو سنگھاڑے ہوتے ہیں۔

**گلسر** دکن کا زیور ہے جس میں سونے کی دس یا بارہ لڑیاں ہوتی ہیں جن میں دونوں طرف کنڈھے لگے ہوتے ہیں ان کو "کالی پوت" کی لڑیوں کے بیچ بیچ گوندھ کر ایک مالا بنا لیتے ہیں، اس کو شادی شدہ عورتیں پہنتی ہیں۔

**موہن مالا** سونے کے بڑے بڑے موتیوں سے بنا ہوا مالا جسکو اسطرح گوندھتے ہیں کہ دو موتیوں کے درمیان ذرا سا فاصلہ رہا اس فاصلے کو کلابتوں کے ڈوروں سے پر کرتے ہیں، رنگ سونے کے موتیوں سے مل جاتا ہے اس میں کوئی سنگھاڑا نہیں ہوتا اسکی ایک یا دو لڑیاں ہوتی ہیں۔

**لا طمع کی زنجیر** سونے کی نہایت لمبی چوڑی زنجیر جس کو گلے میں پہننے کے بعد بل دے کر ہاتھ کے اندر سے بغل کے نیچے سے نکال دیتے ہیں پھر اس کو سر میں دوبارہ ڈال کر دوسرے ہاتھ میں ڈال کر بغل میں سے نکالتے ہیں، اس کے بعد زیور کی کوئی حاجت نہیں رہتی، یعنی طمع ختم ہو جاتی ہے، اس لئے اس کو لا طمع کی زنجیر کہتے ہیں۔

**نولکھا ہار** اتنا قیمتی ہار جسکی قیمت نو لاکھ روپے ہو، نو لاکھ کا تصور اس وقت کا ہے جب سونا عام طور پر بیس روپے تولہ اور گیہوں دو آنے سیر تھا۔ ظاہر ہے کہ اس دور میں ایسا ہار تیار کرنا جس کی قیمت اس وقت کی کرنسی میں نو لاکھ روپیہ ہو۔ بڑی عجیب نادر بات ہے، نولکھا ہار صرف محاورہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کا وجود بھی تھا۔

نولکھے ہار میں نورتن کے نو نگینے ہوتے تھے، لیکن ان کی صنعت یہ تھی کہ ہر نگینہ جس میں موتی بھی شامل ہے، مٹر کے دانے کے برابر گول ہو، گویا ہیرے، لال، یاقوت، پکھراج

مونگے، لاجورد، پکھراج اور زمرد سب کو موتی کی طرح گول ترشا جاتا تھا اور ان کی آب و تاب قائم رکھنے کے لئے ان کو ہشت پہلو بنا کر ان میں بے شمار پہلو بنالئے جاتے تھے تاکہ یہ گول گول جواہرات اپنی آب و تاب ترچھے اور مخروطی نگینوں کی طرح برقرار رکھیں، ہر نگینہ کم سے کم مٹر کے بڑے دانے کے برابر ہوتا تھا، اور ان میں استعمال ہونے والا موتی بھی اسی جسامت کا لیا جاتا تھا، یہ وقت طلب مرحلہ صرف یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ ہر قسم یا ہر رنگ کے نگینے بارہ بارہ یا پندرہ ہوتے تھے اور پھر ان کی تراش اور رنگ میں یکسانیت آسان کام نہیں ہے، یہی وجہ ان کی قدر و قیمت کی ہے۔

ان سب نگینوں کو لے کر سونے کے گول گول حلقوں سے زرہ بنا کر ان میں اس طرح جڑ دیتے تھے کہ ہر نگینہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دمکتا رہے سونے کا کوئی پتر اس کی چمک میں حائل نہ ہو، اور انہیں حلقوں میں جڑنے کے لئے نگینے گول تراشے جاتے تھے چونکہ موتی کی طرح جواہرات میں سوراخ نہیں کیا جا سکتا، اس لئے ان کے لئے یہ ترکیب نکالی گئی تھی، اس کے بعد ان تمام جڑاؤ حلقوں کو باریک باریک طلائی کڑیوں سے ایک دوسرے سے اس طرح ملایا جاتا تھا کہ جواہرات کے درمیان فاصلہ کم سے کم رہے، ایک نولکھے ہار میں کم و بیش پچاس سے لے کر سو تک تک جواہرات ہوتے تھے سب کی آب و تاب چمک دمک

---

سلہ میں نے جس قدر زیورات کی تشریح اس کتاب میں کی ہے وہ کم و بیش سب میری نظروں سے گذرے ہیں ان میں زیادہ تر میں نے اپنے گھر میں دیکھے ہیں، لاطبع کی زنجیر دکن میں دو ایک گھرانوں کی عورتوں کے پاس تھی، اس کی بناوٹ بھی میرے ذہن میں ہے اور نولکھے ہار کی یہ تفصیل بھی میں اپنے مشاہدے کی بنا پر کر رہی ہوں، ۱۹۴۶ء میں جب میں جامعہ عثمانیہ کے گرلز کالج میں بی ایس سی کی طالب علم تھی اس وقت میں انجمن طالبات کی نائب صدر بھی تھی، ہمارے یہاں کالج کی بزم طالبات کا سالانہ جلسہ شہزادی درشہوار کی زیر صدارت ہونا تھا، درشہوار نہ صرف والئ دکن کی بہو تھیں بلکہ ان کے شوہر ولی عہد بھی تھے ظاہر ہے کہ نظام دکن کی دولت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، شہزادی درشہوار سفید اصل ریشم کی ساڑی میں ملبوس تھیں اور ان کے گلے میں صرف یہی ایک ہار تھا جس کی تفصیل میں نے بتائی ہے، میں نائب صدر ہونے کی حیثیت سے ان کے قریب اسٹیج پر بیٹھی تھی، اور مسلسل لال کی چھوٹ ہیروں کی دمک، موتیوں کی آب و تاب کو دیکھ رہی تھی، ظاہر ہے کہ میری یہ حرکت احترام و آداب شاہی کے خلاف تھی، اس لئے جلسے کے بعد جب محترمہ سروجنی نائیڈو کی صاحبزادی لیلامنی نائیڈو اور اردو کی مشہور مضمون نگار رجہاں بانو نقوی نے مجھے ڈانٹا تھا کہ تم مسلسل پرنسس کے نولکھے ہار کو دیکھے جا رہی تھیں آخر کوئی حد بھی ہوتی ہے بدتمیزی کی۔

بے مثال ہوتی تھی ،اور اس ہار کو پہن لینے کے بعد واقعی کسی اور زیور کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ اس کی دمک کے آگے سونا اور کندن سب ماند ہو جاتے ہیں۔

**کمر کے زیور** کمر کے گرد باندھے جانے والے زیورات صرف دو ہیں، ایک کمر پٹہ اور دوسرا کردھنا، اور ان دونوں کا رواج ہندو عورتوں میں عام ہے۔

کمر پٹہ سونے یا چاندی کی ایک لچکدار پٹی ہوتی ہے جو دو سے لے کر چار انچ تک چوڑی ہوتی ہے، اس کے درمیان میں بڑا سا پھول، پان یا کوئی اور نقشی کام نمایاں طور پر ہوتا ہے اس کے دونوں سروں پر اس طرح کی کڑیاں ہوتی ہیں کہ ان کو کھسکا کر چھوٹا بڑا کیا جا سکتا ہے ساڑی باندھنے کے بعد کمر پر اسکو باندھا جاتا ہے، پھولدار اور چوڑا حصہ سامنے ہوتا ہے، اس سے کمر کی نمائش اور آرائش کے علاوہ نو گزی کی وزنی اور بنارسی ساڑیوں کو سہارا بھی دیا جاتا ہے۔

**کردھنا** یہ ایک لچکدار پتلی سی زنجیر پر مشتمل ہوتا ہے، جسکو لڑکیاں لڑکے کمر کے گرد باندھا کرتے ہیں۔ یہ زنجیر دوہری بھی ہوتی ہے اور اس میں سجاوٹ کے لئے پھول یا پان ڈال دیتے ہیں۔

**ٹخنے کے زیورات** ٹخنے یا پیر کے زیورات ہندو اور مسلمان دونوں عورتوں میں یکساں طور پر رائج ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی بناوٹ میں فرق ہے، پیر میں پہنے جانے والے زیور دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہاتھوں کی چوڑیوں کی طرح پیر میں پہنے جائیں، مثلاً کڑے، چھڑے، لچھے، پوکل، پائل، جھنجھنی پازیب وغیرہ۔

دوسرے وہ جو اس طرح پہنے جاتے ہیں کہ ٹخنوں پر بچھ جائیں اس مقصد کے لئے ان میں کیل اور کانٹے ہوتے ہیں مثلاً توڑے، چین پٹی، گلشن پٹی وغیرہ۔

**کڑے** ہاتھوں کی طرح پیروں میں بھی پہنے جاتے ہیں، بناوٹ میں بالکل ہاتھ کی گھنڈی دار کڑوں کی طرح ہوتے ہیں سادہ بھی ہوتے ہیں نقشی بھی چونکہ ان میں دھات بہت

---

ملکہ اپنی حسن پرستی پر نادم کھڑی تھی، طالب علمی کا دور گذر گیا لیکن اب شکر ادا کرتی ہوں کہ ان کی ڈانٹ ڈپٹ سے ایک انمول اور نایاب چیز کا نام تو معلوم ہو گیا، دوسری مرتبہ نولکھا ہار میں نے ۱۹۳۸ء میں مہاراجہ میسور کے محل میں دیکھا جہاں مہاراجہ اور مہارانی کے جواہرات نمائش کے لئے رکھے ہیں اور ان کے گرد بجلی کے تار پھیلے ہوئے ہیں تاکہ ان کو کوئی چرا کر نہ لے جائے، تیسری مرتبہ یہ ہار ۱۹۵۶ء میں سر سالار جنگ کے میوزم حیدر آباد دکن میں اس وقت دیکھا جب میں کراچی سے عارضی طور پر دکن گئی تھی۔

خرچ ہوتی ہے، اس لئے یہ چاندی کے بنتے ہیں۔

**چھڑے** بناوٹ کے اعتبار سے ایک چوڑی بانک کی طرح ہوتے ہیں جس کے دونوں طرف دو سادی پتیاں ہوتی ہیں، چونکہ دونوں پیروں میں یہ ایک ہی ایک پہنا جاتا ہے اس لئے ان کو چھڑے کہتے ہیں۔

**لچھے یا چھڑے** اس میں سونے کے بلدار تاروں کی باریک باریک چوڑیاں سی ہوتی ہیں جو ایک کانٹے میں بندھی ہوتی ہیں، ان بلدار تاروں کی تعداد پندرہ بیس سے لے کر چالیس تک ہوتی ہے، ان سب کو ملا کر ایک ساتھ پیروں میں پہنا جاتا ہے، امراء کے یہاں سونے کے ہوتے تھے، مالیت کے اعتبار سے زیادہ تھے، سونا خالص حالت میں محفوظ رہتا تھا، متوسط طبقے کے لوگ چاندی کے لچھے بناتے تھے۔

**پوکل** دکن کی عورتوں کا خاص زیور تھا جو گول ہوتا تھا لیکن اندر سے بالکل کھوکھلا ہوتا تھا، دکن میں چونکہ کھوکھلے کو پوکل کہتے ہیں اس لئے اس زیور کا نام پوکل پڑ گیا، اسی کی ایک شکل پائل ہے۔

**پائل** اسکو خل خال اور جھانجھ بھی کہتے ہیں، یہ جھنجھے کی طرح بجنے والا زیور ہے، یہ اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے اور اس کے اندر کنکر بھر دیئے جاتے ہیں۔

**چھاگل** ایک پٹری ہوتی ہے جس کے بیچ میں بانک ہوتی ہے اسکو گھما کر پٹری بنا لیتے ہیں، اور اس میں نیچے گھنگھرو بندھے ہوتے ہیں۔

**جھنجھنی** جھانجھ کی طرح ہوتی ہے، لیکن جسامت میں چھوٹی ہوتی ہے، بچوں کو پہنائی جاتی ہے۔

## ٹخنے سے چپکنے والے زیورات

**پازیب** پیروں میں پہنے جانے والا لچکدار زیور جس کے نیچے چھوٹے چھوٹے بے شمار گھنگھروں کی قطار ہوتی ہے، جو پیروں کی ذرا سی جنبش سے بجنے لگتے ہیں، شمالی ہند میں جو پازیب پہنی جاتی تھی، وہ اسی نوعیت کی ہوتی تھی، البتہ دکن میں ان گھنگھروں کو اس طرح باندھتے تھے کہ ان میں کوئی آواز پیدا نہ ہو۔

**توڑے** ہاتھوں کے دست بند کے نمونے پر بنتے ہیں لیکن ان میں دو پٹیوں کو ملانے والی زنجیر بر ایک [illegible] جاذگی نہیں ہوتی بلکہ تبدریج ان کی لمبائی بڑھتی جاتی ہے جب توڑے پیروں میں پہنے جاتے ہیں تو یہ زنجیریں محرابیں بناتی ہوئی پیر پر بکھر

جاتی ہیں۔

دکن میں توڑے گول گول کڑوں کی طرح ہوتے تھے۔ لیکن وضع کے اعتبار سے یہ لچکدار ہوتے تھے، اس لئے ان کو کھول کر کیل کانٹے لگا کر پہنا جاتا تھا، جس کے بعد یہ ٹخنوں سے چپک جاتے تھے۔

**چین پٹی** | یہ زیور دراصل بمبئی سے چلا ہے وہاں پیروں میں پہننے کی ایک چین (CHAIN) یا چوڑی چوڑی زنجیر بنی تھی جو کیل کانٹے کے ساتھ پیروں میں پہنی جاتی تھی اسکو چین پٹی کہتے ہیں۔

**گلشن پٹی** | اسی چین پٹی کی ایک قسم ہے جس کی چین پھولدار ہوتی ہے اس لئے اس کا نام گلشن پٹی رکھ دیا گیا ہے۔

## پیروں کی انگلیوں میں پہنے جانے والے زیور

ان کا رواج بہت کم تھا لیکن ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا، پیر کے انگوٹھوں میں چاندی یا دھات کے چھلے اکثر برصغیر ہندوستان کی عورتیں پہنا کرتی تھیں، یہ چھلے بالکل سادے اور سپاٹ ہوتے ہیں ان کا منہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور ان کو پاؤں کے انگوٹھے میں پہن کر دبا دیتے ہیں۔

**بچھوے** | پیر کی انگلیوں کا دوسرا زیور "بچھوے" جو انگلی میں پہنے جاتے ہیں، اس میں چاندی کا ایک پتلا سا چھلا ہوتا ہے، جس کا منہ کھلا ہوتا ہے، اسکے اوپر "ترنج" یا کیری یا پان کی شکل کا ایک چاندی کا پھولدار ٹکڑا جڑا ہوتا ہے، جس میں گھنگھرو لگے ہوتے ہیں، بچھوے کے اوپر کے حصے کے نمونے بے شمار ہیں، اور عورتیں ان کو اپنی پسند کے مطابق بنواتی ہیں یہ زیور زیادہ تر ہندو عورتوں میں رائج ہے۔

زیورات کے جو نام میں نے لکھے ہیں وہ ہو سکتا ہے کہ پورے نہ ہوں، کچھ نام چھوٹ گئے ہوں یا میرے علم میں نہ ہوں، بہر کیف، ہار مقامات پر پہنے جانے والے زیوروں کا بنیادی خاکہ یہی ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ جس زیور کا جو نام میں نے لکھا ہو وہ کسی مخصوص علاقے میں نہ بولا جاتا ہو یا اس زیور کو کسی اور نام سے یاد کیا جاتا ہو، مجھے ان تمام باتوں اور کوتاہیوں کا اعتراف ہے، لیکن جہاں تک ممکن ہوا میں نے اپنی طرف سے ان کی صحت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔

## عورتوں کے لباس

ہندوستان کے ہر علاقے میں ذرا ذرا سے اختلاف کے ساتھ ایک ہی قسم کے تھے، جن کا لازمی جز دوپٹہ یا ساڑی یا کوئی ایسا کپڑا تھا جس سے سر سینہ اور پیٹھ ڈھکی رہے اور تقسیم ہند سے پہلے تک یہی ہندوستان کا شمالی عورت کا طرہ امتیاز تھا، عورتوں کے لباس کو ان کے استعمال اور وضع قطع کی مناسبت سے چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں جو گھروں کے اندر مسلمان عورتیں پہنتی تھیں۔

(۱) چھوٹے کپڑے :۔ جو محرم کہلاتے تھے اور سینے کے ساتھ چپکے رہتے تھے۔
(۲) گردن سے رانوں تک کا لباس :۔ کرتے وغیرہ کی طرح
(۳) کمر سے ٹخنوں تک کا لباس :۔ چادر یا شلوار
(۴) اوپر سے اوڑھنے کا لباس :۔ دوپٹہ وغیرہ
(۵) تن پوشی یا پردے کا لباس :۔ برقع وغیرہ۔

## (۱) چھوٹے کپڑے یا محرم

جس کو عام طور پر "سینہ بند" یا محرم کہا جاتا ہے اس کی تین قسمیں تھیں۔

## انگیا

بہت پرانا لباس ہے، سلائی کے اعتبار سے بڑا دشوار، صرف پرانی ہنر مند اور سلیقہ شعار عورتیں ہی اس کے ٹکڑے جوڑ کر تیار کر سکتی تھیں اس لئے اب کوئی اس کو سینے کی ہمت نہیں کرتا۔

اس چھوٹے سے مختصر لباس کے حسب ذیل حصے ہیں۔

(۱) کنٹھا (۲) گھاٹ (۳) گریبان (۴) مانڈو (۵) پاٹ (۶) دیوار (۷) گوٹ پھاوا (۸) چڑیا (۹) خواصی (۱۰) کٹوری۔

## شلوکا

یہ بھی اندر پہننے کا لباس ہے جو بالعموم معمر عورتیں یا لڑکیاں استعمال کرتی تھیں۔ اس کی سلائی سادہ اور آسان تھی، یہ سامنے سے (صدری) کی طرح کھلا ہوتا تھا اور اس کے حصے یہ تھے۔

(۱) کنواڑ (سامنے کے دونوں حصے جن پر کاج اور بٹن ہوتے ہیں) (۲) پیٹھ (۳) بغل اور آستین۔

## چولی

ہندو عورتوں اور دکن کی خواتین میں عام تھی اس میں آستین اور کنواڑ دونوں ہوتے ہیں بغل ایک خاص قسم سے کاٹی جاتی ہے، اسکو پہن کر پیٹ سے ذرا اوپر گرہ لگادی جاتی ہے۔

عورتوں کے اس لباس میں جسکو چھوٹے کپڑے کہتے ہیں اس قدر تبدیلیاں ہوئی ہیں اور

ان کو اس طرح سیا گیا ہے کہ ان کی تشریح بہت زیادہ دقت طلب ہے، بہرکیف اندر پہنا جانے والا جو بھی کپڑا ہو وہ انہیں تین قسم کے کپڑوں کی ترمیم شدہ شکل ہوتی ہے، خواہ اس کا نام "سینہ بند" ہو یا محرم یا کوئی اور۔

**گردن سے رانوں تک کا لباس** اس میں تمام قسم کے کرتے شامل ہیں جو برصغیر کی عورتوں میں رائج تھے۔

**کُرتا** اوپر سے ذرا پتلا اور نیچے سے چوڑا ہوتا ہے ان کے حصے یہ ہیں۔ تنا یا ملا، کلیاں، بغل، آستین، گریبان، تعویذیا۔

**بھوپالی کرتا** اس میں اوپر ایک تنگ چولی ہوتی ہے، آستین پوری رکھی جاتی ہیں اور چولی کے نیچے ایک گھیر دار دامن ہوتا ہے، یہ گھٹنوں تک لمبا ہوتا ہے۔

**کھڑا پائنچہ یا غرارہ** اودھ کا خاص لباس ہے، جس کے یہ حصے ہیں۔ پائنچے یا تخنے، کلیاں ۸ سے ۱۲ تک، رومالی، نیفا اور گوٹ اس میں پائنچوں کی لمبائی کمر سے گھٹنے تک رکھی جاتی ہے، کلیاں اس طرح ڈالی جاتی ہیں کہ ان کا چوڑا حصہ نیچے اور پتلا اوپر رہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد جو پائنچہ تیار ہوگا وہ اوپر سے پتلا اور نیچے سے چوڑا ہوگا، اس چوڑے حصے میں جھول یا چنٹ دے کر گوٹ لگائی جاتی ہے یہ گوٹ بیشتر ترچھے کپڑے کی ہوتی ہے جس کو اوریب بھی کہتے ہیں۔

**کلی دار پاجامہ** بالکل غرارے کی طرح کاٹا جاتا ہے، لیکن اس میں جو کلیاں ڈالی جاتی ہیں وہ اس طرح ہوتی ہیں کہ پہلی کلی سے دوسری اور دوسری سے تیسری ایک ایک گرہ بڑی ہوتی ہے جسکی وجہ سے پائنچہ ایک طرف سے بڑھ جاتا ہے، جب اس میں گوٹ لگتی ہے تو ایک طرف کا حصہ ٹخنوں تک آتا ہے، دوسرا حصہ کلیوں کی لمبائی کی وجہ سے زمین پر پڑا رہتا ہے، اسکو ایک خاص طریقے سے اٹھا کر ہاتھوں پر رکھا جاتا تھا، کمر میں بھی کھونس لیا جاتا ہے، اسکو کلی دار پاجامہ کہتے ہیں۔

فرشی پاجامہ بھی یہی ہے جسکی لمبائی اور زیادہ ہوتی ہے اور جب اودھ کی بیگمات اس کو پہنا کرتی تھیں تو ان کی خادمائیں ان کے پائنچے پکڑ کر ان کے ساتھ چلتی تھیں۔ (شلوار)

**(۴) دوپٹے اور ان کے اقسام** دوپٹہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ایک سیدھا سیدھا کپڑا ہے جس کی لمبائی سوا دو گز سے پونے تین گز تک ہوتی ہے اور دریاں کے جھول سے سینہ ڈھکا رہتا ہے، بعض لوگ اسکو "ردپٹہ" بھی کہتے ہیں، یعنی چہرے پر پڑنے والا کپڑا

لیکن لباس کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔

**دوپٹہ** جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، کلی دار پاجامے، کھڑے پاجامے آڑے پاجامے کے ساتھ اوڑھا جاتا ہے۔

**اوڑھنی یا دوپٹیا** اس کا عرض ۱۲ گرہ کا ہوتا ہے لمبائی دو گز کی بالعموم چھوٹی عمر کی لڑکیاں اوڑھتی ہیں۔

**بل دار دوپٹہ** بھوپال میں رائج تھا، وہیں کے کرتے اور چوڑی دار پاجامے کے ساتھ پہنا جاتا تھا یہ ساڑھے تین یا چار گز کا ہوتا تھا، اسکو کمر پر سے لے کر اسکے دونوں سروں کو شانوں میں سے بل دے کر نکال لیتے تھے اور آنچل پیچھے پڑے رہتے تھے۔

**میریلوں کا دوپٹہ** دکن کے نچلے طبقے میں لڑکیاں اور بوڑھیاں پہنتی تھیں ایہ سیدھے پاجامے اور کرتے پر اوڑھا جاتا تھا، اس کا عرض ساڑی کے عرض کے برابر ہوتا تھا لمبائی چار گز کی ہوتی تھی، اسکے ایک سرے کی میریاں بنائی جاتی تھیں، جسکو چنٹ یا ساڑی کی طرح پلیٹ کہہ سکتے ہیں اسکو پاجامے کے نیفے میں گھونس کر دوسرا سرا کمر کے اوپر سے لے کر داہنی طرف لاتے تھے اور بقیہ کپڑے کو ساڑی کے آنچل کی طرح بائیں ہاتھ پر ڈال لیتے تھے۔

**کھڑا دوپٹہ** جس طرح کھڑا پاجامہ یا غرارہ اودھ میں رائج تھا اسی طرح کھڑا دوپٹہ دکن میں عام تھا یہ ساڑی کی طرح چھ گز لمبا ہوتا ہے، عرض میں سوا گز کا ہوتا ہے اسکو سیدھے پاجامے اور کرتے یا کرتی کے اوپر اس طرح پہنتے ہیں کہ اسکو دو برابر حصوں تہہ کر کے درمیان کا حصہ کمر کے پیچھے پاجامے کے نیفے میں ٹھونس دیتے ہیں اور دونوں بڑے بڑے آنچل جن کی لمبائی تین گز ہوتی ہے سامنے لاکر اور ایک ہی طرف یعنی بائیں شانے پر ڈال دیتے ہیں، باقی کپڑے کے گز گز بھر لمبے آنچل پیچھے لٹکتے رہتے ہیں۔

**کلی دار دوپٹہ** کھڑے دوپٹے کے بیچوں بیچ اکثر امراء کے گھرانے میں دو کلیاں ڈال دی جاتی تھیں تاکہ پچھلی طرف کمر سے لے کر ٹخنوں تک کھڑے دوپٹے میں جھول رہے۔

جیسا کہ میں لکھ چکی ہوں ان لباسوں کے علاوہ کچھ ایسے کپڑے بھی تھے جو عورتیں باہر نکلتے وقت جسم کی پردہ داری کے لئے پہنا کرتی تھیں اس میں ایک تو وہ سفید چادر ہے جو دکن کے نچلے طبقے میں عام تھی دوسرے برقعے ہیں۔

برقعے بالعموم دو طرح کے ہیں ایک، تو وہ قدیم برقعہ جس میں ایک موٹی سی ٹوپی ہوتی ہے اور اس میں ایک بڑے سے کپڑے کو خوب سی چنٹ دے کر سی دیا جاتا ہے یہ چھتری نما برقعے جن کی ٹوپی میں نقاب ہوتی ہے بہت پرانے ہیں اور سب سے پہلے غالباً یہی ایجاد ہوئے تھے۔

اس کے بعد وہ برقعے ہیں جو دو کپڑوں پر مشتمل ہوتے ہیں ایک کو لمبے سے کوٹ کی طرح پہن لیتے ہیں اور دوسرا سر سے باندھتے ہیں جس میں نقاب ہوتی ہے۔

## مردوں کے لباس

عورتوں کی طرح مردوں کے لباس کو بھی ہم چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

### کپڑوں میں سب سے اندر پہنے جانے والے لباس

موجودہ زمانے میں "بنیائن" پہنی جاتی ہے لیکن جب یہ عام نہ تھی اس وقت مرد پسینہ خشک کرنے یا اپنے کپڑوں کو پسینہ کی کھار سے بچانے کے لئے جو کپڑے پہنتے تھے وہ یہ ہیں۔

**بُنڈی** اندر سے پہنی جاتی تھی، یہ صدری کی طرح ہوتی تھی اس کے اندر ہلکی سی روئی بھری جاتی تھی، تاکہ سینہ سردی سے محفوظ رہے مرد بالعموم اسکو سردیوں میں کرتے کے اندر پہنتے تھے۔

**نیم آستین** یہ ایک سیدھا سادھا کرتے نما کپڑا ہوتا تھا جسکو موجودہ دور کی آستین والی بنیائن کہہ سکتے ہیں، لیکن عورتیں اسکو گھر میں سیتی تھیں، اسکا کپڑا پتلا ہوتا تھا۔

**شلوکا** بالکل ایسا ہی ہوتا تھا جیسے عورتوں کا ہوتا ہے لیکن اسمیں روئی بھری جاتی تھی اور مرد اس کا استعمال سردی سے بچنے کے لئے کرتے تھے۔

### (۲) گلے سے گھٹنوں تک کا لباس

مردوں کے لئے صرف دو ہی تھے ایک کلی دار کرتا جیسے عورتیں پہنتی ہیں، دوسرے قمیص جو غالباً انگریزوں کے ساتھ آئی اور ہمارے لباس کا جزو بنی، اس میں دو کلّے یا تنے ہوتے ہیں، شانوں پر ایک تیرہ پڑتا ہے، جس کو شولڈر کہتے ہیں، بغلیں نہیں ہوتی ہیں، آستینوں میں کف اور گریبان میں کالر ہوتا ہے۔

### کمر سے ٹخنوں تک کا لباس

مردوں میں جو پاجامے ہیں وہ یہ ہیں۔

جوڑی دار :- سیدھا پاجامہ تنگ موری کا۔

چوڑے پائنچوں کا کلّے دار، اور شلوار۔

ہر قسم کے پاجامے اور شلواریں، ہندوستانی مسلمانوں میں کرتوں اور قمیصوں دونوں کے ساتھ پہنی جاتی ہیں۔

**(۳) اوپر سے پہننے کا لباس** کرتے کے ساتھ شلوار یا پاجامے کے علاوہ گھر سے باہر نکلتے وقت مروجہ کپڑے پہنتے تھے ان میں، شیروانی اور اچکن عام تھی، دونوں انگرکھے کی مبتدلہ صورتیں ہیں۔

**انگرکھا** مردوں کا مجلسی لباس تھا جس میں دو آستینیں ہوتی ہیں، اور گھیردار دامن سینے پر اس کو اس طرح رکھتے تھے، کنواروں کے دونوں حصے ایک پر ایک آ جائیں اس کو "پردہ" کہتے تھے، گریبان میں کنٹھا ہوتا تھا باقی حصے آستین اور دامن تھے، مسلمانوں کے انگرکھے میں پردہ داہنی طرف ہوتا تھا۔

**(۲) اچکن** شیروانی کی طرح ہوتی ہے لیکن اس کا گھیر ذرا سا بڑا ہوتا ہے اور اس کی کاٹ میں فرق ہوتا ہے۔

**(۱) شیروانی** اس میں بھی انگرکھے کی طرح پردہ ہوتا ہے لیکن یہ پردہ سینے کے بجائے کمرے گھٹنوں تک ہوتا ہے تاکہ چلنے پھرنے میں دونوں حصے الگ الگ نہ ہو جائیں، اس میں گریبان سے لے کر ناف تک بٹن ہوتے ہیں، آستینیں پوری ہوتی ہیں، اعلیٰ گڑھ اور دکن کی شیروانیاں اپنی کاٹ کی وجہ سے مشہور تھیں۔

اس کے علاوہ سردیوں میں بالعموم مرد روئی بھرے کپڑے یا گرم کپڑوں میں استر لگا کر لمبے لمبے اچکن کی طرح کے کوٹ پہنا کرتے تھے، سرما میں پہنے جانے والے کپڑے یہ ہیں۔

**مرزئی** یہ پوری آستینوں کی صدری ہوتی ہے، لیکن اسکی لمبائی کمر تک ہوتی ہے، اس کے اندر روئی بھری ہوتی ہے اور اس روئی کو دبانے کے لئے مشین سے اس پر جال یا چوخانہ بنا دیتے ہیں۔

**فرغل** گرم کپڑے کا لمبا سا کوٹ جو چوغے کی طرح ہوتا ہے۔ یہ تو تھے وہ لباس جو برصغیر کے مسلمان خاندانوں میں رائج تھے اور ذرا ذرا سی تبدیلی کے بعد ہر جگہ پہنے جاتے تھے، اس کے بعد کچھ ایسے لباس بھی تھے جو ہندو عورتوں اور مردوں کے لئے مخصوص تھے۔

**لہنگا** یہ بہت سیدھا سادھا لباس ہے جس میں ایک کپڑے میں چنٹ ڈال کر نیفے کے ساتھ لگا دیتے ہیں کمر پر یہ بندھا ہوتا ہے اور اس کا دامن یا گھیر ٹخنوں تک خوبصورتی کے ساتھ پھیلا ہوتا ہے، ہندو گھرانے کی کم عمر لڑکیاں اور ماڑواڑی عورتیں

کا خاص لباس تھا۔

**کلی دار لہنگا** موجودہ "غرارے" کی طرح کا ایک لباس تھا جو کلیاں جوڑ کر اس طرح سیا جاتا تھا کہ اوپر سے پتلا ہو اور نیچے سے خوب پھیلا ہوا تاکہ کپڑے کپڑے کا جھول کمر پر نہ ہو۔

**پولکا** شلوکے کی طرح کا ایک لباس تھا جو ہندو لڑکیاں پہنا کرتی تھیں۔

**ہندوانہ دوپٹہ** مارواڑ کی ہندو عورتوں کے لہنگے بہت زیادہ گھیردار ہوتے تھے اور ان کے گھیر کو چمکدار بنایا جاتا تھا، ساڑی نہ پہننے والی ہندو عورتیں سادہ یا کلی دار لہنگے پر چولی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھیں، ان کے دوپٹے یا اوڑھنے چار گز کے ہوتے تھے ان کا ایک سرا سامنے پیٹ کے پاس ناف کے نیچے گھونس دیتے تھے اور باقی دوپٹے کو پیچھے سے بائیں ہاتھ پر لاتے تھے، اس طرح مسلمانوں کے دوپٹوں کے برخلاف ان کا آنچل سامنے ہوتا تھا، جس کو پھیلا کر یہ پھر نیفے میں گھونس لیتی تھیں، ان کا سر ہمیشہ پیچھے سے سامنے آنے والے آنچل سے ڈھکا رہتا تھا۔

**انگا** ہندو مردوں کا مجلسی لباس تھا جو بالکل انگرکھے کی طرح ہوتا تھا لیکن اس کا پردہ انگرکھے کے پردے کی مخالف سمت میں ہوتا تھا تاکہ انگرکھے سے تمیز کیا جا سکے۔

**ساڑی** عام طور پر یہ لفظ "ڑ" کے ساتھ بولا جاتا ہے لیکن شاید صحیح لفظ "ساری" ہے کیونکہ پنڈت دیا شنکر نسیم نے اپنی مثنوی میں اسکو یوں لکھا ہے کہ

پشواز کنار جو منی اتاری
شب کا وہ لباس پہنی ساری

ساڑی برصغیر کی عورتوں میں بلا مذہب و ملت یکساں مقبول ہے اور اب اس کی حیثیت بین الاقوامی ہو گئی ہے، آج سے ساٹھ یا ستر برس پہلے ہندو عورتیں نو گز کی ساڑی باندھتی تھیں بعد کو اسی میں "میریاں" یا "چنٹ" تہہ بند کے طور پر کس کر باندھ لیتی تھیں بعد کو اسی میں "میریاں" یا "چنٹ" دے کر میں گھونس دیتی تھیں، ساڑی کے اوپر پہنے جاتے والا دوسرا لباس چولی تھا۔

ساڑیوں کا رواج مسلمان عورتوں میں بہت عرصہ بعد شروع ہوا اور جب شروع ہوا تو انہوں نے اپنی ساڑی میں فرق رکھا یعنی اسکو لہنگے یا پیٹی کوٹ کے اوپر پہننا شروع کیا، دکن میں اس کے اوپر اونچے اونچے کرتے پہنے جاتے تھے اور بنگال اور بہار کی عورتوں

نے ہندوؤں سے اپنے آپ کو امتیاز کرنے کے لئے ساڑی کا آنچل پیچھے سے لاکر سامنے ڈالنا شروع کر دیا۔ جیسے پارسی عورتیں اوڑھتی ہیں اور کہیں کہیں عورتیں اپنے مذہبی فرق کو برقرار رکھنے کے لئے بائیں کے بجائے داہنے ہاتھ پر ساڑی کا آنچل ڈالنے لگیں۔

لیکن یہ سب اس وقت کی باتیں ہیں جب ہم کو اپنے قومی اور مذہبی تشخص کا بھرپور احساس تھا اور ہم اپنی روایات کے خلاف کسی طبقے میں خواہ وہ حکمرانوں کا ہو یا کسی اکثریتی جماعت کا کسی قیمت پر ضم ہونے کے لئے تیار نہ تھے، یہی وجہ ہے کہ اس دور میں "ترکی" ٹوپی ہمارا طرہ امتیاز تھی، ہر مسلمان اسکو شیروانی کے ساتھ پہنتا تھا، گرمیوں کے موسم میں استعمال کی جانے والی ہلکی پھلکی ٹوپیاں جو انگرکھوں یا صرف کرتے پاجامے پر پہنی جاتی تھیں وہ یہ تھیں۔ دو پلی ٹوپی اور چوگوشیا ٹوپی، موخر الذکر دونوں ٹوپیاں ململ کے سفید کپڑے کی سلی تھیں ان میں کلف لگتا تھا اور کڑھائی ہوتی تھی۔

مخمل کی رنگین اور کشتی نما ٹوپی ہندو مرد پہنا کرتے تھے اس کے بعد ایک دور وہ بھی آیا جب گاندھی کیپ عام ہوئی، اور بعد کو مسلمانوں نے جناح کیپ کو اپنے مسلم لیگی ہونے کا نشان بنایا۔

ٹوپیوں کی طرح جوتوں اور جوتیوں کی بھی بہت سی قسمیں ہیں، جن میں جوتی کی قسمیں یہ تھیں۔

(۱) سلیم شاہی (۲) آغا شاہی (۳) گھیتلی (۴) گرگابی (۵) کلکتیا (۶) پنی (۷) گرگابی۔

اس کے علاوہ وضو یا غسل کے بعد جو لکڑی کے تلے والی جوتیاں پہنی جاتی تھیں ان کو کھڑاؤں کہتے تھے، اسی قسم کی ایک کھٹ پوڑی اور چپلی بھی ہے۔

میں جانتی ہوں کہ "عروسی لباس" اور ان کے لوازمات کے بغیر شاید یہ کتاب تشنہ رہ جائے گی، لیکن جب یہ ذکر چھڑے گا تو بات رسومات تک پہنچے گی جس کی جڑیں ہماری ثقافت میں بہت گہری ہیں اور ان کو "کلیتہً" چھوڑ دینے کے بعد ایک تو ہماری زندگی کی دلکشیاں اور رنگینیاں ختم ہو جائنگی دوسرے یہ کہ ہم میں اور یورپ کی بے رنگ اور باکیف زندگی میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا، اس لئے اس بے پناہ مواد کو کسی اور کتاب کے لئے اٹھا رکھتی ہوں، خدا میرے ارادے کو پورا کرے۔

**کمر سے ٹخنوں تک، کا لباس** اس میں تمام قسم کے پاجامے شامل ہیں۔

**سیدھا پاجامہ یا گھٹنا** اس میں دو تنگ پائنچے ہوتے ہیں جو بالکل سیدھے کپڑے کے بنتے ہیں، ان میں چار کلیاں لگتی ہیں، درمیان میں رومالی ہوتی ہے اور پھر نیفا موڑ دیا جاتا ہے۔

**چوڑی دار پاجامہ** یہ گوٹ کی طرح "کتر" کا سلتا ہے یعنی آڑے کپڑے کا بنتا ہے، پائنچے تنگ اور ٹانگوں کی لمبائی سے ڈیڑھ گنا ہوتا ہے، جب اسکو پہنا جاتا ہے تو ٹخنوں سے پنڈلیوں تک شکنیں یا سلیں پڑتی جاتی تھیں ان کو چوڑیاں کہتے ہیں، چوڑی دار پاجامہ سادھے یا بھوپالی کُرتے کے ساتھ پہنا جاتا ہے، اس میں کلیاں، الگ سے نہیں پڑتیں بلکہ اس کی کاٹ میں شامل ہوتی ہیں۔

**شلوار** صوبہ سرحد پشاور اور پنجاب کا عام لباس ہے، جس میں قدیم زمانے میں بے شمار کلیاں ڈالی جاتی تھیں، اس طرح کہ کلی کا پتلا حصہ پائنچے کی طرف اور چوڑا اوپر نیفے کی طرف ہوتا تھا، ظاہر ہے کہ اس صورت میں گھیر بہت زیادہ بڑا ہوتا تھا، نیفا بھی اسی کے برابر ہوتا تھا اور کمر بند ڈال کر پہننے کے بعد یہ سب کمر کے گرد رہتا تھا اور کلیوں کا جھول تہہ بہ تہہ خوبصورتی کے ساتھ پنڈلیوں سے شروع ہو کر اوپر تک جاتا تھا، اس کے بعد اسکی کلیاں کم ہوئیں اور موجودہ دور میں صرف ایک چوڑی سی کلی ان تمام کلیوں کے بجائے پڑنے لگی ہے۔

**کُرتی** اسکو بغیر آستین کا کُرتا کہا جا سکتا ہے، جس میں چوکور بغلیں نہیں ہوتی ہیں، کلیوں اور نیفے یا ملے کو ملا کر مونڈھا اس طرح کاٹا جاتا ہے جیسے قمیص یا صدری میں آستین لگانے کے لئے کاٹا جاتا ہے لیکن اس میں آستین نہیں لگتی بلکہ پتلی سی گوٹ لگا دی جاتی ہے، گلا بہت تنگ ہوتا ہے لیکن گلے کے نیچے ایک گول دائرے کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے جس کا قطر گریبان کے قطر کے برابر ہوتا ہے، یہی گریبان کا کام دیتا ہے، اودھ میں ان کو شلوکے کے اوپر اور دکن میں مسلمان عورتیں چولی کے اوپر پہنتی تھیں۔ اور انہیں دونوں لباسوں کی آستین کرتی کے مونڈھوں سے باہر رہتی تھیں۔

**پشواز** یہ بھوپالی کُرتے کی طرح ہوتی ہے جس میں اوپر ایک تنگ چولی ہوتی ہے اور کمر سے نیچے تک چنٹ دار دامن ہوتا ہے جسکی لمبائی ٹخنوں تک ہوتی ہے یہ سامنے سے پوری کھلی ہوتی ہے، اکثر گھرانوں میں یہ دولہن کو سسرال سے ملتی تھی۔

○

**لباس کی زیبائش** لباس کی زیبائش کے لئے ہندوستانی کی قدیم عورتوں میں بہت سے طریقے رائج تھے، کپڑوں پر ننھی ننھی سیپیاں کوڑیاں اور گھونگے پرانے زمانے میں ٹانکے جاتے تھے اور اب بھی قبائلی علاقے ہیں ان کا دستور ہے اسکے بعد ننھے ننھے آئینے ٹانکنے کا رواج شروع ہوا اور عرصہ دراز تک یہ بھی قبائلی علاقوں تک محدود رہا۔

لباس کی زیبائش کے لئے اس عہد کے بعد جو طریقے عورتوں نے ایجاد کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) کشیدہ کاری یا ریشم کا کام۔
(۲) گوٹے کا کام۔
(۳) کامدانی۔
(۴) سلمے ستارے کا کام جو "کار چوب" کہلایا اور اب تلے کا کام کہلاتا ہے، تلّا دراصل "طلائی کام" کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔
(۵) مینا کاری۔

**کشیدہ کاری** کپڑے پر ریشمی رنگین تاگوں سے پھول بوٹے بنانے کو کشیدہ کاری کہتے ہیں جو حرف عام میں کڑھائی (یعنی کاڑھنے) کا کام کہلاتا ہے، عورتیں دوپٹوں کے کناروں اور کرتے کے گریبان اور آستینوں پر ریشم سے گل بوٹے بناتی ہیں۔

**گوٹے کا کام** گوٹا صرف ہندوستان کی ایجاد ہے اور ہندوستانی عورتیں ہی اس سے کام لیتی ہیں، گوٹے کا دوسرا نام "لچکا" ہے یعنی چمکدار نقرئی یا طلائی فیتہ جو بے حد لچکدار اور ہلکا ہوتا ہے، پہلے زمانے میں چاندی کے پکے تاروں سے بنایا جاتا تھا اور برسوں کے استعمال کے بعد جب ان کو جلایا جاتا تھا تو اس کی راکھ چاندی میں تبدیل ہو جاتی تھی، یہ گوٹا یا مسالہ "سچا" کہلاتا تھا۔ "جھوٹے" گوٹے تانبے کے

تار پر بنائے جاتے تھے اور پہننے کے چند دنوں بعد کالے ہو کے جاتے تھے، گوٹے کے چمکدار فیتے کی چوڑائی انچ کے پانچویں حصے سے لے کر چار انچ تک کی ہوتی ہے یہ تمام قسمیں سادھی بھی ہوتی ہیں اور ان پر نقشی کام بھی ہوتا ہے، اسکی قسمیں یہ ہیں۔

**دھنک** سب سے پتلا نقشی گوٹا دھنک کہلاتا ہے جکو دوپٹوں یا ساریوں پر جال بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

**چٹکی یا الماس تراش** پاؤ انچ کے ساڑھے گوٹے کو لے کر چٹکی سے پون پون انچ کے فاصلے سے یوں دبائے جاتے تھے کہ اس کے کنارے مڑ جائیں اور درمیان کا حصہ ویسے ہی رہے، اسکو دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی بیضوی یا گول چھوٹی چھوٹی کشتیاں قطار سے رکھی ہوئی ہیں جو سادے گوٹے کی بہ نسبت زیادہ چمکتی ہیں، کیونکہ ان میں ابھار ہوتا ہے۔

**پیمک** یہ بھی پتلا گوٹا ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے ہلکے سے کٹاؤ دار ہوتے ہیں۔

**بانک** پتلے سے گوٹے کو موڑ کر بانک یا ڈھیکی بنائی جاتی ہے تاکہ کسی گہرے رنگ کی پٹی پر ٹانک کر اسکو دوپٹے پر لگایا جائے۔

**مرمرا** یہ بھی ڈھیکی کی طرح کا ہوتا ہے لیکن بانک کے زاویے بہت نمایاں ہوتے ہیں یہ نوکدار ہوتی ہے اور مرمرا، لہردار ہوتا ہے اسمیں نوکدار زاویے کی بجائے گول قوس ہوتی ہے۔

**پچمپا** یہ بھی گوٹے کو موڑ کر بنائی جاتی ہے اس کے ایک طرف زاویہ دار کنگورے ہوتے ہیں اور دوسری طرف سے یہ بالکل سیدھی ہوتی ہے اسکو دوپٹوں کے کنارے پر لگاتے ہیں۔

**ننھی جان** دوہری چپا کو کہتے ہیں جسمیں دونوں طرف کنگورے ہوتے ہیں اسکو ٹانکنے کے بعد بالعموم کوئی اور چیز اسکے ساتھ نہیں ٹانکی جاتی۔

**ٹھپا** سب سے چوڑا گوٹا جس پر نقش بنے ہوتے ہیں، اس کو ٹھپا کہتے ہیں۔

**کلابتو** غالباً یہ لفظ "کلاہ بتی" سے بگڑا ہے، بہر کیف "کلابتو" ایک زریں سنہری یا روپہلی ڈوری ہے جو جسامت میں گول ہوتی ہے، لچکدار ہونے کی وجہ سے اسکو آسانی سے گھما کر ٹانکا جا سکتا ہے۔

**کرن** کلابتو کی موٹی ڈوری پر بہت سے زریں تار لگا کر اسکی جھالری بنائی جاتی ہے اسکو کرن کہتے ہیں جو دوپٹوں کے آنچل میں لگتی ہے۔

**گوکھرو** ایک خاردار بوٹی کا شش پہلو پھل ہے جس میں خار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں عورتیں چپٹے سے زریں تار کو اس طرح موڑتی ہیں کہ ننھے ننھے مخروطی ابھار ایک قطار میں بنتے چلے جاتے ہیں اور یہ ابھار خشخاش کے دانوں سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے، اس باریک سی ڈوری کو گوکھرو کہتے ہیں۔

**بنت** اودھ کی خاص صنعت تھی جس میں رنگ برنگی اطلس یا ریشمی کپڑے کے ٹکڑوں کو اس طرح جوڑتے تھے کہ ہر ٹکڑا لہردار ہو، اس پر گوکھرو سے جالی بنا کر سلمے ستارے کا کام بناتے تھے، اسکو بطور بیل یا کناری کے استعمال کرتے

## کامدانی

عجیب وغریب لفظ ہے جسکے معنی "کام جانتے" کے نہیں ہیں بلکہ سنہرے رو پہلے چپٹے تاروں سے کپڑے پر گول گول "ستارے" بنانے کا نام کامدانی ہے، یہ گول گول ستارے نما بوٹیاں باریک کپڑے پر اس طرح بنائی جاتی ہیں کہ یہ کپڑے کے دونوں طرف یکساں طور پر نمایاں ہوتی ہیں ان کی بڑی بڑی بوٹیوں کو "فردی" کہتے ہیں۔ "فردی بوٹی" کا کام اودھ میں عام عروج پر تھا، جنوبی ہند میں کامدانی کا کام بمبئی میں عام تھا وہاں پر یہ ستارے نما بوٹیاں "باجرے" کے دانے کے برابر بنائی جاتی تھیں، ان کو بمبئی کامدانی کہتے تھے، اب یہاں یا جرہ یا ہیرا کنی کہتے ہیں۔

## سلمے ستارے کا کام

سلمے ستارے کا کام بھی قدیم ہے اسمیں سلمہ باریک سا پیچدار تار ہوتا ہے جسکے اندر تاگا پرو دیا جا سکتا ہے، اسکو ستارے کے ساتھ ملا کر کام بنایا جاتا ہے اسکو "کارچوب" بھی کہتے ہیں کیونکہ اسکے بنانے کے لئے کپڑے کو چوبی فریم پر تان دیا جاتا ہے اسمیں لبعد کو ترمیمیں ہوئیں اور باریک باریک سنہری رنگ کے تاروں سے کپڑوں میں ٹانکے لگا کر گل بوٹے بنائے جانے لگے، لیکن اس میں بھی ستارے استعمال ہوتے رہے، اسکو زردوزی کا کام کہتے ہیں، لباس کی سجاوٹ کے لئے اس پر زردوزی یا کارچوب سے بوٹیاں بنائی جاتی ہیں، کرتوں کے گلے اور گریبان بنتے ہیں، فرشی پاجاموں اور کھڑے پاجاموں کی گوٹ پر یہی کام ہوتا ہے۔

## میناکاری

"زردوزی" یا کارچوب کے کام کے نقش ونگار کو ابھارنے کے لئے پھولوں کی پنکھڑیوں میں نیلا، زرد یا سرخ رنگ کا ریشم لگاتے ہیں اور پتوں میں ہرے رنگ کا، جب زردوزی کے کام میں رنگین ریشم کی رنگا میزی ہوتی ہے تو اسکو "میناکاری" یا بیلنے کا کام کہتے ہیں۔

## گوٹے زری یا ریشم سے بنائے جانیوالے گل بوٹوں کی قسمیں

یوں تو ہر عورت کی پسند گل بوٹوں کے معاملے میں الگ الگ ہوتی ہے اور ہر سمجھدار خاتون اپنے نمونے خود ایجاد کر لیتی ہے لیکن چند نمونے یا ڈیزائن ایسے ہیں جو اتنے عام ہیں کہ ان کو خاص نام دیا گیا ہے اور ہر عورت اسکو اسی نام سے جانتی ہے، مثلاً

**ماہی پشت کا جال یا ماہی جال** — دھنک، کلابتو یا گوٹے سے بنایا جاتا ہے، مچھلی کی پشت پر سفنوں کا جسطرح جال بنا ہوتا ہے یہ اسی نمونے پر بنتا ہے اسلئے اسکو ماہی جال کہتے ہیں۔

**شکرپارا جال** — چوکور چوکور مربعوں کا جال۔ اس کے علاوہ جال کے اور بہت سے نمونے ہیں جو دوہ پٹوں پر بنائے جاتے ہیں، جال کا خانہ شش پہلو یا گول بھی ہوتا ہے۔

**سنگھاڑے کا جال** — جس میں جال کا ہر خانہ مثلث یا تکون ہوتا ہے۔

**چھڑیاں** — دھنک یا زردوزی کے کام سے "پتیوں" کی چھڑی بنائی جاتی ہے۔ یہ چھڑیاں چونکہ دوہ پٹوں پر ترچھی یعنی لمبائی سے ۴۵ کا زاویہ بناتی ہوئی ڈالی جاتی ہیں، اس لئے اسکو آڑی بیل کہتے ہیں، انہیں چھڑیوں سے جب جال بنایا جاتا ہے تو اسکو چھڑیوں کا جال کہتے ہیں۔

**پھول چھڑی** — آڑی بیل کی یہ چھڑیاں اگر پھول دار ہوں تو ان کو پھول چھڑی کہتے ہیں۔

## گوٹ اور اس کی قسمیں

جیسا کہ میں لکھ چکی ہوں غراروں، کھڑے پاجاموں، فرشی پاجاموں کی "جان" گوٹ ہے

اس لئے اودھ کی عورتوں نے اسکو سنوارنے پر کافی توجہ دی ہے بلکہ میں یہ کہوں گی تو بے جا نہ ہوگا کہ اپنی ساری توانائی اسی پر صرف کر دی ہے، گوٹ جو اور بھی ہوتی ہے نہ صرف پاجاموں میں لگتی ہے بلکہ رزائی، لحاف میں بھی لگائی جاتی ہے، بٹوؤں میں کپڑوں اور گول خواں پوشوں میں اس کا استعمال عام تھا، چوڑائی اور کپڑے میں لگانے کے طریقوں کے مطابق اسکی مندرجہ ذیل اقسام تھیں۔

**توئی** | کپڑے کی پتلی سی گوٹ جو اس لئے لگائی جاتی ہے کہ صرف الٹی طرف رہے اور کپڑے کی سیدھی طرف بالکل نظر نہ آئے اس کا مقصد یہ ہے کہ کپڑے کا کنارا کھینچ کر خراب نہ ہو اور جلد اور جلد پھٹنے سے محفوظ رہے۔

**مغزی** | باریک گوٹ جس کے کنارے سیدھے کپڑے پر نظر آتے رہیں گے

**سنجاف** | مردانے رزائیوں اور لحافوں میں لگتی تھی یہ سیدھی طرف سے پتلی اور الٹی طرف سے چوڑی ہوتی تھی، بخلاف اسکے زنانی رزائیوں میں لگائی جانے والی گوٹ اوپر سے بہت چوڑی اور الٹی طرف سے ذرا سی پتلی ہوتی ہے اور لحاف کی گوٹ الٹے اور سیدھے دونوں طرف سے برابر ہوتی ہے۔

## رنگ برنگی گوٹ

پاجاموں کی گوٹوں میں ایک سے زیادہ رنگ کے ٹکڑے لگانا بہت پسند کیا جاتا ہے ان رنگ برنگی گوٹ کو "پتاپچی" کی گوٹ کہتے ہیں ان ٹکڑیوں کے جوڑنے کا انداز بھی مختلف تھا، جسکی وجہ سے "پتاپچی" کی گوٹ کئی ایک قسموں کی ہیں۔

**چھڑیوں کی گوٹ** | جس میں پوری گوٹ رنگ برنگی لمبی لمبی پٹیوں کو جوڑ کر بنائی جاتی ہے۔

**پتنگی گوٹ** | اسمیں لمبی لمبی پٹیوں کے بجائے مختلف رنگوں کے چوکور ٹکڑے جوڑے جاتے ہیں۔

**کھنی کی گوٹ** | جوڑنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ اسمیں سیدھی سیدھی پٹیوں کے بجائے ہر رنگ کا لہریا یا ڈھیکی "بنتی ہے جس کا زاویہ ۹۰ درجے کا ہوتا ہے اسکو موج دریا بھی کہتی ہیں۔

**لوز کی گوٹ** اسکے ٹکڑے لوزوں کی طرح ہوتے ہیں، یعنی ہر ٹکڑے کے چار "ضلع" ہوتے ہیں لیکن ان کے زاویئے ۹۰ کے نہیں ہوتے بلکہ دو بالمقابل کے زاویئے ۶۰ کے ہوتے ہیں اور دو ۱۲۰ کے، اسطرح جو لوز بنتی ہے اسکو مختلف رنگوں میں جوڑ کر گوٹ بناتی ہیں۔

**سنگھاڑے کی گوٹ** اسمیں مثلث ٹکڑے جوڑے جاتے ہیں دو مثلث ایک ہی چوکور ٹکڑے کو دوہرا موڑ کر نکالتے ہیں اسلئے جب دو مختلف رنگ کے ٹکڑے دوبارہ جوڑے جائیں تو پھر ایک مربع یا چوکور ٹکڑا بن جاتا ہے، اسکو چار رنگوں میں بناتے ہیں۔

**گلوری کی گوٹ** لوز کو کاٹ کر گلوری بنائی جاتی ہے یعنی اسمیں جو مثلث ہوتی ہے اسکے دو ضلع لمبے اور ایک بہت چھوٹا ہوتا ہے۔

**ٹکڑی کی گوٹ** ان نمونوں کے علاوہ جب شش پہلو ٹکڑے یا کسی اور وضع قطع کے نمونے جوڑے جاتے ہیں تو ان کو ٹکڑی کی گوٹ کہا جاتا ہے۔

اسی قسم کی تمام گوٹوں میں ہر ہر ٹکڑے کے جوڑ پر دھنک، روپہلی یا انی سی ترکاش ٹانکی جاتی ہے تاکہ ان کے جوڑ چھپ جائیں، اور رنگ نمایاں ہوں۔

لغت

## الف ممدودہ

**آبے لونڈے جابے لونڈے :**۔ عورتیں ایسے مقام پر بولتی ہیں جہاں کوئی ماما یا نوکر وقت گذارنے کے لئے خواہ مخواہ ادھر سے اُدھر چکر لگاتا پھرے اور ظاہر یہ کرے کہ کام بہت کر رہا ہے۔ خادمائیں اور ملازم پیشہ عورتیں اس محاورے کو ایسے موقع پر بولتی ہیں جب ان کی مالکن ان کو ذرا ذرا سی بات پر اِدھر سے اُدھر دوڑائے۔

**آپڑوسن لڑیں :**۔ خواہ مخواہ کا فساد یا لڑائی کے موقع پر بولتی ہیں۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک عورت نے اپنی پڑوسن سے کہا کہ "آ پڑوسن لڑیں"۔ اس نے جواب دیا لڑے میری بلا۔ پہلی والی نے کہا۔ بلا لگا اپنے ہوتوں سوتوں کو۔ دوسری نے کہا۔ وہ میرے ہوتے سوتے کون ہیں، ہوں گے تیرے ہی۔ اس پر بات بڑھ گئی اور لڑائی واقعی شروع ہو گئی۔

**آپڑوسن مجھ سی ہو :**۔ خود جس پریشانی میں مبتلا ہوں اس میں دوسروں کو بھی مبتلا کرنا چاہیں مطلب یہ ہے کہ اگر میں بُری ہوں تو سارا زمانہ برا ہو جائے۔ تاکہ کوئی میری برائی دیکھنے اور اس پر ٹوکنے والا نہ رہے۔

**آپا دھاپی :**۔ گڑبڑ، ہنگامہ، لوٹ مار، مار پیٹ۔

اس آپا دھاپی میں کسی کو ہوش تک نہ رہا کہ بچے کہاں ہیں؟

**آپے سے باہر ہونا :**۔ غصے میں ہوش و حواس نہ رہنا۔ مثلاً:۔

میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ آپے سے باہر ہو گئیں۔ وہ سنا گئی ہے کہ خدا کی پناہ۔ اسی محاورے کو انتہائی خوشی اور مسرت کے موقع پر بھی بولتی ہیں۔ جب مسرت میں سر پیر کا ہوش نہ رہے۔

بیٹی کی شادی میں میں نے ان کو دیکھا تھا وہاں تو وہ خوشی میں آپے سے باہر تھیں۔

خوشی ہوا ایسا کہ میں آپے سے باہر ہو گیا
یار کا ملنا نہ ملنا سب برابر ہو گیا! (جلیل)

آپے سے جانا :۔ قابو میں نہ رہنا۔

تجھے دیکھا تو آپے سے گئے ہم
کرم ہے یا تیرا ناستم ہے (جلیل)

آپے سے گذر جانا :۔ آپے سے باہر ہونا۔

آپے سے گذر گئے ہیں
ہے ہے تم بھی موکیا چلے تن

آپے میں نہ رہنا :۔ آپے سے باہر ہونا۔

آپے میں آنا :۔ سنبھلنا، ہوش وحواس میں آنا، بیہوشی کے بعد ہوش میں آنا۔ گلاب کا چھینٹا دیا، کوری مٹی سنگھائی تب جا کر کہیں لڑکی آپے میں آئی۔

آبرو دار :۔ باعصمت صاحب عزت۔

بے حیائی ہے بے حجابی ہے
آبرو دار کی خرابی ہے (نواب مرزا شوق)

آبرو دینا :۔ بے عصمت ہونا۔

آ بلا گلے پڑ :۔ ناحق مصیبت مول لینا۔ اس موقع پر آ بیل مجھے مار بھی کہتی ہیں۔

آتے کا منہ دیکھنا جاتے کی پیٹھ :۔ شدت انتظار میں ہر آنے والے کا منہ تکنا کہ شاید کوئی خبر لایا ہو۔ جانے والی کی پیٹھ دیکھنا کہ شاید یہ پلٹ کر بتا دے کہ آنے والا آرہا ہے۔

آتوں جی :۔ یہ لفظ عورتوں کی زبان میں "اخوندجی" سے بگڑ کر بنا ہے۔ جس کے معنی استاد یا پڑھانے والے کے ہیں۔

آٹے کی آپا :۔ بھولی بھالی لڑکی یا بیوقوف عورت کے لئے پیار سے بولتی ہیں۔

آٹے کا چراغ :۔ کسی ایسی اہم چیز کی نسبت عورتیں بولتی ہیں جس کو نہ ساتھ رکھا جا سکے اور نہ اپنے سے علیٰحدہ کیا جا سکے۔ پورا محاورہ یہ ہے کہ "آٹے کا چراغ گھر میں رکھوں تو چوہا کھائے باہر لاؤں تو کوّا لے جائے"، چراغ کا لفظ اس امر کی

تشریح کرنا ہے کہ جس شے کے متعلق یہ جملہ بولا جا رہا ہے وہ نہایت اہم اور
گھر کے لئے چراغ کی طرح ضروری ہے۔

**آٹھ اٹھارہ کرنا:۔** تہس نہس کرنا، برباد کرنا، یہ محاورہ دہلی کا ہے، اودھ میں اس کی جگہ
''بارا بانٹ'' کرنا یا تین تیرہ کرنا کہتے ہیں۔

**آٹھ آٹھ آنسو رونا:۔** بظاہر معنی بہت زیادہ رونے کے ہیں۔ لیکن عورتیں ایسے موقع پر بولتی ہیں
جب رونے میں ''پچھتاوٹ'' شامل ہو۔

آج لڑکے کی باتوں پر پردہ ڈال رہی ہو کل آٹھ آٹھ آنسو روگی۔

**آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی:۔** رات اور دن کے آٹھ پہر شاہانِ مغلیہ کے دور میں شمار کئے جاتے
تھے ''ہر پہر'' تین گھنٹے کا ہوتا تھا اور ''ہر پہر'' کے اختتام پر وقت کے اعلان
کے لئے نقارے پر چوٹ پڑتی تھی یا نوبت بجائی جاتی تھی۔ ان آٹھ پہروں
کی تفصیل یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| دن کے وقت ۔ ۱۲ سے ۳ بجے تک | دوپہر |
| دن کے وقت ۔ ۳ سے ۶ بجے تک | سہ پہر |
| دن کے وقت ۔ ۶ سے ۹ بجے تک | شام |
| رات کے وقت ۔ ۹ سے ۱۲ بجے تک | رات کا پہلا پہر |
| " " " ۔ ۱۲ سے ۳ بجے تک | آدھی رات |
| رات کے وقت ۔ ۳ سے ۶ بجے تک | پچھلا پہر |
| ۶ سے ۹ بجے تک | صبح |
| ۹ سے ۱۲ بجے تک | دن کا پہلا پہر |

ہر پہر کو آٹھ گھڑی میں تقسیم کیا گیا تھا تاکہ وقت کا صحیح اندازہ رہے۔
آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی کا مطلب ہر وقت ہر دم ہے۔

حمل قائم رہے بدر النساء کا!
یہ غم آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی ہے (معرکۂ شر و چلبیت)

**آٹھ پہر سولی ہے:۔** ہر وقت اذیت ہے، موت و زیست کی کشمکش ہے۔

**آدھے کا تیہا کرنا:۔** آدھے سے تہائی کر دینا۔ کم سے کم کر دینا، برباد کرنا۔ ختم کر دینا۔ مثلاً
ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے جائیداد کا آدھے کا تیہا ہو گیا۔

**آدھی سیسی:۔** سیس ہندی زبان میں سر کو کہتے ہیں جس سے یہ لفظ بنا ہے۔ جس کے معنے

آدھے سر کا درد یا درد شقیقہ ہے۔

آرسی تو دیکھو :۔ اپنی شکل تو دیکھو، طنزاً بولا جاتا ہے۔

آرسی ٹوٹنا :۔ کنایۂ ہے بدصورت ہونے سے کہ جس کے عکس سے آرسی یعنی آئینہ ٹوٹ جائے۔

آزاد کرنا :۔ نکال دینا، موقوف کرنا، پنجرے سے پنچھی کو یا زنداں سے قیدی کو آزاد کرنا لیکن عورتوں کی زبان میں کنایہ ہے طلاق سے۔

دونوں بھلے ہیں صنوبر بھی محل سے نکلے
ایک شمشاد کو تم کرتے ہو آزاد عبث

آس سے ہونا :۔ امید سے ہونا، حاملہ ہونا، عورتیں شرم کی وجہ سے حاملہ کا لفظ منہ سے نہیں کہتی تھیں۔

آس اولاد والی :۔ صاحب اولاد عورت جس کے یہاں ابھی بچے پیدا ہو رہے ہوں۔

اے بہن تم آس اولاد والی ہو کر جھوٹ نہ بولو۔

آس مراد والی :۔ بچوں والی عورت کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ اور ان بچوں کے لئے بھی یہ محاورہ بولا جاتا ہے جو بڑی آس و مراد کے بعد پیدا ہوں۔

" جیتے رہیں سبھی کے آس و مراد والے (نظیر اکبر آبادی)

آسمان پر اڑنا :۔ غرور اور شیخی میں زمین پر پاؤں نہ دھرنا، کسی کو خاطر میں نہ لانا۔

آسمان پھٹ پڑنا :۔ ناگہانی طور پر سخت آفت میں مبتلا ہونا، جس سے جائے پناہ نہ ملے۔

مر گیا وہ جوان واویلا
پھٹ پڑا آسمان واویلا

آغا مینا :۔ مینا کی ایک قسم جو بہت باتیں کرتی ہے۔ اور جو آواز سنتی ہے فوراً اس کی نقل اتارتی ہے۔

بیگما نے جو کیا جھک کے سلام "آتوں" کو
آغا مینا نے سنائی اسے یو تھبب آواز (انشاء)

دلی میں یہ لفظ ایسے بچوں کے لئے بھی بولا جاتا تھا جو خوب باتیں کریں۔

آغوں :۔ شیر خوار بچوں کے منہ سے نکلنے والی آواز جو خود عورتیں دہراتی ہیں اور بعد کو بچہ اس کی نقل اتارتا ہے۔ بچوں کو کھلاتے وقت ماں یا بہن یا کھلائی یہ جملے کہتی ہے۔

آغوں غوں ۔ منا مارے ٹھٹھے ۔

آگ :۔ معنی ہیں خدا کی آگ ۔ جلاپا

آگ پڑنا :۔ حسد ہونا ۔ جلن پیدا ہونا ۔

آگ بھی نہ لگاؤں :۔ کمال حقارت میں عورتیں بولتی ہیں کہ فلاں چیز اتنی حقیر ہے کہ اگر مجھ سے کہا جائے کہ اس کو جلا دو تو میں جلانے کے لئے بھی اس کے قریب نہ جاؤں ۔ تمہارے نزدیک ہوگی خوش رنگ میں تو ایسی اطلس کو آگ بھی نہ لگاؤں ۔

آگ پانی :۔ عورتیں مرگی جیسے مرض کا نام نہیں لیتیں ہیں بلکہ اس کو آگ پانی کی بیماری کہتی کیونکہ یہ اذیت ناک مرض جان لیوا ہوتا ہے اور مریض کو آگ یا پانی کے دیکھنے سے دورہ پڑ جاتا ہے ۔

آگ لگے :۔ بددعا ہے ۔ کوستے وقت کہتی ہیں ۔

دل ہو خون اور حنا کو بھاگ لگے
اس تیری منصفی کو آگ لگے

آگا تاگا لینا :۔ بڑی خاطر مدارت کرنا ۔

آگے آنا :۔ سامنے آنا ۔ عورتوں کا مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا ۔ یہ اس دور کی بات ہے جب پردے کی رسم عام تھی ۔ مثلاً ۔ ان کے گھرانے کی عورتیں ماموں زاد چچا زاد بھائیوں کے آگے بھی نہیں آتیں ۔

آگے نکالنا :۔ پڑھانے والی عورتوں کا محاورہ ہے ۔ جب لڑکا یا لڑکی بتائے ہوئے سبق کے علاوہ خود بخود آگے پڑھنے لگے ۔ تو ایسے موقع پر یہ محاورہ بولا جاتا ہے ۔ اب تو ماشاء اللہ منھی آگے سبق نکالنے لگی ہے ۔

آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا :۔ ہندی میں " ناتھ " کے معنی ناک کے ہیں اور " پگھ " کا لفظ " دم " کے معنوں میں آتا ہے ، مطلب اس کا یہ ہے کہ کسی مرد یا عورت کا تنخا دم ہو ۔ نہ آگے کوئی ہو نہ پیچھے ۔

آن کھان ہونا :۔ تباہ برباد ہونا ۔ ستیاناس ہونا ۔

آنچل :۔ دامن ، دوپٹے یا ساری کا پلو ۔ جس کا مقصد سینے کو ڈھکنا ہو ۔ چونکہ عورتیں سینے کا لفظ بولتے شرماتی تھیں اس لئے آنچل دونوں معنوں میں بولتی تھیں جیسا کہ ذیل کے محاوروں سے ظاہر ہے ۔

آنچل آنا :۔ سینے میں پھوڑے پھنسیاں ہونا ۔

آنچل پکنا :۔ سینے کے پھوڑے یا پھنسیوں میں مواد پڑنا یا کسی وجہ سے زخم پڑ جانا جس کی وجہ سے بچہ دودھ نہ پی سکے ۔

آنچل پکڑنا :۔ دامن گیر ہونا۔ حشر میں گریبان پڑنا۔ دکن کی عورتیں اس موقع پر پلو پکڑ نا بولتی ہیں۔ اگر میری لڑکی کو کچھ ہو گیا تو میں تمہارا آنچل پکڑوں گی ۔

آنچل کترنا :۔ عورتیں جب کسی دوسری عورت پر ٹونا یا ٹوٹکا کرتی ہیں تو اس کے پہنے ہوئے کپڑے کا آنچل کتر کر یا تو اس کو مسان میں دفن کر دیتی ہیں یا مرگھٹ پر جلا دیتی ہیں تاکہ اس عورت کو اولاد کا ضیاع ہو۔ جس کا آنچل کترا گیا ہے۔ فقرہ :۔ توبہ کرو اس نے بھری محفل میں میرا آنچل کترا تھا۔

آنچل دبانا :۔ ہندو عورتوں کی اصطلاح میں نوزائیدہ یا چھوٹے بچے کا دودھ پیتے وقت ماں کا دودھ منہ میں لینا (فقرہ) تین دن گذر گئے بچے نے آنچل میں نہیں دبایا۔

آنچل دینا :۔ دودھ پیتے بچوں کے منہ میں ماں کا دودھ دینا (فقرہ) پہاڑ سا دن گذر گیا تم نے اب تک بچے کو آنچل تک نہیں دیا۔

آنچل ڈالنا :۔ رسم ہے (دیکھیں رسومات)

آنچل لینا :۔ استقبال کرنا، سواگت کرنا، بارات آنگن میں پہنچی تو دولہن والوں نے بڑھ کر مہمانوں کے آنچل لئے۔

آنچل میں باندھنا :۔ یاد رکھنا، بطور تاکید یا ہدایت عورتیں کہتی ہیں کہ میری آج کی بات آنچل میں باندھ لو۔

آرسی :۔ زیور ہے (دیکھیں زیورات) اس کے معنی ہندی میں آئینہ کے ہیں۔

آرسی مصحف :۔ (دیکھیں رسومات)

آنکھ بتانا :۔ اشارہ کرنا۔

آنکھ نے ایک کو بتائی (گلزار نسیم)

آنکھ کا پانی :۔ کنایہ ہے شرم و حیا سے ۔ لحاظ۔

آنکھ کا پانی ڈھل جانا :۔ بے شرم ہو جانا۔ بد لحاظ ہونا۔

ڈھل گیا آنکھ کے نرگس کے کچھ ایسا پانی
ہو گیا کوفت سے شبنم کا کلیجہ پانی!

آنکھ کا پانی مرجانا :۔ بے غیرت اور بد لحاظ ہونا۔

آنکھ کا لحاظ :۔ مروت ۔ شرم۔

کیا وصف چشم یار کروں اس کے سامنے
نرگس سے ہے مجھے فقط اک آنکھ کا لحاظ (تعلق)

آنکھ مندی :۔ ناسمجھ کم عمر لڑکی۔ بھولی نادان۔ جس نے آنکھ کھول کر دنیا نہ دیکھی ہو۔
آنکھ ناک سے ڈرنا :۔ جب کوئی کسی پر تہمت لگاتا ہے یا جھوٹی گواہی دیتا ہے یا برا کام کرتا ہے تو عورتیں اس کو ملامت کرنے کے لئے بولتی ہیں کہ خدا کے لئے آنکھ ناک سے ڈرو" کیونکہ قدیم زمانے میں ناک کاٹ دینے یا آنکھیں نکلوا دینے کی سزا عام تھی۔ دوسرے یہ کہ عورتوں کے نزدیک بغیر اپنی آنکھ سے دیکھے جھوٹی شہادت دینا اتنا بڑا گناہ تھا کہ اس کے بعد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا کا قہر نازل ہو اور آنکھیں پھوٹ جائیں یا دیدے گم ہو جائیں۔

ارے ظالم خدائے پاک سے ڈر
جھوٹ مت بول آنکھ ناک سے ڈر

آنکھوں میں خاک :۔ نظر گذر کے موقع پر عورتوں کا خاص محاورہ ہے جو "چشم بددور" کے بجائے بولتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نہ کرے کہ میری آنکھوں کی نظر تجھ کو لگے۔
مثال :۔ میری آنکھوں میں یہ خاک لباس تم پر ایسا پھبتا ہے کہ دیکھتے ہی رہو۔
آنکھوں سے پانا :۔ کوسنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنکھیں پھوٹ جائیں، زور بیان کے "آنکھوں دیدوں سے پانا" بھی کہتی ہیں مثلاً۔ انھوں نے میری بچی کے ساتھ جو سلوک کیا ہے۔ خدا جانتا ہے میں تو کچھ نہیں کہتی، لیکن خدا کرے کہ وہ اپنے آنکھوں دیدوں سے پائیں۔

(مطلب یہ ہے کہ برائی کا بدلہ آنکھوں دیدوں سے پائیں، یہاں بدلے کا لفظ محذوف ہے)

آنکھوں میں رائی لون :۔ نظر بد سے بچنے کے لئے یہ جملہ بھی "چشم بددور" کے معنوں میں بولا جاتا ہے، لیکن "چشم بد دور" میں زور کم ہے۔ آنکھوں میں خاک میں شدت ہے اس محاورے میں پہلے دو کی نسبت اور زیادہ شدت اور تلخی ہے۔
مثلاً۔ آنکھوں میں تیری رائی لون، کیوں ٹوکتی ہے میرے بچے کو۔
(یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ روی لون دونوں بہت تیز چیزیں ہیں جن کو آنکھوں میں ڈالنا انتہائی خطرناک اور اذیت ناک ہے)

آنکھیں پٹ پٹانا :۔ پٹ پٹانا دراصل چنے، مٹر یا مکئی کے دانوں کے بھوننے کے لئے استعمال

ہوتا ہے۔ آنکھیں پٹ پٹانا کا مطلب ظاہر ہے کہ بددعا ہے۔ آنکھیں
پھوٹنے کے معنوں میں اس موقع پر عورتیں جب فرد مخالف کو کوستی ہیں۔
تو آنکھیں پٹم ہو جائیں بھی کہتی ہیں ۔

آنکھیں پٹم ہو جانا :۔ آنکھیں پھوٹ جانا۔
آنکھیں ٹھنڈی رہنا :۔ خاص دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنی ہیں اولاد زندہ رہے، نورِ نظر کا
سکھ دیکھنا نصیب ہو۔

آہ نہ آئے :۔ رحم نہ آئے۔ ذرا بھی افسوس نہ ہو۔

رحم تجھ پر خدا اگر آہ نہ آئے
تجھ کو پر زے کروں تو آہ نہ آئے (شوق)

آئی گئی بھول جانا :۔ رہے سہے حواس ختم ہو جانا۔ ذہن میں آئی ہوئی بات بھول جانا۔

عشق سے بھی زبوں ہے فکر معاش
بھول جاتی ہے آئی گئی ساری

آئی تھی آگ کو رہ گئی رات کو :۔ انتہائی تحقیر کے لئے ایسی عورت کے لئے بولتی ہیں۔ جس کو بدچلنی
کے لئے بہانہ چاہیئے۔

---

# الف مقصورہ

---

اَب اَب کر کے :۔ حال ہی میں، تھوڑے دن ہوئے۔ مثلاً اب اب کر کے تو ان کے حالات ٹھیک
ہوئے ورنہ پہلے کیا تھا۔

اَب تب ہونا :۔ ٹال مٹول ہونا۔ اب تب کرنا بھی ٹالنا کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ لیکن جب
"حالت" بیان کرنے کے لئے اب تب ہونا بولا جائے تو اس کے معنی مریض کے
قریب المرگ ہونا ہوتا ہے۔

اب کے حسابوں :۔ آج کے مقابلے میں۔

آگے بھی ناتواں تھے مثل کمر نہاں تھے
اب کے حسابوں لیکن اس وقت پہلواں تھے (سحر)

ابھی کچی لکڑی ہے :۔ کمسن اور ناتجربہ کار لڑکی کے لئے بولتی ہیں کیونکہ کمسن لڑکی اور کچی لکڑی کو

مرضی کے مطابق موڑا جا سکتا ہے۔ پختہ ہونے کے بعد لکڑی کی اپنی ایک مستقل شکل ہوتی ہے اور اسکو موڑا نہیں جا سکتا۔

ابھی کچا برتن ہے:۔ کمسن اور نا تجربہ کار۔ جس کو پکا کر پختہ نہ کیا گیا ہو۔ جس کی حفاظت مٹی کے کچے برتن کی طرح ضروری ہو۔

اپنا بیگانہ نہ:۔ اپنے پرائے۔

اپنا منہ دیکھنا:۔ اگر یہ کہا جائے کہ پہلے اپنا منہ دیکھو، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اس کے قابل بنو۔ جس کی تمنا کر رہے ہو۔ مثلاً تم اور عالی شان حویلی " اپنا منہ تو دیکھو۔

لیکن اگر یہ الفاظ چراغ کے لئے کہے جائیں تو اس کے معنی اور ہوں گے۔ "چراغ اپنا منہ دیکھتا ہے" یعنی اس کی روشنی اتنی کم ہے کہ اس میں خود چراغ کے کوئی چیز اور دکھائی نہیں دیتی۔

اپنا منہ بنواؤ:۔ پہلے اس قابل ہو پھر حوصلہ کرو۔

منہ پہ منہ رکھا تو بولے کیا خوب

پہلے منہ اپنا تو بنوائے آپ (رجان صاحب)

ایسی تیسی میں جاؤ:۔ اپنی انتہائی بے نیازی اور دوسرے کی تحقیر کے موقع پر بولتی ہیں مثلاً۔ نہ سنو میری باتیں اپنی ایسی تیسی میں جاؤ۔

اپنی گڑیا سنوار دینا:۔ کنایہ ہے بیٹی کے جہیز کی تیاری سے۔ یہ محاورہ انکساری میں بولا جاتا ہے کہ میں نے اپنی بساط کے موافق شادی کی تیاری کر دی ہے۔

مشاطہ کہہ ادھر تو سرانجام ہو گیا!!

گڑیا سنوار دوں گی اچی بھیک مانگ کے (رجان صاحب)

اپنی والی پر اتر آنا:۔ زور بیان کے موقع پر بولتی ہیں اگر میں اپنی بات پر اڑ جاؤں یا اپنی ضد پر اتر آؤں "یہاں اپنی والی" کا مطلب "اپنی ضد"، "یا اپنی بات" ہے۔

اگر ہم کبھی اپنی والی پہ آئیں

تمہارے فلک کو نہ خاطر میں لائیں (میر حسن)

اپنے خدا سے پائے:۔ کوستا ہے۔ کہ خدا سے اس کا بدلہ پائے۔

اپنے اللہ سے پائے:۔ یعنی خدا سے اس کا بدلہ پائے۔

مجھ پہ تہمت جو لگائے سوکن (رجان صاحب)

اپنے اللہ سے پالے سوکن

اپنے اوپر اوڑھ لینا:۔ کسی بات کو دوسرے کی مروت میں اپنے سر لے لینا۔ دوسرے کی غلطی پر پردہ ڈال کر اس کو اپنے سے منسوب کرنا، جیسا کہ ماں بیٹے کی محبت میں کرتی ہے یا بیوی شوہر کی الفت میں۔

اپنے نزدیک۔ اپنے خیال میں۔ اپنے حساب میں۔

اپنے تئیں لئے دیئے رہنا:۔ خودداری کا خیال رکھنا، رکھ رکھاؤ باقی رکھنا، کسی سے جلد ہی بے تکلف نہ ہونا۔ مثلاً چھوٹی بیگم سبھی بدمزاج ہی ہیں۔ بس ذرا اپنے آپ کو لئے دیئے رکھتی ہیں اس لئے پتہ نہیں چلتا۔

اتارے ہونا:۔ پیچھے پڑنا۔ درپے ہونا۔

کچھ نہ پوچھا کہ ہے یہ کس کی خطا
آتے ہی مجھ پر اتارے ہو گئے

اُترتا چاند:۔ بدر کے بعد گھٹتا ہوا چاند۔ زوال ماہ۔

اُترن پُترن:۔ اترے ہوئے کپڑوں کو "اُترن" کہتی ہیں اس کی ترکیب ایسی ہی ہے جیسے کترنا سے کترن۔ پترن اس کا تابع مہمل ہے

اتنا سا فتنہ:۔ بہت کم عمر مگر انتہائی چالاک اور مکار لڑکا۔ لڑکی کے لئے اتنی سی فتنی کہا جاتا ہے۔

اتنے سے اتنا ہونا:۔ چھوٹے سے بڑا ہونا۔

اتھل پتھل ہونا:۔ الٹ پلٹ ہونا۔

لڑکے کیا ہیں آفت ہیں پل بھر میں سارا کمرہ اتھل پتھل کر کے رکھ دیا۔

اٹکاوا:۔ روک۔ آڑ۔ اٹکاؤ۔

جب تک بڑے میاں ڈیوڑھی پر رہے اٹکاوا رہا، اب تو یہ حال ہے کہ جس کو دیکھو منہ اٹھائے چلا آتا ہے۔

اُٹھنگا:۔ احمق، اونچا، انگ۔ بدن۔ اونگ۔ بدن سے اونچا جو کثرت استعمال سے اُٹھنگا بن گیا۔ بدن یا ناپ سے کم خصوصاً اونچا کرتا یا پاجامہ۔

یہ اوٹھنگا اوٹھنگا پاجامہ
جس طرح غریب کی ماما!!

اڑوائی کھٹوائی:۔ پورا محاورہ اڑوائی کھٹوائی لے کر پڑنا یا لیٹنا ہے۔ مطلب ہے غصے کی

حالت میں سب سے الگ تھلگ منہ لپیٹ کر چارپائی پر لیٹ رہنا، نخرہ کرکے پڑنا۔ صرف اُس لئے بیمار بن جانا کہ دوسرے ہمدردی کریں یا ناز اٹھائیں۔

**اٹھاؤ چولہا:۔** جو ایک جگہ نہ رہے خانہ بدوشوں کی طرح چولہا ہانڈی لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ مارا مارا پھرے کنایۃً ہے ایسے انسان سے جس کا کام کام میں دل نہ لگے۔ کہیں جم کر نہ بیٹھے۔ مثلاً لڑکی کیا ہے اٹھاؤ چولہا ہے وہ کیا جم کر بیٹھے گی جو میں اسکو کشیدہ کاری سکھاؤں۔

**اٹھوارا:۔** ہفتہ۔ آٹھ دن، اب تو تم ہر اٹھوارے وہاں جانے لگے۔

**اٹھوانسا:۔** وہ بچہ جو آٹھویں مہینے پیدا ہو جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کبھی زندہ نہیں رہتا۔

**اٹیرنا:۔** سوت کو کاتنے کے بعد تکلے سے نکال کر اس کی لچھی بنانا جس سے بعد کو انٹی بنتی ہے۔

**اٹیرن:۔** جس پر سوت اٹیرا جائے۔ انٹی بنائی جائے۔

**اجاڑ صورت:۔** بدصورت منحوس۔

**اجڑے یا اجڑ جائے:۔** بد عا، کوسنا، برباد ہونا، تباہ ہونا۔

**اجڑا بجڑا:۔** تباہ و برباد۔ بدحال۔

**اجھیلنا:۔** عورتوں کا ایجاد کردہ خاص لفظ ہے جس کے مترادف کوئی اور لفظ نہیں ہے اس کے معنی لکڑیوں یا اپلوں کو اس طرح چولہے میں رکھنا ہے کہ ان کے درمیان ہوا کا راستہ رہے اور آگ جلتی رہے ورنہ لکڑیاں جل نہیں سکتیں۔

**اچاپت:۔** اچک پھاند۔ اودھم ہنگامہ۔ واقعہ یہ ہے کہ جس دن اسکول نہیں ہوتا تم لوگ خوب اچاپت مچاتے ہو۔

**اچھا بچّھا:۔** بھلا چنگا۔ کل تک تو یہ اچھے بچھے تھے آج ایک دم سے کیا ہو گیا۔

**اچھی:۔** یہ لفظ لڑکیاں پیار سے اپنی سہیلیوں کو مخاطب کرنے کے بولتی ہیں اچھی ذرا میری روٹی توے پر سے ذرا دیکھ لینا میں ابھی آئی۔

**اچھال چھکّا:۔** پھوہڑ، بدسلیقہ، بدوضع عورت کے لئے بولا جاتا ہے جسکو ایک پل چین نہ ہو اور کوئی کام جم کر نہ کر سکے۔

نوج ایسی اچھال چھکا لڑکی کو میں اپنی بہو بناؤں، ذرا منہ تو دیکھو۔

**اچھوانی:۔** ہریرے کی ایک خاص قسم جس میں مغزیات ڈالے جاتے ہیں۔ اور ولادت

کے بعد عورتوں کو طاقت کے لئے چلائی جاتی ہے۔

اچھوتا :۔ جس کو کسی نے نہ چھُوا ہو۔

اچھوتا پنڈا :۔ کنواری لڑکی لیکن جب یہ محاورہ بچوں کے لئے بولا جائے تو اس کا مطلب ان بچوں سے ہے جن کے جسم کو چیچک کی بیماری نے نہ چھوا ہے۔

اجھڑ ہ :۔ بات بات پر جھگڑا کرنے والا۔ یہ لفظ " اجہل " سے بگڑ کر بنا ہے جس کے معنی جاہل کے ہیں۔

احدی بیل :۔ نکما، کاہل، جو کوئی کام کاج نہ کرے۔ دراصل یہ لفظ عہدی تھا یعنی وہ شخص جس نے کام نہ کرنے کا عہد کر لیا ہو۔

اخنی پخنی :۔ ذلیل اور چھچھوری عورت کے متعلق تحقیر میں بولتی ہیں۔ مثلاً ہٹاؤ بھی ایسی اخنیاں پخنیاں بہت دیکھی ہیں۔

دل کا نقصان جس سے ہوتا ہے
کام کرتا ہوں ادبد اکے وہی

اُدماتی :۔ مست۔ نفس پرست۔

بات مجھ کو نہیں ہے یہ بھاتی
بندی ایسی نہیں ہے ادماتی (رجا لضاحب)

اُدھل ہونا :۔ بے حیا اور بدکار ہونا۔ میں نے تو خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ یہ شہر جاکر یوں ادھل ہو جائے گی۔

اڈوا اڈو کرنا :۔ ذلیل کرنا۔ ذرا سی بات کے لئے خفیف اور رسوا کرنا، چوسر کی بازی میں گوٹ اس وقت اڈو ہوتی ہے، جب بازی جیتنے کے لئے صرف ایک گھر باقی رہتا ہے اور کوڑیوں یا پانسے سے ایک کا نشان نہیں بنتا جو گوٹ اپنی منزل پر پہنچے۔

اردلی اترو انا :۔ عورت کا ایک سے زائد مردوں سے اختلاط رکھنا، کئی ایک سے تعلقات قائم کرنا، بے حیائی کی انتہا کرنا۔

ارواح ادھر ہی رہے :۔ یہاں سب سے پہلے اس امر کی تشریح ضروری ہے کہ عورتیں " ارواح " کا لفظ روح کے معنوں میں بولتی ہیں اس سے نہ عالم ارواح مراد ہے اور نہ "بہت سی روحیں" جب کسی مری ہوئی عورت کا ذکر کرتی ہیں۔ یا اس کے کسی قول کو دہراتی ہیں تو کہتی ہیں کہ اس کی " ارواح ادھر ہی رہے " یعنی جہاں

ہے وڑیں رہے ہیں۔ اس کا قول دہرا رہی ہوں بہتان نہیں باندھ رہی ہوں جو میرے پاس آئے۔ مثلاً میری اتنا اس کی ارواح ادھر ہی سے کہا کرتی تھی کہ شام کے وقت کوٹھے پر نہ جایا کرو۔

**ارواح بھر جانا:۔** یہاں ارواح کے معنی دل کے ہیں یعنی دل اور روح سب بھر جانا سیر ہو جانا اتنی نیت بھر جانا کہ پھر خواہش باقی نہ رہے۔

تم ہی یہ چیزیں چاٹتی پھرتی ہو تو ارواح بھری ہوئی ہے۔

**ارواح بھٹکنا:۔** روح کا پریشان ہو کر دنیا میں بھٹکتے رہنا۔

میں تو جانوں کہ مرنے کے بعد تیری ارواح بھی یہیں بھٹکتی رہے گی۔

**ارواح پڑی رہنا:۔** کسی چیز میں نیت لگی رہنا کہ مرتے دم تک حسرت نہ نکلے، ارمان قبر میں لے کر جانا۔

نوج ایسی بھی ندیدی کوئی ہو بنو
تیری ارواح مٹھائی میں پڑی رہے بنو

**اُڑنا:۔** کسی چیز کا کمیاب ہونا۔ عنقا ہونا۔

کیا بات کرتی ہو، اصلی گھی تو اب دنیا ہی سے اڑ گیا۔

**اڑن جوگا:۔** (جوگا کے معنی قابل کے ہیں) اُڑن جوگا یعنی جو برباد یا تباہ ہونے کے قابل ہو۔ بطور کوسنا یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ دکن میں ماں جوگا (مٹی میں ملنے کے قابل) بولتے ہیں۔

ابھی کیا کیا نہ اس سے شر ہوگا
کہیں اڑ جائے یہ اڑن جوگا

**اڑنگ بڑنگ:۔** بے ترتیب، تتر بتر، ادھر اُدھر بکھری ہوئی۔ "ارے تم لوگوں کو کچھ ہوش بھی ہے یہ گھر کب تک اڑنگ بڑنگ پڑا رہے گا۔

**اڑھائی چلو لہو پینا:۔** سخت غصے کے عالم میں بولتی ہیں۔ یہ بھی کوسنا ہے۔ مثلاً مجھے آج بھی وہ کہیں مل جائے تو اڑھائی چلو لہو پی کر دم لوں۔

**اڑھائی گھڑی کی آئے:۔** یعنی بہت جلد مر جائے۔ چند لمحوں میں جھٹ پٹ رہ جائے۔ یہ بھی سخت بد دعا کا کلمہ ہے۔

**اڑی پڑ کر کھانا:۔** ندیدوں کی طرح کھانا۔ جلدی جلدی کھانا۔ دسترخوان پر بیٹھ کر دوسرے کا لحاظ نہ رکھنا۔

**اڑے یا اڑ جائے:۔** یہ کوسنا ہے، غارت ہو جائے، برباد ہو جائے۔ مثلاً اڑے کمبخت مشتری جس نے اس گھر کا ستیاناس کیا ہے۔

اَڑے وقت کا گہنا:۔ سونے کا وہ زیور جس کو بیچ کر انتہائی مصیبت اور پریشانی میں کام نکالا جا سکتا ہے۔ مراد ہے کام آنے والی چیز سے خواہ وہ ہنر ہو یا دوست رشتہ دار۔

اُڑ پڑی یا اُڑی پڑی بات:۔ سنی سنائی بات، افواہ، غیر مصدقہ اطلاع۔ غیر معتبر خبر۔

اے شاد خیریت ہو بلبل کے مشت پر کی
بادِ صبا بھی آئی سن کر اُڑی پڑی بات

ازار میں ڈال کر پہن لینا:۔ خاطر میں نہ لانا۔ ادب لحاظ نہ کرنا۔

تم نے تو بڑے بھائی کو ازار میں ڈال کر پہن لیا ہے تو بہ ہے کچھ تو ان کی بزرگی کا لحاظ کرو۔

اس کی چیل کوؤں کو دوں:۔ کوسنا ہے کہ دشمن کو مار کر اس کی بوٹیاں چیل کوؤں کے آگے ڈال دوں۔

اس کو وہاں ماروں جہاں پانی نہ ملے:۔ انتہائی سنگدلی اور بے رحمی سے ماروں۔ یہ بھی کوسنا ہے جو انتہائی غصے کی حالت میں دیا جاتا ہے۔

اس کو چھپاؤ اس کو نکالو:۔ یکسانیت کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے، ہو بہو ایک ہونا۔ غیر معمولی مشابہت کے اظہار کے موقع پر کہا جاتا ہے۔

اصل خیر:۔ بخیر و عافیت۔ تم اصل خیر سے گھر آجاؤ تو بات کروں گی۔ یا۔ اب تم اصل خیر سے سدھارو، میری فکر نہ کرو۔

افراتفری:۔ یہ لفظ (افراط و تفریط) سے بگڑا ہے۔ نفسا نفسی، ہل چل۔

اس افراتفری کے دور میں کون کسی کو یاد رکھے۔

الجھنا:۔ کسی سے لڑائی یا جھگڑا کرنا۔ تم صبح ہی صبح بھابی سے کس بات پر الجھ پڑیں کچھ پتہ تو چلے۔ اس کے علاوہ لکھنؤ کی بیگماتی زبان میں الجھنا کنایتاً عورت کا مرد سے تعلق رکھنے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ مثلاً اتنا تو مجھے چاہیئے، لیکن دیکھ لینا بھائی کسی سے الجھی ہوئی عورت نہ ہو۔

الجھیڑا بکھیڑا:۔ الجھے ہوئے قصے اور پیچیدہ معاملات جس میں لڑائی جھگڑے کا امکان ہو۔

میرے سامنے اپنا دکھڑا نہ رو میں ان الجھیڑوں بکھیڑوں میں نہیں پڑوں گی۔

اللہ آمین کرنا:۔ ہر ہر قدم پر دعاؤں اور مرادوں کے ساتھ بچوں کی پرورش کرنا۔ اللہ آمین کر کے پالنا بھی بولا جاتا ہے۔

سات بچوں میں ایک بچہ زندہ رہا اسکو اللہ آمین کر کے پالا جب جوان ہوا تو اللہ نے اس آفت میں مبتلا کر دیا۔

**اللہ رکھے:۔** ماشاء اللہ کی جگہ بولتی ہیں۔ نام خدا۔ چشم بد دور۔ اللہ رکھے میری نازو کے یہاں دوسرا لڑکا ہونے والا ہے۔

**اللہ کی مار:۔** اللہ کی سنوار۔ جس پر اللہ کی طرف سے قہر ٹوٹے۔ یہ محاورہ کوسنے کے وقت بھی بولا جاتا ہے اور مذاق میں بھی مثلاً۔

اللہ کی مار اس مغلانی پر سارا دوپٹہ غارت کر دیا۔

تمہاری کاہلی پر اللہ کی مار:۔ اب تک تم نے کپڑے نہیں بدلے۔

**اللہ کی ہزار باتیں:۔** اللہ قادر مطلق ہے وہ ہزار طریقوں سے دے سکتا ہے۔ اس کے لئے ہزاروں راستے کھلے ہیں یا اس کی ہزاروں مصلحتیں ہیں۔

**اللہ اللہ:۔** عورتیں جب بچوں سے یہ الفاظ بولتی ہیں تو اس کے معنی "قرآن" کے بھی ہوتے ہیں، نماز کے بھی، دعا کے بھی۔

**اللہ اللہ کی چیز:۔** بچوں کو فاتحہ یا نیاز کی چیز کھلاتے وقت کہتی ہیں تاکہ ان کے دلوں میں اس کا ادب اور احترام باقی رہے۔

**اللہ بھولی بات:۔** غلط بات، ناحق کی تہمت، انتہائی غلط بیانی "اللہ بھولی بات تو نہ کرو بیوا! ابھی کل ہی بات ہے کہ تم کو سو روپے دے گیا ہے" مطلب یہ ہے کہ کوئی بات اللہ کو بھول کر نہ کرو۔ یاد رکھو کہ ہر غلط بات کی پرسش ہوگی۔

**اللہ کا کلام:۔** کنایہ ہے قرآن مجید سے۔

**اللہ میاں کے رحم:۔** اسکو خدا رحم بھی کہتے ہیں۔ گلگلوں کی طرح کی ایک مٹھائی جو گھر پر بنتی ہے اور خدائی رات کے رت جگے کے بعد عورتیں اس کو لے کر مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ چونکہ اس کو مسجد کے طاق میں رکھ کر اللہ کے رحم و کرم کی بھیک مانگتی ہیں اس لئے اس مٹھائی کو "اللہ میاں کا رحم یا خدا رحم کہتی ہیں، جو اللہ رحم کرے یا خدا رحم کرے کا مخفف ہے۔

**اللہ والا یا اللہ والی:۔** خدا رسیدہ، برگزیدہ، نیک۔

**اللہ والی ہے:۔** یہاں والی کے معنی مالک کے ہیں۔ مطلب ہے خدا مالک ہے۔

نہ روؤں کیوں میں اپنے کشورِ دل کی خرابی پر
جو اس بستی کو بھی منظور ہے اللہ والی ہے

**اُلمّیا:۔** ہندی کا لفظ ہے وہ سختی جو جسم پر زخم بھرنے کے بعد باقی رہتی ہے، لیکن اسمیں تکلیف نہیں ہوتی۔ اسکے اوپر زخم کا نشان یا داغ ہوتا ہے۔

الم نشرح کرنا:۔ کسی چیز کا ڈھنڈورا پیٹنا، ظاہر کرنا۔ سب کو بتانا۔ غالباً یہ لفظ عالم میں نشر کرنے سے بگڑا ہے۔

الٰہی خیر:۔ اللہ خیر۔ دونوں کلمات اندیشے کے وقت بولے جاتے ہیں۔ جن میں یہ دعا شامل ہوتی ہے کہ خدا اپنا فضل کرے، سب کچھ ٹھیک رہے۔

الکسانا:۔ (آل کس یعنی) اس سے آل کس آنا۔ اور پھر الکسانا بنا ہے۔ میں نے سوچا تو تھا کہ چلی جاؤں مگر پھر طبیعت الکسا گئی

امچور یا آم چور:۔ کیریوں کے ٹکڑوں کو سکھا کر بنائی ہوئی کھٹائی جو دال میں استعمال ہوتی ہے کنایۃً ہے دبلی پتلی عورت سے۔

تھی وہ مم چرغ ہو گئی اور بھی امچور سی

امی جمی رہنا:۔ رونق، چہل پہل، بے فکری کا دور۔ جمی جمائی زندگی۔

یہاں تو امی جمی ہے وہاں کی خیر خبر سناؤ

امک ڈھمک:۔ ایک مہذب گالی۔

انگوٹھی:۔ انگلی کا زیور۔ جس میں نگینہ رکھا ہو۔

ان گنا برس:۔ اٹھارواں برس۔ چونکہ حضرت علی اکبرؓ اس عمر میں میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے اس لئے عورتیں اٹھارویں برس کو منحوس سمجھتی ہیں۔ اور ویسے بھی تین تیرہ نو اٹھارہ کے معنی بربادی کے ہیں اس لئے جب اپنی اولادوں کی عمر کا شمار کرتی ہیں تو اٹھارویں برس کو ان گنا برس کہتی ہیں۔

ان گنا مہینہ:۔ حمل کا آٹھواں مہینہ جس میں پیدا ہونے والا بچہ کبھی زندہ نہیں رہتا اس لئے اس کو نحوست کی بنا پر ان گنا مہینہ کہا جاتا ہے۔

انگیار:۔ سینہ بند، محرم، عورتوں کا لباس (دیکھیے ملبوسات)

انگ لگنا:۔ جزو بدن ہونا۔

انگارے برسنا:۔ خدا کا قہر نازل ہونا۔ حقدار ترسیں انگارے برسیں۔

انگڑ کھنگڑ:۔ فالتو سامان، کاٹھ کباڑ۔ خدا کے لئے یہ انگڑ کھنگڑ سمیٹو میرا تو دم الجھ رہا ہے۔

انگل:۔ عورتوں کی پیمائش ایک انگلی کے برابر چوڑا۔

اندر والا:۔ کنایۃً ہے دل سے۔ تم لاکھ سمجھاؤ لیکن اندر والا نہیں مانتا۔
بیگمات کی زبان میں اندر والا سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔

اندر والی:۔ کنایۃً ہے دل سے چونکہ ڈائن کلیجہ کھاتی تھی اور کلیجی جادو ٹونے میں استعمال

ہوتی تھی اس لئے عورتیں اس کا نام لینے کی بجائے اسکو اندر والی کہتی تھیں۔

**ان ہوت:۔** جس کے پاس کچھ نہ ہو، مفلس، قلاش۔ ہوت کی ضد مثل ہے "ہوت کی بہن ان ہوت کا یار"

یعنی بہن صرف اس بھائی کا ساتھ دیتی ہے۔ جس کے پاس پیسہ ہو اور دوست احباب وہی ہیں جو مفلسی میں کام آتے ہیں۔

**ادھیڑ کر رکھ دینا:۔** یہاں بخیہ کا لفظ محذوف ہے۔ سخت سست کہنا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا۔

کیا طعنے دے گی مجھ کو وہ درزن کی چھوکری
گوٹیاں[1] میں سات پشت کی رکھ دوں ادھیڑ کے (محشر)

**اوجلایا اوجلی:۔** عورتیں دھوبی یا دھوبن کے لئے بولتی تھیں۔ دھوبن کا نام نہ لینے کی وجہ یہ تھی کہ ایک چھوٹی سی کالی چڑیا دھوبن کہلاتی جس پر جادو جگایا جاتا تھا۔ اور وہ منحوس خیال کی جاتی تھی۔

**اوکنا:۔** عورتوں کی زبان میں قے کرنے کو حقارت سے بولتی ہیں۔ یہ بھی کلمہ تحقیر ہے۔

**اوسر کے دوسر ہونا:۔** لینے کے دینے پڑنا۔ الٹی آنتیں گلے پڑنا۔

**اوپر:۔** یوں تو اس کے معنی کسی چیز پر کے یا اونچائی، کے ہیں لیکن عورتیں اسکو بعد کے معنوں میں بھی بولتی ہیں۔ لڑکا تین لڑکیوں پر پیدا ہوا۔

**اوپر تلے کے:۔** دو بچے جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے ہوں۔ تلے اوپر کے بھی بولتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں کی عمروں میں بہت کم فرق ہوتا ہے اس لئے پیار بھی زیادہ ہوتا ہے اور لڑائی بھی۔

تو بہ ہے تم تو ایسے لڑ رہے ہو جیسے تلے اوپر کے بھائی ہیں۔

**اوپروا:۔** اوپر کی طرف۔

**اوپر والا:۔** کنایہ ہے خدا سے۔ یہ نہ کہو بھابی اوپر والا دیکھتا ہے۔

**اوپر والیاں:۔** یہ کلمہ تین معنوں میں بولا جاتا تھا۔

پہلے معنی چیل کے ہیں۔ جس کا نام عورتیں نحوست کے خیال سے نہیں لیتی تھیں۔ وہ اوپر والی دیوار پر بیٹھی ہے تم کھلا گوشت لے کر کہاں چلیں۔

دوسرے معنی "پریوں" کے ہیں، جن کا سایہ پڑنے سے آدمی بیمار ہو جاتا تھا۔ یہ عورتوں کا بڑا پرانا وہم تھا۔

---

[1] گوٹیاں پرانے زمانے کی عورتیں "سہیلی" کے لئے بولتی تھیں۔

بھری شام بال کھول کر نہ نکلو اوپر والیوں کا سایہ ہو جائے گا۔
تیسرے معنی اس کے چڑیل اور بدروح کے ہیں۔
شام سکار آنگن میں کھڑے ہونے کو یوں ہی تو منع کرتی ہوں کہ اس پیڑ پر اوپر والی کا بسیرا ہے۔

**اوسان گئی:۔** جس کے اوسان جا چکے ہیں۔ خبط الحواس، انتہائی پریشان، گھبرائی ہوئی۔

تیری رنگینی سے کہیں آنکھ لڑی سچ کہدے
کیوں تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہے اوسان گئی

**اول منزل:۔** مردے کے لئے مدفن کی منزل، مراد سفرِ آخرت کی پہلی منزل۔

**اولا ہونا:۔** اولے کے معنی برف کے ہیں۔ بہت زیادہ ٹھنڈا ہونا برف کی مانند سرد ہونا

دم کہاں ہے مجھ میں اولا ہو گیا ہے تن بدن (داغ)

**اونٹ برابر ڈیل:۔** بیوقوف، دراز قد، بے ڈھنگے ڈیل ڈول کا آدمی۔ مثلاً اونٹ برابر ڈیل ہو گیا لیکن عقل نہ آئی۔

**اوہی یا اوئی:۔** عورتوں کا مخصوص تکیہ کلام۔ حیرت و استعجاب، افسوس اور رنج کے وقت ناک پر انگلی رکھ کر بولتی ہیں ویسے درد کی شدت اور ناز و انداز میں بھی یہ کلمہ بولا جاتا ہے، عورتیں اپنے انداز اور طرزِ ادا سے ہر موقع محل کے اعتبار سے اس کے معنی بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً

تعجب کے لئے:۔ اوئی۔ خدا خیر کرے تم سویرے سویرے کیسے آگئے۔
افسوس کے لئے:۔ اوئی میں کیا جانتی تھی کہ یہ اتنی جلدی چلے بھی جائیں گے۔
درد کی تکلیف میں:۔ اوئی میں مرگئی۔ اوئی اللہ۔
بطور ناز و انداز:۔ اوئی مٹو۔ ہم سے ایسی باتیں نہ کرو۔
اوئی کے ساتھ اوئی اللہ بھی بولا جاتا ہے۔

**اے ہے:۔** کلمہ افسوس و تعجب۔ ہائے ہائے کے بجائے بولا جاتا ہے۔ اے ہے یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

**اے ہاں:۔** بظاہر سیدھا سادھا کلمہ ہے، لیکن عورتیں اپنے لہجے کے اتار چڑھاؤ سے اس سے مختلف معنی پیدا کر لیتی ہیں۔

(۱) صرف مخاطب کرنے کے لئے:۔ اے ہاں ایک بات تو سنو۔
(۲) کسی بھولی ہوئی چیز کو یاد کرنے کے لئے:۔ اے ہاں! لو میں یہ بتانا تو بھول گئی تھی کہ

(۲) نفرت اور بیزاری کے لئے :۔ مجھے کیا پڑی ہے جو وہاں جاؤں ۔ اے ہاں ۔
جیسے وہ میرے کچھ لگتے ہی تو ہیں ۔

**اے لو :۔** لو دیکھو ، سنو تو ، کوئی چیز یاد دلاتے وقت بولتے ہیں ۔ اس کے محل استعمال بھی تقریباً وہی ہیں جو " اے ہاں " کے ہیں ۔

**اے واہ :۔** طنز جس میں تمسخر شامل ہو ۔ اے واہ تم نے بھی یہ خوب کہی ۔

**انوا سنا :۔** کسی برتن میں پہلے پہل کھانا ۔ کورے برتن میں پانی ڈالنا ، کسی چیز کے استعمال کی پہل کرنا
آج بڑے میاں نے حقہ انوا سا ہے ۔
بیگماتی زبان میں انواسی اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی مرد کے ساتھ رہ چکی ہو ۔

**ایرے غیرے :۔** وہ لوگ جن سے کوئی واسطہ مطلب نہ ہو ۔ بعض مرتبہ اس کے ساتھ زور بیان کے لیے " نتھو خیرے " بھی بڑھا دیا جاتا ہے ۔

**ایام :۔** یوم کی جمع ، دن ، عورتیں کنایۃً ناپاکی کے دنوں کے لئے بولتی ہیں ۔

**ایڑی چوٹی پہ واروں یا صدقے کروں :۔** دوسرے کی سخت تحقیر کرنے کے موقع پر بولتی ہیں ۔

ایسا ہر جائی نوج ہو انسان
ایڑی چوٹی پہ میں کروں قربان (شوق)

**ایسے کیا لال لگے ہیں :۔** ایسی کون سی نایاب چیز ہے ، یا کوئی نادر شے نہیں ہے ۔ ایسی حسین یا اچھی نہیں ہے ۔

بیٹھ مت چھپ کے بہت پھول ہیں گلزاروں میں
ایسے کیا لعل لگے ہیں تیرے رخساروں میں !

**ایسے میں :۔** اس موقع پر ، اس حالت میں ۔

چمن ہے جان صہبا ہے گھٹا ہے جائے خلوت ہے
اگر ایسے میں آ جاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

**ایک آنکھ نہ بھانا :۔** انتہائی نفرت ۔

تمہاری کہی بات مجھے ایک نہیں بھاتی

**ایک پر بیٹھ رہنا :۔** ایک مرد پر قناعت کرنا ۔

ایک پر بیٹھ رہوں اور کسی سے نہ ملوں
ایسے بندی نے کئے ہیں نہیں اقرار کہیں

**اینجن چھوڑ کھیلتی میں پڑنا :۔** ایک آفت سے نکل کر دوسری میں مبتلا ہونا ۔

# "ب"

بابل :- معنی ایں باپ۔ مشہور گیت جس کی تشریح کتاب کے تیسرے باب میں ہے۔
بات اٹھانا :- بات سہنا۔ کسی کا کہنا برداشت کرنا۔

نہ کسی کی کڑوی سہی ہم نے
نہ کسی کی کبھی اٹھائی بات

عورتیں بات اٹھانا۔ ذکر چھیڑنا۔ گفتگو کرنے کے معنوں میں بولتی ہیں۔ بہن
تم ہی نے یہ بات اٹھائی تھی اور اب تم ہی چپ ہو گئیں۔
بات اکارت جانا :- بات کا ضائع ہونا۔ کہا سنا بے کار جانا۔ اس موقع پر بولتی ہیں جب مخاطب
متکلم کی بات نہ مانے۔ جو کہا میں نے سمجھ سوچ کے وہ مان گئے
شکر ہے آج میری بات اکارت نہ گئی

بات اونچی کرنا :- اپنی بات بالا رکھنا۔
بات آنچل میں باندھنا :- دیکھو آنچل میں بات باندھنا۔
بات پلے باندھنا :- دیکھو آنچل میں بات باندھ لینا۔
بات پھینکنا :- طعنے دینا۔ آوازے کسنا۔
خیر اب تم بے کار باتیں تو پھینکو۔ جو ہوا میں جاتی ہوں۔
بات جھٹلا لینا :- بات کو غلط سمجھنا، تردید کرنا۔

بولا وہ کہ ہے یہ دوسری بات
کیونکر جھٹلا لوں میں آپ کی بات (عاشق)

بات جی کو لگنا :- کسی کا کہا ہوا ذہن نشین ہو جانا، بات دل میں اتر جانا۔
بات بات میں چھری کٹاری :- بات بات پر لڑنا، ہر وقت برسر پیکار رہنا۔
بات چھو نہ جانا :- یہاں بات کے معنی عادت اور خصلت کے ہیں۔ اس موقع پر بولتی ہیں، جب کسی
فرد میں والدین یا خاندان کی خصلتیں نہ ہوں مثلاً۔
بیٹے میں باپ کی ایک بات بھی نہیں چھو گئی۔
بات چھیڑنا :- ذکر چھیڑنا۔ تو بہ ہے میں تو ایک بات چھیڑ کر پچھتائی۔

بات کا اور نہ چھور۔ بے سر وپا بات۔ لایعنی گفتگو۔
بات ذہن پر چڑھنا۔ کسی بات کا اچھی طرح ذہن نشین ہونا۔
بات مغز سے اترنا۔ بھول جانا۔ ذہن سے اتر جانا۔
بات پتلی ہونا۔ بات کھونا۔ بات ضائع ہونا۔
بات ہونا۔ نسبت ناطے کا طے ہونا۔ منگنی ہونا۔
باتوں کے قربان۔ طنز ہے، باتوں کے صدقے۔

وصف خرام ناز پہ دیں گالیاں مجھے
قربان تیری باتوں کے کیا بول چال ہے

باتیں سنا کرو۔ خوش بیانی، اور شیریں گفتاری کے موقع پر تقریباً بولتی ہیں۔ اور یہی جملہ لہجے کی تبدیلی کے ساتھ طنزاً بھی بولا جاتا ہے جس کے معنی ہیں کہ بس باتیں سنا کرو عمل کی امید نہ رکھو۔ زبانی جمع خرچ۔
باتیں لڑانا۔ جھوٹی سچی باتیں کرنا، الٹی سیدھی باتیں کرنا۔ خواہ مخواہ قائل کرنے کی کوشش کرنا۔
باتیں ملکانا۔ چکنی چپڑی باتیں کرنا، خوشامد کرنا، کسی کو رام کرنے کی کوشش کرنا۔
بادل امنڈ گھمنڈ کے آنا۔ گھٹاؤں کا گھر گھر کر آنا جب موسم خوشگوار ہو جس سے دل کو فرحت ہو۔
بادل رندھ رندھ کر آنا۔ گھٹاؤں کا اس طرح گھر کر آنا کہ موسم بے کیف ہو اور جبس سے طبیعت مکدر ہو۔
بادل میں تھگلی لگانا۔ دشوار کام کرنا لیکن حقارت اور برائی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔
تعریفاً کہتے ہیں (تھگلی کے معنی پیوند کے ہیں)

تھگلی بادل میں یہ لگائیں گی
دیکھنا کیسے گل کھلائیں گی! (عالم)

بارا بانی۔ خالص، کھرا، بے عیب، جس میں کھوٹ نہ ہو۔
بار رنڈے والی۔ تحقیر اور طنز میں کثیر الاولاد عورت کو بولتی ہیں۔
بارہ گنی لکھتی ہوں۔ یعنی تم اگر ترے میں ایک جنہ باندھ رہی ہو تو میں اسکی بارہ گنی باندھنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ مجھے اپنی جیت یا صداقت پر یقین ہے، یعنی ایک بات پر بجلے بارہ گنی لکھنے کو تیار ہوں۔ شرط باندھتے وقت یہ کلمہ بولا

جاتا ہے۔

بارات:۔ نوشاہ کا جلوس جو دولہن کے گھر آتا ہے (دیکھو رسومات)

باراوفات:۔ ربیع الاول کا مہینہ۔ عورتوں کی زبان میں باراوفات کہلاتا ہے کیونکہ اس کی بارہ تاریخ رسول مقبول صلی اللہ وعلیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔

باری دار:۔ باری، دینے والا۔ جسکی باری ہو۔ کنایۃً چوکیدار سے۔

بازار میں آگ لگنا:۔ اشیائے صرف کا گراں ہونا۔

بازار دکھانا:۔ کسی شے کو فروخت کے لئے بازار میں لے جانا۔

"مصری" ہوئی حراف "زلیخا" سے زیادہ

یوسف کی طرح تم اسے بازار دکھاؤ (رجانصاحب)

بازوبند:۔ زیور ہے بازو پر باندھنے کا (دیکھو زیورات)

بال بچے والی:۔ اصل معنوی سے ہٹ کر ہندؤں کی عورتوں میں کنایۃً ہے چیچک سے جسکو ستلا بھی کہتے ہیں۔ یہ بیماری کی دیوی کا نام ہے جس کو "ماتا" بھی کہتے ہیں اسی بناء پر ہندو عورتیں چیچک کا نام لینے کے بجائے اسکو "ماتا" یا بال بچے والی کہتی ہیں۔ کیونکہ اس بیماری کا حملہ بال بچوں والے گھروں پر زیادہ ہوتا ہے۔

باؤلی ہنڈی پھرنا:۔ ڈانواڈول پھرنا۔ بے مقصد گھومنا۔ آوارہ گردی کرنا۔

باس:۔ خوشبو۔ بو۔

باسنا:۔ کسی چیز کو خوشبو میں بسانا، مثلاً حقے کو زعفران اور مشک سے باسنا۔ کہتے کو کیوڑے سے باسنا۔ خود دن تمباکو کو مشک وزعفران سے باسنا وغیرہ جاڑوں کے آغاز میں جڑاوں یعنی گرم کپڑوں کو "سہاگ پی" یا کسی خوشبودار دھویں سے باسنا تاکہ برسات کی بو نکل جائے۔

بال بچورنا:۔ بال ہٹا ہٹا کر کھوپڑی کی جلد دیکھنا تاکہ جوئیں تلاش کئے جا سکیں۔

بالا:۔ کم عمر لڑکی، لڑکا بالا بھی کہا جاتا ہے۔ کان کا زیور (دیکھو زیورات)

بالی:۔ کم عمر لڑکی، کان کا زیور، دیکھو زیورات، بالی پتہ (زیورات)

بانٹ بونٹ کرنا:۔ یا۔ بانٹ چونٹ کرنا، تقسیم کرنا، حصہ بخرا کرنا۔

بانک:۔ چوڑی کی ایک قسم، (زیورات دیکھو) گوٹے کی ایک وضع جس کو بانکڑی بھی کہتے ہیں۔

بانگ بگڑنا:۔ بنی ہوئی بات بگڑ جانا۔ دہلی کی عورتیں بانگ بگڑنا اور لکھنؤ کی عورتیں بنگ (ن متحرک) کہتی ہیں۔

بانکڑی:۔ پتلے گوٹے کی ایک قسم۔

بانگڑو:۔ بہت کم عقل۔ بیوقوف، احمق۔

باہر سدھارنا:۔ باہر جانا، گھر سے روانہ ہونا۔

باہر ہے:۔ کنایہ ہے ہندو عورتوں میں "رسوئی" سے باہر ہونے کا کیوں کہ ناپاکی کے زمانے میں ہندو اور خصوصاً راجپوت عورتیں رسوئی یعنی باورچیخانے میں نہیں جاتی ہیں۔

باہر والا:۔ باہر والی۔ کنایہ ہے بھنگی یا بھنگن سے۔

ببریاں چھوڑنا:۔ لٹیں چھوڑنا۔

ببوا:۔ پیار سے لڑکے کو کہتی ہیں۔

بتانا:۔ ویسے تو اس کے معنی دکھانے کے ہیں لیکن مصدر سے قطع نظر یہ اسم بھی ہے۔ عورتوں کی زبان میں لوہے یا دھات کی اس مضبوط چوڑی کو کہتے ہیں جس کے سہارے ہاتھ دبا کر کانچ کی چوڑیاں پہنائی جاتی ہیں۔

بتولے:۔ باتوں کا اسم تصغیر و تحقیر۔

بتولے بنانا:۔ حقارت سے باتیں بنانا کے موقع پر بولتی ہیں۔ چکنی چپڑی باتیں کرنا۔

بتولے بنانے کو آئیں بوا
یہ بیٹے کا پیغام لائیں بوا

بتولے دینا:۔ جھانسے دینا۔ باتوں میں فریب لانے کی کوشش کرنا۔

بتولوں میں آنا:۔ باتوں میں آنا۔ جھانسے میں آنا۔

بتیس دھار ہو کر نکلے:۔ سخت قسم کا کوسنا ہے مطلب ہے کہ بدن پھوٹ پھوٹ کر نکلے، بدن زخمی ہو اور ہر زخم سے خون کی دھار نکلے۔

بٹنو، بٹیا:۔ بیٹی کی تصغیر، پیار سے بولتی ہیں۔

بٹھا رکھنا:۔ لڑکی کی شادی نہ کرنا۔ یا شادی کے بعد گھر میں روک کے رکھنا، سسرال نہ بھیجنا۔

بج بجانا:۔ کسی چیز کا سڑنا جس کی علامت ہے جھاگ بننا یا بلبلے آنا۔
گرمی کے دن صبح کی پکی دال ہوا نہ لگی تو شام تک بجبجا گئی۔ واضح رہے کہ یہ لفظ کسی چیز کے سڑ جانے سے پہلے کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔

بجلی :۔ کان کا زیور۔ (دیکھو زیورات)

بچھوا :۔ پیر کی انگلیوں کا زیور۔ (دیکھو زیورات)

بد بُلا :۔ بلائے بد کی جگہ بولتی ہیں۔ چڑیل، شریر عورت۔

پڑی رہتی ہے تعنکاری سی میری جان کے پیچھے
مجھے جانے جھیلیں دے گی بہن ہے بد بلا تیری

بدپانسا پڑنا :۔ چوسر میں ایسا پانسہ پڑنا کہ جس کے بعد ہار یقینی ہو۔ ظاہر ہے کہ اس ہار کے بعد ہارنے والی کی طبیعت مکدر ہو گی وہ جھنجھلائے گا۔ اسلئے عورتیں ان مردوں کی نسبت بولتی ہیں جو باہر سے آکر چپ رہیں منہ سے نہ بولیں یا بولیں بھی تو روٹھنے کے انداز میں۔

بدپانسہ پڑا کیا میاں جو منہ سے نہ بولے۔

بتا سا منہ :۔ گول منہ، مدور چہرہ۔ کنایتاً ایسے چہرے کو بھی بولتی ہیں جو زیور سے عاری ہو۔ مثلاً۔ اے تم نے تو بالیاں بھی اتار دیں بتا سا منہ اچھا نہیں لگتا۔

بٹھّورہ :۔ بٹھانے والا۔ چولہے کی جلی ہوئی لال مٹی کو بھی کہتی ہیں جو جونکیں لگانے کے بعد زخم کا خون بند کرنے کے لئے لگائی جاتی ہے۔

بجلی بسنت :۔ تیز اور چالاک عورت۔ بسنت کے موسم میں کڑکنے والی بجلی۔

برا لکھا کرنا :۔ یعنی تقدیر میں جو کچھ برائی لکھی ہے اس کو پورا کرنا ہے، برا حال کرنا۔ کسی کے ظلم و ستم کی داستان بیان کرتے وقت بولتی ہیں۔

بدقوما :۔ بدقوارہ سے بگڑا ہوا لفظ۔ بدقماش۔

بدا کرنا :۔ وداع کرنا۔ رخصت کرنا۔

بُڑبُڑ کرنا :۔ زیرِ لب کہنا، آہستہ آہستہ کہنا۔ اس طرح بڑبڑانا کہ ہونٹ ہلتے ہوئے نظر آئیں لیکن الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔

بدعتی :۔ عورتوں کے بیان میں اس لفظ کے معنی جھگڑالو کے ہیں۔

توبہ ہے میں نے تو ایسا بدعتی انسان نہیں دیکھا۔

بدن اندر سے پھوڑا ہونا :۔ رگ رگ میں درد ہونا۔

ہے ایسی بے کلی سارا بدن اندر سے پھوڑا ہے (رحمان صاحب)

بدن پھیکا ہونا :۔ ہنڈا پھیکا ہونا۔

بدن کا کپڑا :۔ جسم پر پہنا ہوا کپڑا۔

بدھائی دینا:۔ خبر دینا، اطلاع دینا۔ بلاوا دینا۔
رسم یہ تھی کہ جو نائی یا نوکر خوشخبری شادی کی یا بیٹے کی پیدائش کی سناتا تھا اس کو خبر سننے والا خوش ہو کر انعام دیتا تھا۔ اسی وجہ سے اکثر جگہ بدھائی اس انعام و اکرام کو بھی کہا جاتا ہے جو بچوں کی پیدائش پر نوکر وں چاکروں کو دیا جاتا ہے۔

بر:۔ نسبت، جوڑا، رشتہ۔

برابر سے جواب دینا:۔ گستاخی کرنا۔ چھوٹوں بڑوں کو اپنے برابر سمجھ کر جواب دینا۔

برا آزار:۔ عورتیں دق کو کہتی ہیں۔

ترش ہوئیں وہ تو ہوں تو منغ گران کو بھار
ہے برا آزار نرگس کو نہ دلویں نالسے! (رجان صاحب)

برا احوال کرنا:۔ رسوا کرنا، بدنام کرنا۔

برا پیرا:۔ جس کا قدم منحوس ہو۔ سبز قدم۔

بلبل ہوں وہ منحوس نصیب ایسا ہے
مجھ سبز قدم کا یہ برا پیرا ہے

برے دن کرنا:۔ برے احوال کرنا، قسمت خراب کرنا، روزِ بد دکھانا۔

بری رات کرنا:۔ ساری رات تکلیف یا ذہنی کرب میں بسر کرنا۔
اگر وقت ان کو یہ خبر سنا کر ان کی رات بری نہ کرو صبح دیکھا جائے گا۔

بَری:۔ کپڑوں کے وہ جوڑے اور زیورات جو دولہا کے یہاں سے دولہن کے لئے بھیجا جائے (رسومات)

برا دھاڑا کھانا:۔ برا حال کرنا، خوب گت بنانا۔

برا نہ ہو:۔ اس کا مطلب الٹا ہے۔ طنزاً بولتی ہیں مثلاً "اے تیرا برا نہ ہو" کا مفہوم یہ ہے کہ "میں تیرا برا کیوں نہ چاہوں"

برا چیتنا:۔ برائی چاہنا۔ مثلاً میں تمہارا برا نہیں چاہتی مگر سوچو تو سہی اگر یہی حال رہا تو بہت جلد بستر سے لگ جاؤ گی۔

برا کام کرنا:۔ عام طور پر کنایۃً ہے بدفعلی سے لیکن عورتیں رتے کرنے کے لئے بھی بولتی ہیں۔

برا لکھا ہونا:۔ مطلب ہے برا لکھا ہوا پورا ہونا۔ بدبختی۔

جان صاحب رات کو سوہر پہنے سے اوڑھ کر
کیا برا لکھا کیا تم نے ہماری شال کا!

برا ہڑا کرنا:۔ گت بنانا۔ ستیاناس کرنا۔ غارت کرنا۔
براوقت آلگنا:۔ خراب زمانہ آنا۔ برے دن آنا۔
برس بھر:۔ ایک برس بعد۔ برس بھر ٹھہر جاؤ پھر دیکھنا۔
برس کے برس دن:۔ سارا سال۔ پورا سال۔
برس گانٹھ کا دن:۔ سال کا تہوار۔ برس برس کے دن تو ہنس بول لیا کرو۔
برس دن:۔ سال بھر۔

روز وعدے کے آج سے گن تو
ہم کو مہلت دے اک برس دن تو (عالم)

برقع میں چھیچھڑے لگانا:۔ ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا مردوں کے لئے ہے۔ اور یہ محاورہ ان عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے جو پارسائی کے پردے میں عیب کریں۔
اے نوج ان کی طرح کوئی برقعہ میں جھرڑے لگائے کون نہیں جانتا۔
برکت کے دن:۔ سستا زمانہ، وہ برکت کے دن گذر گئے جب کوٹھیوں میں اناج بھرا ہوتا تھا۔ اب تو پڑیوں میں بھی نصیب نہیں۔
بڑکا:۔ بڑے، لڑکے یا بیٹے کے لئے پیار یا تحقیر سے بولتی ہیں۔
بڑکی:۔ بڑی لڑکی یا بیٹی کے لئے پیار یا تحقیر سے بولتی ہیں۔
بڑپن:۔ بڑاپن، بزرگی۔ تم بھی کس کے منگ رہی ہو کچھ تو اپنا بڑپن رکھو۔
بڑا دیدہ:۔ شوخ چشم، نڈر، برائی کے معنوں میں۔
تو بہ ہے اس لڑکی کا بھی بڑا دیدہ ہے، مردوں سے کیسی پٹر پٹر باتیں کر رہی ہے۔
بڑا چلا:۔ زچہ کا چالیس دن کے بعد کا غسل اس کو چھلا بھی کہتے ہیں۔ بڑے کی تخصیص یوں کی جاتی ہے کہ اس کے بعد زچہ خانے کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کو بڑا نہان بھی کہتے ہیں بچے کی پیدائش کے بعد دس دن اور بیس دن کے بعد جو غسل دیا جاتا ہے اس کو چھوٹا نہان یا چھوٹا چلا کہتی ہیں۔

جشن عشرت علی العلوم رہے
بڑے چلے تلک ہجوم رہے

بڑا کرنا:۔ پال پوس کر جوان کرنا۔
بڑائی چھٹائی:۔ دو بہنوں یا بھائی کے درمیان عمر کا فرق۔
ان دو بہنوں میں اتنی کم بڑائی چھٹائی ہے کہ دونوں جڑواں معلوم ہوتی ہیں۔

بڑموہی یا بڑموہا۔ جس کا منہ یا چہرہ جسم کی نسبت زیادہ بڑا ہو۔

بڑما۔ بڑمارنے والی عورت، یعنی شیخی خوری کے لئے تحقیر سے بولتی ہیں۔

بڑھاپا اگٹنا۔ بڑھاپے کا طعنے دینا جب کوئی جوان کسی بوڑھے کو کہتا ہے کہ تم سٹھیلا گئے ہو اس لئے تمہاری بات تسلیم کرنے کے قابل نہیں ہے، یا تم کو ضعیفی نے چڑچڑا کردیا ہے تو بوڑھا ہی کہے گا کہ تم کیوں میرا بڑھاپا اگٹتے ہو۔

بڑھاپے کو اپنے اگٹوائے کون
غضب تو یہ ہے اسکو سمجھائے کون

بڑھتی:۔ زائد، فالتو، بچا ہوا۔ کرتے کاٹنے کے بعد بڑھتی کپڑا مجھے دیدو۔

بڑھنا اور بڑھانا۔ عام معنوں میں ہٹ کر عورتیں اسکو تین معنوں میں استعمال کرتی ہیں۔

(۱) بڑھانا جب چراغ کے لئے بولیں تو اس کا مطلب چراغ گل کرنا یا چراغ بجھانا ہوگا چونکہ چراغ گل ہونا اور چراغ بڑھانا دونوں سے اولاد کی موت کا تصور وابستہ ہے اس لئے عورتیں اس منحوس کلمے کے بجائے چراغ بڑھانا کہتی ہیں۔

اگر تم سونے جا رہے ہو تو چراغ بڑھادو۔

(۲) بڑھانے کا لفظ جب کپڑوں اور زیور کے لئے بولیں تو اس کا مطلب اتارنے کا ہوگا۔ مثلاً۔ شام ہوگئی اب زیور بڑھادو۔

(۳) بڑھانے کا لفظ جب بالی بندے یا طوق کے لئے کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس منت کے لئے طوق یا بالی بچے کو پہنائی گئی تھی وہ پوری ہوگئی ہے اب اسکی ضرورت نہیں ہے اتار دیا جائے۔

مرے جاتے ہیں لوگ اپنے گلوں میں پھانسیاں دے کر
بڑھا ہے طوق یارب کون سے کمسن کی منت کا

بڑی چیز:۔ کنایۃً ہے قرآن مجید سے۔

بڑی چیز اٹھانا۔ قرآن اٹھانا۔ حلف اٹھانا۔ قسم کھانا۔

بڑی روٹی:۔ کنایۃً ہے قرآن مجید سے جس کا رتبہ رزق سے بھی زیادہ ہے۔

غلط بالکل پڑھاتی ہے بڑی روٹی تو ننتو کو
نصیحت کیا بڑھی ہے دے کے "کوددں" اپنی آتو کو

بڑی روٹی اٹھانا۔ قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا۔

تو بڑی روٹی بھی اگرچہ اٹھائے
ستیاناس ہو جو باور آئے (بہار عشق)

بڑے زہد کا پیسہ :۔ گاڑھے پسینے کی کمائی ۔ اکل حلال۔

بڑی فجر :۔ صبح سویرے ۔ نور کے تڑکے ۔

بڑے کی بڑائی نہ چھوٹے کی چھٹائی :۔ بڑوں کا ادب نہ چھوٹوں کا لحاظ۔

بڑی ناک والی یا بڑے ناک والا :۔ طنزیہ بولا جاتا ہے بے غیرت بے حیا آدمی کے لئے ۔

بڑے پاک :۔ بڑے زاہد ۔ پارسا ۔ بے گناہ ، طنزاً بولتی ہیں ۔

بزرگوں کا ٹھیکرا :۔ کنایہ ہے آبائی مکان یا موروثی حویلی سے ۔

بس بھری :۔ زہر بھری ، تلخ ، دل آزار ۔

بس گھولنا :۔ فساد پھیلانا ۔ برائی پھیلانا ۔

بس اگلنا :۔ زہر بھری باتیں کرنا ۔ بدگوئی غیبت کرنا ۔

بسم بستہ :۔ زبان بندی ، خاموشی ۔

بعضی :۔ بعض کی جگہ بولتی ہیں ۔

بغیا :۔ باغ کی تصغیر ۔ اسی سے بگیا بنا ہے ۔

بُکل مارنا :۔ دوپٹے کو سر سے اوڑھ کر سینے پر ڈالنا ۔

بکھان ڈالنا :۔ راز کھول کھول کر بیان کرنا ۔ بخیہ ادھیڑنا ۔ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا ۔

بکھاننا :۔ چن چن کر عیب نکالنا ۔

جان اس میں اب رہے نہ رہے میں نہ مانوں گی
گن گن کے ان کے ننھے بڑوں کو بکھانوں گی !

بگڑا :۔ کان کا ایک زیور جو دکن کی عورتوں میں عام تھا ۔ (دیکھو زیورات)

بگاڑ :۔ بیماری ، روگ ۔

بل بل جانا :۔ صدقے جانا ۔ واری جانا ۔

کیوں جاؤں نہ میں بل بل اس صانع قدرت کے
کافر تیری زلفوں میں جس نے کہ یہ بل ڈالے

بل بوتا :۔ سکت ، طاقت ، قوت ۔

بلائیں لینا :۔ واری ہونا ۔ صدقے جانا ۔

بلا بدتر :۔ کاٹھ کباڑ ، الم غلم ۔ الا بلا بھی بولتی ہیں ۔

بلا بو خان :- بد سلیقہ، واہیات، پھوہڑ عورت، غالباً "بلائے درماں" سے بنا ہے۔

بلا پڑنا :- بلا گلے پڑنا۔ مصیبت پیش آنا۔

جانتی میں کہ یہ پڑے گی بلا ایک پل بھی نہ کرتی ان کو جدا۔

بلاق :- ناک کا زیور (دیکھو زیورات)

بلاوا پھیرنا :- دعوت نامے تقسیم کرنا۔ کسی تقریب میں برادری کو مدعو کرنا۔

بلوں بلوں پڑنا :- ہائے ہائے پڑنا۔ انتہائی پریشانی میں مبتلا ہونا۔

اللہ وہ کیا بری گھڑی تھی

ہر وقت بلوں بلوں پڑی تھی (ومریہ)

بلہاری :- واری صدقے، ہندی گیتوں میں عام طور پر یہ الفاظ استعمال ہوتا ہے۔

بلسنا :- زندگی کا لطف اٹھانا، سکھ دیکھنا۔ بلکنا کی ضد۔

بن بیاہا :- بن بیاہی۔ حق، کے معنی بغیر کے ہیں۔ مطلب غیر شادی شدہ ہے۔

بن داموں کا غلام :- منت کا نوکر، انتہائی عقیدت مندی میں کسی کا پرستار ہونا، زیادہ تر یہ محاورہ اپنے لغوی معنوں سے ہٹ کر عقیدت مندی یا انتہائی محبت کے اظہار کے موقع پر بولا جاتا ہے۔

طائر کا یہ سن کلام صیاد

بن داموں ہوا غلام صیاد (گلزار نسیم)

بن داموں کھوٹا :- جو کوڑی کام کا نہ ہو۔ بالکل نکما۔

بن مارے کی توبہ :- ناحق کی شکایت۔ خواہ مخواہ واویلا مچانا۔

بنت :- (ن متحرک) کناری کی ایک قسم ہے (دیکھو لباس)

بنا دینا :- زیب دینا۔ اچھا لگنا۔

بُندہ :- کان کا زیور (دیکھو زیورات)

بندہ بڑھانا :- منت کا بندہ جو کان میں ڈالا گیا ہو۔ اس کو منت کے پوری ہونے کے بعد اتار دینا۔

بندی :- ماتھے پر باریک سا کم کم یا سرخ چکی کا ٹیکہ جو ہندو لڑکیاں لگاتی تھیں۔ اسکو "بندیا" بھی کہتی ہیں۔

بنو :- خاتون عورت، ہندی گیتوں میں دولہن کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ویسے لڑکیوں کے لئے پیار سے، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مذاق

میں اور بعض وقت تحقیر میں لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ مثلاً
بنو منی دولہن :۔ خدا مجھے اسکا سہرا دکھائے چاند سی بنو بیاہ کر گھر آئے۔
بنو، پیار کا تخاطب :۔ میری بنو ذرا دوڑ جا، چارپائی پر سرو تا رکھا ہے ذرا لا دے۔
آپس کے مذاق میں :۔ بس اب ہٹو بی بنو بہت سے چکیں اٹھائی کھٹوائی۔
بنو، تحقیر کے لئے۔ آنکھ نہ ناک بنو چاند سی، یا واہ ری بنو دیکھ لئے تیرے کرتوت۔

بندھیج :۔ روک ٹوک، پابندی، بندش۔

کروں کیوں بند غیر کا آنا جانا
مجھے تو یہ بندھیج بھاتا نہیں (رجان صاحب)

بندھوا :۔ بندھا ہوا، پابند، نوکر غلام، کنایۃً ہے زن مرید مرد سے بیوی سے سب ہی محبت کرتے ہیں لیکن تم جیسا بندھوا بھی کوئی نہ ہوگا۔

بندی :۔ باندی، خادمہ، کنیز، لیکن عورتیں از راہ انکساری اپنے لئے بھی بولتی ہیں۔

بُو پھوٹنا :۔ خوشبو پھیلنا۔ کنایۃً ہے راز افشا ہونے سے۔

عمر بھر خوب پئیں ہم نہ مگر بُو پھوٹے
جام آنکھوں میں چھپا رکھتے ہیں مینا دل میں (رنجی)

بوبا :۔ پیٹ یا شکم کی تحقیر۔ "تم تو بس اپنا ہی بوبا بھرنا جانتی ہو، دوسروں کی بھی خبر ہے۔

بوٹی بھرنا :۔ دانتوں سے بدن کا گوشت کاٹ لینا (دکن میں جسم پر گوشت چڑھنا یعنی موٹا ہونا کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

بوٹیاں توڑنا :۔ تکلیف دینا۔ ایذا پہنچانا۔

بوٹیاں نوچنا :۔

بوٹیاں کاٹنا :۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا، انتہائی غضب کا کلمہ ہے۔

بوٹیاں کتوں کوؤں سے نچواؤں :۔ انتہائی غضب ناک کلمہ ہے۔ مطلب ہے کہ تجھے ادھ موا کر کے ڈال دوں۔ اور تیری بوٹیوں کو کتے کوؤں سے نچوا کر تیری جان لوں یا تجھے مارنے کے بعد بھی کلیجہ ٹھنڈا نہ ہو اور تیری لاش کو کتے اور کوؤں کو کھلاؤں۔

بور بورا :۔ پرزے پرزے، آٹا آٹا۔ بوسیدہ، گلا ہوا۔

چمن میں تم نے نہ کھینچا تھا کس کو کانٹوں میں
لباس باغ میں کس گل کا بور بور نہ تھا! (شرف)

**بوجھ بھار:۔** استقلال، ثابت قدمی۔ آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہ ہو بھار نہ ہو۔
**بوڑھ سہاگن:۔** بوڑھی اور سہاگن عورت۔
**بوڑھی جرھا:۔** جرھا یا جورو کی تصغیر ہے۔ مطلب بڑی عمر کی عورت۔ تحقیر کے لئے بولا جاتا ہے۔
**بوڑھا آڑھا:۔** "آڑھا"، بوڑھا کا تابع مہمل ہے۔ بڑھے کے ساتھ آڑھا نہیں بولا جائے گا۔
**بوڑھا پونگ:۔** وہ بچہ جو بڑا ہونے کے بعد بھی بالکل چھوٹے بچوں والی حرکتیں کرے۔
**بوڑھا چونڈا مونڈوانا:۔** بڑھاپے میں ذلیل کرنا، ضعیفی میں رسوائی۔
**بوکھل:۔** بوکھلانا کا حاصل مصدر ہے۔ مطلب ہے بوکھلایا ہوا۔
**بوڑھا ڈھونگ:۔** حقارت اور مذاق سے ایسے لڑکے کے لئے بولتے ہیں جس کا ڈیل ڈول نکل آئے لیکن وہ حرکتیں بچوں والی کرے۔
**بول:۔** شبد، لفظ، بول پڑھانا۔ کنایہ عقد سے۔
میری بات مانو تو اسی رجب میں لڑکی کے دو بول پڑھا دو۔
**بول سنانا:۔** برا بھلا کہنا۔
**بول بندھوانا:۔** چپ لگنا، زبان بند ہونا۔ بولنے کی سکت باقی نہ رہنا۔
**بولیاں سنانا:۔** طعنے دینا۔ جلی کٹی سنانا۔
**بولنا:۔** گھڑی کے لئے "بجنے" اور گھنٹے کے اعلان کے لئے بولا جاتا ہے۔ چار بجے گھڑی بولی تو میں نے گھر کا راستہ لیا۔
چھت کی کڑی یا شہتیر کے چرچرانے کی آواز کو بھی "بولنا" کہتی ہیں۔ اور عورتوں کے خیال میں چھت کی کڑی کا بولنا منحوس ہوتا ہے۔

کوٹھی میں نہ رہو جا کے یا دالان کرو ترک
"بی" بولنا اچھا نہیں اس چھت کی کڑی کا

(چھت کی کڑی کی چرچراہٹ چونکہ اس کا پیش خیمہ ہوتی ہے کہ چھت گرنے والی ہے، اس لئے وہاں سے رہائش ترک کر دی جاتی تھی اور اس حکمت کو انہوں نے توہم پرستی کا لبادہ اڑھا دیا ہے)
**بہاری:۔** بہارنے والی یعنی جھاڑو دینے والی۔
**بھاڑ میں جائے/بھاڑ میں پڑے:۔** بھاڑ اس چولہے کو کہتے ہیں جس میں دانے بھونے جاتے ہیں عورتوں کی زبان میں یہ کوسنا ہے جس کے معنی ہیں جل بھن کر خاک ہو یا آگ لگے۔

ہم قفس میں ہیں بلا سے اگر آئی ہے بہار۔
آگ جنگل کو لگے بھاڑ میں گلزار پڑے (رند)

اس کو صدقے کر دل وہ بھاڑ میں جائے
جو تمہارے قدم سے مجھ کو چھڑائے

بھاگ آ گئے :- بھاگ۔ یعنی تقدیر، قسمت، تقدیر کھلی، قسمت جاگی۔
بھاگ بھری، یا بھاگ بھرا۔ یوں تو اس کے معنی خوش نصیب کے ہیں لیکن عورتیں اسکو ہمیشہ طنزاً بولتی ہیں (حقیقی طور پر خوش نصیبی کے موقع پر نہیں بولتیں ہیں)
بھاگ پھوٹنا :- تقدیر پھوٹنا، قسمت بگڑنا۔
بھاگ لگنا :- نصیب کھلنا، تقدیر جاگنا۔
بھاگ جاگنا :- تقدیر جاگنا، نصیب کھلنا۔

دل ہو خوں اور حنا کو بھاگ لگے
اس تیری سنفنی کو آگ لگے

بھاویں پر نہ ہو :- خاطر میں نہ لانا، کسی حساب میں نہ گننا۔
میں نے ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا، لیکن کوئی چیز ان کے بھاویں پر نہیں۔
واضح رہے کہ جملہ ہمیشہ "نفی" میں بولا جاتا ہے "اثبات" میں نہیں، مثلاً یہ کبھی نہیں کہا جائے گا کہ "آپ کی خاطرداری میرے بھاویں پر ہے"
بھائیں بھائیں کرنا :- ویرانی، سناٹا، ہو کا عالم۔
جس دن سے وہ پردیس سدھارے ہیں گھر بھائیں بھائیں کر رہا ہے۔
بھبھڑ :- (بھیڑ بھڑ کا مخفف ہے) خریداروں کا ہجوم جو بازاروں میں لگا ہو۔
بہت بہت پوچھنا :- خلوص دل سے مزاج پرسی کرنا۔ (لیکن یہ یاد رہے کہ یہ کلمہ صرف اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی پیامبر یا کوئی اور شخص کسی کے مہمان جا رہا ہو تو پیام بھیجنے والا یہ کہے گا "تم جا تو رہے ہو میری بھابھی مل جائیں تو میری طرف سے بہت بہت پوچھنا"
بہت بہت سلام کہنا :- یہ کلمہ بھی پیام غائبانہ کے لئے بہت بہت پوچھنے کی طرح بولا جاتا ہے۔

سلام قیس کو میرا بہت بہت کہنا !!!
جو وہ تجھے کسی صحرا میں اے صبا مل جائے (شرف)

بہت ہی بہت ہے :- اسے معنوں میں بولتی ہیں یعنی بالکل نہیں۔

بہتان اٹھانا:۔ الزام لگانا۔

اس رشک مسیحا پہ یہ الزام اٹھایا
وہ قاتل ارباب وفا ہو نہیں سکتا (داغ)

بہتان جوڑنا:۔ الزام لگانا۔

بہتان لینا:۔ تہمت اٹھانا۔

مرنا ہے مجھ کو اُن سے نہ بہتان لوں گی میں
مرزا جو مجھ سے کر گئے اقرار کب پھرے ؟

بھتی پکاؤں:۔ بھتی اس کھات یا کھانے کو کہتے ہیں جو کسی کی موت کے موقع پر اعزاز کے گھر سے آتا ہے اور بعض علاقوں میں اس سے "سویم" کے فاتحہ کا کھانا مراد ہے۔ بہر کیف بھتی پکاؤں ایک کوسنا ہے، یعنی تو مر جائے اور میں تیری موت پر کھانا پکاؤں۔

بھتی کھائے:۔ قسم دلانے کے موقع پر بولتی ہیں یعنی اگر تو میری بات نہ مانے تو میری موت کا کھانا کھائے۔

دل میں اگر کچھ ملال اس کا لائے
ہم کو بیٹھے ہماری بھتی کھائے

بھدر بھدر بھاگنا:۔ موٹی عورت بھدی عورت کے بھاگنے کی کیفیت کو کہتی ہیں۔

بھدرک:۔ خوبی، سلیقہ، لیکن طنزاً الٹے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

بھدرک لگنا:۔ خوبی یا سلیقے سے کسی کام کو انجام نہ دینا۔

یہاں آکر آپ نے کیا بھدرک لگائی جو وہاں جا کر کچھ کر دکھائیں گے۔

بھدنا:۔ کسی سفوف مثلاً مرچ یا ہلدی کی خوشبو کا کسی اور سفوف مثلاً نمک یا شکر میں بس جانا۔ مثلاً یہ پسی ہوئی ہینگ کی پڑیا آٹے میں کیوں رکھ دی بو بدھ جائے گی تو روٹی تک نہ کھائی جائے گی۔

بھر:۔ امکان، سکت۔

بھر جی:۔ جی بھر کے:۔ میری طبیعت سیر ہے تم ہی بھر جی کھالو۔

بھر منہ:۔ منہ بھر کے:۔ جیسے منہ بھر کوسنا۔ منہ بھر گالیاں دینا۔

بھر نیند:۔ نیند بھر کے:۔ دو راتیں گذریں بھر نیند سونا نصیب نہ ہوا۔

بھر بتول:۔ چوڑی دار اور بھری ہوئی رکابی، پانی یا کسی سیال کے نہیں بولا جاتا مثلاً

بھٹو سس اور کھانے کی چیزوں کے لئے بولتی ہیں۔
ان کے یہاں سے جب بھی حصہ آیا بھر بتولا آیا۔
بھرا بھرا لگنا:۔ آبادی معلوم ہونا۔ چہل پہل محسوس ہونا۔
وہ جب سے آئے ہیں گھر بھرا بھرا لگ رہا ہے۔
بھرا پرا گھر:۔ وہ گھر جس میں زیادہ افراد ہوں اور سب خوش و خرم شاد آباد ہوں۔
بھری گود خالی ہونا:۔ بے اولاد ہونا۔ اولاد کا ضیاع۔
بھو ریا:۔ "بہو" کو تحقیر سے بولا جاتا ہے۔
بھڑاس:۔ دل کا غبار نکالنا۔ کہہ سن کر یا رو دھو کر جی ہلکا کرنا۔
آ کے رو لینا میری قبر کے پاس
تا نکل جائے تیرے دل کی بھڑاس (شوق)
بھسّل یا بھسڑ:۔ موٹا، بھدا فربہ آدمی، جس کے لئے حرکت کرنا مشکل ہو۔
بھقر بھقر بُو آنا:۔ بُو آنا۔ تیز بُو آنا۔
بکرائند، بکرا ہند:۔ اس بو کو کہتے ہیں جو آٹے یا اناج میں پرانا ہونے کی وجہ سے آنے لگتی ہے۔
بھکوسنا:۔ حقارت سے کھانا کھانے کے لئے بولتی ہیں (کبھی اپنے لئے نہیں بولا جاتا)
بھگت بنانا:۔ ایسا حلیہ بنانا جس کو دیکھ کر ہنسی آئی یا لوگ مذاق اڑائیں۔
بھگتان:۔ بھگتاوں، خمیازہ۔
بھلسنا:۔ بھلسانا، بھبھول میں ڈال کر بھوننا، کنایۃً ہے کوفت کھانے اور انتہائی اذیت برداشت کرنے سے۔
بھنبھنانا:۔ سست الوجود، منہ لبور کر کام کرنے والا۔
بھوں بھنیا:۔ (بھویں، بھنیا) اصل لفظ ہے "بھویں" کے معنی زمین اور دھرتی کے ہیں۔ عورتوں کی اصطلاح میں "بھن بھنیاں"، ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جو جگہ جگہ مارا مارا پھرے۔
بھوگ سنانا:۔ گالیاں دینا، برا بھلا کہنا۔ کوسنا، صلواتیں سنانا۔
مر دیے چھیڑ رہے تھے جو دوگانہ تم کو
بھوگ دو چار الفتوں کو سنائے ہوتے (جان صاحب)
بھوگ کھانا:۔ گالیاں کھانا۔
بھوئیاں:۔ وہ راستہ شناس عورت جو رہنمائی کے لئے آگے چلے۔

کوئی عورت ملے اس شہر کی ایسی "بھوٹیاں"
میرے بیری کا جو گھر ڈھونڈ نکالے گوٹیاں

بی بی :- عورت کے لئے احتراماً۔ بولا جاتا ہے لیکن عورتیں یہ لفظ حضرت بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہ کے لئے عام طور پر بولتی ہیں اور ان کا پورا نام بے ادبی کے خیال سے نہیں لیتی ہیں۔ مثلاً بی بی کا کونڈا، بی بی کی صحنک، بی بی کی نیاز وغیرہ۔

بی بی کی جھاڑو پھرے :- بی بی فاطمہؓ کی مار۔ یعنی قہر خداوندی نازل ہو۔

بی بی کی جھاڑو پھرے ہو جائے گھر بیری کا صاف
کوڑی کوڑی بھیک مانگے وہ موا بازار میں!!

بی بی کی گڑیاں :- گھبریلوں کو کہتی ہیں۔ اور اسی کہاوت کی بنا پر ان کو مارنے سے گریز کیا جاتا ہے۔

بی شادی :- جُوجُو اور لولو کی طرح ایک فرضی نام ہے جس کو پکار کر یا جس کا نام لے کر بچوں کو ڈرایا جاتا ہے۔ مثلاً ضد میں روتے ہوئے بچے سے کہتی ہیں۔
چپ کر نہیں تو بلاتی ہوں بی شادی کو... آ بی شادی.... آجا....

بے آرامی :- بغیر آرام کے، بے کل۔

بے بیاہا :- کنوارا، بن بیاہی، کنواری۔

بے ڈول :- بے ڈھنگا، جس کے جسم میں تناسب نہ ہو۔

بے راہ چلنا :- اصل راستے سے بھٹکنا۔ بری باتوں کا اختیار کرنا۔

بے رونقت :- جس کے چہرے پر رونق نہ ہو۔ جو دیکھنے میں بھلا نہ لگے۔

بے ست :- بے سکت، بے چارہ، لاچار۔

بے سدھ :- بدحال۔ جس کو غفلت یا بے ہوشی میں کوئی خبر نہ رہے۔

بے نقط :- بے نقط سنانا، جی کھول کر برا بھلا کہنا۔ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ ڈالنا
"میں تو ایک بات کہہ کر گنہگار ہو گئی اس کے بعد انہوں نے وہ بے نقط سنائی کہ اللہ توبہ۔"

بے نمازی :- وہ عورت جس کو عذر شرعی کی بنا پر نماز معاف ہو۔

بے واسطے :- بلا وجہ۔ بلا سبب۔

بے ہنری :- جس کو کوئی ہنر نہ آتا ہو۔ بے ڈھنگی۔ پھوہڑ۔

بھنبھاکا :- بڑا سا چھید یا سوراخ۔ توبہ ہے میں تو اتنا بھنبھاکا سا روشندان کبھی نہ بنواؤں۔

بیچ ادھر:۔ معلق۔ درمیان میں۔ ادھورا۔ نہ ادھر نہ اُدھر، دکن کی عورتیں مرف ادھر بولتی ہیں۔

تم میری بات بیچ ادھر چھوڑ کر کہاں چلیں۔

بیچ کی بات:۔ درمیان کا معاملہ۔ دو آدمیوں کی آپس کی بات مثلاً

یہ صرف ہم دونوں کی بیچ کی بات تھی دوسروں تک خبر کیسے پہنچی۔

بیجا:۔ کاغذ یا کپڑے کی ڈراونی شکل جو عورتیں بچوں کو ڈرانے کے لئے بناتی ہیں اور گھر میں لٹکا دیتی ہیں۔

بیجا سی شکل:۔ ڈراونی شکل، بدصورت اور بڑے دانتوں والی عورت کے لئے کہتی ہیں۔

بیڑا کھلانا:۔ پان کا بیڑا کھلانا۔ دہلی میں رسم تھی کہ ہرے پان کا بیڑا کھلا کر منگنی یا لڑکی کی نسبت پکی کی جاتی تھی۔

چھٹکی میری کھائے گی ہرے پان کا بیڑا
منجھل کا نہ سنجھلی کا نہ ہے بیاہ بڑی کا

بیڑی بڑھانا:۔ منت کا طوق یا بیڑی جو بچوں کے گلے یا پاؤں میں ڈالی جاتی ہے اسکو منت کے ختم ہونے پر اتار دینا۔

بیسوں بسوے:۔ سولہ آنے پکی بات، یعنی بیسوں کے بیس، بالکل یقینی جیسی ذرا بھی شک و شبہ نہ ہو۔

گر شب عید حنائی وہ دکھائے ناخن
بیسوں بسوے مہ نو ہو فدائے ناخن (شعور)

بیس ہانڈیوں کا مزہ چکھنا:۔ بہت جگہ نوکری کرنا۔ ایسی ماما کے متعلق بولتی ہیں جو ایک جگہ جم کر کام نہ کرے۔

بیس ہنڈیوں کا چکھ چکی ہے مزا
وہ کرے گی بھلا قیام کہاں؟

بیل منڈھے چڑھنا:۔ کسی کام کا بخیر و خوبی سرانجام پانا۔

اللہ ہی ہے جو یہ بیل منڈھے چڑھے تمہیں امید ہو تو ہو مجھے تو آثار اچھے نہیں لگتے۔

# پ

پاپوش :۔ پیر کو ڈھکنے والی چیز جوتی ۔

پاپوش بھی نہ مارنا :۔ بالکل بے وقعت اور حقیر سمجھنا، اس قابل بھی نہ سمجھنا کہ اس کو جوتی سے مارا جائے

صدقے قربان وہ اتارے گی
کبھی پاپوش بھی نہ مارے گی (رہبار عشق)

پاپوش کی نوک سے :۔ حقارت سے بولتی ہیں ۔ مطلب ہے "میری بلا سے" مجھے جوتی کے نوک کے برابر بھی پرواہ نہیں ہے ۔

ہم مرگئے خرام پہ تو یار نے کہا
پاپوش سے اگر کوئی پامال ہوگیا (صبا)

پاپوش کے برابر نہ سمجھنا :۔ کمال حقارت سے دیکھنا، پیر کی جوتی کے برابر بھی نہ گردانا ۔

پاجامے میں ڈال کر پہن لینا :۔ رتی برابر عزت نہ کرنا ۔ دیکھو ازار میں ڈال کر پہن لینا ۔

پاخانے میں لوٹا نہ رکھوانا :۔ اس قابل بھی نہ سمجھنا کہ پاخانے میں پانی کا لوٹا بھروایا جائے ۔
ماماؤں اور نوکروں کے لئے سب سے ادنیٰ اور حقیر ترین کام یہی تھا کہ پاخانے میں پانی رکھوایا جائے ۔

پارچینہ :۔ پارچہ فراموش، خوردہ فروش ۔

پازیب :۔ پیر کو زیب دینے والی چیز ۔ یعنی پیروں میں پہننے کا ایک زیور ۔ (دیکھو زیورات)

پاس آلگنا :۔ قریب آکر بیٹھنا (صرف انسانوں کے لئے بولا جاتا ہے خصوصاً ایسے شخص کے لئے جو خواہ مخواہ قریب آکر بیٹھ جائے)

پاس آنا اور پاس جانا :۔ دونوں اصطلاحیں کنایۃً ہیں ۔ شوہر کے بیوی یا بیوی کے شوہر کے پاس آنے یا جانے سے ۔

پاک پروردگار :۔ خدائے پاک کی ذات ۔

پاک ہونا :۔ نجاست کے بعد غسل کرنا ۔

پالا پوسا :۔ پرورش کیا ہوا لڑکا ۔

پالی پوسی :۔ پرورش کی ہوئی لڑکی۔
پان پتہ :۔ پان اور اس کے ساتھ کے لوازمات۔
پان پتے کو پوچھنا :۔ میزبانی کرنا، مہمانوں کی خبر گیری اور خاطرداری کرنا۔
پان کی پتی۔ پان کا ٹکڑا۔
پان لگانا :۔ پان پر کتھا چونا لگا کر اسکی گلوری بنانا۔

یاد اپنی تمہیں دلاتے جائیں
پان کل کے لئے لگاتے جائیں

پان مرنا :۔ پان کا مرجھا کر بے جان ہو جانا۔
پانچ ہاتھ کی زبان ۔ زبان دراز۔ بدزبانی کرنے والی عورت یا مرد۔
تم کیا جانو اسکو ایسی جانتی ہوں منہ میں پانچ ہاتھ کی زبان ہے۔
پانچوں کپڑے :۔ بدن پر پہننے کے پانچ کپڑے۔
چادر۔ کرتا۔ پاجامہ۔ دوپٹہ۔ سینہ بند یا محرم (عورتوں کے لئے)
رومال۔ کرتا۔ پاجامہ، انگرکھا، پگڑی (مردوں کے لئے)

پانچوں کپڑے بدن کے ہیں اپنے
دوں گی چھلا نہا کے دائی کو (رنگین)

پانی بوندی :۔ بارش۔ برسات کا موسم۔ پانی بوندی کے دن ہیں ویسے بھی شام ہورہی ہے گھر واپس چلو تو اچھا ہے۔
پانی پڑنا :۔ چیچک نکلنے کے بعد پہلا غسل۔ تم جانتی ہو ننھی کے چیچک نکلی ہے دانے مرجھا گئے ہیں، ذرا پانی پڑ جائے تو گھر سے نکلوں۔
پانی تلے دھار اوپر دھار برسنا :۔ موسلا دھار بارش ہونا۔
پانی کے آگے پاڑ باندھنا :۔ طوفان کو روکنے کی کوشش کرنا۔ انتہائی ضبط سے کام لینا۔ کسی مصیبت کی روک تھام کرنا۔
بظاہر تو پانی کے آگے پاڑ باندھ دی۔ لیکن دل کی حالت دل ہی جانتا تھا۔
پانی لینا :۔ کنایہ ہے طہارت کرنے یا استنجا کرنے سے۔
پانی وار کر پینا :۔ واری پھیری جانا۔ انتہائی محبت ظاہر کرنا۔

دونوں پر وار کر پیا پانی
پوری کی جو مراد تھی مانی

پاؤں بھاری کیا کیا اعدی سے بدتر ہو گئے
دو قدم منزل ہے میرا اٹھ نہیں سکتا قدم

پاؤں بھاری ہونا:۔ آس سے ہونا۔ امید سے ہونا۔

سوچ اس کا جو نہ ہو مجھکو تو پھر کس کو ہو؟
جانی تو نہیں کیا پاؤں ہے بھاری اتنا

پاؤں پاؤں صندل کے پاؤں:۔ جب بچہ پہلی بار پیروں چلتا ہے تو عورتیں بار بار یہ فقرہ کہتی ہیں۔ اور ہنس ہنس کر بچے کا دل بڑھاتی ہیں، دکن میں صندل کے بجائے سونے کے پاؤں کہتی ہیں۔ اور دہلی میں پاؤں پاؤں کا ڈولنا کہتی ہیں۔

پاؤں پسارنا:۔ پاؤں پھیلانا۔ کسی کے التفات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے موقع پر بھی بولتی ہیں۔ جعدیالے لو اب زیادہ پاؤں مت پسارو۔

پاؤں پسار کر سونا:۔ بے فکری کی نیند سونا۔

پاؤں پھیرنا:۔ بچے کی پیدائش کے بعد زچہ کا پہلی بار کسی عزیز قریب کے گھر جانا۔ خورشید بیگم چھلا نہا کر پہلی بار خالہ کے گھر پاؤں پھیرنے آئی تھیں۔

پاؤں پیٹ پیٹ کر مرنا:۔ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا۔ بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرنا۔

پاؤں تلے کی زمین سرکنا:۔ کڑی مصیبت میں پڑنا۔ آسمان ٹوٹ پڑنا، ایسی خبر سنا کر جسکے بعد آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا جائے۔ پاؤں تلے کی زمین نکلنا بھی کہا جاتا ہے۔

پاؤں تلے کی مٹی چولہے میں جلانا:۔ اگر کوئی شخص کسی بچے یا عورت کو بھر منہ ٹوک دے اس طرح کہ اس کی نظر بد لگنے کا اندیشہ ہو تو ٹوکنے والے کے پیر کی مٹی لے کر فوراً چولہے میں جلادی جاتی ہے تاکہ جس عورت یا بچے کو ٹوکا گیا ہے وہ نظر بد کے اثرات سے محفوظ رہے۔

پاؤں سے لگی سر سے بجھی:۔ انتہائی غصے میں سلگنا، سر سے پیر تک غیظ و غضب میں آگ لگنا۔

پاؤں کٹ جانا:۔ آنا جانا بند ہونا، تم ہی وہاں کی خیر خبر لا دو لوا۔ میرے تو پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

پاؤں کی جوتی سر کو لگنا:۔ چھوٹے اور حقیر آدمی کا سر پر چڑھ کر بولنا۔ نوکر یا ماما اصل جب لوٹ کر جواب دے، یا وہ شخص جس کو خود ہم نے بڑا بنایا تھا۔ اس پر احسان کیا تھا۔ وہ اپنے محسن کے متعلق بدگوئی کرے تو اس موقع پر بولتی ہیں کہ کل تک تو پیروں کی جوتی کے برابر تھے یعنی مجھے ان کی پرواہ نہ تھی یا آج یہ سر پر بیٹھے جا رہے ہیں۔

پاؤں کی مہندی نہ گھس جاتی یا پیر کی مہندی نہ چھوٹ جاتی :۔ کسی شخص کے نہ آنے یا نہ ملنے پر طنزاً بولتی ہیں۔ اگر وہ میرے گھر آتیں تو ان کے پیروں کی مہندی گھس نہ جاتی۔

توفیق یہاں تلک جو لاتی !
مہندی پیروں کی گھس نہ جاتی

پاؤں مرید :۔ غلام، حلقہ بگوش۔ ایسا عقیدتمند جو پاؤں چھونے سے بھی گریز نہ کرے۔
پاؤں میں چھچھوندر ہونا :۔ بہت زیادہ گھومنے والے یا والی کو کہتے ہیں۔ جو ٹک کر نہ بیٹھے۔

وہ دو دن سے زیادہ کہاں رہی اس کے پاؤں میں تو چھچھوندر ہے۔

پاؤں میں مہندی لگی ہے :۔ جب کوئی شخص کہیں آنے جانے میں بے جا عذر پیش کرے تو اس موقع پر طنزاً یہ فقرہ بولا جاتا ہے۔

مہندی تو سراپا نہیں پاؤں میں لگی ہے
تم بہر عیادت جو صنم آ نہیں سکتے (نفیس)

پاؤں میں رُلنا :۔ پیروں میں روندا جانا۔ پامال ہونا۔
پاؤں نہ دھلوانا :۔ حقارت سے ایسی عورت کے لئے بولتی تھیں جس سے نفرت ہو، یعنی اسکو میں اس قابل بھی نہیں سمجھتی کہ اس سے اپنے پیر دھلواؤں (واضح رہے کہ پرانے زمانے میں عورتوں کو نہلانے ان کے ناخن کاٹنے اور پیر دھلانے کا کام خاندانی نائی کے گھرانے کی عورتیں جو "نائین"، کہلاتی تھیں کیا کرتی تھیں۔

پائل :۔ پیروں کا زیور۔ (دیکھو زیورات)
پائنچہ بھاری ہونا :۔ یہ اس دور کا محاورہ ہے جب بیگمات کلی دار فرشی پاجامے پہنتی تھیں، ان کو یا تو خود اپنے ہاتھ پر ایک مخصوص انداز میں اٹھا کر چلتی تھیں یا پھر اگر یہ گوٹے کناری کے بوجھ سے زیادہ وزنی ہوں تو یہ کام خادمہ یا ماما انجام دیتی تھیں۔ جب تک ان بڑے پائنچوں کو ایک خاص انداز میں تہہ کر کے سنبھالا نہیں جاتا تھا بیگمات چل نہیں سکتی تھیں، اسی لئے یہ محاورہ ہر ایسی عورت کے لئے بولا جاتا ہے جس کو گھر سے نکلنے میں دیر لگے۔ یا جو آنے جانے میں سست ہو۔
پائنچوں سے باہر ہونا :۔ پائنچوں سے نکل پڑنا۔ آپے سے باہر ہونا۔ مسرت یا غصے کے عالم میں اس کا بھی ہوش نہ رہنا کہ کلی دار پاجامے کے پائنچے کہاں ہیں۔
پِتّا لگانا، یا پِتّا مارنا :۔ دل لگا کر کام کرنا، بڑی جانفشانی سے کوئی کام سرانجام دینا۔ پڑھائی کوئی ہنسی کھیل تو نہیں ہے اس میں بڑا پتا مارنا پڑتا ہے۔

پتر :- زیور ہے کان میں پہننے کا ۔ دیکھو زیورات ۔

پتے نکالنا یا پتے لے ڈالنا :- دل کھول کر سنانا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا ۔

پترے کھولنا :- عیب نکالنا ، لگی لپٹی نہ رکھنا ، اگلی پچھلی سب سنا دینا ۔

پتنگ چھڑی :- ادھر کی بات ادھر کرنے والی عورت ، لُتری ۔ فساد پھیلانے والی عورت مثلاً قائم کو پتنگ چھڑی سمجھو ان کا قدم آیا اور لڑائی شروع ہوئی ۔

پتنگے لگانا :- کوئی ایسی بات کہنا جس کو سن کر سننے والا بھڑک اٹھے ۔

پتنگے لگنا :- غصہ آنا ، تیز ہونا ۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ ان کے پتنگے لگ گئے بس چلتا تو میری بوٹیاں اڑا دیتیں ، لیکن میں بھی حق پر تھی جو کہنا تھا کہہ کر رہی ۔

پتھر :- سینے کا بوجھ ۔ کنایۃً ہے کنواری لڑکی سے جسکی شادی کی فکر ہو ۔

پتھر پڑیں :- تباہی آئے غارت ہو ۔ آگ لگے ۔ کوستے وقت بولتی ہیں ۔

تحسین بھی خسرو نے نہ کی تیشہ زنی پر
پتھر پڑیں فرہاد تیری کوہ کنی پر

پتھر تلے دامن دبنا :- سخت مصیبت میں مبتلا ہونا ۔ جس سے چھٹکارا آسان نہ ہو ۔

قسمت سے مفر ہے اب نہ مامن
پتھر کے تلے دبا ہے دامن (گلزار نسیم)

پتھر تلے سے ہاتھ نکلنا :- سخت آفت سے نجات حاصل کرنا ، مصیبت سے چھٹکارا پانا ۔

پتھر مارے موت نہیں :- اتنا بے غیرت کہ شرم سے مرنا تو کجا پتھر سے بھی مارا جائے تو نہ مرے ۔

پٹاری کا خرچ :- وہ جیب خرچ یا ماہوار رقم جو بیٹیوں کو پاندانی کے خرچ کے نام سے دی جاتی ہے ۔ عورتوں کا جیب خرچ ۔

پٹ پٹ بولنا ، پٹر پٹر بولنا :- ننھے بچوں کا صاف زبان میں باتیں کرنا ۔ اور بعض مرتبہ لڑکیوں کے لئے تنبیہ کے طور پر بھی بولا جاتا ہے جب وہ بزرگوں کے سامنے زیادہ باتیں کریں ۔

پٹڑی :- چھوٹی سی چوکی جو بہت کم اونچی ہوتی ہے ، باورچی خانے میں بیٹھنے یا غسلخانے میں نہانے کے لئے استعمال ہوتی ہے ۔ ایک زیور بھی ہے (دیکھو زیورات)

پٹڑا :- بڑی پٹڑی ۔

پٹڑے کا پٹڑا :- تندرست و توانا بچہ ، "جب یہ پیدا ہوا تھا تو پٹڑے کا پٹڑا تھا ۔ سوکھ کر چھرخ ہو گیا ہے ۔

پلس پڑنا یا پلس مچنا :- رونا پیٹنا ، ماتم بپا ہونا ۔ کہرام مچنا لیکن پلس پڑنا یا مچنا کا لفظ اپنے

گھرانے کے لئے نہیں بولا جاتا ہے ہمیشہ دوسرے کے گھروں کے لئے بولتی ہیں۔ جہاں ذرا سا طنز کرنا بھی مقصود ہو۔

**پٹکن :۔** بے کل، بے قراری، بے چینی جو کسی کی الفت و محبت میں ہو۔

**پٹکی :۔** آفت، مصیبت، پٹکی پڑنا۔ مصیبت آنا۔ آفت میں مبتلا ہونا۔

الہٰی پڑ گئی پٹکی یہ کیا تاثیر الفت میں
وہی تو جذبہ دل ہے جو اسکو کھینچ لاتا تھا

**پٹلا :۔** پوٹلے کی تحقیر و تصغیر۔ میں نے ذرا سا ٹوکا اور وہ اپنا پٹلا سنبھال جانے کی دھمکی دینے لگیں۔

**پٹور :۔** ماتم، کہرام، پیٹنے کی صدا۔ "دہائی" کے معنوں میں بولتی ہیں، پٹنے سے پٹور، بالکل اسی طرح بنا ہے جیسے بیٹھنے سے بٹھور بنایا گیا ہے۔

**پٹی سے لگ کر رونا :۔** پاس بیٹھ کر رونا۔ چونکہ مردے کی پٹی سے لگ کر سوگوار روتے ہیں اس لئے پٹی سے لگ کر یا پلنگ کے پائے پر سر رکھ کر بیٹھنے کو عورتیں منحوس سمجھتی ہیں۔

**پٹی تلے پیدا ہونا :۔** ولد الجاریہ۔ لونڈی کے بطن سے ہونا، حقیر، ذلیل، کم درجہ۔

**پٹی تلے کا ہونا :۔** کم وقعت، ذلیل، مثلاً کیا بیگم صاحبہ تیرے پٹی تلے کی ہیں جو تو ان کا نام لیتی ہے۔ یہ جملہ کم وقعتی اور ذلت کی نفی کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اثبات میں نہیں بولتے۔

**پٹیاں :۔** زلفیں۔ بالوں کی جمی ہوئی پٹیاں۔

اے جان جانتی ہیں محل خلنے والیاں
پٹیاں کہے گا جانے بھلا کیا گنوار زلف (جان صاحب)

**پنج پھلا رانی :۔** نازک اندام عورت جو صرف پانچ پھولوں میں تولی جاسکے، واضح رہے کہ یہ فقرہ عورتیں نازک اور حسین عورتوں کے بجائے طنزاً اُس عورت کے لئے بولتی ہیں جو خود کو دبلی پتلی اور نازک اندام سمجھے، جب حقیقی معنوں میں کسی کی نزاکت کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو اسکو "پھول پان" کہتی ہیں۔

**پنج ہتھا :۔** طنزاً تندرست و توانا مرد کے لئے بولتی ہیں۔ مطلب ہے پانچ ہاتھ لمبا قد رکھنے والا۔

**پچپڑ پچر یا پچ پچ :۔** کیچڑ، گیلی مٹی۔ بارش تو بڑی سہانی ہوتی ہے لیکن مجھے پچر پچر سے دقت ہوتی ہے۔

پچکاری مارنا:۔ منہ سے پان کی پیک دھار کی شکل میں نکالنا۔
پیچ لڑا۔ پیچ لڑی:۔ گلے کا زیور۔ دیکھو زیورات۔
پچھتاوا:۔ پشیمانی۔

نہ جانا تھا، نہ آئیں گے تو کیوں جانے دیا ان کو
ابھی اے داغ پچھتاوا مجھے آتا ہے رہ رہ کر

پچھلے پہرے:۔ رات کا آخری پہر، پچھلا پہر۔
پچھلی ٹکیا:۔ وہ چھوٹی سی ٹکیا جو روٹیاں پکانے کے بعد عورتیں بچے کھچے آٹے کی پکالیتی ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسکو کھانے والی کی عقل کم ہو جاتی ہے حماقت کرنے کے بعد اسکو احساس ہوتا ہے کہ کیا کیا مثلاً۔ تم نے تو واقعی پچھلی ٹکیہ کھائی ہے ہر بات بعد کو سوچتے ہو۔ پہلے عقل ہی نہیں آتی۔
پچھلے درجے:۔ حد درجے۔
پچھونڈی بیٹھنا:۔ کسی کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھنا، کانا پردہ کرنا۔ جس میں صورت پر مردوں کی نظر نہ پڑے، عورتیں سسرالی رشتہ داروں یا دولہن جیٹھ کے سامنے پچھونڈی بیٹھا کرتی ہے۔
پختریاں:۔ وہ روٹیاں جو پکانے والی ماما چرا کر گھر لے جانے کے لئے پکائے۔ کبھی کبھی ماما پختریاں بھی کہتے ہیں۔
پخنا، پخنی:۔ بیخ نکالنے والا، بیخ نکالنے والی۔
پیراتم:۔ (مہندی) جہاندیدہ تجربہ کار۔
پرانی لیکھ پر چلنا:۔ پرانی لکیر پیٹنا، پرانی وضع پر قائم رہنا۔
پرائی آنکھیں کام نہیں آتیں:۔ دوسروں کے بل بوتے پر کام نہیں ہوتا۔ ہر چیز مانگی جا سکتی ہے لیکن بصارت اور بصیرت مانگے نہیں ملتی۔

چشم پوشی اس نے کی یاں ہو گیا عالم سیاہ
سچ ہے یہ آنکھیں پرائی اپنے کام آتی نہیں

پرت دار:۔ جس میں تہیں ہو:۔ پرت رکھنے والی۔
پرت دار بٹوہ:۔ وہ بٹوہ جس میں کئی خلتے ہوں۔
پرت دار تھیلی:۔ جس میں دو یا تین خانے ہوں۔
پرتوا:۔ (پرتو کی تصغیر) چمک عکس۔ فیض صحبت۔

صاحبزادی پر سب تو ابیگم صاحبہ کا پڑا ہے۔
پرائے گھر کا ہونا:۔ لڑکی کا بیاہ ہونا۔ حمیدہ اب پرائے گھر کی ہے اس پر میرا کیا زور؟
پرائے گھر کا کوڑا:۔ لڑکی کے لئے بولتی ہیں جو دوسروں کے گھر بیاہی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ اس فقرے میں لڑکی کی بے چارگی اور اپنی کسمپرسی کا اظہار رہے۔
پرچک پانا:۔ بچے کو اس کی خطا پر تنبیہ کے بجائے پیار کرنا۔ شہہ دینا۔
یہ بڑوں سے گستاخی کرتا ہے لیکن تم ایک لفظ بھی نہیں کہتیں تمہاری ہی پرچک پاکر یہ شیر ہو گیا ہے۔
پرچھاواں:۔ عکس، سایہ۔
پرچھاواں پڑنا:۔ سایہ پڑنا۔ فیض صحبت، کسی کا رنگ طبیعت قبول کرنا۔
وہ سخت سنی تھے کیا مجال جو کسی کا سوال رد کر دیں۔ اور بیٹے پر تو باپ پرچھاواں تک نہیں پڑا۔
پرچھاویں سے خدا بچائے:۔ خدا نہ کرے اس کا سایہ پڑے، نفرت کے اظہار کے لئے بولتی ہیں۔

تیرے بیمار کے پرچھاویں سے اللہ کی پناہ
جام پر چڑھنے سے اب سایۂ دیوار رہا (راسخ)

پرخچے اڑانا:۔ پرزے پرزے کرنا، بے نقط سنانا۔ بے بھاؤ کی پڑنا۔
پردہ ڈھکنا:۔ عیب چھپانا۔ برائی سے چشم پوشی کرنا۔

تیری رسوائی کے خون شہدا در پے ہیں
دامن یار خدا ڈھانک دے پردہ تیرا (رند)

پردہ ڈھکنا موت سے بھی کنایہ ہے۔ کیونکہ مرنے والے کے عیب بھی اسی کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔
پردے میں رہنا:۔ حجاب میں رہنا کسی کے سامنے نہ نکلنا۔
پردے کی بُو بُو:۔ طنز میں پردہ نشین عورت کے لئے کہتی ہیں۔
پردیسن:۔ پردیسی عورت۔
پُرسا رہنا:۔ موت کے بعد تعزیت ادا کرنا۔ ماتم پرسی کرنا۔ متوفی کے عزیز و اقارب سے اظہار ہمدردی کرنا۔
پروان چڑھنا:۔ پالنا پوسنا۔ صدقے گئی خالق کے یہ دن مجھے دکھایا
بے آس تھی جس سے اُسے پروان چڑھایا (رباعی صاحب)

پروان چڑھنا:۔ پھلنا پھولنا - پھولنا پھلنا۔
پرے بٹھانا:۔ الگ بٹھانا - پرے کا لفظ دور کے معنی میں آتا ہے۔
پری بند:۔ دیکھئے زیورات۔
پری چھم:۔ دیکھئے زیورات۔
پڑ جانا:۔ لیٹ جانا، بیمار پڑنا، کسی کے اوپر انحصار کر کے بیٹھنا۔
پڑھن:۔ پڑھنے کا انداز۔
پڑھ لکھ کر ہوا:۔ پڑھ لکھ کر جاہل ہی رہا - طنزاً بولا جاتا ہے
ایک بیٹا تو پڑھ لکھ کر ہوا اب دوسرے کو کالج بھیج کر کیا رونق لگاؤ گی۔
پسلی کا آنا:۔ ڈبے کی بیماری، نمونیا، سردی کی بیماری۔
پشتی:۔ پیشاب کی تصغیر، بچوں کے لئے بولا جاتا ہے۔
پکا کبھوت:۔ ہٹ دھرم، ضدی، مکمل شیطان۔
پکا بوڑھا:۔ جہاندیدہ - تجربہ کار۔
پکا پیسنا:۔ (پکا ہوا اناج پیسنا) تجربہ کار ہونا۔
تم اطمینان رکھو وہ کبھی تمہاری باتوں میں نہیں آئیں گی انہوں نے بڑی پکا پیسا ہے۔
پکا نا ریندھنا:۔ ریندھنا ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی ابالنا کے ہیں۔
پکھروٹا:۔ سونے چاندی کا ورق جو پان میں لگاتے ہیں۔
پگڑی والا:۔ حکیم یا طبیب کا نام نحوست کے خیال سے نہیں لیا جاتا تھا۔ اسلئے کنایۃً اس کو پگڑی والا کہتے ہیں۔
پلا چھڑانا:۔ پیچھا چھڑانا - دکن میں پلو چھڑانا کہتے ہیں۔
پل پس کر:۔ پروان چڑھ کر - پالنے پوسنے سے پلنا پسنا بنایا ہے۔
پلنگ پر بٹھا کر روٹی دینا:۔ بغیر کسی معاوضے کے خدمت کرنا بے لوث اور بے غرض ہو کر سلوک کرنا۔
پلنگ پر بٹھانا:۔ معزز بنانا، عزت دینا - بڑائی دینا۔
پلنگ کو لات مار کر کھڑا ہونا:۔ زچگی کے بعد شفا پانا۔
پلو ٹھا بچہ:۔ پہلی اولاد - وہ بچہ جو سب سے پہلے پیدا ہوا ہو۔
پلے تھن:۔ خشکی - وہ سوکھا آٹا جو گیلے آٹے میں ملایا جاتا ہے تاکہ روٹی پک سکے۔ چونکہ یہ آٹا "خشکی" کے علاوہ ہوتا ہے اس لئے اسکو پلتھن کہتے ہیں۔ کنایۃً ہے زائد اضافی

نخرنا ہے۔

پن پنا، پنکا۔ بہت جلد رو دینے والا بچے کے لئے بولا جاتا ہے۔

پن کپڑا:۔ وہ کپڑا جس میں پان لپٹے جاتے ہیں تاکہ خشک نہ ہو جائیں۔

پلیسہ۔ ناپاک نجس۔

پنجیری:۔ وہ مخصوص مٹھائی جو زچگی کے بعد عورتوں کو کھلائی جاتی ہے، اس میں گیہوں کا میدہ اصلی گھی میں بھون کر ستا ہوا گوند، تال مکھانے، شکر اور مغزیات وغیرہ ملاتے ہیں۔

پنڈا۔ بدن جسم۔

پنڈا اچھوتا ہونا۔ باعصمت ہونا۔

گھ شوق سے کہتی ہے یہ عورت اس کی
کہ اچھوتا میرا پنڈا ہے نہ تو چھو اس کو (رامپ)

پنڈا پھیکا ہونا۔ بدن گرم ہونا، حرارت ہونا۔ طبیعت ماندہ ہونا۔

کچھ عجب حال میرے جی کا ہے
دیکھو پنڈا ابھی سے پھیکا ہے (شوق)

پنڈا دھونا:۔ بدن دھونا غسل کرنا۔

جب نئے کپڑے پہنے کیجیے یاد کفن
غسل میت کا تصور کر کے پنڈا دھوئے (شاد)

پنڈا غوطہ کر ڈالنا:۔ بدن پر پانی ڈالنا۔ جسم پاک کرنا۔

بنّی کچھ ایسی تدبیر کرو کہ میری نماز ہو جائے ذرا سا پانی منگوا دو تو میں پنڈا غوطہ کر ڈالوں۔

پنڈا کورا ہونا:۔ پنڈا اچھوتا ہونا۔

وہ ہے انوا سی اس کو ڈر کیا ہے
تو نہ جا تیرا کورا پنڈا ہے (شوق)

عورتوں کے خیال میں کنواری لڑکیوں پر سایہ و آسیب کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔

پنچائتی سالا:۔ ہر شخص سے رشتہ جوڑنے والا۔

پنکھے لگ جانا:۔ کنایۃ ہے اختلاج قلب سے دل کی دھڑکن اس قدر تیز ہو تا کہ معلوم ہو سینے میں کوئی پنکھا چل رہا ہے۔

پنکھیا:۔ پنکھے کی تصغیر۔

پَو پھٹنا:۔ صبح ہونا۔ پہلی کرن پھوٹنا۔

جا چکی شام جوانی صبح پیری ہے نمود
چونک اے غافل کہ پَو پھوٹی اجالا ہو گیا

پوت کا چھلا نہ ہونا:۔ انتہائی مفلسی کا عالم۔ پوت، یا چھوٹے موتی بہت سستی چیز ہیں، غربت میں لوگ اس کو تار میں پرو کر چھلا بنا کر پہن لیا کرتے تھے۔ انہیں معنوں میں ٹوم چھلا تک نہ ہونا بھی بولا جاتا ہے۔

پُوچھ دینا:۔ مزاج پرسی کر دینا۔ دعا سلام پہنچا دینا۔ مثلاً
وہاں جانا تو باجی کو میری طرف سے بہت بہت پوچھ دینا۔

پلورنا:۔ پُر کرنا۔ بھرنا۔ روٹی میں چنے یا ماش کی دال ڈال کر پکانا۔

پوری پڑنا:۔ خرچ کا پورا ہونا۔
دو باپ بیٹوں کی کمائی آتی ہے پھر بھی پوری نہیں پڑتی۔ کامیاب ہونا، سرخرو ہونا کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔
غیروں میں شادی کر کے کب پوری پڑتی ہے۔

پورے دن ہونا یا پورے دنوں سے ہونا:۔ نواں مہینہ لگنا۔ ولادت کا زمانہ قریب آنا۔

پورے دن لگنا:۔ نواں مہینہ لگنا۔

پولکل:۔ دیکھئے زیورات۔

پہاڑ دن پڑا ہے:۔ (مطلب ہے پہاڑ سا دن پڑا ہے) پورا دن باقی ہے۔

پہاڑ گرنا:۔ اچانک مصیبت آنا۔

پھاہا:۔ گول کترا ہوا نرم کپڑا جس پر مرہم رکھ کر زخم پر لگاتے ہیں۔

پھپھٹ:۔ ضد، اگد، کج بحثی

پھپھدنا:۔ ایک دم سے پھنسیوں کا نکل آنا۔

پھٹا پرانا:۔ خراب، خستہ، گلا، سڑا۔

پھٹ پھٹانا:۔ اضطراب کے عالم میں دھوڑ دھوپ کرنا۔ سخت بے چین ہونا۔ بے قرار ہونا۔

پھٹکا نہ کھانا:۔ تڑ پڑ ختم ہو جانا۔ چٹ پٹ رہ جانا۔ فوراً مر جانا۔

پھٹکن:۔ وہ اناج یا بھوسہ یا کوئی چیز جو پھٹکنے کے بعد سوپ یا چھاج میں بچ رہے۔ اس کے علاوہ بے قراری اور اضطراب کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

پھٹکارنا:۔ صلواتیں سنانا۔ لعن طعن کرنا۔

پھٹے منہ:۔ کلمہ تحقیر۔ تم نے تو پھٹے منہ بھی نہ پوچھا۔

پھریا:۔ ہندو عورتیں اس کپڑے کو کہتی ہیں جو بچوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے۔

پھڑکن کی اولاد:۔ وہ اولاد جس کے لئے ماں باپ کا دل بہت زیادہ بے قرار رہے۔ مطلب ہے منتوں مرادوں کی اولاد۔

پھڑولنا:۔ بے ترتیب کرنا۔ الٹ پلٹ کرنا۔

پھُس سے کہنا:۔ آہستہ سے کہنا، کان میں کہنا۔

پھس دینی سے کہنا:۔ دکن کی عورتوں کی زبان ہے۔ سرگوشی کرنا۔

پھسکڑا مار کر بیٹھنا:۔ پاؤں پسار کر بیٹھ جانا۔

پھشی:۔ دیکھئے "پُھشی"

پھل کا نیا کرنا:۔ فصل میں پہلی بار جب پھل گھر میں آتے ہیں تو اس پر پیغمبر صاحب کی نیاز ہوتی ہے اور اس کا ایک حصہ محتاج کو دیا جاتا ہے۔ اس عمل کو پھل کا نیا کرنا کہتے ہیں۔

پہلا پھول:۔ پہلونٹی کا بچہ، پہلا حمل۔

پھول پہلا پھل یہ میٹھا ہے نہ گر جائے کہیں
بیٹا گنڈا لاؤ جورو کی کمر کے واسطے

پُھلا سرا:۔ دھوکا، مکر، فریب۔

پھلاسرے میں آنا:۔ فریب میں آنا۔ چکر میں پڑنا۔

پھلانگنا:۔ نانگھنا، جست لگا کر اوپر سے گزرنا۔

پھلروا:۔ پھول کی طرح نازک، پھول کی تصغیر، پھلروا سی جان، پھلروا سا بچہ۔

پہلو بسانا:۔ پڑوس آباد کرنا۔

پھلپھلا:۔ کمزور ایسے انسان کے متعلق بولا جاتا ہے جو کم ظرف ہو ذرا میں اتر جائے۔

پھندنا سا بچہ:۔ گول مٹول تندرست بچہ۔

پھن ساٹ:۔ گرفتاری، الجھن، پھنسنے سے بنایا ہے۔

پھُوپس:۔ پھوپھی ساس کو حقارت سے بولا جاتا ہے۔

پھوٹ پھٹک رہنا:۔ ان بن رہنا، انا نتی رہنا۔

پھوٹ پھوٹ کر نکلنا:۔ کوڑھ بن کر جسم سے نکلنا۔ (کوسنا ہے)

پھوٹی آنکھ نہ بھانا:۔ سخت نفرت ہونا۔ ایک پل کے لئے بھی گوارا نہ ہونا۔

پھوٹی آنکھ کا تارا۔ نہایت عزیز۔ بڑا دلارا۔ وہ اولاد جو کئی اولادوں کی موت کے بعد زندہ رہی ہو۔

پھول:۔ (دیکھئے زیورات)

پھول آنا:۔ لڑکی کا جوان ہونا۔

پھول کے دن:۔ معمول کے دن۔

پھول آئے ہیں تو پھل بھی آئیں گے:۔ بے اولادی عورت کو تسلی دینے کے لئے بولتی ہیں۔

پھول پان:۔ نازک اندام۔ دھان پان۔

پھول پان کی طرح الٹ پلٹ کرنا:۔ انتہائی خبر گیری کرنا، نگرانی کرنا، دیکھ بھال کرنا۔

پھول چھڑی:۔ ایک قسم کی بیل جس میں قطار در قطار پھول ہوتے ہیں۔

پھول پڑے:۔ بددعا ہے، کنایۂ ہے آنکھ میں پھول پڑنے سے یا مزار پر پھول پڑنے سے۔

پھول سونگھ کے رہنا:۔ (طنزاً) کم خوراک کے لئے بولتی ہیں۔

پھول کھلنا:۔ کنایۂ ہے سہرے کے پھول کھلنے سے، بیاہ ہونے سے۔

پھول کی چھڑی نہ مارنا:۔ ذرا سی بھی تکلیف نہ دینا۔ انتہائی ناز و نعم میں پرورش کرنا۔

پھونٹا:۔ پھنوا، ترشح۔

پہونچی:۔ دیکھئے زیورات۔

پھونک نکل جانا:۔ دم نکل جانا۔ سانس کی آمد و رفت ختم ہونا۔

پھیر بندھنا:۔ چکر بندھنا۔

پھیر لینا:۔ پھر دینا۔ واپس لینا۔ واپس دینا۔ پھر لینا کے مخصوص معنی بچے کا پیٹ کے اندر کروٹ لینا ہے۔

بچے نے لیا ہے پھیر ہے گھبراؤ نہ بنو

پھیرا پھری:۔ ہیرا پھیری، کنایۂ ہے آسیب کے خلل سے۔

پھیکا پنڈا:۔ دیکھئے، پنڈا پھیکا۔

پھیلاوا:۔ پھیلاؤ، طوالت، ہر چیز کا ادھر ادھر بڑا ہونا، دکن میں پسارا بولتے ہیں۔

پیار اخلاص:۔ میل جول، حسن سلوک۔

پیار سا کرنا:۔ عزیز کرنا۔ کسی چیز کے دینے سے دریغ نہ کرنا۔

پیاروں پیٹی:۔ (تحقیر) ایسی عورت کے لئے بولتی ہیں جو اپنے پیاروں کو رو پیٹ کر بیٹھ چکی ہو۔

پیاروں ٹوٹی:۔ پیاروں پٹی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔
پیٹ پوچھن، پیٹ کھرچن، پیٹ پوچھنی اولاد:۔ آخری لڑکا یا لڑکی، جس کے بعد کوئی اور اولاد نہ ہو، بالعموم ایسی اولاد بہت دلاری ہوتی ہے۔
پیٹ پھولنا:۔ بے چین ہونا، بے تاب ہونا۔ کسی بات کو سنانے کے لئے دل چاہنا۔
پیٹ جلنا:۔ بخار معلوم ہونا۔
پیٹ چلنا:۔ دست آنا۔
پیٹ چھوٹنا:۔ دست آنا۔
پیٹ ڈالنا:۔ حمل ساقط ہونا۔
پیٹ دکھانا:۔ دائی سے معائنہ کروانا۔
پیٹ سے پٹی باندھنا:۔ بھوک کی تکلیف برداشت کرنا۔
پیٹ کھل جانا:۔ بھوک بڑھ جانا۔
پیٹ کے گن:۔ باطن کا حال۔ خبث باطن۔
پیٹ کی مار دینا:۔ روزی سے تنگ کرنا۔ بھوکا مارنا۔
پیٹ میں آزار ہونا:۔ پیٹ کے اندر کی تکلیف، ایسا بگاڑ جو کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔

کچھ تمہیں یہ پیٹ میں آزار ہے کوئی
دائی کو اپنی بھیجئے اپنی ضرور آپ (رجان صاحب)

پیٹ میں آڑ ہونا:۔ قبض کی شکایت ہونا، بچوں کے لئے بولا جاتا ہے۔
پیٹ میں آگ بھرنا:۔ حرام مال کھانا۔
پیٹ میں پالنا:۔ دل میں بات رکھنا، بغض رکھنا، کینہ پروری کرنا۔
پیٹ میں ٹکڑا ڈالنا:۔ بطور ہمدردی بولا جاتا، انتہائی بھوک میں کچھ کھانا۔
پیٹ پیٹ کر یا پیٹ پاٹ کر:۔ بڑی مشکلوں سے بڑی دقت سے پیٹ پاٹ کر آخر میں نے تم کو بی اے کروا ہی دیا۔
پیٹک پڑنا:۔ کہرام اگریہ زاری، "پیٹک پڑا پڑنا" کہرام ہونا کے معنوں میں بولتی ہیں۔
پیٹھانا:۔ ایک چیز کا دوسرے میں پیوست کرنا "بٹھانا" کے معنوں میں۔

کسی کا تیر جو پہلو میں آکے بیٹھ گیا!
تو میرے دل میں در آیا جگر میں پیٹھ گیا

پیچھ:۔ چاولوں کا وہ پانی جو ابلنے کے بعد نکالا جاتا ہے، چونکہ اس میں نشاستہ ہوتا

ہے اس کو بطور کلف استعمال کیا جاتا ہے۔

پیچھے پی ہزار نعمت کھائی:۔ تھوڑی سی راحت کے لئے بڑا دکھ اٹھایا۔ اب قناعت کرنا ہے یعنی جیسی ادنیٰ چیز پر ہی اکتفا کرنا بہتر ہے۔

پیچھا پکڑنا:۔ کسی کے ساتھ ساتھ چلنا۔

پیچھا لینا:۔ پیچھا پکڑنا۔

غیروں سے منہ پھیر ناصح کی ہو ئی
اس نے حضرت کا بڑا پیچھا کیا! (داغ)

پیچھا کرنا:۔ ستانا تنگ کرنا۔ دق کرنا۔

میرا پیچھا بس اب نہ کیجئے آپ
میرے گھر مجھ کو جانے دیجئے آپ

پیر بھاری ہونا:۔ دیکھئے پاؤں بھاری ہونا۔

پیر بھاری ان کی بیٹی کا ہوا جب سے ہوا
ایک دن بھیجی نہ ماما بھی خبر کے واسطے (رجانصاحب)

پیر بھاری کرنا:۔ پاؤں بھاری کرنا۔

پیر کا ناخن بھی نہ دکھانا:۔ سخت پردے میں رکھنا، سامنا نہ ہونے دینا۔

پیزار پر مارنا:۔ جوتی کی نوک پر مارنا۔

پیزار دکھانا:۔ بے پروائی جتانا، شوخی سے انکار کر دینا

پیزار ہے:۔ دیکھئے جوتی ہے، پاپوش سے۔

پیسہ اٹھانا:۔ روپیہ صرف کرنا، خرچ کرنا۔

دو پیسے جو ہم کوڑیا خانم پہ اٹھائیں
حاصل بھی کیا کون سا دو بھر ہے زرا پنا (رجانصاحب)

پیسہ ٹھیکری کرنا:۔ بے دریغ روپیہ خرچ کرنا۔

پیسے برابر ہوٹیاں کرنا:۔ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا۔

پیسے ڈولی:۔ مسافت، پہلے زمانے میں عورتیں ڈولیوں پر نکلتی تھیں جن کو کہار اٹھاتے تھے، ان کے کرائے سے مسافت کا اندازہ لگایا جاتا تھا۔ چنانچہ آج بھی "بس یا ٹیکسی کے کرایوں سے عورتیں اپنے اعزا کے گھروں کے فاصلے کا حساب رکھتی ہیں۔

ذرا گھر کو رنگین کے تالاش کر لو
یہاں سے ہٹے پیسے ٹوٹی کہار و

پیسے کی جگہ دھیلا اٹھانا:۔ کفایت شعاری کرنا۔

پیسے جوڑنا:۔ مال جمع کرنا۔

پلیس لوں تو پلٹوں:۔ پہلے پیٹ پالنے کیلئے انا پیس لوں تو پھر کسی کا غم کروں. غم وایں سے نجات ملے تو غم جانا کا کروں۔

پس مارنا:۔ جلا مارنا، تنگ کرنا۔

پیغام ڈالنا:۔ شادی کا پیغام دینا۔

پیوند میں پیوند ملنا:۔ خاندان سے خاندان نسل سے نسل ملنا۔

پیغام سلام ہونا:۔ کسی جگہ سے نسبت کی بات چیت ہونا۔

پیٹ ٹھنڈا رہنا:۔ اولاد کا سکھ دیکھنا۔

پیٹ سے ہونا:۔ (دکنی) عورت کا حاملہ ہونا۔

پیٹ گرنا:۔ حمل کا ساقط ہونا۔

پیالہ بہنا:۔ حمل کا ساقط ہونا۔

پلے دی:۔ چھوٹا سا پاندان جو سفر میں استعمال ہوتا ہے۔

پیمک:۔ دیکھیئے لباس کی آرائش۔

پنڈی:۔ آٹے کے ایک خاص قسم کے لڈو جو لڑکیوں کے سانچے میں بنتے ہیں اس میں، میدا آٹا، یاسوجی کے ساتھ گوند، تال مکھانے، بادام پستے ملائے جاتے ہیں لیکن گھی اس انداز میں ہوتا ہے کہ ہاتھ سے دبا کر لڈو یا "پنڈ" بنایا جاسکے۔

# ت

تا:۔ بچوں کے جھانکنے کے لئے عورتیں بولتی ہیں "تا کرنا" بچوں کے چہرے پر کپڑا ڈال کر اسکو ہٹا کر بولتی ہیں۔

تابڑ توڑ:۔ مسلسل، پیہم۔

تاجو:۔ ایک برادر کش عورت گذری ہے اب عورتیں ہر اس عورت کے لئے یہ لفظ

بولتی ہیں جو بھائی پر ظلم کرے۔

**تار بتار ہونا:۔** تار تار ہونا۔

**تار باندھنا:۔** باتوں کا سلسلہ باندھنا۔

**تار نکالنا:۔** دھاگے نکالنا۔ ریشم کی لچھی کھولنا یا کپڑے کے بنے ہوئے دھاگے نکالنا تاکہ اس پر کشیدہ کاری کی جا سکے۔

**تارے باندھنا:۔** پانی کی جھڑی روکنے کے لئے ٹوٹکا کرتی ہیں۔

**تارے توڑنا:۔** مشکل ترین بلکہ ناممکن کام انجام دینا۔

**تارے دکھانا:۔** مسلمان عورتوں کے یہاں یہ رسم تھی کہ زچہ کو چھٹی کے دن تارے دکھلاتے تھے، یعنی ایک ہفتے بعد اس کو کمرے سے نکال کر پہلی بار کھلی فضا میں لایا جاتا تھا۔

**تاک رکھنا:۔** خبر گیری کرنا، نگہداشت کرنا۔

**تاک لینا:۔** خبر لینا۔

**تاک میں رہنا:۔** کسی چیز پر اس کے حصول کے لئے نگاہ رکھنا۔

**تاگ ڈالنا:۔** تاگے ڈالنا، ادھورے ڈالنا۔

**تاگنا:۔** تاگے سے سلائی کرنا۔ صرف موٹے کپڑے رضائیوں اور لحافوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

**تانت سا:۔** بالکل باریک، دبلا پتلا۔

**تانتا پورا اٹھانا:۔** کچا چٹھا۔ رتی رتی حال بیان کرنا۔

**تاننا:۔** دھاگا لپٹنے کے معنوں میں بولتے ہیں۔

**تانبے تاشیر:۔** اس چیز کو کہتی ہیں جو گذارے کے لئے بمشکل کافی ہو۔ کھینچ تان کر پورا کرنا۔ تانبے تاشیر گھر کا خرچ چل ہی جاتا ہے۔

**تاؤ بگڑنا:۔** کسی ہانڈی یا پکوان کا جوش خراب ہونا کام بگڑنا، بات بگڑنا۔

**تاؤ پہ تاؤ آنا:۔** غصے پر غصہ آنا۔ جوش پر جوش آنا۔

**تبارک کی روٹی:۔** بدصورت عورت کے لئے بولتی ہیں، حالانکہ تبارک کی روٹی وہ روٹی ہوتی ہے جو مردے کے فاتحہ کے لئے پکائی جاتی ہے۔ اور اس پر تبارک الذیؔ کی پوری سورت پڑھی جاتی ہے۔

**تتا تاؤ:۔** جلدی، فوراً، بروقت، اس بیماری کا علاج تو تتا تاؤ ہونا چاہیئے۔

**تتے پڑنا:۔** رسوائی ہونا، بدنامی ہونا۔

تتو تھمو:۔ روک تھام، بیچ بچاؤ۔

نہ بنی ساس سے نہ بننا تھی
تتو تھمو ہزار کی میں نے (احسان)

تجویز کرنا:۔ تجویز کرنا۔

تجویزتا ہوں جو تپ دوریار میں
ہوتی ہے اس دوا کو علاوت اثر کے ساتھ (شرف)

تُجھ مُجھ:۔ اپنا، بیگانہ۔

تخت بخت:۔ سہاگ سہاگ ۔ راج پاٹ۔

تخت چڑھنا:۔ پلنگ پر بیٹھنا، آرام کرنا۔ طوائف بولتی ہیں۔ اور تخت چڑھنا شادی ہونے سے بھی کنایہ ہے۔

ترتر کاری:۔ سرسبز شاداب ترکاری، ترتابع مہمل بھی ہے۔

تر بھر ہونا:۔ ناراض ہونا، خفا ہونا، بگڑنا۔

تر بھر ہوئے ہیں کیسے وہ بگڑے ہیں کس قدر
لگتی لگاتی بات جو کہہ دی عتاب میں (داغ)

تُرتُرا، تُرتُری:۔ تیز تیز چلنے والا مرد یا عورت، سبک خرام۔

ترتریا:۔ چالاک اور تیز عورت، دکن میں تڑتڑی کہتے ہیں۔

تُرشا جانا:۔ کھٹا ہونا۔

تُرشائی:۔ کھٹائی۔

ترشن:۔ کپڑا یا کاغذ جو تراشنے کے بعد بچ رہے۔

ترہ ترہ کرنا:۔ فریاد کرنا ہائے ہائے کرنا۔

اس نے ایسی پٹنگ پیا ڈالی کہ سارا محلہ ترہ ترہ کرنے لگا۔ دکن میں ترہ ترہ کرنے کے بجائے تل تل کرنا بولا جاتا ہے۔

تانی:۔ گوٹہ کناری ٹانکنے والی عورت۔

تڑاخا:۔ کسی بدبو یا تیز چیز کا ایک دم سے دماغ میں لگنا، سخت آفت اور تکلیف

تڑاخا بیتنا:۔ کڑی اٹھانا۔ کڑی جھیلنا۔

تڑ پڑ:۔ تابڑتوڑ، جلد۔

تڑپن:۔ تڑپ کی کیفیت۔

تڑخ کر بولنا:۔ ناراض ہو کر بولنا، سخت لہجے میں جواب دینا۔
تڑخ تڑخ نور برسنا:۔ جھوٹوں نور برسنا، طنزاً بولتی ہیں۔
تسبیح ہونا:۔ کسی کام یا کسی بات کی رٹ ہونا۔
ترکم ترکا:۔ چھوٹم چھاٹ، دوری، علیحدگی، قطع تعلق
تپ چڑھنا:۔ بخار چڑھنا۔
تترڈی:۔ منحوس عورت، کرم جلی، بھاگ جلی۔
تحس نحس:۔ (تہس نہس) تہہ و بالا کرنا، ستیاناس کرنا۔ الٹ پلٹ کرنا۔ تباہ و برباد کرنا۔
تقدیر پھوٹنا:۔ بات بگڑنا، پریشانی میں مبتلا ہونا۔
تقدیر کا برا:۔ قسمت کا لکھا۔
تقدیر لوٹ جانا:۔ مقدر پھر جانا۔
تکا:۔ بندے گوشت کی بڑی سی بوٹی۔
تکلے کے سے بل نکالنا:۔ خوب خبر لینا، بالکل سیدھا کر دینا۔
تگنی کا ناچ نچانا:۔ ناکوں چنے چبوانا، خوب تنگ کرنا۔

دیکھنا بات پہ اپنی اگر آ جاؤں گی
کیا تگنی کا تمہیں ناچ میں نچواؤں گی

تلاد ینا:۔ ہانڈی یا دیگچی کے پیندے کے نیچے مٹی کی تہہ جمانا۔ تاکہ وہ دھویں سے کالی نہ ہو۔
تل کڑی:۔ زیورات کی مخصوص بناوٹ۔ ملاحظہ کیجئے زیورات۔
تلڑی:۔ دیکھئے زیورات۔
تلوؤں سے لگنا سر میں بجھنا:۔ دیکھئے پیروں سے لگنا سر میں بجھنا۔
تلے اوپر کے:۔ اوپر تلے کے، وہ بھائی یا بہن جن کے درمیان میں کوئی اور بچہ نہ ہو۔ چونکہ ان کی عمروں میں فرق کم ہوتا ہے، اس لئے محبت زیادہ ہوتی ہے اور بچپن کی رقابت کی وجہ سے لڑائی بھی بہت ہوتی ہے۔
تلے تیس اوپر بیس:۔ درہم برہم ہونا۔
تلیا:۔ تال یعنی تالاب کی تصغیر۔
تلملاں ماچھوں کرنا:۔ بے قراری سے ادھر ادھر پھرنا۔

تنداں :- وہ چھوٹا سا جزدان جس میں عورتیں سوئی دھاگہ اور چھوٹی سی قینچی وغیرہ رکھتی ہیں، اس کے علاوہ اس میں کاجل کی ڈبی سلائی اور چھوٹا موٹا سامان بھی رکھا جاتا ہے، جسامت کے لحاظ سے اگر یہ بڑی ہو تو اس میں کپڑوں کی کترنیں بھی ہوتی ہیں۔

تمہارے سر کی قسم :- تمہاری جان کی قسم ؛

ہم بھی اگر جان دے دیں کھا کر سم
تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم

تمہارے منہ میں خاک :- جب کوئی عورت یا مرد کسی کی اچھی بات پر منہ بھر کر ٹوک دیتا ہے اور اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ اسکو نظر نہ لگ جائے اس لئے عورتیں فوراً کہتی ہیں "تمہارے منہ میں خاک" یعنی اگر تم نے یہ بات بری نیت سے کہی ہے تو تم خاک میں مل جاؤ۔

تماشائی خانم :- مسخری اور منہ پھٹ عورت کے لئے طنزاً بولتی ہیں۔

تمغہ بٹھانا :- سکہ بٹھانا۔

تمکنت کرنا :- غرور کرنا، شان بگھارنا۔

تنی پیٹ کا مزہ :- اچھا کھانے اور پینے کی خواہش۔

تنکا :- خس و خاشاک دیکھئے زیورات۔

تنکے کا سہارا نہ ہونا :- بالکل بے سہارا ہونا، بے آس ہونا۔

تنکنا :- جلد بگڑنا، ذرا میں خفا ہونا۔ تنک مزاج۔

تنگی ترشی :- سختی گرمی، تنگا ترشی بھی بولا جاتا ہے۔

تو تو :- حقارت سے "زبان" کو کہتی ہیں مثلاً "اپنی تو تو بند رکھو"

توا سر سے باندھنا :- ڈھال لے کر اپنی مدافعت کے لئے تیار ہونا۔ ہر وار سہنے کے لئے آمادہ ہونا۔

توا ہنسنا :- کبھی کبھی توا چولہے سے اتار لینے کے بعد چمک جاتا ہے یعنی اس کے نیچے جمی ہوئی کاربن جلتی رہتی ہے اسکو عورتیں توے کا ہنسنا کہتی ہیں اور گھر کی خوشحالی کے لئے نیک فال سمجھتی ہیں۔

نہیں غم گو رقیب روسیاہ ہے خندہ زن مجھ پر
شگون شادی کا لیتے ہیں توا جب ہنستا ہے (ناسخ)

توے کی بوند :- تلون مزاج، جلد ختم ہونے والا غصہ۔

توبہ بلوانا :- اتنا تنگ کرنا کہ آدمی توبہ کرنے لگے۔

توے والی :- عزت والی صاحب مرتبہ لیکن عورتیں طنزاً بولتی ہیں۔

توره پٹی :۔ تورے والی کی حقارت، عزت آبرو ختم کرنے والی عورت۔
توڑا :۔ گھاٹا، نقصان۔ دیکھئے زیورات۔
تو تیے جوڑنا۔ بہتان لگانا۔
تہہ دلی سے بنجنا۔ سکون واطمینان سے بیٹھنا۔

تہہ دلی سے تو بیٹھلے انسان
پوچھ لینا پھر اس کا نام ونشان (رنگین)

تہہ نہ ٹوٹنا :۔ کپڑوں کا بالکل نیا ہونا۔
تہا تہی رکھنا۔ تہہ بہ تہہ رکھنا، کمال حفاظت سے رکھنا۔
تھتکارنا :۔ تھو تھو کرنا۔

وہ بڑا روگ ہے یہ عشق کے تھتکارتے ہیں
کان سے جو سنتا ہے ہے اس آزار کا نام

تھتکاریاں :۔ بیڑیاں، ہتھکڑیاں۔
توئی :۔ پتلی گوٹ، جو کپڑوں میں اس لئے لگتی ہے کہ پہننے کے بعد اس کے کنارے کھینچ کر خراب نہ ہوں۔
تکھرانا :۔ تین بار کہلوانا، کسی بات کا تین بار اقرار کروانا۔
تکھار تکھار کر پوچھنا :۔ بار بار پوچھنا، کھوج کرنا۔
تھڑی تھڑی کرنا۔ فضیحت۔ تھو تھو کر۔
تھکا فضیحتی :۔ لعن طعن، برا بھلا کہنا۔ تھوک تھوک کر فضیحت کرنا۔
تھکیل ماری :۔ قابل نفرت جس پر سب لوگ نفرین کریں۔
تھل بیٹھنا :۔ نچلی بنجنا، آرام سے بنجنا۔
تھل بیڑے سے رکھنا :۔ تھل بیڑا لگنا۔ ٹھکانے لگنا۔
تھلیا دھرنا۔ تھلیا رکھنا :۔ بچوں کے مسوڑھوں کا دانت نکلنے سے پہلے پھولنا۔
تھکا بیل :۔ سست آدمی۔ تھکا ماندہ۔
تھو تھن :۔ حقارت سے منہ کو کہتی ہیں۔ تھوتھنی بھی بولا جاتا ہے۔
سب تو سب تم کیوں تھوتھنی پھیلائے بیٹھی ہو۔
تھو کتے تیروں سے اڑنا :۔ باتوں باتوں میں آزار پہونچانا۔
تھوتھا ہونا :۔ خفیف ہونا، شرمندہ ہونا۔

تھوک اچھالنا:۔ بیہودہ بکنا۔
تیر ہونا:۔ ختم ہونا۔ خیر میری تو عمر تیر ہو گئی تم اپنی خبر لو۔
تیرا برا کیوں نہ ہو:۔ میں تیرا برا کیوں نہ چاہوں۔
تیرا نور اڑ جائے:۔ تیرے چہرے کی رونق ختم ہو جائے۔
تیرہ تیزی:۔ صفر کا مہینہ جس کے تیرہ دن منحوس خیال کئے جاتے ہیں۔
رکیہا، تیہا:۔ غصہ۔

## ٹ

ٹاپا ٹوھیا کرنا:۔ ٹوہ لینے کے لئے ادھر ادھر گھومنا۔ جستجو کرنا۔ کھوج کرنا۔
ٹال مٹول کرنا:۔ حیلے بہانے۔ ٹال ٹول بھی بولا جاتا ہے۔

پہن کے ٹول کے کپڑے نہ ٹالئے وعدہ
ہمیں پسند نہیں ٹال ٹول کی باتیں

ٹانکا بھرنا:۔ سلائی کرنا۔ کنایہ ہے ستر پوشی سے۔
جب انہیں کو غیرت نہیں ہے تو میں کہاں کہاں ٹانکے بھروں گی۔
ٹانگ توڑ کر بیٹھنا:۔ جم کر بیٹھنا، گھومنا پھرنا چھوڑ کر بیٹھنا۔
لڑکی پڑھتی کیا ہے، مکتب میں بٹھا دیا ہے کہ ٹانگ توڑ کر بیٹھنے کی عادت پڑے، تلا پچیں مارتی نہ پھرے۔
ٹائیں ٹائیں فش:۔ وہ بات جس کا غلغلہ اٹھے۔ اور پھر ایک دم سے ختم ہو جائے۔
"یار شور اشوری پایہ بے نکی"
ٹبر:۔ اہل وعیال، کنبہ خاندان، اور اس کا سارا خرچ۔

پنجتن پاک کی ہے آس مجھے اے باجی
جن کے صدقے میں ہے سارا میرا ٹبر جلتا۔

کاٹھ کباڑ، ڈھیر اور انبار کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے مثلاً
کاٹھ کباڑ کر کری خانے میں پھینک کر ساری چیزیں نقل بٹیرے سے رکھ دی گئیں
آنکھوں کے سامنے سے سارا ٹبر۔

ٹڈی بندھنا:۔ جمع ہونا۔ لوگوں کا کسی چیز کو دیکھنے کے لئے جمع ہونا۔

بے طرح بندھنے لگی میر تیوں کی ٹڈی!!

آئینہ دیکھنے دیں گے تیری تصویر کیسے (رشک)

ٹکا سے دیدے کھلنا:۔ پوری آنکھوں کا کھلا ہونا۔

ابلجان سمجھے کر خواب میں برائی ہے ہمیں نے دیکھا تو ٹکا سے دیدے کھلے تھے۔

ٹخر ٹخر چلنا:۔ بوڑھیوں کی سی چال چلنا۔

ٹرغو، اٹرغو:۔ بیہودہ عورت، زن فاحشہ، ناپائیدار اور مبتذل شے کو بھی بولتے ہیں۔

ٹسر ٹسر رونا:۔ زار و زار رونا۔ دکن میں ٹس ٹس رونا کہتے ہیں۔

ٹسوے بہانا:۔ جھوٹ موٹ کے آنسو بہانا۔

ناحق بھی جھوٹے موٹے کے ٹسوے بہاؤں گی

مر جاؤں یا جیوں، نہیں سسرال جاؤں گی

ٹکا سا جواب دینا:۔ صاف انکار کر دینا۔

ٹکڑا سا توڑ کر ہاتھ پر رکھ دینا:۔ انتہائی بے مروتی سے جواب دینا۔ کسی کی آس توڑنا، انکار کر دینا۔

ٹکڑا نہ توڑنا:۔ مطلق کھانا نہ کھانا۔ کنایۃً ہے روٹی کا ٹکڑا نہ توڑنے سے، ابھی وہ بچے ہیں جو ماں کے پاس پراٹھوں کے بغیر ٹکڑا نہیں توڑتے ہیں۔

ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم:۔ کمال حیرت سے دیکھنا، تعجب خیز باتیں دیکھنا، لیکن منہ سے کچھ نہ بولنا۔ محو حیرت ہونا۔

ٹکیہ چوٹی:۔ ٹکیہ چرانے والی ماما۔ لالچی باندی۔

ٹکیہ:۔ چھوٹی روٹی۔ کنایہ ہے ماتھے یا پیشانی سے مثلاً

میری داستان نہ پوچھو آخر ٹکیہ کا لکھا پورا ہوا

ٹماخ یا ٹماک:۔ سنگار کرنے والی عورتوں کے لئے حقارت سے بولتی ہیں۔

ٹوٹروں سادم:۔ اکیلی جان، کمزور اور ناتواں، ٹوٹروں، ایک دبلا پتلا بے ضرر پرندہ ہے جس کی جسامت فاختہ سے کم ہے۔

ٹوٹروں ٹوں:۔ اکیلا دم۔

ٹوٹکا:۔ جادو منتر۔

ٹوٹکا کرنے آنا:۔ کسی کے گھر جا کر فوراً پلٹ جانا۔ کیونکہ ٹوٹکا کرنے والی عورتیں بڑی پھرتی سے

آتی اور مٹی یا کوئی اور چیز بطور ٹوٹکا ڈال کر واپس جاتی ہیں تاکہ ان کو کوئی دیکھ نہ لے۔

ٹوٹکے بائی:۔ ٹوٹکا کرنے والی عورت۔

ٹوپا بھرنا:۔ سلائی کرنا۔

ٹوٹن:۔ کسی برتن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے۔

ٹوک:۔ نظر بد۔

ٹوک لگنا:۔ نظر لگنا۔

ٹوکم ٹوک:۔ ٹھیک ٹھاک تولنا۔

ٹوکم ٹوکا:۔ روک ٹوک کسی بات کو منع کرنا۔

ٹوم چھلا پاس نہ ہونا:۔ انتہائی مفلسی، معمولی سا گہنا یا زیور تک پاس نہ ہونا جو بیچا جا سکے۔

ٹونا:۔ "ٹوٹکے" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ خصوصاً اودھ میں۔

ٹونے میں نہ کرتی کتنی مارتے تم ماتھی نہ تھے (رنگین صاحب)

"ٹونا" گیتوں کی ایک قسم بھی ہے جو شادی بیاہ کے موقعوں پر گائے جاتے ہیں۔

ہریالے بنے لاڈلے پر میں ایک ٹونا بنا دوں گی!!
جب دیکھے مکھ میرا ہی دیکھے میں تو سنگ سنگ جاؤں گی

ٹوہ میں لگنا:۔ کسی بات یا معاملے کی کھوج میں رہنا۔

ٹھٹھ لگنا:۔ بھیڑ لگنا، مجمع لگنا۔

سیر کے واسطے نکلا جو وہ رشک یوسف (راشک)
بند رستے ہوئے ٹھٹھ لگ گئے بازاروں میں

ٹھپہ:۔ مہر، نقش، وہ گوٹا جس پر نقش بنا ہو۔ زیورات کی ایک بناوٹ کا نام ہے۔

ٹکاؤ:۔ ٹکنے والا۔ ٹھہرنے والا۔ پائیدار۔

ٹھرن:۔ جاڑے کی وہ کیفیت جس میں ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگیں۔

ٹھرا:۔ انگیا کا بند۔ ڈورا، دیسی شراب۔

ٹھسی:۔ دیکھیے زیورات۔

ٹھڈی میں ہاتھ دینا:۔ خوشامد کرنا۔

ٹھڈی پہ ہاتھ دھر کر بیٹھنا:۔ کسی کے ٹکڑوں پر پلنا، ذلت سے کسی کے گھر رہنا۔

ٹھوکروں پر رہنا:۔ کسی کے ٹکڑوں پر پلنا۔ ذلت سے کسی کے گھر میں رہنا۔

ٹھنڈا کرنا:۔ غصہ کم کرنا۔ چوڑیاں ٹھنڈے کرنے کا مطلب چوڑیاں توڑنا ہے۔

ٹھنڈی کر ڈالوں گی باجی اپنی ساری چوڑیاں

چراغ کے لئے ٹھنڈا کرنا۔ چراغ بڑھانے یا گل کرنے کے معنوں میں بولتی ہیں، چونکہ چراغ گل کرنا یا چراغ بجھانا جیسے محاورے عورتیں منحوس خیال کرتی ہیں ان الفاظ سے اولاد کی موت کا شگون لیتی ہیں اس لئے چراغ کے لئے ٹھنڈا کرنے کا لفظ بولتی ہیں۔ پھولوں کی سیج پہ آ کر دے چراغ ٹھنڈا ایسی

ٹھنڈا رکھنا:۔ خوش رکھنا۔

ٹھوں ٹھوں:۔ نوزائیدہ بچے کے رونے کی آواز۔

ٹھی ٹھی:۔ ہنسنے کی آواز۔

ٹھنکنا:۔ ناز سے آواز بگاڑ کر بولنا۔ پیار سے فرمائش کرنا، بچوں کا پیار سے ضد کرنا۔

ہوا ابھی شادی تو خود بچے کھلائے گود میں

کیوں ٹھنکتی ہے، پری ناحق ہوا ہر بات میں

ٹھیس ماری جانا:۔ طنزاً۔ ضرورت پیش آنا۔ دکن کی عورتیں بولتی ہیں۔

ٹھیکرے منہ پر ٹوٹنا:۔ چہرے کا نور ختم ہونا۔ بھولا پن جاتا رہنا۔

ٹھیکرے میں ڈالنا:۔ ایک رسم تھی یعنی جس عورت کے بچے زندہ نہیں رہتے وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو ٹھیکرے میں ڈالتی ہے، دوسری اسکو چند پیسوں میں خرید کر گود لیتی ہے، بچوں کی زندگی کے لئے یہ ایک ٹوٹکا ہے۔

ٹھیکرے کی مانگ:۔ نوزائیدہ لڑکی جس کو وقت نہلایا جاتا تھا اس وقت دائی کے ٹھیکرے میں کوئی دوسری عورت چند پیسے ڈال کر لڑکی کو اپنے بچے کے لئے مانگ لیتی ہے اس طرح یہ منگنی ہو جاتی ہے۔

ٹھینگا یا ٹھینگے سے:۔ بلا سے، جوتی سے۔

بلواؤں ان کو ایسی تو نکٹی نہیں ہوں میں

ٹھینگے سے میرے آئیں وہ یا اپنے گھر رہیں

ٹیاں سی جان:۔ حقیر ترین جان، اکیلا دم، ٹوٹیاں کوڑی کی ایک قسم ہے جو بہت چھوٹی ہوتی ہے اور اس کا خول بہت نازک ہوتا ہے۔

ٹیڑھے توے کی روٹی:۔ عورتیں ٹیڑھی کھیر کے معنوں میں بولتی ہیں۔

ٹیکا:۔ دیکھئے زیورات۔
ٹیکے کا:۔ انوکھا نرالا۔ بڑی خصوصیت والا۔ طنزاً بولتی ہیں۔
ٹالے بالے بتانا:۔ ٹالے مٹولے کرنا۔

تنا ڈر صاحب نہ ٹالے بالے     منگاڈ بالے میرے چھڑا کر

ٹپکا ٹپکی کا لگنا:۔ بوندا باندی ہونا۔
ٹپکے کا ڈر، یا     آفت ناگہانی یا بلائے آسمانی کا خوف
ٹپکوے کا ڈر :۔ " " " " " "
ٹھوک بجا کر دیکھنا:۔ اچھی طرح پرکھ کر دیکھنا، سوچ سمجھ کر سودا کرنا۔

آشنائی کی یہ کیا دھاڑ پڑی ہے بہنا
اچھے مرزا کو ذرا ٹھوک بجا لو پہلے     (جان صاحب)

ٹھسے کرنا:۔ نخرے کرنا۔
ٹونگنا:۔ بہت بہت دھیرے دھیرے کھانا، بہت تکلف کرنا۔

---

# ج

---

جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام:۔ خواہ مخواہ دوستی کرنے والے یا خود بخود بے تکلف ہونے کی کوشش کرنے والے کے لئے بولتی ہیں۔
جان پر بجلی گرے:۔ کوسنے کے لئے بولا جاتا ہے۔

بجلی گرے الٰہی مہاجن کی جان پر!!
کیا پڑ گئیں کھٹائی میں کان کی بالیاں

جان پر صبر کرنا:۔ اگر کسی شخص سے سخت آزار پہونچے تو کوسنے کے طور پر بولتی ہیں۔

کیا اس گھر میں چرچا جس نے میری آہ و زاری کا
الٰہی صبر اسکی جان پر اس بے قراری کا     (جرات)

جان پھڑکنا:۔ بے تاب ہونا۔
جان چلی جانا:۔ بے قراری کی انتہا۔

کل سے گھر میرے دوگانہ جو نہیں آتی ہے

وصل ہے بے چین میری جان چلی جاتی ہے

**جان سے دور۔** کسی مرے ہوئے آدمی کا اپنے زندہ عزیز سے تشبیہہ ذکر کرتے وقت یا کسی آفت کے بیان کے وقت یہ الفاظ بولتی ہیں۔

جاکے رہنا نہ اس مکان سے دور

ہم جو مرجائیں تیری جان سے دور

**جان کو آجانا:۔** دکن میں عورتیں سر پر مسلط ہونے کے معنوں میں بولتی ہیں۔

**جان کو آجانا۔** پیچھے پڑ جانا۔

**جاتے رہنا:۔** گذر جانا، فوت ہونا۔

**جانا:۔** اپنے مخصوص معنوں میں عورتیں اپنی زبان میں بولتی ہیں۔ جیسے بیوی کا شوہر یا شوہر کا بیوی کے پاس جانا۔

**جایا:۔** بیٹا۔

نیم کی نمولی پکی ساون کب آئے گا

جئے میری ماں کا جایا ڈولی بھیج بلائے گا

**جبھا:۔** جگرہ، کلیجہ، ہمت کا کام۔ اس زمانے میں تھا کہ ریگستان کو طے کرنا بڑے جبھے کا کام تھا۔

**جڑاؤ:۔** نگینے لگے ہوئے، مرصع۔ دیکھئے زیورات۔

**جڑاول:۔** سردیوں کے لوازمات، لحاف توشک گرم کپڑے سب کو مجموعی طور پر کہتے ہیں۔

**جڑ سے ناک کٹنا:۔** انتہائی بے عزتی۔

**جابے جا سنانا:۔** بے خطا گالیاں دینا۔ خواہ مخواہ ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔

کیا کہوں وہ مُوا جب آتا ہے

جا و بے جا مجھے ستاتا ہے (جان صاحب)

**جگ ہنسائی:۔** ساری دنیا میں بدنامی۔

**جگنو:۔** دیکھئے زیور۔

**جلی کٹی سنانا:۔** بری بھلی سنانا۔ جس میں لعن طعن بھی ہو۔

باتیں جلی کٹی ہیں ہر فتنہ ساز کی

تیزی ٹپک رہی ہے زبان دراز کی (آتش)

جلا جلا کر مارنا:۔ ایسی باتیں کہہ کر یا کر کے مارنا جس میں کوفت ہو، یا دل جلے۔

جلابی:۔ جس نے جلاب لیا ہو۔

جلبلانا:۔ دل جلنے کی اور جھنجھلانے کی وہ کیفیت جس میں کوئی بس نہ چلے۔

جل ککڑی:۔ جو ہر بات میں جلی کٹی سنائے، حاسد، بد مزاج۔

سوت جل ککڑی آ گئی بل میں
جلی جاتی ہے اپنی ہی جھل میں (رجان صاحب)

جل مرنا:۔ حسد میں جلنا۔

جلے تن:۔ دل جلے۔

جما جتھا:۔ اندوختہ، سرمایہ، جمع پونجی۔

جم جم آنا:۔ جم جم رہنا۔ جم جم جیو، یہ تینوں کلمات مسرت اور دعاؤں کے ہیں جس میں نیک تمناؤں کا اظہار ہے۔

جناتی خط:۔ کنایۃً ایسے خط سے ہے جو پڑھا نہ جائے۔

جنازہ نکلے:۔ کوسنے کے طور پر بولتی ہیں۔

جنڈری:۔ رجان کی تصغیر بالتحقیر)

رات بھر ناک میں دم رہتا ہے اس نغنی سے
توڑی کس دن میری جنڈری پر قیامت نہ گئی رجان

جنڈری گنوانا:۔ جان کھونا۔

جنم جلی:۔ پیدائشی بدبخت۔

جنگل والا:۔ خنزیر، سؤر، چونکہ اس کا نام منحوس اور مکروہ ہے، اس لئے اسی کو عورتیں جنگل والا کہتی ہیں۔

جُوجُو:۔ بچوں کو ڈرانے کے لئے ایک فرضی نام۔

جنم گھٹی:۔ وہ شے جو پیدائش کے بعد سے لے کر عمر تک کھائی جاتی ہے۔ دوا تو تمہارے لئے جنم گھٹی بن گئی ہے۔

جوتی سے:۔ کلمہ تحقیر، بے نیازی کے موقع پر بولتی ہیں۔

جوتی خور:۔ جو جوتیاں کھانے کی عادی ہو۔ تحقیر و تذلیل کے لئے بولتی ہیں۔

جوتی سے مارنا:۔ ٹھکرانا، حقارت سے دیکھنا

جوتی کی نوک سے:- جوتی کے برابر نہ سمجھنا۔ یہ سب حقارت کے کلمے ہیں جو عورتیں اپنی بے نیازی کے اظہار کے لئے بولتی ہیں۔

جوتیاں سیدھی کرنا:- انتہائی خوشامد کرنا۔

جوتیاں اٹھانا:- خوشامد کرنا۔

جوڑا:- بالوں کو لپیٹ کر پیچھے گولے کی طرح باندھنے کا انداز۔

جوڑا:- کپڑوں کا جوڑا، لباس، رشتہ، بر، دکن میں کی جوڑیوں کو بولتی ہیں۔

جوڑا بڑھانا:- عروسی لباس تبدیل کرنا۔

جوڑے ٹانکنا:- شادی کے جوڑوں کو خوشنمائی سے سجا کر رکھنا

جوڑے لگانا:- کپڑوں کو ترتیب اور سلیقے سے رکھنا۔

جوشن:- دیکھئے زیورات۔

جوگا:- قابل، اہل، موزوں۔

میں اور کی گوں نہ آپ جوگا۔ (اسمٰعیل میرٹھی)

جوئیں مارنا:- انتہائی سست رفتاری سے کام کرنا۔

جھاڑو پھرے:- مجھے رات بھر مارا تارا ہوا!
تیرے روئی کپڑے پہ جھاڑو پھرے

جھاڑو پھرنا:- صاف کر دینا، تباہ و برباد کر دینا۔

جھاڑو مارنا:- حقارت سے کہتی ہیں۔ جیسے گولی مارنا کہتے ہیں۔

جھاڑو تارا:- دُمدار تارا۔

جھالا:- ملاحظہ کیجئے زیورات

جھانجھ:- 〃 〃 〃

جھانگیری:- 〃 〃 〃

جھپاکے سے:- پلک جھپکتے میں، آناً فاناً میں۔
خدا جانے وہ کس جھپاکے سے آئی اور ڈبیا اٹھا کر لے گئی۔

جھپان:- مرض جس میں مریض نقاہت کی وجہ سے آنکھیں بند کیے پڑا رہتا ہے۔

جھلنگا:- کپڑا یا چارپائی جس کی بناوٹ خراب ہو گئی ہو، کپڑے کے تار دور دور ہوں اور چارپائی کی بان یا پلنگ کی نواڑ پھدی پھدری اور ڈھیلی ہو۔

جھونجھل:۔ (سنسکرت کا لفظ ہے) غصہ۔

جھوٹال دینا:۔ ذرا سا چکھ کر چھوڑ دینا۔ منہ جھوٹا کر کے اٹھ جانا۔

جھوجھو۔ جھو:۔ بچوں کو بہلاتے وقت بولتی ہیں۔

جھٹیل عورت:۔ بدکار عورت، آبرو باختہ۔

جھڑ بیری کا کانٹا:۔ ناحق الجھنے والا آدمی، جھگڑالو انسان۔

جھگڑے بھرا:۔ جس کی ذات سے جھگڑا ہو، فتنہ پرداز

چہرے پہ نہ غازہ ہے نہ بالوں میں افشاں
یہ جھگڑے بھرا ان کو سنوارنا نہیں آتا

جُھلسا لگنا:۔ جھلسا لگانا۔ کوسنے کے لئے بولتی ہیں کیونکہ ہندوؤں کے یہاں مرنے کے بعد چتا کی آگ میں جُھلسا لگتا ہے۔

جھمکا:۔ دیکھئے زیورات۔

جھنجھنا:۔ بچوں کو بہلانے کے لئے بجنے والی کوئی چیز۔

جھنڈولے بال:۔ وہ بال جو پیدائش کے وقت بچے کے سر پر ہوتے ہیں اور عقیقے کے وقت ان کو منڈوایا جاتا ہے۔

جہنم میں جائے:۔ اپنی بے نیازی دوسرے کی تحقیر کے لئے کوسنے کے طور پر بولتی ہیں۔

جھنڈے پر چڑھنا:۔ بدنامی ہونا۔

جھنڈے جھلانا:۔ کنگھی نہ کرنا، بال بکھرنا، لٹیں لٹکا کر گھومنا۔

جھنجھنی:۔ دیکھئے زیورات۔

جھنوانا:۔ آگ بجھنے کی وہ کیفیت جس میں کوئلوں پر راکھ کی باریک سی تہہ آ جاتی ہے۔

جھوا:۔ ٹوکرا۔ تم آئیں تو اپنی غرض کو آئیں میرے سر پر کیوں احسان کا جھوا رکھ رہی ہو۔

جھلارا، جھلاری:۔ گھنی، بالعموم پلکوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

جگھر:۔ جب گھر بھر جاگ رہا ہو، یا کسی حادثے کی وجہ سے اچانک جاگ پڑے۔ چور آئے اور جگھر ہو گیا۔

جگ جگ جیا کرو:۔ دودھ علیحدہ بیا کرو:۔ دعائیہ کلمات ہیں۔

جہیز میں آنا:۔ ملکیت میں ہونا۔

جھوٹی مہندی:۔ ہاتھوں یا پیروں سے چھوٹی ہوئی مہندی میں رنگ باقی نہیں ہوتا۔

جھومر:۔ دیکھئے زیورات۔

جھیلنا:۔ سہنا برداشت کرنا۔ سیویاں بناتے وقت ان کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں اس طرح لیتے ہیں کہ ان کے تار کھنچ کر لمبے ہو جائیں۔ مگر وہ گر کر ٹوٹ نہ جائیں۔

جی:۔ دل، طبیعت، خواہش، جان۔

جیا:۔ جی کی تصغیر۔

جی کیسا ہے۔ مزاج پرسی کے لئے بولا جاتا ہے۔ طبیعت کیسی ہے۔

جی تلے اوپر ہونا:۔ متلی ہونا۔

جی بٹنا:۔ خیال بٹنا، دل بہلنا۔

جی برا کرنا:۔ رنجیدہ کرنا، کبیدہ خاطر کرنا۔

جی برا ہونا:۔ قے ہونا۔

جی بڑھانا:۔ ہمت بڑھانا۔

جی بکھرنا:۔ متلی ہونا۔

جی پانی کرنا:۔ خون پسینہ ایک کرنا۔

جی لڑانا:۔ جان لڑانا۔

جی جلانا:۔ عاجز کرنا تنگ کرنا۔

جی نکال دینا:۔ روح کھینچ لینا۔ اچھا اچھا مال چھانٹ لینا۔

جی دھکڑ پکڑ ہونا:۔ امید و بیم کی حالت، کشمکش۔

جی پکڑ لینا:۔ کلیجہ تھام کر بیٹھ جانا۔

جی دوٹنا:۔ دل آنا، رغبت ہونا۔

جی رکھنا:۔ دل داری کرنا۔

جی کا دشمن:۔ جانی دشمن۔

دوست رکھتا ہوں جی کے دشمن کو

دل میں دیتا ہوں راہ رہزن کو (رشک)

جی کڑھانا:۔ جی جلانا دل جلانا۔

جی لہرانا:۔ طبیعت لہرانا، رنگ پر آنا۔

جی ڈھیا جانا:۔ دل ڈوب جانا۔

جی ہاتھ میں رکھنا دل داری کرنا۔
جیوڑا:۔ "جی" کی تصغیر۔

گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل
کہاں کی رباعی کہاں کی غزلیں

جی گھڑا:۔ گھڑے کے اوپر کا آبخورا جس میں پانی پیتے ہیں۔

---

# چ

---

چادر اترنا یا چادر اتارنا:۔ بے پردہ ہونا، بے آبرو ہونا، صرف عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے، مردوں کے لئے پگڑی اتارنا کہا جاتا ہے۔

چار انگلیاں سر پر رکھنا:۔ سلام کرنا، ہمیشہ نفی میں بولا جاتا ہے، واقعہ یا حقیقت بیان کرنے کے لئے یا خوشگوار تعلقات میں نہیں بولا جاتا۔ انہوں نے مجھے کہاں نہیں دیکھا۔ لیکن کبھی چار انگلیاں سر پر نہیں رکھیں۔

چار بیسی:۔ اتنی عورتوں کو گنتی کا شمار صرف بیس تک یاد ہوتا تھا، چنانچہ دو بیسی، تین بیسی چار بیسی، چالیس، ساٹھ اور اسّی کے بولتی تھیں۔

شیخ بنت عنب سے کیوں نہ بچیں
عمر حضرت کی "چار بیسی" ہے

چارپائی والا:۔ کھٹمل۔
چار پیسے:۔ دولت، روپیہ، پیسہ، آج چار پیسے ہوتے تو کیوں کسی کی ٹھوکروں میں پڑتی۔
چار چلو خون بڑھانا:۔ خوشی میں پھولے نہ سمانا۔

کرو قتل ہم کو تو خون تمنا
بڑھے چار چلو تمہارا ہمارا (راسخ)

چار چوٹ کی مار:۔ ضرب شدید۔
چالیا:۔ چال باز۔
چالا:۔ نئی دلہن کا سسرال سے شادی کے بعد پہلے چار بار میکے آنا۔
نوعروس باغ کی شادی مجھے ماتم ہوئی پاؤں بھرا باغ میں گلچیں کے گھر چالا ہوا

چاند بھر جانا۔ مہینہ پورا ہونا۔

غالی کا چاند آپ کی فرحت میں بھر گیا
اب تک نہ آئے یہی مہینہ گذر گیا

چاند تارا:۔ دیکھئے زیورات۔

چاند چڑھنا:۔ نیا چاند طلوع ہونا۔

چاند دیکھے:۔ پہلی تاریخ کو۔ میرا تو خیال تھا ہُوا کہ چاند چڑھے بارات یہاں سے لے جاؤں لیکن ان کی ضد یہی ہے کہ اسی اترتے چاند میں دولہن گھر آجائے۔

چاندی کا پیر:۔ مبارک قدم۔

چاؤ چوچلا:۔ ناز نخرہ، لاڈ پیار۔

چاؤ میں آنا:۔ محبت کے جوش میں آنا، ترنگ میں آنا۔

چُبھن:۔ کھٹک، چبھنے کی کیفیت۔

چپک جانا:۔ بیگماتی زبان میں عورت کا مرد سے تعلق قائم کر لینے کو کہا جاتا ہے۔

چائیں چائیں کرنا:۔ غل مچانا۔

چپ شاہ کا بانکا:۔ وہ شخص جو منہ سے کچھ نہ بولے چپ رہے۔

چپ باندھنا:۔ چپ سادھنا۔

چتانا:۔ چت کے معنی دل کے ہیں، چتانا کسی بات کو دل میں بٹھانے کے معنی میں بولتی ہیں سلجد کو یہ لفظ چتانا سے جتانا بن گیا ہے۔

چیتھڑے لگانا:۔ مفلسی کی وجہ سے پھٹے کپڑے پہننا۔

چیتھڑیا پیر:۔ ایسے آدمی کے لئے بولتی ہیں جو ہمیشہ چیتھڑے لگائے۔

چٹ پٹ ہو جانا:۔ آناً فاناً میں ختم ہو جانا۔

گرمی ایسی کہ پھر نہ لی کروٹ!
کیسی دو دو دن میں ہو گئی چٹ پٹ

چٹ چٹ بلائیں لینا:۔ اس طرح بلائیں لینا کہ انگلیوں کے پور چٹخ کر ٹوٹ جائیں۔

بس اسی وقت دوڑ کر چٹ پٹ
سر سے پا تک بلائیں لیں چٹ چٹ! (شوق)

چٹ سے:۔ جلدی سے، فوراً پلک جھپکتے میں "میں نے تو اتنی سی بات اس کی ماں سے کہی تھی خانم بیچ میں چٹ سے بول پڑیں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

چُٹ پُٹ چِٹر پِٹر:۔ ذرا ذرا کر کے چھوٹے موٹے کاموں میں خرچ ہو تیوالا پیسہ جو نظروں میں نہیں آتا۔

چٹخارے بھرنا:۔ مزے مزے لے لے کے کھانا۔

چٹک مٹک:۔ ناز نخرے، طمطراق۔

سو تیوں نہیں فروغ نہ پایا کسی نے بھی
بیٹھیں چٹک مٹک کے برابر ہمارے پاس

چٹکی بجانے میں:۔ آناً فاناً۔ فوراً۔

چٹکی بھر:۔ پیمانہ، نمک، دوا یا کسی سفوف کے لئے جو صرف انگوٹھے اور انگشت شہادت سے ملا کر چٹکی سے نکالا جائے۔

چٹکی کاٹنا:۔ چٹکی بھرنا۔ چٹکی لینا۔

چٹلا:۔ سونے یا چاندی کا موباف ریشم کا گچھا جو بالوں میں چوٹی کے ساتھ گوندھا جاتا ہے۔

چٹے مٹے:۔ بچوں کے کھلونے جو لکڑی کے ہوتے تھے۔

چِٹنے:۔ کلمہ نفرت، کبھی کبھی محبت کی انتہا میں بھی بولتی ہیں۔

مجھ سے باتیں نہ اب بنا زیادہ
چل چٹنے مردوے حواس میں آ!

چراغ بڑھانا:۔ چراغ ٹھنڈا کرنا، چراغ گل کرنا۔

چراغ اپنا منہ دیکھتا ہے:۔ روشنی مدھم ہے۔

چراغ ہنستا ہے:۔ چراغ سے جلتے وقت جو تیل ٹپکتا ہے اسکو چراغ کا ہنسنا کہتی ہیں اور یہ نیک فال ہے۔

چراہند:۔ گوشت یا اسی قسم کی چیز کے جلنے کی مخصوص بو، دکن اور دہلی میں "چراند" بولا جاتا ہے۔

چڑھا اوپری:۔ ایک دوسرے سے مسابقت یا بازی لے جانے کا جذبہ۔

چربانک:۔ چالاک عیار۔

پھر دیدے ہیں چربانک تمہارے کئی دن سے (جان صاحب)

چڑھا جانا:۔ سارے کا سارا پی جانا۔

وہ مست ہوں کہ ساغر کے جب میں پا گیا
اک بار یا غفور کہا اور چڑھا گیا

چڑیا نوچن:۔ تکابوٹی، عذاب، سب کو تھوڑا تھوڑا روپیہ دے کر چڑیا نوچن سے جان بچائی۔

چحق:۔ دیکھئے زیورات۔

چک چک لونڈے کھانا:۔ گھی میں تر بتر نوالے کھانا۔

چل ہوا ہو:۔ یعنی نظروں سے دور ہو۔

ہونے لگی صبح چل ہوا ہو (اگلیٰ ارنیم)

چلا:۔ ولادت کے چالیس دن بعد کا غسل۔ چلے کی سردی یا چلے کے جاڑے کڑاکے کی سردی۔

چلتی ہوا سے لڑنا:۔ بغیر کسی بات کے لڑنا، خواہ مخواہ کسی بات پر الجھنا۔

چلی چلی پی ماکھوں آئیں:۔ شدہ شدہ بات پہونچ ہی جاتی ہے۔ ہونٹوں نکلی، کوٹھوں چڑھی۔ بات چلتے چلتے یہاں تک پہنچی۔

چمپا:۔ گوٹے کناری کی ایک قسم۔

چمپا کلی:۔ دیکھئے زیورات۔

چمکنا:۔ پہننے کے لئے بولتی ہیں لیکن تحقیر سے۔

اے لو آج پھر اس نے نیا دوپٹہ چمک لیا۔

چمکو:۔ پہننے والی۔ کپڑا پہن کر اترانے والا۔ اے بی چمکو یہ کپڑا تم نے کہاں سے خریدا ہے۔

چندن ہار:۔ دیکھئے زیورات۔

چندا ماموں:۔ بچوں کو کھلانے کے لئے چاند کو دکھا کر عورتیں کہتی تھیں۔

چندا ماموں دور کے ہم کو دیکھیں گھور کے

چوبا:۔ دکن میں "تھال" کو کہتے ہیں۔ یہ وہ تھال ہے جو مزعفر یا میٹھے چاولوں سے سجا کر دولہن کے سامنے رکھا جاتا ہے۔

چوتھی:۔ نکاح کے چوتھے روز کی دعوت اور رسومات۔ اس دن دولہن کا بطور خاص سنگھار کیا جاتا ہے۔

چوچلی ہائی:۔ چوچلے کرنے والی عورت۔

چھریرا بدن:۔ ایسے دبلے پتلے آدمی کو کہتی ہیں جو دیکھنے میں ناتواں اور کمزور سا لگے۔ لیکن اسکے جسم پر کپڑا بہت زیادہ صرف ہو۔

چور پیٹ:۔ وہ عورت جس کا حمل عرصے تک ظاہر نہ ہو۔
چورکلی:۔ وہ چھوٹی سی کلی جو پاجامے میں رومالی کے ساتھ لگے۔
چوڑانا:۔ چوڑا کرنا۔
چوڑی:۔ دیکھئے زیورات۔
چوڑیاں بڑھانا:۔ چوڑیاں تبدیل کرنے کے لئے ارتا، چونکہ چوڑیاں سہاگ کی نشانی ہیں، اس لئے عورتیں ان کے توڑنے کا لفظ بدشگونی کے خیال سے نہیں بولتی ہیں۔
چوڑیاں ٹھنڈی کرنا:۔ چوڑیاں بڑھانا۔
چوڑیاں پہننا:۔ عورتیں بطور طعنہ ان مردوں کے لئے بولتی ہیں جو عورتوں کی طرح بزدلی کا مظاہرہ کریں۔
چوکھٹ نہ جھانکنا:۔ کسی کے گھر قدم نہ رکھنا۔

نیل کیوں کر رہا ہے جل ہٹ بھی
اب نہ جھانکوں گی تیری چوکھٹ بھی (شوق)

چوکھٹ نہ ناکھنا:۔ دکن میں چوکھٹ نہ جھانکنا کے معنوں میں بولا جاتا ہے
چولہے کی تیری توے کی میری:۔ یعنی وہ روٹی جو چولہے میں گر کر جل جائے وہ تیری جو پک کر اترے وہ میری ہے ایسے موقع پر کہتی ہیں جب یہ جتانا مقصود ہو کہ اچھی چیز تو تم خود چاہتی ہو بری دوسرے کیلئے۔
چولہے میں جائے:۔ جل جائے، آگ لگے غارت ہو۔
چولہے بھاڑ میں جائے:۔ "وہ کمبخت غارت ہو چولہے میں جائے" (شوق)
چون:۔ برادہ آٹا۔
چون کی بنی ہو:۔ آٹے کی مطلب ہو، کیا اس قدر بودی اور کمزور ہو۔
چوں نہ کرنا:۔ منہ سے ایک لفظ تک نہ نکالنا، اف تک نہ کہنا۔
چھاتی امنڈ آنا:۔ دل بھر آنا، رحم یا ہمدردی میں دکھ درد میں۔
چھاتی بھر آنا:۔ دل بھر آنا۔
چھاتی پر چڑھ کر ڈھائی چلو لہو پینا:۔ انتہائی دشمنی کا کوسنا، سخت ترین اذیت دیکر مارنا۔
چھاتی پر سانپ لوٹنا:۔ کسی چیز سے انتہائی حسد یا جلن ہونا۔
چھاتی پر مونگ دلنا:۔ سرزناتی کا جو نہلانے میں ملنے بیٹھی
مونگ چھاتی پہ دو رگا نہ میرے دلنے بیٹھی۔
چھاتی پر کودوں دلنا:۔ یہ بھی چھاتی پر مونگ دلنا کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

چھاتی پھٹنا:۔ کلیجہ منہ کو آنا۔ کمال رنج دہشت اور خوف۔

کونسی شب جو رو رد کے نہیں کٹتی ہے
شام ہوتی ہے ادھر چھاتی میری پھٹتی ہے (آتش)

چھاتی ٹھنڈی کرنا:۔ انتقام یا بدلے کر خوش ہونا۔

چھاتی جلانا:۔ دل جلانا۔

چھاتی سے لگانا:۔ تسلی دینے یا پیار کرنے کے لئے سینے سے لگانا۔

ماں بیٹھی تھی صغرا کو جو چھاتی سے لگائے
روتے ہوئے تشریف شہ دین وہیں لائے (انیس)

چھاتی کی سل:۔ بے بیاہی لڑکی جس کی شادی کی فکر ہو۔

چھاتی کا بوجھ:۔ چھاتی کی سل کے معنیٰ ہیں۔

چھاگل:۔ دیکھئے زیورات۔

چھپ تختی:۔ اعضا کی بناوٹ FIGURE بدن کی مجموعی خوبصورتی۔

چھپ کلی:۔ کنایۂ ہے دبلی پتلی عورت سے۔

چھتیسی:۔ مکار عورت۔

چھٹ پن:۔ بچپن، لڑکپن۔

چھٹکی:۔ سب سے چھوٹی اولاد۔

چھٹکی میری کھائے گی ہرے پان کا بیڑا
منجھلی کا نہ سنجھلی کا نہ ہے بیاہ بڑی کا

چھٹی:۔ ولادت کے بعد کا چھٹا دن۔ جس میں رسومات ہوتی ہیں، زچہ اور بچہ دونوں کو غسل دیا جاتا ہے۔

چھٹی کا دودھ یاد آنا:۔ مصیبت میں پرانی عشرت کا یاد آنا۔ پرانی باتیں ایک ایک کرکے یاد آنا، خوب مزہ چکھانا۔

چھٹی کا کھایا نکل جانا:۔ چھٹی کا دودھ یاد آنا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

جانب میکدہ گیا وہ ستم ایجاد آیا
میکشو دودھ چھٹی کا جو تمہیں یاد آیا

چھٹی کے پوتڑے نہ سوکھنا:۔ انتہائی ناتجربہ کار ہونا، لاابالی، بچپن باقی ہونا ۔ طنزاً بولتے ہیں۔

چھدا اتارنا:۔ گلہ ٹالنا۔ اوپری دل سے کسی کا شکوہ دور کرنا۔

چھدے مدے:۔ پیار کا کلمہ جو دلی کی عورتیں بچوں کے لیے استعمال کرتی ہیں۔
چھُری دینا:۔ ذبح کرنا، قتل کرنا۔

اصیلیں میری تُتریاں ہیں بُری دو
خدا کے لئے کوئی ان کو چھُری دو (رنگین)

چھری کٹاری:۔ لڑائی جھگڑا۔

اس کی مژگاں کا تھا جب مذکور
بات تک وال چھری کٹاری تھی (جرأت)

چھریاں بھونکنا:۔ اذیت دینا، تکلیف پہنچانا۔
چھڑے:۔ تنہا، مجرد (دیکھئے زیورات)
چھڑیاں:۔ بیل بوٹیوں کا ایک خاص انداز۔
چھڑیوں کا دوپٹہ:۔ جس پر زردوزی یا کامدانی چھڑیاں یا لکیریں بنی ہوں۔

تیرے چھڑیوں کے دوپٹے سے جو ملتا ہے مزا
لطف یہ پاتے نہیں چھڑیوں کا میلا دیکھ کر (اشک)

چھلا:۔ (دیکھئے زیورات) حلقہ۔
چھلا دھو کر اٹھانا:۔ منت ماننا۔

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلا
دکھلاؤں گی کیا منہ اسے کھو کر چھلا
پاؤں جو وہ تو ابھی دوں بھٹک
منت کا اٹھاتی ہوں میں دھو کر چھلا

چھلنی:۔ آٹا چھاننے کا جالی دار برتن۔
چھلنی میں ڈال کر چھاج میں اڑانا:۔ بات کا بتنگڑ بنا کر رسوا کرنا۔
چھن من:۔ بگھارنے کی آواز۔
چھند:۔ مکر و فریب۔

نہ تم کو راہ سے لے جائے مکر دنیا کا
ہزار رنگ میں فرتوت کوئی رنگ کیے

چھو، چھو، چھپھو، چھی چھی:۔ بچوں کے گو موت کو بھی بولتی ہیں۔
چھو چھو:۔ اس لڑکی کو بھی کہتی ہیں جو لڑکی کی خدمت کے لئے مقرر ہو۔ ہم عمر لونڈی، باندی۔

ننھے سے کلیجے کو کیا اس کے ہوا لوگو
کچھ ان دنوں رہتی ہے دلگیر مری چھوچھو (رنگین)

**چھوچھک:۔** زچہ خانے کی ایک رسم جس میں زچہ اور بچہ کے لیے میکے یا سسرال سے کپڑے آتے ہیں۔

**چھوٹا کپڑا:۔** اندر پہننے والا کپڑا۔ محرم۔

چھوٹے کپڑوں کو ڈھانپتے جانا (شوق)

**چہیتا:۔** لاڈلا۔ دلارا۔

**چھلا:۔** کیچڑ۔

**چھلے کی بھینس:۔** موٹی عورت جس کو حرکت کرنا دشوار ہو۔

**چھینپنا:۔** شیخی کرنا۔ اترانا۔

**چیتا:۔** (بروزن لیتا) چیت سے بنا ہے جس کے معنی دل کے ہیں۔

**چیتا لگن:۔** دل لگا کام میں۔ اے لڑکی تیرا تو ہنڈی روٹی میں چیتا ہی نہیں لگتا۔

**چیتنا:۔** چاہنا۔ جو اڈکی چیتے بدی اس کا بھی ہوتا ہے برا۔ (اسمعیل میرٹھی)

**چیر آنا:۔** شگاف آنا۔

**چیرے والا:۔** حکیم، جراح، جس کا نام لینا منحوس خیال کیا جاتا ہے۔

بن زنانی کے جیا اچھی نہیں ہونے کی ہیں
چیرے والے نے عبث نسخہ لکھا کس واسطے (رنگین)

**چیرو چار بگھار و پانچ:۔** موٹے تازے کھاتے پیتے بے غیرت آدمی کے لیے بولتی ہیں۔ جس پر کسی بدنامی یا رسوائی کا اثر نہ ہو۔

**چیز:۔** بچوں کے لیے مٹھائی یا کھلونوں کے لئے بولتی ہیں، اور زیورات سے بھی کنایہ ہے۔

**چیونٹوں بھرا کباب:۔** جھگڑے بھری چیز، جب کسی لڑکی کو ایسے مرد سے بیاہیں جس کا بھرا کنبہ ہو، اور زیادہ ذمہ داریاں ہوں۔

**چیں پٹی:۔** دیکھئے زیورات۔

**چیل کوؤں کو دوں:۔** اس کی بوٹیاں کاٹ کر پرندوں کو دوں، یعنی سخت ترین اذیت دے کر ماروں۔ کوسنا ہے۔

**چکنا گھڑا:۔** بے غیرت آدمی۔

**چکٹ لگانا یا چکٹی لگانا:۔** میلا کچیلا رہنا۔

کوئی اجلا ملا نہ ماما کو !!!
موٹی چکٹ لگائے پھرتی ہے
(اجان صاحب)

چوکی :۔ ایک تختہ جس میں چار پائے لگے ہوتے ہیں، بیٹھنے کا چھوٹا سا تخت، بیگمات لکھنؤ کے یہاں "چوکی" پاخانے میں رکھی ہوتی تھی، جو قدمچوں کی طرح ہوتی تھی، جس سے اس لفظ کے معنی بدل گئے ہیں۔

چوکی پر ہونا :۔ بیت الخلا میں ہونا۔

چوکی پر لوٹا نہ رکھوانا :۔ کمال حقارت سے بولتی ہیں یعنی وہ اتنی ذلیل ہے کہ میں اسکو اس قابل بھی نہیں سمجھتی ہوں کہ بیت الخلاء میں میرے لیے لوٹے میں پانی بھر کر رکھے۔

چومکھ :۔ چاروں طرف، وہ چراغ جس میں چار بتیاں لگیں اور اس کی روشنی چاروں طرف پہنچے۔

چومکھی :۔ چاروں طرف کے وار سہہ کر لڑنا۔ چاروں طرف کا مقابلہ کرنا۔ ہر سمت کا محاذ سنبھالنا۔

---

## ح

---

حال خراب ہونا :۔ انتہائی زبوں حالی کو پہنچنا۔

حال سے بے حال ہونا :۔ پریشان ہونا، خستہ حال ہونا۔

حرام کر دینا :۔ دوبھر کر دینا اس نے میری راتوں کی نیند حرام کر دی۔

حرامزدگی :۔ حرام زادہ پن، فتنہ پردازی۔

حرمت کھونا :۔ آبرو گنوانا۔

کھوؤں حرمت کیا میں اپنی دوپہر کے واسطے
روٹی کپڑا مجھ کو لکھ دیں عمر بھر کے واسطے (اجان صاحب)

حمارہ دینا :۔ جل دینا، فریب دینا۔

حربے ضربے :۔ گاہے گاہے، حربے ضربے یہ آفت ہم پر آتی رہتی ہے۔

حرمت کالا گو ہونا :۔ عزت آبرو کے پیچھے پڑنا۔

حساب :۔ اندازہ تخمینہ، رائے، سمجھ، میں نے اپنے حساب سے یہ بات کہی تھی۔

حشر ٹوٹنا :۔ آفت آنا، مصیبت آنا۔

حشر بپا ہونا:- کہرام مچنا۔
حلال زادہ:- طنز ہے، اس کے لئے جو حلال کی اولاد نہ ہو۔
حلال خورن:- بھنگن۔
حلال کرنا:- ذبح کرنا، قتل کرنا، چھری پھیرنا۔
حلبجان:- رسم ہے کہ شادی کی تقریب کے بعد گھر کی بی بی عزیز و اقارب اور ٹھہرے ہوئے مہمانوں سے پیسے جمع کر کے پوریاں، ساگ اور قیمہ پکا کر برادری میں تقسیم کرتی ہے۔

پھر نئے سرے سے دوگا نہ مجھ کو تم مہماں کرو۔
ہو چکی گڑیا کی شادی اس کی تم حلبجاں کرو (رنگیں)

حلق کا دربان:- وہ شخص یا وہ بچہ جو کھانے پینے میں شریک رہے، مسلسل نظر رکھے کہ کس نے کیا کھایا ہے۔

پینے دیتے ہیں کس کو خونِ جگر
نالے میرے حلق کے درباں ہیں

حلق کا داروغہ:- حلق کا درباں۔
حلق میں نوالہ پھنسنا یا اٹکنا:- اچھی چیز کھاتے وقت کسی پیارے یا چہیتے کو یاد کرنا۔

رو دیتی تھی جب حلق میں پھنستے تھے نوالے (انیس)

حلکم ڈالنا:- ہلچل ڈالنا، گڑبڑ مچانا، (یہ لفظ ہلکان سے بگڑا ہے۔
حلوا کھائے:- حلوا بظاہر بہت لذیذ شے ہے دعوتوں میں پکتا ہے۔ لیکن یہاں مراد اس مخصوص حلوے سے ہے جو شب برات میں مُردوں کے فاتحہ کے لئے بنایا جاتا ہے، جب عورتیں اپنے آپ کو کوستی ہیں تو کہتی ہیں کہ خدا کرے تو ہمارا حلوا کھائے یعنی ہم تیرے سامنے مر جائیں اور تو شب برات میں حلوا پکا کر فاتحہ کرے۔
یہ جملہ یا محاورہ ایسے غصے میں بولتی ہیں جو انتہائی محبت میں آئے نفرت کرنے والے کے لئے نہیں بولتی ہیں، کیونکہ اس سے حلوا پکا کر فاتحہ دینے کی کوئی توقع نہیں ہوتی۔

کبھی کہتی ہیں جو ہاتھ لگائے
جس کو چاہے اسی کا حلوا کھائے

حمیل:- دیکھئے زیورات۔
حواس پکڑو:- حواس درست کرو، اوسان بحال کرو۔

# خ

خار ہونا، خار کھانا:۔ ناگوار گذرنا۔ ایک آنکھ نہ بھانا۔

کیوں گذرتی ہے بچا کر ہم کو وہ کافر نگاہ
جسم اپنا ہے مگر پائے نظر میں خار ہے (ناسخ)

خاطر تلے آنا:۔ وقعت ہونا۔

خاطر میں لانا:۔ خاطر تلے آنا۔

خاک دھول:۔ صفر، ناچیز حقیر، نفی میں بولا جاتا ہے، مثلاً
انہیں تو خاک دھول کچھ نہیں آتا۔

خاک پتھر:۔ خاک دھول ہی کے معنوں میں۔

خالصے لگنا:۔ تباہ برباد ہونا۔ بحق سرکار ضبط ہونا۔

خالصے لگانا:۔ بیچ کھوچ کر ختم کردینا۔

خالہ جی کا گھر نہیں:۔ اس راہ میں دشواریاں بہت ہیں۔ یہ کام آسان نہیں ہے۔

دل میں گھر کرنا بتوں کے کار بازیگر نہیں
برہمن کعبہ ہے یہ کوئی خالہ جی کا گھر نہیں (شاد)

خالہ کی خل بچی:۔ خواہ مخواہ کا ناطہ جوڑنے والی لڑکی۔

خالی خولی:۔ بغیر روپے پیسے کے، صرف زبانی خرچ۔

خبر کو بھیجنا:۔ مزاج پرسی کو بھیجنا، حال حوال دریافت کرنے بھیجنا۔

خبر ہونا:۔ عام مطلب سے ہٹ کر عورتوں کی اصطلاح میں اس کا مفہوم دوسرا ہے۔ مثلاً
جب سے بیگما میکے سے آئی ہے میاں خبر ہی نہیں ہوتے۔ یا سال بھر سسرال میں رہے لیکن وہ خبر ہی نہ ہوئے۔

تمہارا مال ہے ہر وقت اختیار میں ہے
خبر نہ ہونا دولہن سے ابھی بخار میں ہے (جان صاحب)

خالی:۔ (بھرے ہونے کی ضد) لیکن عورتیں "فرصت" کے معنوں میں بولتی ہیں، اس کے علاوہ ذیقعدہ کے مہینے کو بھی "خالی" کہتی ہیں کیونکہ اس میں کوئی نذر نیاز یا تہوار نہیں ہوتا۔

خدا بھولی بات :- تکبر اور غرور کی بات کرنا، یا ایسا زبردست جھوٹ بولنا، جیسے سر پر خدا ہی نہ ہو، جس کو صورت دکھانا ہے، کلمہ تحقیر۔

خدا جواب دے :- انتہائی بے بسی کے عالم میں بولتی ہیں۔ یعنی میں تو بے بس ہوں صبر کرتی ہوں لیکن اپنا حساب خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ وہی تم کو جواب دے گا۔

خدا سمجھے :- خدا جواب دے، وہی ہم لوگوں کے درمیان عدل کرے، لڑائی جھگڑے کے موقع پر بولتی ہیں۔

خدا راس لائے :- خدا مبارک کرے، کلمہ دعائیہ ہے لیکن طنزاً بھی بولا جاتا ہے۔

خدا غارت کرے
خدا کی مار پڑے
خدا کا قہر نازل ہو
} تینوں کوسنے یا بد دعا کے الفاظ میں جو لڑائی جھگڑوں میں بد دعا کے لئے بولتی ہیں۔

خدا لگتی :- خدا کو بھلی لگنے والی بات یعنی انصاف کی بات۔

بات سچی ہے بے مزا لگتی ۔۔۔ میں کہوں گی مگر خدا لگتی

خدا رحم :- ایک مخصوص قسم کی مٹھائی جو عورتیں رت جگے میں پکاتی ہیں اور مسجد میں طاق بھر کر خدا سے رحمت اور برکت طلب کرتی ہیں۔

خدائی رات :- رت جگے کی رات جس میں خدا رحم بنتے ہیں۔

صبح سے شام تک بٹی خیرات
کی بڑی دھوم سے خدائی رات

خدائی خوار :- جس کی رسوائی ہو، جس کو سارے زمانے نے خوار کیا ہو۔

خدا کو مان :- خدا کے غضب سے ڈر، یہ مت بھول کہ اوپر خدا ہے۔

خصماں پٹی :- کلمہ حقارت و نفرت، وہ عورت جو اپنے خصم کو رو پیٹ چکی ہو۔

خون پانی ایک کرنا :- سخت مشقت کرنا۔ محنت شاقہ۔

خیر تو ہے :- خیریت ہے، کیا ہوا، کلمہ استعجابیہ۔

خیر خبر لینا :- خیریت دریافت کرنا۔

خیر خبر پوچھنا :-
خیر سلا پوچھنا
} خیریت دریافت کرنا۔

خیلا :- بے ہودہ، یا وہ گو مخلا بالطبع سے بنا ہے۔

خیر برکت :- کسی چیز میں برکت ہونا۔

خیلا بنانا:۔ بے وقوف بنانا۔

خیلا پائنچہ:۔ جس کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ ہو۔ لاابالی۔

دانائی سے بعید ہیں خیلا پنے کے ڈھنگ
لغت کو ڈھونڈنے کو چلے دانا پور آپ

---

# د

---

داروہ درمن، دوادمن:۔ دوا درماں سے بگڑا ہوا لفظ۔

داغ لگنا، دھبہ لگنا:۔ عیب لگنا پکوان میں جلنے کے معنوں میں عورتیں بولتی ہیں۔

داغ کرنا:۔ گھی داغ کرنا، گھی کو کڑکڑا کر دال میں ڈالنا۔

داغ ہو کر نکلے:۔ بدن پھوٹ پھوٹ کر نکلے، کوسنا، بددعا۔

دال روٹی چلنا:۔ لشتم پشتم گذر ہونا۔

دال روٹی سے آسودہ:۔ آسودگی بوجہ قناعت۔

دامن بندی۔ شادی بیاہ کا رشتہ "ایک ایسے مرد سے لڑکی کی دامن بندی کردی جو سن میں دادا سے بھی زیادہ ہے۔

دانت کرانا:۔ سوتے میں دانتوں سے آواز نکالنا۔ جیسے کوئی چیز منہ میں رکھ کر چاپ رہا ہو۔

دانت پیسنا:۔ اور دانت کٹکٹانا۔ دونوں محاورے انتہائی غصے کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں، جب انسان کا بس نہ چلے اور وہ دانت پیس کر رہ جائے، یہ دونوں محاورے دانت کترانا کے معنوں میں بھی بولے جاتے ہیں۔

دانتوں چڑھنا:۔ کسی کا کوسنا لگ جانا، کسی کی بددعاؤں سے مرنا۔

دانتوں پسینہ آنا:۔ ایسی بے غیرتی اور بے حیائی کی بات جس کو سن کر جسم تو جسم دانتوں سے بھی پسینہ آنے لگے۔

دائی:۔ دایہ سے بگڑا ہوا لفظ۔ "قابلہ، وہ عورت جو لڑکی کے ساتھ سسرال جائے بچوں کی کھلائی کو بھی بولتی ہیں۔

دائی کو کوستی ہے:۔ عورتوں کا بڑا دلچسپ محاورہ ہے، یعنی جب ان کو کوئی کوستا ہے یا

گالی دیتا ہے، یا ان کے کسی لاڈلے بچے کو کوستا بد دعا دیتا ہے اور عورتیں اس بات کو دوسروں سے کہتی ہیں تو بدشگونی کے خیال سے یہ نہیں بولتیں، کہ فلاں عورت میرے بچے کو کوستی ہے، بلکہ کہتی ہیں اس کی دائی کو کوستی ہیں یا میری دائی کو کوستی ہیں۔ یہ بات بالکل اسی طرح جیسے یہ کہنے کے بجائے کہ آپ کی طبیعت خراب ہے۔ حاکم کے بجائے دائی بندی بھی بولتی ہیں۔

**دائی سے پیٹ چھپانا:۔** رازداروں سے بات چھپانا۔ اس شخص سے پردہ پوشی کرنا، جس کو سب کچھ معلوم ہو۔

رقیب کیوں نہ ہو محرم تمہارا اے صاحب
مثل ہے پیٹ کہیں چھپ سکا ہے دائی سے (رنگیں)

**دبلا پن:۔** دبلا اغر ہونے کی کیفیت، دھان پان۔

**دبو دبو کرنا:۔** کسی معاملے کو دبا دینا بات آگے نہ بڑھنے دینا۔

**در:۔** دیکھئے زیورات۔

**دُر دُر کرنا:۔** نفرت کرنا، نکال دینا، دور دور کرنا سے بگڑا ہے۔

**در آنا:۔** بے خوف آنا۔ بے کھٹکے آنا۔

غارت گروں کا غول جو در آنا آئے گا
اس وقت کون چادر زینب بچائے گا (انیس)

**دردیں:۔** درد کی جمع، لیکن صرف درد زہ کے لئے بولا جاتا ہے۔
دردیں آنا یا دردیں لگنا محاورہ ہے۔

**درد دھیما ہونا:۔** درد کم ہونا۔

**درد سال:۔** بدنامی، بری حالت، خرابی، مثلاً
بڑوں کی بڑی بات ہے نہ کوئی بڑی بیگم سے کہے گا نہ چھوٹی بیگم سے درد سال ہوگی تو تمہاری۔ ع

**در گور:۔** قبر کے اندر، کوسنے کے موقع پر بولتی ہیں، مرجائے گور کے اندر جائے۔

گل نقب کی راہ لے گیا چور
زندہ کروں اس موئے کو در گور (گلزار نسیم)

**دڑ بڑانا:۔** گھبرانا، اچانک بوکھلا جانا، ہڑبڑانا کے معنوں میں۔

**دڑ نگے لگانا:۔** اچھلنا کودنا، ادھر ادھر اچھل کود کرنا۔

ارے تو کوئی کام بھی کرے گی یا ڈرنگے ہی لگاتی رہے گی، بعد کو یہ لفظ بگڑ کر مرڈنگا ہو گیا۔

دریا پری:۔ دریا فرپری، ایک فرضی پری، عورتیں جس کے نام کی "بیٹھک" دیتی ہیں تاکہ سایہ یا آسیب ختم ہو۔

دریا میں عرضی دینا:۔ عورتیں حضرت بی بی فاطمہؓ یا خواجہ خضر کے نام پر عرضی لکھ کر پانی میں بہاتی ہیں۔

یوں تلاطم اشک میں ہے نامہ میرا
دیتے ہیں عریضہ جس طرح دریا میں (ناسخ)

دست بند:۔ دیکھیے زیورات۔

دسترخوان کا توبہ توبہ کرنا:۔ جب دسترخوان پر کھانا رکھا ہوا ور اس پر کوئی آکر نہ بیٹھے، اس وقت عورتیں کہتی ہیں کہ دسترخوان توبہ توبہ کر رہا ہے، یعنی رزق یا اناج کی بے حرمتی ہو رہی ہے کہ وہ کھانے والوں کا انتظار کر رہا ہے۔

دسوٹھن:۔ ہندو عورتوں کا محاورہ ہے بچوں کی پیدائش کے بعد دس دن بعد والا غسل۔

دکھڑا:۔ دکھ کی تصغیر بالتحقیر۔

دکھڑا رونا:۔ اپنا دکھ بیان کرنا۔

دکھڑا پٹنا:۔ دکھڑا رونا۔

درد دل اس گل سے شبنم نے کہا
ہم نہ اس ہنس مکھ سے دکھڑا رو سکے (شاد)

دوگانہ:۔ دو رکعت نماز کو دوگانہ کہتے ہیں لیکن عورتوں کی زبان میں یہ وہ دو ہم عمر عورتیں ہیں جو ایک ہی پھل سے نکلے ہوئے دو مغز بادام کھا کر دوستی کرتی ہیں اور یگانگت کا اظہار کرتی ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں اس طرح رہیں گے جیسے ایک بادام میں یہ دونوں مغز یا گٹھلیاں رہتی ہیں۔

دغل فصل:۔ مکر و فریب دغل دغا سے اور فصل فاصلے سے بنا ہے۔

دگدھا:۔ تذبذب، امید و بیم، ہندی کے لفظ دجدھا سے بگڑ کر بنا ہے۔

دفان ہو:۔ دفع ہو، نکل جا، دور ہو جا۔

دل بھر آنا:۔ دل بھر بھر آنا، چھاتی امنڈ آنا، رونا آنا۔

دل بھر آیا جلوہ گور غریباں دیکھ کر

دل بدگمان ہونا:۔ دل میں کھٹکا ہونا، تعین نہ ہونا، خیال بد آنا۔

دل برمانا:۔ دل جلانا، دل چھیدنا۔

دل پر لکھنا۔ نقش فی الحجر ہونا، کسی بات کو کبھی نہ بھولنا۔
دل تلے اوپر ہونا۔ گھبرانا مضطرب ہونا۔

دُم لکھنا۔ عین موقعہ پر ٹوکنا، کسی بات کو منع کرنا۔
دم قفس کرنا۔ دم گھبرانا، گھٹ کر رہنا۔
دماغ پر چڑھ جانا۔ کسی تیز بو کا ایک دم دماغ میں پہنچنا اور اس کے اثرات باقی رہنا، جیسے تمباکو کی
بو وغیرہ۔
دو انگل کی بچی۔ تحقیر، چھوٹی لڑکی وہ عورت جو عمر میں کم ہو۔
دن آنا۔ فصل آنا، موسم آنا، کنایۃً ایام سے۔
دن بدنا۔ تاریخ مقرر کرنا۔
دن پڑا ہے۔ وقت باقی ہے۔
دن کڑے گذرنا۔ سختی اٹھانا، مصیبت جھیلنا۔
دن ٹلنا۔ معمول کے دن ٹل جانا، آثارِ حمل شروع ہونا۔
میں نے مانا ہے جو اس چاند کے دن ٹل جائیں
تو میں دوں آپ وہیں لال پری کی بیٹھک

دِن دوپہر:۔ دن دھاڑے، اور روشنی میں۔
دن لگنا۔ اچھے دن آنا۔ نظاکت ختم ہونا۔ طنزاً بولا جاتا ہے۔
منڈل نگوڑی مجھ کو بھی یہ دن لگے جو خوش
گھستے تمہارے پاؤں ہیں چلتے مکان تک

دو جینا۔ حاملہ ہونا پیٹ والی عورت۔
دو جی سے ہونا۔ حاملہ ہونا۔
اے دوگانا زندگی میری تیری مرضی سے ہے
لاکھ صدقے تیرے اک چپ رہ کر تو دوجی سے ہے (رنگین صاحب)
دو منہ ہنسنا۔ ذرا سی دیر کو ہنس بول لینا۔
دوگال ہنسنا۔ چار میں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں دو منہ میں بھی
جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم
دِوال:۔ دینے والا۔

دودھ بخشنا۔ دودھ بخشا کر کنبہ میں شادی کرو، یعنی رشتہ رضاعت کا خیال رکھو جو لڑکے یا لڑکیاں رضائی بھائی یا بہن ہیں ان سے شادی کا پیام نہ دو۔

دودھ موت کرنا۔ بچے کی پرورش کرنا۔

دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو۔ دعائیہ کلمات ہیں۔

دوا لگنا۔ دوا کا موافق آنا۔

گھل گھل کر اپنے دل ہی میں آخر کو مر گیا

بیمار غم کو تیرے نہ کوئی دوا لگی !!

دور کیوں جاؤ۔ اس موقع پر بولتے ہیں جہاں قریب کی مثال دینا ہو یعنی دور جانے کی ضرورت نہیں مثال سامنے ہے۔

دل جو ذکر لیلیٰ و مجنوں سے بہلاتے ہیں لوگ

سامنے ہم سامنے ہیں دور کیوں جاتے ہیں لوگ (مصحفی)

دوس دینا۔ الزام دینا، دوش سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنی خطاوار ٹھہرانے کے ہیں۔

نقص طالع ہے دیجئے کس کو دوس

ہم سے وہ بھاگتا ہے لاکھوں کوس (انجم)

دونا ماننا۔ نذر ماننا، مٹھائی کا دونا منگا کر اس پر فاتحہ دینے کی نیت کرنا۔

دیکھنے جاتا ہوں زیور کی پھبن

ایک اک پتی پر دونا مان کر

دھارم دھار رونا۔ بہت زیادہ رونا کہ آنسوؤں کے دھارے بہہ جائیں،

دھاروں رونا۔ تار بندھ جانا۔

اشک آنکھوں سے پونچھ کر اک بار

مجھ کو رونے لگی وہ دھارم دھار (انجم)

دھاڑا۔ جسم، ہاڑ، ہڈیاں، جسم جو سوکھ کر ہڈیاں بن جائے۔

نہ کیا پاس اپنی عزت کا!

کیا دھاڑا کیا ہے اپنی مورت کا

دھر دھر بھولو۔ دعائیہ کلمہ ہے یعنی اتنا پیسہ ہو کہ رکھ کر بھول جانا

دھر دھر دلنا۔ دھر دھر جلنا، دھڑ دھڑ جلنا، جلنے کی کیفیت۔

تھا وہ بھی ایک زمانہ جب نالے آتش دم تھے

چاروں طرف سے جنگل جلتا دھردھر تھا (میرؔ)

دھاڑ پڑنا:۔ چوروں کے گروہ کا اچانک حملہ کرنا، جلدی کرنا، کسی معاملے میں بہت سخت عجلت کرنا، ایسے موقع پر دھاڑ ماری جانا بھی بولتے ہیں، مگر اکثر نفی کے مفہوم میں بولا جاتا ہے۔

ایسی کیا دھاڑ پڑی تھی کہ تم راتوں رات چل پڑیں۔

دُھرے اڑانا:۔ دُرے سے بگڑا ہے۔

دھڑکن:۔ ہول دل، تڑپ۔

ان کو بچھڑے ہوئے زمانہ ہوا
دل کی دھڑکن مگر نہیں جاتی (تسلیمؔ)

دھڑی جمانا:۔ مسّی یا پان کی گہری تہہ جو ہونٹوں پر جمی ہے

لوگ دیوانہ ہوئے جاتے ہیں
دھڑی مسی کی جمایا نہ کرو (سوداؔ)

دھڑیلوں:۔ دھڑی کی جمع جو ایک پیمانہ ہے وزن کا، مطلب کثیر سے ہے۔ بہت زیادہ۔

دہ دھکا:۔ دغدغہ سے بگڑا ہوا لفظ، خوف اندیشہ، پریشانی

دھل دھل:۔ بہنے کی کیفیت یا آواز، دھل دھل خون بہہ گیا۔

دھک دھکی:۔ دیکھئے زیورات۔

دھموکا:۔ گھونسہ۔

دھندے کرنا / دھندے یاد ہونا:۔ مکروفریب حیلے بہانے یاد ہونا۔

دھوپ چڑھے:۔ دن نکلے۔

دن ڈھلے:۔ زوال کے وقت۔

دھوبک دھیّا:۔ شوروغل، ہلچل، پریشانی۔

دھون:۔ نصف من، بیس سیر۔

دھونتال:۔ موٹی عورت، سست کام کرنے والی۔

دھتا بتانا:۔ ٹھینگا بتانا، ٹال دینا، انکار کردینا۔

دیدہ پھٹ جانا:۔ حیرت واستعجاب سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جانا۔

اے پری چاک گریباں ہو کر

پھٹ گیا دیدہ تماشائی کا

دیدہ پھٹی:۔ طنزاً بڑی آنکھوں والی کو بولتی ہیں۔

دیدہ چربانک:۔ شوخ بےباک، بےحیا۔

دیکھنا اس آنکھ مندی کی چال ڈھال
کس قدر چربانک دیدہ ہو گیا (رجان صاحب)

دیدہ لگنا:۔ جیتا لگنا، دل لگنا۔ کسی کام پہ توجہ دینا۔

دیدہ پھوٹی:۔ اندھی عورت کو حقارت سے بولتی ہیں۔

دیدوں پر چربی چھانا:۔ دولت کے نشے میں بدمست ہونا، اچھا برا کچھ نہ سوجھنا۔

دیدے چمکانا:۔ آنکھیں مٹکانا، ناز سے دیدے ادھر اُدھر پھرنا۔

دیدوں دھوئی:۔ بےلحاظ عورت جس کی آنکھوں میں مروت نام کو نہ ہو۔

دیدے کی صفائی:۔ بےحیائی، شوخی، بےشرمی۔

تو یہ کس درجہ بےحیائی ہے
واہ کیا دیدے کی صفائی ہے (شوق)

دیکھ داکھ کر:۔ دیکھ بھال کر۔

دیوان پن:۔ جنون سودا۔ وحشت۔

دیوار بیچ:۔ ایسا پڑوسی جس کے درمیان ایک دیوار حائل ہو۔

## ڈ

ڈاک بٹھانا:۔ قاصد پر قاصد روانہ کرنا، خط پر خط بھیجنا۔

ڈاکنا:۔ قے کرنا، صرف لکھنؤ کی عورتیں بولتی ہیں۔

ڈال والا:۔ کنایہ ہے بندر سے۔

ڈانڈنا:۔ عوض لینا، نقصان کا معاوضہ لینا، دکن میں ڈنڈ دینا بولتی ہیں۔

ڈٹھیاری:۔ بینا، وہ عورت جس کو آنکھوں سے دکھائی دے، مرد کیلئے ڈٹھیارا بولتی ہیں۔

ڈرانی:۔ ڈراؤنی کے معنوں میں عورتیں بولتی ہیں۔

ایک تو شکل ڈرانی ہے تیری بیچاسی!!!
تس پہ یوں پھاڑ کے دیدے مجھے مت گھور ددا

ڈر لوٹ جانا:۔ ڈر نکل جانا، جھجک ختم ہونا۔
ڈری:۔ خطر، خوف۔
ڈلنا:۔ پڑنا۔
ڈکوسنا:۔ کھانے کے لئے تحقیر سے بولتی ہیں۔
ڈوا:۔ ڈوئی کی تکبیر، یعنی بہت بڑی ڈوئی جب کہ ڈوئی کی تصغیر ڈوئیا ہے۔
ڈنڈ کڑا:۔ دیکھئے زیورات۔
ڈنڈولی:۔
ڈوری ڈھیلی چھوڑنا:۔ کوئی دباؤ نہ ہونا، روک ٹوک نہ ہونا۔
ڈولا اچھلنا:۔ کسی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی میں دوسرے مرد کے ساتھ بدنام ہونا، نکاحی بیاہی کا بدنام ہونا۔

آنکھیں لڑائیں اس نے کہاری نے بانس کھائے
اس کا بھی میرے چونڈے پہ ڈولا اچھل گیا

ڈولا جانا، ڈولا دینا:۔ بغیر کتخدائی کے لڑکی کو راجہ یا بادشاہ کے حرم میں داخل کرنا، راجپوتوں میں یہ رسم تھی کہ ان کی بہنوں اور بیٹیوں کا ڈولا مغل شہنشاہوں کے حرم میں جاتا تھا، اس کے علاوہ پرجا یعنی رعایا کی لڑکیوں کے ڈولے بھی بادشاہوں کے یا راجاؤں کے گھر جاتے تھے، راجاؤں اور شہنشاہوں کے درمیان تو یہ معاملہ "سیاسی" نوعیت کا تھا، لیکن شرفا میں کسی لڑکی کا ڈولا جانا بہت برا سمجھا جاتا تھا۔

ڈولا گئی سرکار میں ہمشیر تمہاری (رجان صاحب)

ڈولا روکنا:۔ دیکھئے رسومات۔
ڈولی:۔ زنانہ سواری۔
ڈھائی چلو لہو پینا:۔ انتہائی غیظ و غضب کی حالت کا کوسنا ہے۔
ڈھیا چھونا:۔ ڈھیا دہلیز کے معنوں میں بولا جاتا ہے، آنے کے بعد فوراً واپس جانا، جیسے صرف چوکھٹ چھونے آئی ہوں۔
ڈھائی گھڑی کی آئے دونوں کوسنے ہیں، چٹ پٹ مرنے کی بد دعائیں ہیں، نثروں میں

ڈھائی گھڑی کی موت آئے    ختم ہونے کا کوسنا ہے۔

ڈھلیا:۔    وہ شخص جو لوہے یا موم کو سانچوں میں ڈھالنے کا کام کرے۔

ڈھنڈیا:۔    ڈھونڈنا یا پڑنا کے ساتھ) ڈھونڈ کی تصغیر، کھوج، جستجو۔

ڈھوپرا:۔    مٹی کا بڑا برتن، موٹا اور بے ڈول برتن، کنایہ ہے کچے خراب اور خستہ مکان سے۔

ڈھوڈا:۔    ظاہری ٹیپ ٹاپ دکھاوا۔ نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے اور یہ سارا ڈھوڈا دھرا کا دھرا رہ جائے۔

ڈھیری آنکھ:۔ ترچھا دیدہ کر کے دیکھنے والی آنکھ، ڈھیرا دیکھنا بھی بولا جاتا ہے۔

نرگس یہ ڈھیرا دیدہ نہ کھو بیٹھو کہیں
آنکھیں بگاڑ دیتا نگوڑا کہاں ہے    (جان صاحب)

ڈھینڈا:۔    پھولنا کے ساتھ بولتے ہیں، پیٹ، حمل، بیگمات کی زبان میں صرف "ناجائز" کے لئے بولا جاتا ہے۔

ملتی ہے باغبانوں سے بے شوق یار کا
گلزار پھول جائے نہ ڈھینڈا بہار کا

ڈوانا:۔

ڈیل، قد:۔    ڈیل ڈول قدو قامت۔

یہ فیل سا جو ڈیل بڑھایا تو کیا کیا
تم کو خدا نے احمقوں کا بادشاہ کیا

ڈیرا:۔    اندرونی پھوڑا۔

## ذ

---

ذات ونتی:۔    "ونتی" ہندی کا لفظ ہے جس کے معنے "والی" کے ہیں، جیسے ست سے ستونتی راج سے راجونتی ہے، اسی طرح عورتوں نے "ذات ونتی" بنا لیا ہے (حالانکہ یہ ترکیب غلط ہے)

ذرہ ظہور:۔    تھوڑا بہت ذرا سا۔

وہی ہے مہر میں ذرّے میں ہے جو رنگ و نمود
کسی میں تیز کسی میں ذرا ظہور آیا

ذرا ذرا کر کے:۔ تھوڑا تھوڑا کر کے، رتی رتی کر کے۔

جوئے کی جس دن سے لت پڑی ہے کہوں میں کیا حال تجھ سے بہنا
جو سونا چاندی بھی لائی میکے سے لے گئے سب ذرا ذرا کر کے (جان صاحب)

ذوالحال:۔ سخت گیر اور بد مزاج۔

---

## ر

---

راتارات، راتوں رات، راتاراتی:۔ تینوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی رات بھر میں، کسی کام کا اتنی جلدی سرانجام دینا کہ صبح ہونے کا بھی انتظار نہ کیا جائے

رات پڑی ہے:۔ بہت رات باقی ہے، وقت کافی ہے۔

رات تیر کرنا، رات تیر ہونا:۔ تکلیف یا مصیبت کے وقت جب رات کٹنا مشکل ہو، یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

راج سہاگ قائم رہے:۔ دعائیں جو بوڑھی عورتیں سہاگنوں یعنی شوہر والیوں کو دیتی ہیں۔

تم سے بیاہا تو اس کے جاگے بھاگ
رہے قائم ہمیشہ راج سہاگ (منیر)

راڑ لانا، راڑ مچانا:۔ جھگڑا کرنا، پیار سے شکایت کرنا۔

راستی سے:۔ نرمی سے

راندہ جانا:۔ روندہ جانا، راندۂ درگاہ ہونا، ذلیل ہونا۔

دونوں آنکھیں تھیں گرفتار محبت دل نہ تھا
مفت میں راندہ گیا ہے ایک بے تقصیر بھی (جلال)

رائی کائی کرنا:۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا، ریزہ ریزہ کرنا۔

رنگین کی طبیعت جو ادھر کو آئی

تو کر دیا معروف کو رائی کا ئی

رائی لون دیدوں میں:۔ نظر بد سے بچانے کے لئے بولتی ہیں جب کوئی کسی کی صورت یا سیرت دیکھ کر ٹوکتا ہے منہ بھر کر تعریف کرتا ہے تو عورتیں فوراً بولتی ہیں۔

چل ہٹ تیری آنکھوں میں رائی لون، عورتوں کا عقیدہ ہے دا اس طرح کہنے سے نظر بد نہیں لگتی۔

رتی:۔ وزن کا پیمانہ ہے لیکن عورتوں کے یہاں تقدیر، قسمت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

رتی جاگنا، رتی چمکنا:۔ مقدر جاگنا، تقدیر چمکنا۔

آپ سے آئی ہوں تیرے پاس میں بھاگی ہوئی
ان دنوں رتی دوگانہ ہے تیری جاگی ہوئی (رانگین)

تشبیہ ہم نے دی جو لب لعل یار سے
یاقوت آبدار کی رتی چمک گئی (اسیر)

رت جگا:۔ رات بھر جاگنا، تقریبات کے موقع پر عورتیں رات بھر جاگتی ہیں، کڑھائی چڑھتی ہے گلگلے تلے جاتے ہیں خدا رحم بنا کر سی میں طاق بھرے جاتے ہیں شکرانہ ادا کیا جاتا ہے اس کو رت جگا کہتے ہیں۔

رتی ریزہ:۔ مفصل، تفصیل سے، ایک ایک حرف بتانا مثلاً۔

جب باجی آئیں تب رتی ریزہ حال معلوم ہوا۔

رتی زوروں پر ہونا:۔ مقدر زوروں پر ہونا۔

ملتی سنہرے برج میں خورشیدہ سے زور
مہتاب، تارا جان کی رتی ہے زور پر (جان صاحب)

رتی سامنے آنا:۔ قسمت کا لکھا سامنے آنا۔

رچا بجا:۔ گھر کے لئے بولا جاتا ہے وہ گھر جس میں مکینوں نے راج کیا ہو سکھ کے دن دیکھے ہوں۔

پردیس کی زندگی کوئی ان سے پوچھے جو اپنے رچے بسے گھر چھوڑ کر یہاں خاک چھان رہے ہیں۔

رخ دے کر بات کرنا:۔ توجہ دے کر بات کرنا، توجہ سے سننا۔

رخصتی:۔ رخصت ہونا، توجہ دے کر بات کرنا کے سسرال جانے سے، رخصتی رسم ہے جو

عقد کے بعد ادا کی جاتی ہے۔

رسنا بسنا:۔ رہنا سہنا۔

رسی:۔ اصل معنوں سے ہٹ کر سانپ کے لئے بولتی ہیں، کیونکہ عورتوں کا خیال ہے کہ اگر سانپ کا نام لیا جائے اور ذکر کیا جائے تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

رشتہ جوڑنا:۔ نکاح کرنا، سمدھیانہ قائم کرنا۔

ناتا پریوں سے اس نے توڑا

رشتہ اک آدمی سے جوڑا (گلزار نسیم)

رم جھم:۔ مینہ برسنے کی آواز۔

رلنا گھلنا:۔ قریب المرگ ہونا، کڑی بیماری کی تکلیف۔

رموزیں چھانٹنا:۔ رموز و نکات بیان کرنا، نوک جھونک کی باتیں کرنا، بات میں بات پیدا کرنا۔

شیخانی کی یہ لڑکیاں آکے ہمارے پاس!!!

چھانٹیں رموزیں بیٹھ کے دن بھر ہمارے پاس

رندا:۔ سوجی کو بولتے ہیں، دیکھئے زیورات۔

روپلی:۔ روپے کی تصغیر یا التحقیر۔

ارے تو جان صاحب بک گیا کیا نور روپلی پر

روپہلی:۔ چاندی کی طرح، گوٹے کناری کے لئے بولتی ہیں۔

روٹی پر روٹی رکھ کر کھانا:۔ فارغ البالی کی زندگی بسر کرنا۔

بیگما کھاتی ہے بھر روٹی پہ رکھ کر روٹی (جان صاحب)

روٹی دینا:۔ کسی تقریب میں برادری کو کھانا دینا، اس کے علاوہ پرورش کرنے کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔

میں جا بیٹھوں گی میکے میں کروں کیوں روز کے فاقے

ابھی نام خدا دینے کو روٹی سارا کنبہ ہے (جان صاحب)

روٹی دال:۔ نان نفقہ، گذر بسر کے لائق خرچ، روٹی دال کا جھگڑا۔ روٹی دال کا خرچ کہتی ہیں۔

ایسا نکھٹو مرد نہ پلے پڑا لوا

الٹا پڑا ہے جھگڑا گلے روٹی دال کا

روٹی ڈالنا:۔ روٹی دینا، فقیر کو خیرات دینا۔ اس کے علاوہ روٹی توے پر ڈالنا، یعنی روٹی پکانے کے معنی میں بکثرت بولا جاتا ہے۔

روٹی کپڑا:۔ نان نفقہ۔

روٹی کپڑا مجھ کو لکھ دیں عمر بھر کے واسطے

روح:۔ باریک باریک جوں جو جانوروں کے پروں میں پڑتی ہے۔

روحت یا ردھت:۔ چہرے کی رونق، بے رونق چہرے کو بد روحت بولتی ہیں۔

روزہ اچھلنا، دہلی
روزہ چڑھنا، اودھ
روزہ لگنا، دکن
جب روزے میں کسی آدمی کو غصہ یا جھنجھلاہٹ آتے تو اس موقع پر بولتی ہیں۔

روکھ چڑھا:۔ روکھ کے معنی درخت کے ہیں، روکھ چڑھا بندر کو بولتی ہیں۔

رولن:۔ وہ شے جو "رولنے" کے بعد بچ رہتی ہے، رولن چھٹن بھی کہا جاتا ہے۔

روملا:۔ رونگٹا کا بگڑا ہوا لفظ۔

رَوْنا:۔ ...... وہ ملازم جو عورتوں کے کام کاج کے لئے باہر ڈیوڑھی پر رہتا ہے، یا وہ چھوٹا لڑکا جو گھر کے اندر ملازم ہو۔

خبر کو زنانی کے بھیجا تھا میں نے
گیا اور کے گھر دوانا روّنا!!!

روں روں:۔ ریں ریں، بچوں کے رونے کی آواز۔

ردھت:۔ روحت سے بگڑا ہوا لفظ۔

منہ سے منہ کس کے ملا تو نے جو ردھت آگئی
بحر دیکھا آئینہ صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

روئی کی طرح توم ڈالنا:۔ ریشہ ریشہ الگ کر دینا، ایک ایک عیب کھولنا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا۔

دیکھنا کیسی دھوم ڈالوں گی
روئی کی طرح توم ڈالوں گی (شوق)

رہٹی باندھنا:۔ رہٹ چکر کو کہتے ہیں، مراد ہے چکر باندھنا، پیچھا نہ چھوڑنا۔

طبیعت جب کہ بندی کی دوگانہ جان پر لپٹی
تب اس کم بخت نے اس بات کی بس باندلی رہٹی

رہنا:۔ بیگماتی زبان میں کنایہ ہے، مرد کے ساتھ رہنے سے۔

ریت رسوم:۔ وہ رسمیں جو دولہا دولہن کے ساتھ وداع یا نکاح کے بعد ہوتی ہیں۔

ہوچکی جب کہ ساری ریت رسوم
تب ہوئی چھونے والیوں کی دھوم

ریڑھ پیٹنا:۔ لکیر پیٹنا، پرانی روایات پر قائم رہنا۔
ریوڑی کے پھیر میں آنا:۔ لالچ میں آنا، طمع میں پڑنا۔
رواسں:۔ جو رونا چاہے، جس کا دل بھر آیا ہو۔
رواسی یا روہانسی ہونا:۔ عنقریب رونے والا، رونے کے آثار ظاہر ہونا۔

# ز

زبان تلے زبان ہونا:۔ زبان کے نیچے زبان ہونا، بات بدلنے والا اپنی کہی بات پر قائم نہ رہنے والا۔

نہیں سخن کا تیرے مجھ کو اعتبار اے دل
برنگ غنچہ زباں ہے زباں کے نیچے

زبان سے بیٹا بیٹی پرائے ہوتے ہیں:۔ شیریں زبان کی تعریف اور تلخ کلامی کی برائی میں بولتی ہیں۔
زبان کا ٹانکا ٹوٹنا:۔ زبان میں لگام نہ ہونا بے دھڑک بات کہہ دینا۔ بد کلام۔
زبان کٹ گرے:۔ کوسنا ہے، بد دعا ہے۔

یہ منہ اور یہ باتیں یہ شوق اور دھیان
سڑے منہ گرے کٹ کے تیری زبان

زبان میں کھجلی ہونا:۔ لڑنے کو دل چاہنا۔
زبان میں لوچ ہونا:۔ شیریں کلام ہونا، بات کرنے میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا۔
زمین دیکھنا یا زمین جھانکنا:۔ گرنے کے معنوں میں بولتی ہیں، کیوں کہ "گرے" کا لفظ عورتوں کی طبع نازک پر بار ہے۔
زمین کا پیوند ہونا:۔ مرجانا ختم ہو جانا۔

زناخی:۔ زناخ کبوتر یا پرندے کے سینے کی ہڈی کو کہتے ہیں جس کے دو برابر کے پہلو ہوتے ہیں، اس ہڈی کو توڑ کر جب دو عورتیں دوستی کا دم بھریں یا بہنوں کی طرح رہنے کا عہد کریں تو ان کو زناخی کہتے ہیں۔

زیب دینا:۔ سجنا، بھلا لگنا۔

زیر جامہ:۔ اندر پہننے والے کپڑے۔

---

# س

---

سات پردے لگنا:۔ طنزاً اس عورت کے لئے بولتی ہیں جو یوں تو بے پردہ پھرا کرے لیکن جب چار پیسے آجائیں تو اپنے پردہ کرنے کا چرچا کرے، آنے جانے یا گھر سے نکلنے میں تساہل کرے

اے لو اب رحمت بی کے بھی سات پردے لگ گئے جو گھر سے نہیں نکلتیں۔

ساتویں آسمان پر دماغ ہونا:۔ بے حد مغرور ہونا، تکبر کی انتہا۔

سات قرآن درمیان یا سات دریا درمیان:۔ نوج خدا نہ کرے، خدا نخواستہ کے معنوں میں بھی بولتی ہیں۔

سات دھار ہو کر نکلنا:۔ کوسنا، انتہائی اذیت کی بد دعا دینا،
خدا کرے میرے یہاں کا کھایا پیا تیرے بدن سے سات دھار ہو کر نکلے۔

سادہ زیور:۔ جس میں نگینے نہ ہوں۔

سانپ سونگھنا:۔ سانپ کا کاٹنا، سانپ کا ڈسنا، لیکن اصلی معنوں سے ہٹ کر دم بخود رہ جانے اور چپ سادھنے کے معنوں میں یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔

سانپ کے منہ چھچھوندر:۔ سانپ چوہا کھاتا ہے لیکن چھچھوندر نہیں کھاتا، اگر چوہے کے دھوکے میں اس کو پکڑ لے تو بڑی عجیب کشمکش ہوتی ہے یعنی اگر وہ کھالے تو اندھا ہو جائے اور اگل دے تو کوڑھی ہو جاتا ہے، سخت کشمکش کے موقع پر یہ محاورہ بولا جاتا ہے، ایسے کام کی نسبت جس کو کرنا بھی ممکن نہ ہو چھوڑنا بھی دشوار گذار ہو۔

سانچق :- رسم جس میں بری کے جوڑے دولہا کے گھر دیگر لوازمات کے ساتھ دولہا کے گھر جاتے ہیں۔

سب ہاتھ لیے بیٹھے ہیں :- مطلب ہے کہ لوگ کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔

سیتنا :- اطمینان، بھروسہ، جانے سے پہلے اپنا سیتنا کر لو۔

سُت جانا :- چہرہ اتر جانا۔

ست پُتی :- ست پتری، سات پوت یا سات پتروں والی عورت، جو خوش قسمتی کی علامت ہے۔

سَت خصمی :- آوارہ عورت۔

ست رنگ :- جس میں سات رنگ ہوں۔

ست لڑا :- دیکھیئے زیورات۔

ست نجا :- سات اناج کو ملا کر پکایا جانے والا کھانا۔

ستھرائی :- جھاڑو۔

ستھرائی پھرنا :- جھاڑو پھرنا، صفائی کرنا، لٹ جانا۔

ستیاناس :- ایک درخت ہے جس میں کانٹے ہی کانٹے ہوتے ہیں، ویران اور خشک مقامات پر اگتا ہے، اسی سے کنایہ بنا ہے اجاڑ ہونے برباد ہونے کا۔

ستیاناس ہو :- ستیاناس جائے۔ کوسنا ہے تباہ ہو برباد ہو کے معنوں میں۔

ستوانسا :- ایک رسم جو حمل کے ساتویں مہینے ادا کی جاتی ہے ایسے بچے کو بھی بولتی ہیں جو سات مہینے میں پیدا ہو گیا ہو۔

سَٹلو :- سڑ سڑ گھومنے والی، بیہودہ عورت۔

سیٹھی :- آدمیوں کی بھیڑ، مجمع۔

سڑ پٹڑ :- معمولی اوقات کا۔

سدھارو :- رخصت ہو، سدھارنا رخصت ہونا۔

کہا اب خیر سے گھر سے سدھارو
کسی کا مفت میں تم جی نہ مارو (انشاء)

ستم ٹوٹنا :- ظلم ٹوٹنا، آفت آنا۔

سر باندھنا :- چوٹی باندھنا، کنگھی کرنا۔

سر پر آنکھیں نہ ہونا :- عقل نہ ہونا، آگا پیچھا نہ سوچنا۔

سر پر کالی ہانڈی رکھنا :- بدنامی مول لینا، رسوائی گوارا کرنا۔

سر چلا جاتا ہے:۔ درد کے مارے سر بے قابو ہوا جاتا ہے۔

سر چوٹ:۔ بار خاطر۔

ساری ہیکل میرے سر چوٹ ہے اب جی میں ہے یہ
کہ بس اک لعل نگینوں کی ہو ساری ہیکل (رنگین)

سر ڈھکی:۔ وہ عورت جس کا کسی نے سر ڈھکا ہو، کوئی سرپرست ہو، کسی کے نکاح میں ہو اس کی ضد بے سر ڈھکی ہے، جس سے مراد کنواری لڑکی ہے۔

بن سر ڈھکی ہوئی تجھے کیا چاہیئے بھلا
لپٹے سے تدپہ اس بڑے آنچل کی اوڑھنی (انشاء)

سرد کھانا:۔ جلن نکالنے کے لئے کسی کو سرد کھانا۔

سر سے کنواں کھودنا:۔ بڑی سخت مشقت اٹھا کر کام کرنا۔

سر سے صدقہ اتارنا:۔ جان کا صدقہ دینا۔

سر میں بال ہونا:۔ مار کھانے کی سکت ہونا، بات سہنے کی تاب ہونا، کسی کے سر پر بال نہیں جو بڑے سرکار سے یہ بات کہے۔ اس موقع پر چندیا پر بال ہونا بھی کہتے ہیں۔

سر مغزن/ سر مغزنی:۔ دماغ پاشی کے معنوں میں بولتی ہیں۔

سر تا پرتا:۔ وہ کام جس کا تجربہ ہو، یہ کام تمہارا سر تا پرتا ہے۔

سرمہ:۔ آنکھوں میں لگانے کا سفوف۔

سسکارنا:۔ عورتوں کے منہ سے ایک خاص آواز نکالنا جس کو سن کر بچہ پیشاب کر دیتا ہے۔

ذرا اس بچے کو جا کر سسکار دو ورنہ کپڑے بگاڑ دے گا۔

سسکی جھجکی:۔ جو پیسہ خرچ کرنے میں سسکیاں لے، کنجوس۔

سسکانا:۔ سسکا سسکا کر مارنا، پریشان کرنا، عاجز کر دینا، رلا رلا دینا۔

سسکاٹے مارنا:۔ سسکا سسکا کر مارنے سے بنا ہے۔

سکھانا پڑھانا:۔ ورغلانا، کان بھرنا۔

دلہن تم سکھا پڑھا کر بچے کو بدراہ نہ کرو۔

سلامتی میں:۔ موجودگی میں، زندگی میں۔

جانوں کی سلامتی میں مال کی فکر نہ کرو۔

سنکو:۔ سن گن لینے والی عورت، جو دوسری عورتوں کی باتیں سننے کی کھوج میں رہے۔

سنگھار پٹی:۔ دیکھئے زیورات۔

سنگھار پٹی،۔ جس کو سنگھار کرنے کا شوق ہو، تحقیر میں بولتی ہیں۔ مضحکہ اڑانے کے لئے کہتی ہیں۔
سنگھاڑا،۔ تکونہ، شلث، دیکھئے زیورات۔
سنوار،۔ پھٹکار، لعنت، مار، جیسے خدا کی مار علیؑ کی سنوار، یا اللہ کی سنوار۔
میری چھوچھو کو ہے علی کی سنوار
تھہر وہ ہے اُسے علی کی مار!
سنی ان سنی کرنا،۔ کسی بات کی پرواہ نہ کرنا، ایک کان سننا دوسرے سے اڑانا۔
سو سو نام دھرنا،۔ ہزاروں عیب نکالنا۔
کیا غرور حسن ہے سو سو دھرے ہیں اس نے نام (معروف)
سوکھا لگنا،۔ دبلا ہونا۔
سوکھے کی بیماری،۔ ام الصبیان، وہ مرض جس میں بچہ سوکھ جاتا ہے۔
سوارت ہونا،۔ ٹھکانے لگنا، اکارت کی ضد۔
خدا سب کی محنت سوارت کرے۔
سولی پہ جان ہونا،۔ سخت عذاب کے عالم میں ہونا۔
سونے کے سہرے سے بیاہ ہونا،۔ انتہائی خوشحالی میں شادی ہونا، ایسے گھرانے میں بیاہ ہونا
کہ سونے کا سہرا آئے۔
سونے کے مول،۔ انتہائی گراں۔
سونپ سانپ دینا،۔ سپرد کر دینا، کوئی چیز کسی کے حوالے کر دینا۔
سونٹا سے ہاتھ،۔ بغیر چوڑیوں کے ہاتھ، عورتیں دوسری عورت کے لئے بولتی ہیں۔
آگ لگے اس فیشن کو موئے سونٹا سے ہاتھ برے لگتے ہیں۔
سوندنا،۔ کسی چیز کا مٹی یا غلاظت میں لتھڑ جانا۔
سوہنا،۔ زیب دینا، بھلا معلوم ہونا۔
سوئی کا پھاوڑا ہونا،۔ ذرا سی بات کا طول پکڑنا، رائی کا پربت ہونا۔
سوئیوں اناج پرونا،۔ اتنا کنجوس ہونا کہ اناج کے دانوں کو سوئی سے دھاگے میں
پرو کر رکھے۔
سہ گانا،۔ دوگانا کی دوگانا، سہیلی کی سہیلی۔
سہاگ چی،۔ ایک خوشبودار مرکب جو اودھ کی عورتیں عود لوبان ناگرموتھے دیغزہ کو ملا کر
بناتی ہیں اور اس کی خوشبودار دھوپ سے دلہن کے لباس اور بستر کو

"باسی رہیں۔

سہاگ بھری:۔ خوشحال، شاد و آباد۔

سہاگ پٹارا:۔ وہ سنگھار دان جو دولہا کی طرف سے دولہن کو دیا جائے، سہاگ پڑا بھی اسی قسم کی ایک چیز ہے جس میں، دولہن کے لیے "ابٹن"، مہندی، مسی، سرمہ تیل اور خوشبودار مسالا وغیرہ ہوتا ہے۔

سہاگن رہو:۔ دعا ہے کہ خدا شوہر کو زندہ رکھے۔

سہرا:۔ پھولوں کی لڑیاں جو ماتھے سے شروع ہو کر گھٹنوں تک پروئی جاتی ہیں شادی کے مخصوص پھول، پھولوں کو اس طرح گوندھ کر ماتھے سے باندھنے کی رسم صرف برصغیر کے مسلمانوں میں ہے۔

سیس پھول دیکھیے زیورات۔

---

## ش

---

شمشو کرنا:۔ رنگ شوخی کرنا، پتھر ڈھونا۔

شیطان دور ہونا:۔ غصہ اترنا۔

شیطان طوفان اللہ نگہبان:۔ جھوٹی تہمت کے وقت بولتی ہیں، یعنی شیطان کے طوفان تہمت طرازیوں سے خدا محفوظ رکھے۔

[illegible] بہتان نہیں لگاتی مگر واقعہ یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔اس کے بعد تہمت لگاتی ہیں۔

شیطان کے کان بہرے:۔ یہ کلمہ بھی خدا نخواستہ کی جگہ بولا جاتا ہے۔

شیر کی نظر گھورنا:۔ غصے سے دیکھنا۔

شرع تورے والی:۔ طنزاً ایسی عورت کو بولتی ہیں جو اپنی پارسائی اور شرع کی پابندیوں کا دم بھرے لیکن واقعہ اس کے خلاف ہو۔

شغتل:۔ بے ہودہ، آوارہ۔

شامت گھیرنا:۔ نحوست میں آنا، گردش میں آنا۔

شروا پھلکا:۔ شوربہ اور پھلکا۔

شوخ شان :۔ عزور، ڈھینگ، شیخی۔

# ص

صابن کے مول پڑنا :۔ بری طرح بکنا، بے بھاؤ کے پڑنا۔

صبر پڑنا :۔ مظلوم کی آہ کا اثر ہونا، خدا کی مار پڑنا۔

وہ یہ کہتے ہیں میرا صبر پڑے گا تجھ پر
اب مجھے رنج نہیں اپنی شکیبائی کا

صبر سمیٹنا :۔ جھوٹی تہمت کا وبال اپنے سر لینا۔

صبر میرا سمیٹتی ہے ددا
رات بولی تھی چارپائی کب (رنگین)

صحنک :۔ مٹی کی کوری طشتری، پیالہ نما برتن جس میں کھیر یا کوئی اور مٹھائی رکھ کر حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت کی نیاز دی جاتی ہے، اس کھانے کو صحنک کہتے ہیں اور اس کو صرف باعصمت اور پاک دامن عورتیں ہی کھا سکتی ہیں۔

صحنک دینا :۔ صحنک کی نیاز دینا، منت پوری ہونے کے بعد نذر دینا۔

میں نے مانی ہے کہ وہ آئیں تو صحنک دوں گی
لا کسی طرح اُسے اے میری پیاری انا

صحنک سے اٹھ جانا :۔ جن عورتوں کے متعلق یہ معلوم ہوتا تھا یا شبہ ہوتا تھا کہ وہ پاک دامن نہیں ہیں ان کو صحنک نہیں کھلائی جاتی تھی، وہ دسترخوان سے اٹھا دی جاتی تھیں، ظاہر ہے کہ یہ بات باعث رسوائی اور بدنامی تھی۔

ڈر ہے ہمجولیوں کی چشمک سے
اری اٹھ جاؤں گی میں صحنک سے (شوق)

صدقہ سلا :۔ صدقہ سلامتی کا، خیر خیرات۔

صدقے جانا :۔ نثار ہونا، واری جانا۔

صدقے کرنا :۔ قربان کرنا، نثار کرنا۔

صندل :۔ ایک رسم ہے۔

صندل کے چھاپے منہ کو لگنا۔ طنزاً بولتی ہیں جب کوئی کام کرکے سرخ روئی کے بجائے رسوائی بدنامی ہو۔
صورت پر جھاڑو پھرنا۔ نفرت کا اظہار۔
صورت پر جھاڑو مارنا۔ " " "
صورت پر جھاڑو پھرے۔ کلمہ بددعائیہ، غارت ہو۔
صورت پیدا کرنا۔ تدبیر نکالنا، سبیل نکالنا۔
صورت تو دیکھو۔ منہ دیکھنا۔
صورت خاک میں ملانا۔ کوسنا۔

مجھ ہی کو دینے کو سوتنا پالا لائے تھے باندی
ملاؤں خاک میں اُس تو بہار کی اس صورت

---

# ض

---

ضدا بدی، ضدم ضدا۔ دونوں طرف سے ہٹ دھرمی۔
ضرورکی باتیں۔ ضروری باتیں۔

کھڑے کھڑے وہ میرے پاس آکے ہو جائیں
کچھ ان سے کرنی ہے مجھ کو ضرور کی باتیں! (رنگین)

ضرورت ماری جانا۔ کوئی کام جو ضروری نہ ہو لیکن پھر بھی کیا جائے تو اُس موقع پر طنزاً بولتی ہیں۔

اگر پیسہ ٹکا ہاتھ میں نہ تھا تو شادی میں شرکت کی کیا ضرورت ماری جا رہی تھی
دکن میں اس موقع پر تھلیس ماری جانا کہتے ہیں۔

---

# ط

---

طبیعت اتھل پتھل ہونا۔ دل بے قرار ہونا، بے چین ہونا۔
طعنے مجھے دینا۔ طعن تشنہ کرنا۔

طوفان جوڑنا۔ بہتان تراشنا۔

رشتہ بہنا پے کا توڑیں گی وہ جوڑیں طوفان

طوفان ڈھانا۔ غضب ڈھانا۔
طوفان شیطانی۔ دیکھئے شیطان طوفان۔
طوق۔ دیکھئے زیورات۔
طباق سا منہ۔ گول چوڑا چہرہ۔

---

# ع

---

عاقبت بگڑنا۔ گناہ کرنا کسی معاملے کے لئے آخرت میں جواب دہ ہونا۔
عاقبت خراب کرنا۔ گناہ کرنا، کوئی بہتان لگانا جس کی وجہ سے حشر میں جواب دہ ہونا پڑے۔
عاقبت کے بورئیے سمیٹنا۔ طنز ہے طویل عمر پانے سے، اس طرح دنیا داری کرنا، جیسے مرنا ہی نہیں ہے۔

بی عاقبت کے کون سمیٹے گا بور یئے
جو آج آئے کل گئے اس جا یو نہیں رہے

عاقبی چھوڑا۔ وہ جوڑا جو مُردے کے نام پر پہلے پہل خیرات کیا جائے، جس کا اجر مُردے کو آخرت میں ملے۔
عالم میں نشر ہونا۔ دنیا بھر میں پھیلنا، سب کو معلوم ہونا عورتوں کی زبان میں "ش" متحرک بولا جاتا ہے۔

چھپتا نہیں حرام کرو لاکھ پردے میں
عالم میں تو نشر تو ہوئی ہے جہاں خراب

عملہ دخلہ ہونا۔ قبضہ ہونا، اثر رسوخ کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔
عیب سر پر آئینہ ہوتا ہے۔ گناہ سامنے آتا ہے، عیب کھل جاتا ہے

گوئیاں چھپا نہ عیب ہوا سر پہ آئینہ

عکین یلین۔ ہو بہو، ہنیہ، ہم شبیہہ، یکساں۔

# غ

غارت مارا:۔ غارتی مارا، بددعا، کوسنا، جو غارت ہو چکا ہو۔ تباہ و برباد ہو چکا ہو۔
غارت گیا:۔ غارت مارا۔
غٹر غٹر:۔ مزے سے اطمینان سے، بے کھٹکے۔
غٹر غٹر پینا:۔ اطمینان سے پی جانا، حلق سے اتار لینا۔
غٹر غٹر دیکھنا:۔ گھورتے رہنا۔
غٹر غٹر سنا:۔ سنتے رہنا جواب نہ دینا، لاپرواہی سے ایک کان سنا دوسرے سے اڑانا۔
غضب جوتنا:۔ ہنگامہ مچانا۔
غضب خدا کا:۔ تحیر اور حیرت کے موقع پر بولتی ہیں۔
غمی ہونا:۔ موت ہونا۔

میرا غصہ آتش ستی ہو گئی
جسم کے گھر میں غمی ہو گئی (محسن)

# ف

فرض:۔ کنایہ ہے نکاح سے جب والدین لڑکی کے حق میں بولیں۔
فرض اتارنا:۔ فرض سے سبکدوش ہونا۔
فرفرمائش:۔ فرمائشات، فقرہ
فرفرمائش کے علاوہ چار سو ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی۔
فضول کی باتیں:۔ بے کار باتیں، بے مصرف باتیں۔

نہ سنئیے عاشق زار و ملول کی باتیں
کہ یاوہ ہوتی ہیں اکثر فضول کی باتیں (اشک)

فضیحتا:۔ نصیحت فضیحت۔
فضیحتا کرنا:۔ فضیحت کرنا۔
فضیحتی:۔ فضیحت (اسم)
فلک کی ستائی:۔ گردش دوراں کی ماری۔
نیل بھرنا یا نیل مچانا:۔ ڈھونگ رچانا، مکر کرنا، نخرے کرنا۔

## ق

قابوچی:۔ سفلہ، کمینہ، پاجی۔
قاضی گلہ نہیں کرے گا:۔ کوئی معترض نہ ہوگا، کسی کو شکایت نہ ہوگی۔
تم اس وقت نہ جاؤ گے تو قاضی گلہ نہیں کرے گا۔
قبالہ لینا:۔ قبضہ دینا۔
قبر تک نہ بھولنا:۔ کسی بات کا مرتے دم تک یاد رکھنا۔
قبول صورت:۔ ایسا لڑکا یا لڑکی جو حسین نہ ہو لیکن صورت شکل ایسی ہو کہ "قبول" ہو۔
قبولنا:۔ قبول کرنا، اقرار کرنا۔
قد نکلنا:۔ ایک دم سے بچوں کا قد بڑھ جانا۔
نکالا ہے قد میرے رشک چمن نے
یہ بوٹا بھی طوبیٰ ہوا چاہتا ہے
قرآن درمیان:۔ دیکھئے سات قرآن درمیان۔
قسائی کا پلا:۔ موٹا تازہ آدمی۔
قسائی کے پالے پڑنا:۔ ظالم کے حوالے ہونا۔
قسما قسمی:۔ ایسی بات جس میں دونوں فریق قسمیں کھائیں، عہد و پیمان کو بھی بولتی ہیں۔
قلق:۔ رنج جس میں بے تابی اور پچھتاوا شامل ہو۔
مجھے نہ تم سے ملنے کا قلق رہے گا۔

# ک

کاتا اور لے دوڑی :- ذرا سا کام کیا اور دکھانے کے لئے منظر عام پہ لے آئی۔
کاتنا تو آتا نہیں پونی بنانے چلی :- چرخہ کاتنا آسان ہے، لیکن پونی بنانا مشکل ہے۔ ایسی عورتوں کی نسبت بولتی ہیں جن کو آسان سا کام نہیں آتا لیکن مشکل کام کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں۔
کاٹ کرنا :- توڑ کرنا، برائی کرنا۔
وہ ہر وقت میری کاٹ کرتی رہتی ہے۔
کاٹ، کوٹ، کاٹ چھانٹ، کترن :- کاٹ کوٹ کر برابر کرنا۔ کسی کپڑے یا لکڑی کو جلدی سے کاٹ ڈالنا۔
کاٹی انگلی پر نہ موتنا :- بےحد ظالم، خود غرض اور نکما ہونا، جو کسی کے ساتھ ذرا سی بھی ہمدردی نہ کرے، کسی کے کام نہ آنا۔
کاٹھ کی بجھو :- احمق اور نادان عورت، یہ محاورہ بالکل اسی موقع پر بولتی ہیں جہاں مردوں کے لئے کاٹھ کا الو بولا جاتا ہے۔
کاٹھی، جسم انگلیٹ :- بدن کی بناوٹ۔ اس کی کاٹھی بڑی اچھی ہے بڑھاپا معلوم نہیں پڑتا۔
کاجو بھوجو :- کاجو کاغذ سے، اور بھوجو بھوج پتر سے بنا ہے۔ مطلب کمزور نا پائیدار سے بودا، بالعموم پتلے اور نازک زیورات کے لئے بولا جاتا ہے جن کا وزن کم ہو۔
کاڑھنا :- نکالنا، کشیدہ کرنا، کشیدہ کو کاڑھنا کہتے ہیں جو دواؤں کیلئے استعمال ہوتا ہے، عورتوں کی زبان میں کشیدہ اور کاڑھنا دونوں ریشم سے گل بوٹے بنانے کیلئے بولا جاتا ہے اسطرح کشیدہ کاڑھنا محاورہ ہے
کافرنی :- کافر عورت۔
میں کافرنی بنوں پاپوش سے دنیا کی نظروں میں (رجان صاحب)
کاکا :- بیگمات کی زبان میں وہ خواجہ سرا جس کی گود میں ماں یا باپ نے پرورش پائی ہو۔
کالا منہ نیلے ہاتھ پاؤں :- انتہائی رسوا، بدنام، نفرت کے موقع پر بولتی ہیں۔
کالی بی :- ایک فرضی نام جو بچوں کو ڈرانے کے لئے لیا جاتا ہے۔

کالی پوت :- پوت بہت چھوٹا موتی ہوتا ہے، سیاہ رنگ کی پوت دھاگے میں گوندھ کر دولہن کو پہناتی ہیں (دیکھئے زیورات) موٹے بچوں کی کلائی میں نظر بد سے بچانے کے لیے باندھ دیتی ہیں۔

کالے تِل چابنا :- ہندو عورتوں کی اصطلاح میں بہت ہی برا کام کرنا، بڑا پاپ کرنا۔

کالک :- سیاہی، اودھ میں کالکھ بولتی ہیں۔

شب فراق کی کالکھ سے دم نکلتا ہے
الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی !!! (رنگین)

کام بڑھانا :- کام کو طول دینا، اور کام کو ختم کرنا دونوں معنوں میں بولتی ہیں، کام بڑھانا کی ترکیب بالکل ویسے ہی جیسے چراغ بڑھانا اور زیور بڑھانا۔

کام پر دیدہ لگنا :- کام میں جی لگنا، کسی کام کو دلچسپی سے کرنا۔

کچھ نہیں نرگس کو مرزا تن بدن کا اپنے ہوش
کام پر دیدہ لگے کیا دل پڑا ہے یا ریں

کام کاج :- کام کاج کنایہ ہے شادی بیاہ کی تقریبات سے۔

کان :- (زیورات دیکھئے)

کانا باتی :- بچوں کو کھلانے میں یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

کان چھِد جانا :- کان کا سوراخ جس میں بالیاں پہنی جاتی ہیں "بیہ" کہلاتا ہے، اس کا پک جانا "چھِد جانا" ہے۔

کان گوشی :- (غلط ترکیب) گوش مالی، تنبیہ۔

کاہے سے :- کس وجہ سے، کس بات سے، کس چیز کا۔

گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہاں بنا
کاہے کا ہے یہ خوف بڑھو بہر کار زار (انیس)

کبھی زمین پر کبھی آسمان پر :- بے انتہا تلون، کبھی کچھ کبھی کچھ، غصے میں نشیب و فراز کچھ نہ دیکھنا۔

کپڑا اوڑھنا :- دوپٹہ سر پر ڈالنا۔

کپڑا لتا :- کپڑے اور لوازمات۔

کپڑا لینا :- بے نمازی عورت کا کپڑا استعمال کرنا۔

کپڑوں سے ہونا کپڑے آنا :- بے نمازی ہونا، نماز معاف ہونا۔

کپڑے گوہ کرنا:۔ کپڑے میلے چکٹ کرنا۔
کترواں چال:۔ ترچھی چال۔
کتے کا کفن:۔ ایسے کپڑوں کے لئے بولتی ہیں جو بہت جھرجھرا بودا اور خراب ہو۔
کتے کوڑں کو گھن آئے:۔ اتنا پلید مکروہ اور گندہ کہ ان سے انسان تو انسان جانور بھی اس کو منہ نہ لگائیں۔
کچی پکی کرنا:۔ ذرا ظہور بھون لینا تاکہ کچا ھند مر جائے دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ کسی شخص کو کسی بات پر نیم آمادہ کر لیا جائے۔
کچے پکے دن:۔ حمل کے ابتدائی دن۔
کچا کھا جانا، کچا چبانا:۔ انتہائی غصے اور نفرت کے موقع پر بولتی ہیں۔
کچرانا، کچڑانا:۔ آنکھوں میں میل آنا، واضح رہے کہ "کیچڑ" اس میل کو بھی کہا جاتا ہے جو آنکھوں میں آتا ہے۔
کچھ کا کچھ:۔ غلط، سلط،
جب میں نے پوچھا تو اس نے کچھ کا کچھ حساب بتا دیا۔
کچھ کر دینا:۔ کنایۃً ہے جادو کر دینے سے، ٹوٹکا کر دینے سے۔
کچہری چڑھنا:۔ عدالت میں مقدمہ لے جانا۔
کچی لکڑی:۔ کم عمر لڑکی، جس کی طبیعت میں لوچ ہو، جو دوسرے کا اثر جلدی قبول کرے۔ کچی لکڑی جلد جھک جاتی ہے اس لئے کنایۃً بولتی ہیں۔
کچا بچہ:۔ ادھورا بچہ، وہ حمل جو ساقط ہو۔
کچے بچے:۔ بچے کچے، بال بچے،
کچے دن:۔ ایام حمل۔
کچے گھڑے پانی بھرنا:۔ سخت مصیبت اٹھانا، مشکل ترین کام کرنا۔

کس ستمگر سے مگر آنکھ لڑی ہے کہ جناب
کیسے کچے گھڑے پانی لب جو بھرتے ہیں (مومن)

کراہت:۔ کراہت معلوم ہونا، طبیعت کا قبول نہ کرنا، مکروہ معلوم ہونا۔
کرتوت:۔ کیا ہوا کام، کرنی، برے کام، حرکات ناشائستہ، بعض مرتبہ کرنی کرتوت بھی بولتی ہیں۔
کرشنا چورا:۔ دیکھئے زیورات۔

کرودھنا:۔

کرم بروزن صنم:۔ قسمت نصیب، بخت۔

کرم پھوٹنا:۔ تقدیر پھوٹنا، قسمت خراب ہونا۔

کرم پھوٹی کرم جلی:۔ بدنصیب سوختہ بخت۔

کرن:۔ دیکھئے لباس۔

کرن پھول:۔ دیکھئے زیورات۔

کرید:۔ کھوج چھان بین۔

کرید کرید کر پوچھنا:۔ کھود کھود کر پوچھنا، خاص طور پر جستجو کرنا۔

کڑوا زہر:۔ ایسا کڑوا جیسے زہر ہوتا ہے۔

کڑوا نیم:۔ ایسا کڑوا جیسے نیم ہو، نیم کا درخت جس قدر کڑوا ہوتا ہے اسی قدر زیادہ عمر پاتا ہے، تناور اور مضبوط ہوتا ہے اس لئے عورتیں جب کسی کو درازی عمر کی دعا دیتی ہیں تو کہتی ہیں، خدا تیری عمر کڑوے نیم کی طرح دراز کرے۔

کھانا:۔ کونت کھانا شرمندہ ہونا "کھسیانا" سے بگڑا ہے۔

کس بلا کو پیچھے لگایا ہے:۔ کس ضدی سے سابقہ پڑا ہے۔

کس چکی کا پسا کھاتے ہو:۔ کون سی غذا کھاتے ہو جو اس قدر موٹے ہو، تندرست ہو۔

کس منہ سے کوسوں:۔ کیا کہہ کر کوسوں غصے کی شدت میں بولتی ہیں، اس کے علاوہ جب کسی ایسے رشتے دار یا پیارے سے کی طرف سے اذیت پہنچے کہ جس کو غصے میں بددعا بھی نہ دی جا سکے اس وقت بھی بولتی ہیں۔

کیوں خفا کر دیا جوانی کو
کوسوں کس منہ سے زندگانی کو
(رسوا)

کسی کی تہی سمجھ کو آ جائے:۔ اپنے آپ کو کوستے وقت بولتی ہیں یعنی کسی اور مرنے والے کے بجائے میں مر جاؤں، زندگی سے انتہائی بےزاری کے وقت یہ کلمات ادا ہوتے ہیں۔

کُسا مُسی:۔ تکلیف، دقت، اٹھانا کے ساتھ بولتی ہیں۔

کسانا:۔ کسوٹی پر چڑھنا، پرکھنا، دوسرے معنوں میں "کساؤ"، اسے کسانا بنا ہے دیکھئے کساؤ۔

کساؤ:۔ کسنے سے کساؤ جس کے معنی میں تناؤ یا کھنچاؤ کے۔ جب تانبے کے برتن کی قلعی اتر جاتی ہے اور تانبے کا ذائقہ کھانے میں شامل ہونے

کلمہ بھرا تیرے جسے دیکھے تو اک نظر
کافر اثر ہے یہ تیری کافر نگاہ کا ا ا (جرأت)

کلول ٹلنا:۔ مصیبت ٹل جانا۔
کلیجہ:۔ نہایت عزیز، بہت پیارا، انتہائی دلارا۔
کلیجہ:۔ طنز مل، نفرت میں بولتی ہیں، جب کسی چیز کی نفی کرنا ہو، مثلاً اگر کوئی بار بار کوئی سوال کرے، یہ کیا ہے؟ کہاں ہے؟ کو دوسری عورت بیزار ہو کر بولے گی، تمہارا کلیجہ یا تمہارے کلیجے ہیں۔
کلیجہ اچھلنا:۔ خوشی سے دل دھڑکنا۔
کلیجہ اچھلنا:۔ خوشی سے دل دھڑکنا۔

ایک ٹھکر میں ابھی گنبد گردوں ہلتا
تم نے جی بھر کے کلیجے کو اچھلنے نہ دیا (رمیض)

کلیجہ امنڈنا:۔ جی بھرنا۔
کلیجہ بھوننا:۔ دل جلانا، یاد رہے کہ اس موقع پر عورتیں کلیجی بھوننا کبھی نہیں بولیں گی، کیونکہ "کلیجی" کا لفظ جانوروں کے لئے مخصوص ہے۔
کلیجہ تھرتھرانا:۔ سردی، خوف یا بھوک سے بےحال ہونا۔
کلیجہ ٹھنڈا رہنا:۔ سکھ چین سے رہنا۔
کلیجہ ٹھنڈا رہے:۔ کلمہ دعائیہ ہے اولاد زندہ رہے،
کلیجہ جلی:۔ دل جلی، رنجیدہ۔
کلیجہ چھلنی ہونا:۔ طعن تشنیع سے تنگ آنا۔
کلیجہ چھن جانا:۔ کلیجے میں سوراخ ہونا، بےحد آزار پہنچنا۔

بس ناصحا یہ تیر ملامت کہاں تلک
باتوں سے تیری اپنا کلیجہ تو چھن گیا

کلیجہ دھک سے رہ جانا:۔ رنج یا صدمے کی صورت میں دم بخود رہنا

ہو گیا دھک سے کلیجہ اوئی میں تو ڈر گئی
گھر میں بی مہتاب کے ٹوٹا جو تارا رات کو

کلیجہ دھکڑ پکڑ ہونا:۔ دل دھکڑ پکڑ ہونا۔
کلیجہ مسوس کر رہ جانا:۔ بےچارگی اور بےبسی کے عالم میں دل تھام لینا۔

کلیجے سے لگانا:۔ گلے لگانا / پیار کرنا۔

دیے تھے ہمیں تم نے جو داغ دیکھو
کلیجے سے ان کو لگائے ہوئے ہیں

کلیجے میں تیر لگنا:۔ انتہائی تکلیف ہونا۔
کلیجے میں چھید ڈالنا:۔ کمال اذیت۔
کلیجہ کھرچنا:۔ بھوک سے بے تاب ہونا۔
کمابیش:۔ کم و بیش۔
کمر پٹرا ہونا:۔ کمر کا اکڑ جانا، درد کی وجہ سے جنبش نہ کرنا۔
کندن:۔ سونے کی خالص ترین شکل، جس کی چمک دمک مشہور ہے (دیکھئے زیورات)
کنگن:۔ دیکھئے زیورات۔
کنگنا:۔ دیکھئے رسومات۔
کنگنوا:۔ کنگن کی تصغیر۔
کندوری:۔ وہ کھانا جو دولہن والوں کی طرف سے نکاح کے بعد برادری کو کھلایا جاتا ہے۔
کنوار کا سا اجالا:۔ کنوار ہندی مہینہ ہے جس میں برسات آناً فاناً آتی اور جاتی ہے اصطلاحاً ایسے غصے کی نسبت بولتی ہیں جو فوراً آئے اور فوراً جائے۔
کنوار پن:۔ کنوارے رہنے کا زمانہ۔
کنوار پھل:۔ کنوار پن۔
کوتک:۔ لچھن، کرتوت۔
کوتھا:۔ کون سا، کس نمبر کا۔
کوٹھے والی:۔ کنایہ طوائف سے۔
کور:۔ لقمہ نوالہ، بڑا کور کھائے بڑا بول نہ بولے۔
کورا پنڈا:۔ اچھوتا جسم۔
کورے:۔ پورے، وہ روپے یا رقم جس میں سے ذرا سی بھی خرخشہ نہ کی گئی ہو، سودا و پیہ میں متفرق سامان لے کر کورے چار سو روپے بچا لئے۔
کوڑی:۔ جہاں کوڑا پھینکا جائے۔
کوڑی بھر:۔ کوڑی کے وزن کے برابر / ناپ تول کے لئے بولتی ہیں۔

کوڑھ ٹپکنا یا چونا۔ بیماری کے باعث زخموں کا رسنا۔
کوڑھ پن۔ پھوہڑپن، بدسلیقگی۔
کوڑھ مغز۔ بھنی، کند ذہن۔
کوسا کاٹی۔ بد دعا، گالیاں، کرنا کے ساتھ بولتی ہیں۔
کوس کوس کر کھا جانا۔ بد دعائیں دے دے کر مار ڈالنا۔

میں کوس کوس کے کھا جاؤں گی ہوں کل جبھی
میری زباں کا دیکھا نہیں اثر تو نے (جان صاحب)

کوکھ جلی۔ وہ عورت جس کا بچہ مر گیا ہو۔
کوکھ مانگ سے ٹھنڈی رہنا۔ سہاگن اور صاحب اولاد رہنا۔
کوکھیں لگ جانا۔ بھوک سے کوکھوں کا اندر دھنس جانا۔ کمر کی ہڈیاں نظر آنا، پیٹ پیٹھ سے لگ جانا۔
کونما جانا۔ گھبرا جانا، شور وغل سے بدحواس ہونا۔
کوئی دن یاد کرو گے۔ بعد کو ہماری قدر کرو گے۔
کنوار منڈھا۔ منگنی اور شادی کے درمیان کا وقت۔
کھاٹ نکلنا۔ جنازہ نکلنا، کیونکہ مردے چارپائی پر لٹا کر قبرستان لے جاتے تھے۔
کھاک سی۔ وہ لکیریں جو بچے کی پیدائش کے بعد پیٹ پر پڑتی ہیں۔
کھانا پینا لہو کرنا۔ اس قدر تکلیف دینا، دل آزاری کرنا کہ کھایا پیا جسم کو نہ لگے، ہضم نہ ہو۔
کھانا ہضم ہونا۔ چین سے نہ بیٹھنا، صبر نہ آنا، ہمیشہ نفی میں بولا جاتا ہے، وہ جب تک پڑوس میں نہ جائیں ان کا کھانا ہضم ہی نہیں ہوتا۔
کھانا چھاتی پر ہونا۔ کھانا ہضم نہ ہونا، یہی معلوم ہونا کہ اوپر رکھا ہے۔
کہانی جوڑنا۔ قصہ جوڑنا، افسانہ گھڑنا، دل سے باتیں پیدا کرنا
کھپری منہ میں لگانا۔ الزام دینا، تہمت لگانا، بہتان باندھنا۔
کھٹے میٹھے دن۔ ایام حمل جب ہر چیز کھانے کو دل چاہے۔
کھٹے میٹھے کو دل چاہنا۔ کنایہ ہے ایام حمل سے۔
کھٹی چیز کو دل چاہنا۔ 〃 〃 〃 〃 〃
کھٹوائی پٹوائی۔ دیکھئے اٹوائی کھٹوائی۔
کھٹیا کھانا۔ زک اٹھانا۔

کھٹیا سینا۔ بیماری کی وجہ سے کھاٹ تھامنا، کھاٹ کی تصغیر کھٹیا ہے۔

کھٹیا نکلنا۔ کھاٹ نکلنا۔

کھج۔ چڑھ۔

کھجانا۔ چڑھانا۔

کھدئی، کھدیا۔ تلاش، جستجو، کھوج۔

کھر کھندا۔ باندھنا کے ساتھ، وہ باریک باریک ریشم کا جال جو دولہن کے سہاگ کے جوڑے کو ٹانک کر اس کی تہہ پر سرخ ریشم سے باندھا جاتا ہے۔ اسی جال میں نکاح کی انگوٹھی زیور وغیرہ پرو کر باندھ دیئے جاتے تھے تاکہ گر نہ سکیں۔

کھر کھوج مٹانا۔ کسی چیز کو ایسا برباد کرنا کہ اس کا نام و نشاں تک باقی نہ رہے۔

خوب کھر کھوج کر چکی ہیں یہاں
اس طرح کر نگوڑی شنویاں (امیر)

کھڑا بہشت میں جانا۔ سیدھا جنت میں جانا، بلا تاخیر مغفرت ہونا۔

کھڑا دونا دینا۔ کھڑے ہو کر نیاز دینا فی الفور منت اتارنا۔

کھڑی پچھاڑ کھانا۔ اتنا صدمہ ہونا کہ آدمی کھڑے سے گر پڑے۔

کھڑے پانی نہ پینا۔ اتنا بھی نہ ٹھہرنا کہ پانی پیا جا سکے، فوراً واپس آنا۔

کھڑے پاؤں بیٹھک دینا۔ مراد پوری ہونے پر فوراً نیاز دینا۔

کھڑے پاؤں بیٹھک دوں گر آن پہنچے
سلامت وہاں کھانا لے کر رونا (رنگین)

کھڑے تڑے۔ گاہ گاہ، کبھی کبھی۔

کھلو۔ ہر وقت کھل سے ہنسنے والی لڑکی یا عورت۔

کھلو باولی۔ ہر موقع بے موقع ہنسنے والی عورت، جسکو لوگ باولا سمجھیں۔

کھلیان کرنا۔ تباہ برباد کرنا، ستیاناس کرنا۔

کھلے گھاٹ۔ زیوروں کی بناوٹ۔

کھنگالنا۔ برائے نام دھونا، اصل معنوں سے ہٹ کر کنایۃً فعل بد سے۔

ایسی ہی ڈال دینا اے شاد بے سوا ہے
پیر و جوان جس کو یکساں کھنگالتے ہیں

کھوٹ ڈالنا۔ دل میں برائی ڈالنا، خلل ڈالنا۔

کھوجڑا جائے۔ نام ونشان مٹے، غارت ہو (کھوج کی تصغیر)
کھوجڑا جائے میری آنکھوں کا
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

کھوجڑے پیٹی۔ بے نام نشان، کم بخت بد بخت۔

کھیل کھلانا۔ ناچ نچانا۔

کھونٹے سے بندھنا۔ کنایہ ہے عقد کرنے اور پابند ہونے سے۔

کھیر ککڑی کھنا۔ بے دردی سے کوسنا اکہ کھیرے ککڑیوں جیسی کم قیمت سبزیوں سے بھی انسانی جان کو کم سمجھا جائے۔
کھیر ککڑی کیا بچوں کو میرے جا بھی نے
مجھ کو وہ کوسنا اب تک نہیں بھولا

کھیر چٹائی۔ بچوں کو دودھ چھڑانے کے بعد پہلی مرتبہ ان کو کھیر کھلائی جاتی ہے۔ دولہن کے لئے بھی کھیر چٹائی اور کھیر چنائی کی رسم ہوتی ہے یعنی سسرال میں قدم رکھنے کے بعد پہلی بار کھیر کھلاتی جاتی ہے۔

کھنچا تانی۔ کشمکش۔

کتنے فاقوں میں سیکھا ہے۔ کس قدر کڑی مصیبت اٹھا کر اتنا یاد کیا ہے، طوطے اور مینا کو بھوکا رکھ کرہ کر رٹ" سکھاتے ہیں یہ محاورہ انہوں کے لئے عورتوں نے ذہن سے بنایا ہے۔

کیا دھرا۔ دیا لیا، کیا ہوا سلوک۔

کیڑے پڑنا۔ کسی کام میں نقص ہونا، عیب ہونا۔

کیڑے پڑیں۔ مطلب ہے بدن میں کیڑے پڑیں بددعا۔

کیڑیان۔ جونکیں جو فاسد مادہ جسم سے نکالنے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔

---

## گ

---

گات:۔ جسم کی بناوٹ، چھب تختی۔

گات سے ہونا۔ ہندو عورتوں کے یہاں حمل سے کنایہ ہے۔

گاڑھا وقت۔ کڑا وقت، سختی کا زمانہ۔

گاڑی ساڈیل گھل جانا:۔ موٹے اور تندرست آدمی کا دبلا ہونا۔

کوئی کہتی کہ کیا ہوا ہے سبب
ایں یہ گاڑی ساڈیل گھل گیا سب (عروج لکھنوی)

گالوں میں چاول بھرے ہیں:۔ عروج کا زمانہ ہے شیخی مارنے کا وقت ہے۔

گت:۔ حالت، حال۔ آج کل اس کی بری گت ہے۔ (اچھے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا)

گت بنانا:۔ خراب وخستہ کرنا، بدحال کرنا۔

گت کا:۔ وضع کا، ڈھنگ کا، تک کا۔

گٹھریا:۔ گٹھڑی کی تصغیر یا التحقیر۔

گبھی گرمی:۔ اُمس، حبس، جس میں ہوا بند ہو۔

گڑاگڈ:۔ پھلوں کے زمین پر گرنے کی آواز۔

گرگٹ کا جنم:۔ اس شخص کی نسبت بولتی ہیں، جس کا ایک رنگ نہ ہو، بات بدلتا رہے، تلون مزاج۔

گرگٹ کی طرح لال پیلا ہونا:۔ غصے میں ایک رنگ آنا ایک رنگ جانا۔

گرہ باندھنا:۔ یاد رکھنے کے لئے آنچل میں گرہ باندھنا، تاکہ آنچل کی گرہ دیکھ کر بات بات یاد آئے۔

گرہ میں باندھنا:۔ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔

گرہ لگنا:۔ سال ختم ہونا، سالگرہ کے ڈورے میں نئی گرہ لگنا، عورتیں بچوں کی عمر کے حساب کے لئے ڈورا یا کلاوہ رکھتی تھیں اور ہر سال پیدائش کے دن پر اس میں گرہ لگا دیتیں تھیں تاکہ عمر کا شمار رہے۔

گلا باندھنا:۔ بڑی مشقت سے پیسہ جوڑنا۔

گلا بندھنا:۔ گلے میں پھندا پڑنا کنایہ ہے قرض دار ہونے سے۔

گلا بیٹھ جانا:۔ آواز بند ہونا، نزلہ زکام سے یا زیادہ گانے بجانے سے۔

گل سری:۔ دیکھئے زیورات۔

گلشن پٹی:۔ دیکھئے زیورات۔

گلو بند:۔ " " "

گلو:۔ گلہری کی تصغیر۔

گنگا جمنی:۔ سنہری روپہلی۔

گننا:۔ شمار کرنا، ماننا سمجھنا۔

مانتا ہے تجھ کو سورج تیرا عکس

ہر دگننا ہے تجھے سایہ تیرا!!

گوٹ:۔ وہ ترچھا کپڑا جو لحافوں، رضائیوں اور پاجاموں میں لگایا جاتا ہے اس کی بیسوں قسمیں ہیں، دیکھئے لباس۔

گوٹا:۔ سونف یا دھنیا بھوں میں کترا ہوا ناریل بھون کر ملایا جاتا ہے، اس میں چھالیہ اور الائچی شامل کی جاتی ہے، یہ مرکب گوٹا کہلاتا ہے جو پان کی جگہ محرم میں استعمال ہوتا ہے، تاکہ لبوں پر پان کی سرخی بھی نہ رہے اور کھانا کھانے کے بعد منہ کا ذائقہ بھی صحیح رہے۔

گوٹا کناری:۔ وہ سنہری یا روپہلی پٹی یا فیتہ جو دوپٹوں کے کناروں پہ لگایا جاتا ہے۔

گوکا کیڑا:۔ نوزائیدہ بچہ۔

گوکرنا:۔ کپڑے انتہائے زیادہ میلے کرنا۔

گو موت کرنا:۔ کنایہ ہے بچوں کی پرورش سے۔

گود بھرنا:۔ ستماسے کی رسم میں گود بھری جاتی ہے، شادی کے موقع پر دولہن کی گود میں میوے اور پھل ڈالے جاتے ہیں اسکو گود بھرنا کہتے ہیں اس رسم کو گود بھرائی کہتے ہیں۔

گود بھری رہے:۔ اولاد زندہ رہے۔

گود وں کھلانا:۔ بچوں کو گود میں لے کر کھلانا۔

گور کھائے:۔ قبر میں جائے موت کی بددعا۔

وہ کم بخت غارت ہو چولہے میں جائے

وہ دنیا سے اجڑے اسے گور کھائے

گور میں انگارے بھرنا:۔ عاقبت خراب کرنا، کسی پہ بہتان یا تہمت لگا کر حشر میں جواب دہ ہونا قبر کے عذاب کے لئے تیار ہونا۔

گور میں کیڑے پڑنا:۔ عاقبت خراب کرنا۔

گور میں لات مار کر کھڑا ہونا:۔ سخت بیماری کے بعد صحت یاب ہونا جس میں زندگی کی امید نہ باقی نہ رہی ہو۔

گوکھرو:۔ ایک چھوٹا سا خاردار پھل ہے جس میں چھوٹی چھوٹی نوکیں ہوتی ہیں، ایک

باریک سی سنہری رو پہلی ابھری ہوئی ڈوری کا نام گوکھرو ہے، جس کو لباس میں ٹانکتے ہیں۔

گولا اڈں:۔ بنا ہوا ہے، موٹاپے کی وجہ سے گول مٹول ہو رہا ہے۔

گولر کا پھول:۔ عنقا اور نایاب شے کی نسبت بولتی ہیں۔

گولر کا پیٹ پھوٹنا:۔ راز افشا ہونا۔ جب گولر کے پھل کو توڑا جاتا ہے تو اس میں سے باریک باریک کیڑے اڑنے لگتے ہیں اور میٹھی میٹھی خوشبو پھیل جاتی ہے۔

گولالاٹھی:۔ بچوں کا ایک کھیل غیر خار۔ بچوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ان کے پیٹ کے اوپر اکٹھا کر کے یہ جملے بولے جاتے ہیں، جس سے بچے کی ہلکی ورزش ہو جاتی ہے۔

گوندہ:۔ صاف گوند کو اصلی گھی میں تل کر ایک مخصوص قسم کی میٹھی چیز بنائی جاتی ہے، جو گوند کہلاتی ہے، زچاؤں کے لئے بہت مفید ہے۔

گھٹتی پہر:۔ زوال کا وقت۔

گھٹن:۔ گھٹنے کا اسم مصدر، حبس دم۔

گھٹنے سے لگ کر بیٹھنا:۔ پاس سے جدا نہ ہونا کنایہ ہے۔ بن بیاہی بیٹی کو بٹھا کر رکھنے سے۔

گھٹنے سے لگی بیٹھی ہے بنو میری بیٹی
مشاطہ نے کبھی ڈھونڈ کے اک بر نہ نکالا (رنگین صاحب)

گھر بندی، گھر کی بندی:۔ خانہ زاد لونڈی۔

گھر بھر کے باہر بھرے:۔ یعنی دولت ملے کہ گھر بھر جائے اور پھر اس کا ٹھکانہ گھر سے باہر ہے، دعائیہ کلمہ۔

گھر بیٹھے بیر دوڑانا:۔ اپنے گھر بیٹھے ہوئے دوسروں کے گھر میں چپ چپاتے فساد کرنا، جادو ٹونے کرنا۔

گھر جانی من مانی:۔ اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق کام کرنا۔

دل میں گھر کرنا پھر اپنے گھر کے جانے کا خیال
واہ صاحب یہ بھی کیا گھر جانی من مانی ہوئی (جلیل)

گھر جھکنی:۔ وہ عورت جو گھر گھر جھانکتی پھرے، ماری ماری پھرنے والی عورت۔

گھر چلیں تو باہر چلیں:۔ جب تک گھر کے اندر سکون نہ ہو باہر چین نہیں ملتا، من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا۔

گھر سے پاؤں نکالنا۔ گھر سے باہر پھرنے کی عادت ڈالنا۔
گھر کا آنگن ہو جانا۔ بام و در باقی نہ رہنا، گھر تباہ ہو جانا۔
گھر آنگن ہونا۔ فاصلہ کم سے کم ہونا، اتنی جلدی آ نا جانا، جیسے گھر سے نکل کر آنگن میں آ جائیں۔

تم نے تو لاہور اور کراچی کو گھر آنگن بنا رکھا ہے۔

گھر کے جالے لینا۔ گھر کا کونہ کونہ چھاننا، ٹٹولنا، کھوج لگانا۔
گھر گھر کے جالے لینا۔ تمام گھروں میں گھس کر ٹوہ لینا۔
گھر گھالنا۔ کسی کا گھر برباد کرنا، ان معنوں میں کہ بیوی شوہر سے چھوٹ جائے۔

پیٹ سے پاؤں اگر ایسے نکالوں میں بھی
ایک کیا دیکھنا گھر سینکڑوں گھالوں میں بھی (رجان صاحب)

گھر گھر کے مزے چکھنا۔ وہ ماما جو ایک جگہ جم کر نوکری نہ کرے۔
گھر گھیرنا۔ گھر کا محاصرہ کر لینا۔
گھر گئی۔ جس کا گھر جا چکا ہو، تباہ ہو چکا ہے، خانہ برباد۔
گھر موسنا۔ گھر لوٹ کر صفائی کر دینا۔

گھر میرا موسا گھر آبادی کا آباد کیا!!
اُجڑے اس اُتو خصم نے کیا برباد مجھے

گھروا، گھروابا، گھروایا۔ گھر کی تصغیر۔
گھراپن۔ گھرائی۔
گھرا سہاگ۔ گھرا میل پکی یا گہری دوستی۔
گھر میں آگ لگانا۔ گھر تباہ کرنا۔

میں جلی تو بھی تو لوٹے ذرا انگاروں پر
اب نکل جاؤں گی میں آگ لگا کر گھر میں (رجان صاحب)

گھڑوں پانی پڑنا۔ بہت زیادہ شرمندہ ہونا، شرمندگی کی انتہا جس کی وجہ سے اس قدر پسینہ نکلے جیسے کسی نے گھڑا بھر کر پانی انڈیل دیا ہو۔
گھڑی ساعت کا مہمان ہونا۔ قریب المرگ ہونا۔
گھور گھار۔ نظر بازی، تانک جھانک۔
گہما گہمی۔ چہل پہل رونق۔

گھن کھانا، گھن آنا، کراہت محسوس ہونا۔
گھنونا۔ جس کو دیکھ کر گھن آئے۔
گہنے کا تار باقی نہیں۔ کوئی زیور باقی نہیں ہے۔
گھوسے میں ڈالنا۔ ٹال مٹول کرنا۔
گھولوا۔ گھلا ہوا، محلول۔
گھولوا گھولنا۔ پتلا کرنا، رقیق کرنا، کسی کام میں دیر کرنا، سستی کرنا۔
گھی کھچڑی ہونا۔ شیر شکر ہونا۔
گئے درجے۔ گندے درجے، کم سے کم، بد سے بدتر۔
گیدھنا۔ حریص ہونا۔

## ل

لاجالوجی۔ لاج شرم کے معنوں میں بولا جاتا ہے، شرماشرمی۔
لاسخن۔ بدزبان، گستاخ (دوسروں کو لاجواب کہنے والی)
لاسخن کہہ رہے ہیں لڑتے ہیں!
واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں
لاجوں مرنا۔ لحاظ میں مرنا۔
لال پڑیا۔ مہندی کی پڑیا۔
لالوں کا لال۔ نہایت عزیز، سب سے لاڈلی اولاد۔
لالوں کی لال ہوں میں دونوں جگہ وطن میں
سسرال ہے بدخشاں میکہ میرا یمن میں (رجان صاحب)
لالچ خورا۔ لالچی۔
لاڈ لپٹ کی باتیں۔ گپ لپٹی۔
لاڈں لاڈں یا لائیں لائیں کرنا۔ لالچ کرنا۔
لبڑا۔ لب کی تصغیر، چٹورا، جس کی نیت نہ بھرے۔
لب چھپ۔ تیز تیز پھرتی سے کام کرنے والا۔

لپکی:۔ کچی سلائی، بڑے بڑے ڈوب کی سلائی جسکو پکی سلائی کے بعد کھول دیا جاتا ہے۔

لپکا:۔ خواہش، بری لت۔

لپ جھپتی:۔ خوشامدی للو پتو کرنے والی۔

لپٹواں:۔ پنجدار، لپٹا ہوا، ملفوف۔

لچکا یا لچکا:۔ جس میں لچک ہو، گوٹا کناری۔

لچھے:۔ سوئیوں کے لچھے یا ریشم کے تاگے، دیکھئے زیورات۔

لت پت:۔ لتھڑا ہوا، سنا ہوا، آلودہ ہونا۔

لتھڑ پتھڑ ہونا:۔ سن جانا، لسی جانا۔

لٹورے آ رہوانا:۔ جھنڈولے بال۔

لٹوریوں والی:۔ کنایۃً ہے چڑیل سے۔

لڑائی کا سلسلہ باندھنا:۔ لڑائی کا سلسلہ جاری رکھنا۔

لڑکا بالا:۔ بال بچہ۔

لڑھیانا:۔ تیچپی کرکے دہرانا۔

لستگا:۔ تعلق واسطہ، دم چھلا۔

لشکر والا:۔ بادشاہ۔

لفتی مارا:۔ ملعون، مطعون۔

لکھا پڑھی:۔ پکا کاغذ، نوشتہ۔

لکیر کھینچنا:۔ قلم زد کرنا، کاٹ دینا۔

لگ جانا:۔ سالن یا پکوان وغیرہ کا جل کر پیندے میں لگ جانا۔

لگنا اور لگ جانا:۔ شروع ہونا، جیسے آٹھواں سال لگ گیا۔

لگ لپٹ کر:۔ مر پڑ کے، جوں توں کرکے، بڑی مشکل سے۔

لگ کے:۔ جم کے مستقل مزاجی سے۔

لگانا:۔ لگائی بجھائی کرنا، فساد لگانا۔

لگتا ہے:۔ معلوم ہوتا ہے، قیاس سے۔

لگوا، لگا ہوا:۔ دوست آشنا، برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

لنڈوری فاختہ:۔ بے سہارا عورت۔

لنگ:۔ انبار، ڈھیر۔

لنگ لگنا۔ انبار لگنا، ڈھیر لگنا۔

لنکا۔ وہ عورت جو لنکا ڈھا سکتی ہے، گھر کی بھیدی بن کر گھر تباہ کر سکتی ہے، انتہائی مکار چالاک عورت۔

لوٹ پیٹ کر اٹھ کھڑے ہونا۔ جوں توں کر کے صحت یاب ہونا۔

لوٹے ڈالنا۔ لوٹا بھر کر بدن پر پانی ڈالنا، غسل کرنا۔

لوچ دینا۔ آٹے کو گوندھنا، اس میں لوچ پیدا کرنا۔

لوکا لگانا۔ اصل معنے چتا جلانے کے لئے شعلہ مردے کے منہ میں لگانے کے ہیں، کلمہ بد دعائیہ ہے۔

غصے میں بھری وہ ہو بھبو کا
بولی کہ تجھے لگاؤں لوکا! (گلزار نسیم)

لونکنا۔ بجلی کا چمکنا جس کو کوندنا بھی کہتے ہیں۔

لونگ۔ پان میں لگانے والی لونگ۔ دیکھئے زیورات۔

لولو۔ بچوں کو ڈرانے کے لئے ایک فرضی نام۔

لونڈوں گھیری۔ آوارہ عورت، جس کو لڑکے گھیرے رہیں۔

لونڈھائی۔ لونڈوں سے رغبت کرنے والی آوارہ عورت۔

لہاڈ۔ چاؤ، دلار، پیار

لہٹنا۔ طبیعت کا مائل ہونا، جی کا لوٹ پوٹ ہونا۔

لہنگا پہننا۔ صرف مردوں کے لئے بولتی ہیں جب ان کو بزدلی کا طعنہ دینا ہوتا ہے۔

لہو پئے۔ قسم دینے کی جگہ بولتی ہیں۔ مثلاً
نشتر نہ تو لگائے تو میرا لہو پیئے۔

لہو کا بگاڑ۔ خون کا فساد

لہو کا ٹیکا۔ ایسا بچہ یا آدمی جو جلد بیمار ہو جائے، آب و ہوا کے اثرات بہت جلد قبول کرے۔

لہو ہونا، لہو کرنا۔ کوفت اور رنج میں کھایا پیا ہضم نہ ہونا، بد مزگی پیدا ہونا، دل جلنا۔

لال پیلی مجھے غصے کی دکھا کر آنکھیں
کھانا پینا میرا کیوں آپ لہو کرتے ہیں

لیپ پوت برابر کرنا۔ عیب پر پردہ ڈالنا، پردہ پوشی کرنا۔

لیپ چیپ کرنا۔ ایک کی بات دوسرے کے سر چپنا، کسی کی بات کسی کے سر منڈھ دینا۔

لیکھ سے بے لیکھ ہونا۔ راہ سے بے راہ ہونا۔

للو:۔ زبان، خیریت اسی میں ہے کہ اپنی للو بند رکھو۔

لوٹھا:۔ جوان اور فربہ مرد۔

لیٹے پونجی:۔ جمع جتھا، سرمایہ۔

سب لٹے پونجی کھا گیا تیرا دنگ یار
مجھ سے نماڑ زنانی تو اس سے چپک گئی

لکھوٹا:۔ پان کی دھڑی۔

# م

ماتھا پیٹی:۔ چپٹے اور پتلے ماتھے والی عورت کنایۃً ہے بدنصیب سے۔

ماتھا پٹی:۔ زیورات دیکھئے، ایک طرح کا بیل کی طرح جو دو بیچوں میں اس طرح لگے کہ صرف ماتھے پر رہے۔

ماتھے بیتنا:۔ سر جانا، اب یہ روپے کس کے ماتھے بتیں گے، یعنی ان کا ذمہ دار کون ہوگا۔

ماتھے چاند:۔ تھوڑی تارا، انتہائی حسین۔

مار پڑے:۔ غضب نازل ہو۔

مار پیچھے سنوار:۔ پہلے مارنا اور پھر دلار کرنا۔

مارگ:۔ تدبیر، علاج، درماں، چارہ۔

مالا:۔ دیکھئے زیورات۔

مام جہشیت:۔ استطاعت، حیثیت۔

ماما پختریاں:۔ وہ روٹیاں جو ماما چرا کر لے جانے کے لئے رکھے۔

ماماگیری:۔ کھانا پکانے کی نوکری، خدمت کرنے کی نوکری۔

مامی پینا:۔ پیچ کرنا، حمایت کرنا، طرفداری کرنا۔

حق ماں کا بھی سمجھو نہ پیو مامی دولہن کی
بیٹا تمہیں لازم ہے کرو بات چلن کی (رجان صاحب)

مان دان:۔ کسی شخص کے رشتے یا محبت کو ماننا، خصوصاً رسومات شادی بیاہ کی تقریبات

کے موقع پر۔

مان مت، مانامت:۔ شور وغل مچانا کے ساتھ بولتی ہیں۔

جب وہاں بھی پتہ نہ پائیں گے
کہو کیا مان مت مچائیں گے (رنگین)

مان گون:۔ نازبرداری۔

مانگ اجڑنا:۔ مانگ کا سندور باقی نہ رہنا، سہاگ ختم ہونا۔

مانگ بھری:۔ جس کی مانگ سیندور یا صندل سے بھری رہے، مطلب ہے سہاگن سے۔

مانگ جلی:۔ بیوہ۔

دل جلی مانگ جلی کو کہ جلی ہوں بنو!
کیا ہوا دل سے نکلتا جو دھواں رہتا ہے (رجان صاحب)

مانگ ٹھنڈی رہنا:۔ سہاگن رہنا۔

مانگ میں آگ لگنا:۔ سہاگ اجڑنا۔

ماہی جال، ماہی پشت کا جال:۔ دیکھئے لباس۔

مت ماری جانا:۔ عقل ماری جانا، حواس گم ہونا، انتہائی احمقانہ بات ہے۔

متانا:۔ بچوں کو پیشاب کروانا۔

مٹ گیا، مٹ گئی:۔ برباد، غارت گئی، گالی کے طور پر بولتی ہیں۔

مٹر مٹر چلنا:۔ بچوں کے چلنے کے لئے بولتی ہیں۔

مٹکانا:۔ (حقارت سے) لباس پہننے کو بولتی ہیں۔

مٹھی بھر جان:۔ مشت خاک، ذرا سی جان۔

مٹی سوارت کرنا:۔ خاک ٹھکانے لگنا۔

بنا کر خاک سا پتلا کیا خاک
سوارت کی میری مٹی خدا نے (رشاد)

مٹیا میل کرنا:۔ مٹی میں ملانا، خاک میں ملانا، تباہ کرنا۔

کہو کیونکر منڈھے چڑھے یہ بیل
کر دیا سب جہیز مٹیا میل (منیر)

مجھے گاڑ دو:۔ کوسنا ہے، قسم کے موقع پر بولتی ہیں۔

مچھلی:۔ دیکھئے زیورات۔

میرا مردہ دیکھو:۔ قسم کے موقع پر بولتی ہیں۔

چھوڑ کر مجھ کو سکتا جو اگر گھر جاؤ!!
مجھے پیٹو مجھے گاڑو میرا مردہ دیکھو

مراد دکھلانا:۔ مراد پوری ہونا، دلی تمنا بر آنا۔
مردا مردی:۔ زورا زوری، زبردستی، تشدد۔
مردمانس:۔ مردوں کے معنی میں بولتی ہیں۔
مرداری:۔ چھپکلی کو بولتی ہیں۔
مردوا:۔ مرد کی تصغیر۔
مردہ شونے جائیں:۔ کوسنا ہے، یعنی تجھے غسل دینے والا بھی نصیب نہ ہو۔
مردے کو اٹا ڈالنا:۔ روح کو بے چین رکھنا، فاتحہ درود نہ کرنا۔
مرزا بے پرواہ:۔ دیکھئے زیورات۔
مرمٹنا:۔ تباہ ہونا۔
مرمرا:۔ ایک قسم کی بیل کو کہتی ہیں جو کپڑوں میں لگائی جاتی ہے۔
مرضی ملنا:۔ رضا پانا، اتفاق رائے ہونا۔
مرن جوگا:۔ مرنے کے قابل، اس لائق کہ مر جائے۔
مُرکی:۔ دیکھئے زیورات۔
مروڑ کی بات:۔ پیچ کی بات، گھماؤ کی بات۔
مروڑی:۔ آٹے کی وہ بتیاں جو ہاتھ پیر سے اس وقت چھوٹتی ہیں جب ہاتھ صاف کئے جائیں۔
مروڑی کھانا:۔ بل کھانا۔
مڑ کر کروٹ نہ لینا:۔ پلٹ کر نہ پوچھنا، کوئی خبر نہ لینا۔

مڑ کے کروٹ بھی نہ لی پیٹھ دکھا کر جو گیا
نیند وہ لے گیا دل مجھ سے لگا کر جو گیا (جان صاحب)

مزاج پٹی:۔ ناز نخرے والی، تحقیر سے بولتی ہیں۔
مسٹ مارنا:۔ سونا بننا، سکوت اختیار کرنا، مسکت سے بگڑا ہے۔
مسنا، موسنا:۔ لوٹنا، زور دباؤ سے چھین لینا۔
مسانا:۔ موسنے کا فعل

مسوسنا:۔ پکڑنا، مڑوڑنا، صرف کلیجے اور دل کے لئے بولا جاتا ہے۔

مسی:۔ وہ سفوف جو دانتوں اور ہونٹوں پر لگاتے ہیں تاکہ پان کی سرخی جم جائے اور خود مسی کا اودا رنگ آجائے، سنگھار کا ایک جزو۔

مسی کاجل کرنا:۔ سنگھار کرنا۔

مسی کی انگلی:۔ انگوٹھے سے چوتھی انگلی جس سے عورتیں مسی لگاتی تھیں۔

مسی کی دھڑی:۔ مسی کی رنگت، مسی کی تہہ۔

مصیبت انگیزنا:۔ مصیبت اٹھانا۔

مقدر راستے پر آنا:۔ تقدیر سیدھی ہونا۔

مغروری:۔ غرور۔

بت بنے بیٹھے رہے حسن کی مغروری سے
دیکھنے آئی میری ساری خدائی صورت

مغز کھپانا:۔ دماغ پاشی کرنا، کسی کو کوئی بات سمجھانے کی کوشش کرنا۔

مکڑی کی طرح جھاڑنا:۔ عیب گنانا، کھول کھول کر سنانا۔

مکھیوں کے چھتے کو چھیڑنا:۔ بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنا کے معنوں میں بولتی ہیں، بیکار مصیبت سر لینا۔

مگر:۔ دیکھئے زیورات۔

ٹکر ٹکر دیکھنا:۔ حسرت و یاس سے دیکھنا۔

برس کے برس ننھے بھائی آپ کی سلامتی میں، بچے ننگے رہیں کپڑوں کے لئے ایک ایک کا ٹکر ٹکر منہ دیکھیں۔

ٹلملانا:۔ دل مسوس کر رہ جانا، تلملانا، تڑپ کر رہ جانا۔

ملولا:۔ ملاں کی تصغیر بالتحقیر۔

من مارا:۔ بجھا دل، جس کا دل ہنسنے بولنے کو نہ چاہے۔

منت بڑھانا:۔ منت پوری ہونے پر نیاز دینا۔

منت کرنا:۔ خوشامد کرنا۔

منڈھا:۔ دکن میں منڈوا کہتے ہیں، شادی بیاہ کے موقع پر گھر کی آنگن میں چوک بھر کر چار بانس کھڑے کرتے ہیں اس پر بیل یا پھول کی چھڑیوں کی چھت پٹتی ہے، اسکو "منڈھا چھانا" کہتے ہیں بیلیں منڈوے پر چڑھائی جاتی ہیں، اسکے اندر دولہا دولہن کو بٹھا کر شادی کی رسومات ادا کی جاتی ہیں اس موقع پر جو گیت گائے جاتے ہیں ان کو بھی "منڈھا" کہتے ہیں۔

منہ اجالے:۔ اتنا سویرے کہ روشنی میں صورت نہ پہچانی جاسکے۔
منہ اندھیرے:۔ صبح سویرے جب اتنا اندھیرا ہو کہ شکل نہ پہچانی جائے۔
منہ اوندھا کر لیٹنا:۔ اٹوائی کھٹوائی لے کر لیٹ جانا، ناراض ہونا۔
منہ بھر دینا:۔ رشوت دینا۔
منہ بھر کے کوسنا:۔ بھرے منہ کوسنا۔
منہ پانا:۔ توجہ پانا، رخ دیکھ کر بولنا۔
منہ بھر کے کہنا:۔ کسی کو بے اختیار ٹوک دینا۔
منہ پر چھوہارا دینا:۔ خاموش کر دینا، لاجواب کر دینا، چپ کروا دینا۔
منہ پر دانہ نہ رکھنا:۔ کھانے کی نیت سے کوئی دانہ منہ تک نہ لے جانا۔
منہ ٹوٹ جائے:۔ کوسنا ہے۔

منہاد یکھ کر مجھ کو منہ ٹوٹے جائے
الہی موے کا بدن چھوٹ جائے

منہ جوڑنا:۔ سر جوڑ کر بیٹھنا، کانا پھوسی کرنا۔
منہ دے کر بات کرنا:۔ توجہ دے کر بات کرنا۔
منہ چلانا:۔ بدزبانی کرنا۔
منہ در منہ کہنا:۔ روبرو کہنا۔

ہم کو منہ در منہ وہ کہتے ہیں فسادی اور ہم
سب اٹھاتے ہیں وہ لیکن ہاتھ اٹھا سکتے نہیں

منہ سے پھوٹنا:۔ طنزاً بولتی ہیں، منہ سے بولنا۔

چلتی نہیں گل کی بدمزاجی
غنچے کہیں منہ سے پھوٹتے ہیں (بحر)

منہ کا پھوہڑ:۔ زبان کا برا، بدلگام۔
منہ کو لوکا لگے:۔ کوسنا ہے، دیکھنے لوکا لگنا۔

وہ گرتے دیکھ کے پروانہ شمع پر بولے
الہی ایسے کے منہ کو لگے کہیں لوکا

منہ کی ٹکیا:۔ مجموعی طور پر چہرے کی بناوٹ، جو گول، یا بیضوی یا کتابی ہوتی ہے۔
منہ ماری:۔ کم خور اور کم سخن دونوں معنوں میں بولا جاتا ہے۔

مہندی چھٹنا:۔ کم سے کم تکلیف ہونا، کوئی نقصان نہ ہونا۔

مہندی چھٹتی نہ آپ گھس جائیں
دو گھڑی کو اگر چلی آئیں (شوق)

مونہا منہ:۔ لبالب۔

موقاف:۔ بالوں میں ڈالنے والا ڈورا یا ڈوری (دیکھئے لباس اور سنگار)

موتی چور:۔ دیکھئے زیورات۔

موت پڑے:۔ کوسنا ہے۔

پڑے موت کیا ہے منہ زور تو
تیری جان ہی کیا ہے در گور تو (شوق قدوائی)

موتی سی آبرو:۔ عزت جس کا مول سچے موتی سے زیادہ ہے۔

موتی ٹھنڈا ہونا:۔ موتی کا ٹوٹ ہو جانا، ضائع ہو جانا، ایک کنایہ موتی ٹھنڈا ہونے سے صبح ہونے کا ہے، سچے موتی کے متعلق مشہور ہے کہ رات بھر اس کا درجہ حرارت جسم انسانی کے برابر رہتا ہے، لیکن صبح ہوتے ہی سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ان کی حرارت گھٹ جاتی ہے اور ٹھنڈے ہونے لگتے ہیں، چنانچہ بیگمات اور شہزادیاں جن کا اوڑھنا بچھونا سچے موتی تھے، صبح کا اندازہ موتیوں کو چھو کر کرتی تھیں۔

موٹی موٹی گالیاں:۔ فحش گالیاں، مغلظات۔

مونچھوں سے چنگاریاں لگنا:۔ انتہائی غیظ و غضب۔

موری کا کیڑا:۔ نوزائیدہ بچہ جو فوراً مرجائے۔

موم کی مریم:۔ شرمیلی اور نازک عورت کے لئے طنزاً بولتی ہیں۔

بھلا ہم کب پگھلتے ہیں کسی کے روئے روشن پر
پری گو موم کی مریم سمجھتے ہیں تیرے آگے

مونڈن:۔ عقیقہ، جس میں بچے کے سر کے بال مونڈتے ہیں۔

موے جیتے اکھاڑ ڈالنا:۔ مردے زندے سب کو برا بھلا کہہ ڈالنا، کسی کی باقی نہ رہنے دینا۔

منہ بھاری ہونا:۔ منحوس ہونا، جس کا منہ صبح کو دیکھنے کے بعد دن برا گزرے۔

مہندی:۔ سنگار و آرائش کے لئے ملی جاتی ہے، حنا۔

منہ چڑھ جانا:۔ معمول کے دن ٹل جانا۔

مہینے سے ہونا — بے نمازی ہونا، کپڑوں سے ہونا۔

میلے سر سے ہونا

میّا:۔ ماں کی تصغیر۔

میٹھا برس:۔ چودھواں سال جس میں لڑکوں کی مَسیں بھیگتی ہیں اور تقریب ہوتی ہے، لڑکیوں کے لئے بھی یہی سلسلہ ہوتا ہے۔

لگا میٹھا برس جب سے یہ صورت زہر لگتی ہے
دوگانہ جلد لا پیغام اب مصری کی نسبت کا — (رجان صاحب)

میدان داری کرنا:۔ میدان میں رہنا، برسرِ پیکار۔

میکا بسانا:۔ سسرال چھوڑ دینا، میاں کے گھر نہ جانا۔

مامُوں:۔ سانپ کو کہتی ہیں، عورتوں کا خیال ہے کہ سانپ کے روپ میں اکثر جن ہوتے ہیں، اس لئے ان کو احتراماً ماموں کہتی ہیں اور سانپ کہنے سے احتراز کرتی ہیں۔

میٹھا مہینہ:۔ آٹھواں مہینہ حمل کا۔

میری:۔ ساڑی کی وہ چنٹ جو پیٹ یا کمر پر سامنے کی طرف آتی ہے۔

میریاں لینا:۔ میریاں باندھنا کہا جاتا ہے، دکن میں "میری" کا لفظ "مینڈھی" کے لئے بھی بولتے ہیں، دیکھئے مینڈھی۔

مَیل کا بیل بنانا:۔ بات کا بتنگڑ بنانا۔

مین میکھ نکالنا:۔ عیب نکالنا، نقص نکالنا۔

مینڈھی:۔ (مینڈھا کی مادہ) وہ چھوٹی چھوٹی چوٹیاں یا چوٹی جو ماتھے کے بالوں سے گوندھنا شروع کرتے ہیں اور کان کے پیچھے لاکر ختم کرتے تھے تاکہ پراگندہ بال پیشانی پر نہ آئیں اور اس طرح سے بالوں میں نمو زیادہ ہو جائے۔

مینہ کا جھمکا:۔ پانی کی پھوہار، مسلسل ہلکی ہلکی بارش۔

میوا بلائی:۔ بظاہر مسکین اور غریب صورت بنانے والا آدمی، "مجھے جو کہنا تھا کہتی رہی وہ میوا بلائی بنے بیٹھے رہے"

## ن

ناشدنی:۔ ان ہونی، ناممکن، ناگہانی، کمبخت، بدنصیب کے معنی میں بھی بولتی ہیں۔

دل پہ کیا گذرا ہے ملال تو کہہ
منہ سے نا شدنی اپنا حال تو کہہ

نامکر:۔ اقرار نہ کرنے والا شخص، مسلسل مکرنے والا۔

ناملیسر:۔ جو میسر نہ ہو، جو نصیب نہ ہو۔

ناوقت:۔ بے وقت، بے ہنگام

ناج:۔ اناج۔

ناٹھا:۔ جس کے آگے پیچھے کوئی نہ ہو" نگوڑ ناٹھا" بولتی ہیں۔

ناخن پر قربان:۔ اتنا حقیر اور ذلیل سمجھنا کہ ناخن پر سے قربان کرنا، کسی کو اس قابل بھی نہ گردانا کہ اسکو اپنی ذات پہ سے قربان کیا جائے۔

ناخن پہ کروں میں اسکو قربان!!
کہتا ہوں میں اسکو دل سے یہ جان (اختر)

ناک چڑھی:۔ تیوری پر بل ڈالے ہوئے بدمزاج "نک چڑھی" بھی کہتی ہیں۔

ناک چوٹی میں گرفتار:۔ بڑی مشکل سے عزت آبرو سنبھالے ہوئے بیٹھنا۔

جانے بندی کی بلا تجھ پہ گذرتی کیا ہے
ناک چوٹی میں تو اپنی ہی گرفتار ہوں میں

ناک میں جی ہونا:۔ ناک میں دم ہونا، دق ہونا، عاجز ہونا، تنگ ہونا۔

ناک میں تیر کرنا:۔ حد سے زیادہ ستانا، آزار پہنچانا۔

نام پر جوتی نہ مارنا انتہائی حقیر و ذلیل سمجھنا، اس قابل بھی نہ سمجھنا کہ اس کو جوتی ماری جائے

نام پر پاپوش نہ مارنا:۔ یعنی اپنی پاپوش کے برابر بھی نہ گردانا۔

نام پہ بیزار نہ مارنا ذرا ہوش کی لے تو اپنی خبر
نہ ماروں میں جوتی تیرے نام پہ (لذتِ عشق)

اس کی صورت سے دوا ایسی ہی بیزار ہوں میں
نام پہ بھی نہیں اب مارتی بیزار ہوں میں (رحان صاحب)

توبہ میں وہ بات کی دہنی ہوں
پاپوش بھی نام پہ نہ ماروں (عاشق)

نام رہتی دنیا تک رہنا:۔ تعریف اور دعا میں بولتی ہیں، نام زندہ رہنا۔

نام زبان پر پھرنا:۔ زبان پہ نام آنا۔

یہ نہ کہیئے کہ نہیں اہلِ وفا میں کوئی
نام اس شخص کا ہے میری زبان پر پھرتا (داغ)

**ناندھنا:۔** کسی کام کا آغاز کرنا، شروع کرنا، افتتاح کرنا۔

روشنی سے کہو فراش سے کل ناندھ رکھے
آج ہے وصل کی شب شمع کا گل باندھ رکھے (رنگین)

**نبٹارا، نمٹارا:۔** نمٹنے سے بنا ہے، ختم کرنا، ٹھکانے لگانا۔

میرے اعمال کے دفتر کھلے میدانِ محشر میں
کہاں لکھا تھا اس جھگڑے کا نمٹارا مقدر میں (رضا)

**نتھ:۔** دیکھئے زیورات۔

**نتھ چوڑی برقرار رہے:۔** سہاگ قائم ہے۔

**نتھنوں میں تیر دینا:۔** ناک میں تیر دینا۔

**نجس پانی:۔** شراب۔

**نخرا پٹی:۔** نخرے کرنے والی کو حقارت سے بولتی ہیں۔

**نشاط خاطر:۔** دل جمعی، سکون و اطمینان سے۔

**نصیب کرنا:۔** بدقسمتی پر قائم کرنا۔

**نصیب ور:۔** خوش قسمت "ور" بمعنی والا۔

**نظر جلانا:۔** ایک دھجی یا چیتھڑے کو توے کی سیاہی میں کالا کر کے جس کو نظر لگی ہے اس پر سے اتار کر جلاتی ہیں۔

**نظر لگنا:۔** نظر بد کا اثر ہونا، ٹوک لگنا۔

**نظر ہی، نظر یا:۔** وہ نظر باز، سے بگڑا ہے جو نظر لگائے، جس کی ٹوک بہت جلدی لگے۔

**نفاختی:۔** نفع وقتی سے بگڑا ہے۔

زناخی تو جو کسی کو میں آجکل دل دوں
موئے نفاختے دودن کو چاہ کرتے ہیں

**نقشہ نکالنا:۔** الزام لگا کر بدنام کرنا۔

فردوس میں تو جلوۂ دلکش اگر کرے
نقشہ ہی نکلے آئینہ روئے یار کا !! (رفیر)

**نکاح بندھنا:۔** عقد ہونا، بندھن بندھنا۔

نہ آئے پاؤں پڑے لاکھ سب نے سر ٹپکا
نکاح باندھنے بھیجا کٹار اور ٹپکا ا ! (رجان صاحب)

نکاح کی سی شرطیں :۔ ہر بات کو بکر رسکرر کہلوانا۔

نکٹی :۔ بلی کو کہتی ہیں۔

نکلتے پیٹھتے دن :۔ فصل کی تبدیلی کا زمانہ، جب ایک موسم جائے، دوسرا آئے، تداخل فصلیں۔

اجل کو کیا خبر دل میں امیروں کے جو ارماں تھے
نکلتے پیٹھتے دن تھے بہار آنے کے سامنے

نکو :۔ بدنام، رسوا، نکو بنانا، انگشت نمائی کرنا۔

خدا ہی سمجھے گا اسکو باجی حمل بگاڑا ہے جس نے میرا
کروں گی رسوا میں سارے عالم میں خوب نکو اسکو بنا کر (اودھ پنچ)

نگھرا :۔ جس کا گھر نہ ہو، خانماں برباد

دیکھو اب خانہ خرابی مجھے لے جائے کہاں
نگھرا کر کے مجھے آپ سدھارے گھر کو!

نگوڑا :۔ گوڑ کے معنی میں پاؤں کے، نگوڑے کے اصلی معنی ہیں، جس کے پاؤں نہ ہوں
لنگڑا، لیکن عورتیں یہ لفظ بدنصیب کم بخت کے معنوں میں بولتی ہیں، اپنی بیچارگی
جتانے کے لئے، خود کے لئے بھی استعمال کرتی ہیں۔

نلجا :۔ جس کو لاج نہ آئے، بے عزت، بے شرم۔

ننھا چھمنوا :۔ ننھا، چھ مہینے کا بچہ، لیکن بچے کے لئے نہیں بولتی ہیں بلکہ ایسے مردوں یا لڑکوں کے
لئے طنزاً بولتی ہیں جو بھولے یا نادان بننے کی کوشش کریں۔

ننھی جان :۔ گوٹے کی قسم باریک دوہری چھپا۔

ننھا سا چوٹرا :۔ چھوٹا سا دل۔

ننھا سا نہ چوٹرا میری بچی کا دہل جائے
بی نام نہ لو ٹھرتی ہے جو جوڑے زیادہ (رجان صاحب)

نوج :۔ خدانخواستہ، النعوذ باللہ کے معنوں میں عورتوں کا مخصوص کلمہ۔

نورتن :۔ نو قسم کے نگینوں سے بنا ہوا زیور۔ (دیکھئے زیورات)

نونگے :۔ (دیکھئے زیورات)

نولکھا ہار پہنانا :۔ لفظی معنی نولاکھ روپیہ کا ہار پہنانے سے ہے، جس کے معنی عزت افزائی ہونا

چاہیئے، لیکن عورتیں "ذلت" کے معنوں میں بولتی ہیں، طنزاً بولا جاتا ہے۔
دیا تو تھا تمہارا ساتھ پھر تم نے کو کون سا تو نکھا ہار پہنا دیا؟

نہہرنا:۔ مہندی جھکانا۔
نہ ہوتا:۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو، مفلس قلاش۔
نیستی مارا:۔ نیست سے بنا ہے، بدنصیب۔
نیک بخت:۔ سعادت مند، لیکن طنزاً بولتی ہیں۔
نہ بختی:۔ بدنصیب۔
نیک پاک دامن عورت
نیکی اترے:۔ (اللہ کی رحمت ہو) طنزاً بولتی ہیں جبکہ اصل میں اللہ کی مار کہنا مقصود ہوتا ہے۔
نین مکنی:۔ وہ عورت جو بہت جلد رو دے۔

---

و

---

وار لینا:۔ دم لینا، سانس لینا، ٹھہرنا۔
وار ملنا:۔ موقع ملنا۔
واری:۔ صدقے بلہاری۔

میں تو ہوئی معتقد تمہاری
صدقے میں تمہاری تم پہ واری

واری جانا:۔ صدقے جانا۔
وبال سمیٹنا:۔ صبر سمیٹنا۔

زلف پر پیچ کا مضمون نہیں بندھنے کا
کیوں وبال اپنے سروں پر شعراء لیتے ہیں (رنگین)

وزنیک:۔ دیکھئے زیورات۔
ولیمہ:۔ رسم، جس میں شادی کے بعد دولہا برادری کو کھانا دیتا ہے۔

وہ:۔ کنایہ ہے شوہر سے
وہ بات وہ کام:۔ دونوں کنایہ ہیں

چپکے رہنے سے تھا حرام وہ کام
ایک دو بول میں حلال ہوا

وُدی:۔ تعجب اور رنج کے موقع پر بولتی ہیں، اللہ کے ساتھ جیسے ودی اللہ۔

---

# ہ

---

ہاتھ اٹھا کر دینا:۔ کوئی چیز اپنی خوشی سے دینا۔
ہاتھ پاؤں سے چھوٹنا:۔ بخیر و عافیت بچے کی ولادت سے فارغ ہونا۔
ہاتھ دھلائی:۔ رسم ہے۔
ہاتھ لگے میلا ہونا:۔ انتہائی سفید۔
ہاتھ میں پڑا ہونا:۔ ہنر کے لئے بولتی ہیں۔
ہارے درجے:۔ مجبور ہو کر۔
ہاتھ کے بیر نہ کھانا:۔ اتنی سخت نفرت ہونا کہ اس کے ہاتھ سے بیر تک نہ کھایا جائے۔

بھوک میں زندگی سے لاکھ ہو بیر
کوئی کھائے نہ اس کے ہاتھ سے بیر

ہاتھ میں تھمانا:۔ ہاتھ میں پکڑا دینا۔
ہالی موالی:۔ سنگی ساتھی۔
ہاں نا کا جواب:۔ صاف بات، اقرار یا انکار۔
ہالا ڈولا:۔ بھونچال، زلزلہ، ایسی عورت کے لئے بولتی ہیں جسکو چلنے میں یا اٹھنے بیٹھنے میں کسی کا ہوش نہ رہے۔
ہاں ہوں کرنا:۔ بے دلی سے ٹال دینا۔
ہپّا:۔ بچوں کے لئے کھانے کے بجائے بولتی ہیں۔
ہتھنی جیسا ڈیل:۔ موٹی اور بدہیئت عورت۔
ہٹ اٹھانا:۔ ضد پوری کرنا، ناز اٹھانا۔

ہڑرا:۔ حال کی تصغیر، حالت۔
ہراھند:۔ ہری بو، سبزی کی مخصوص بو۔
ہزاری عمر:۔ سلام کے جواب میں دعا کے طور پر کہتی ہیں۔
ہلاس:۔ ناس، سونگھنے کی شے۔
ہلاہل:۔ کڑوا، تلخ۔
ہماری جان کو جلاد ہے:۔ یعنی میرے لئے ظالم ہے موذی ہے۔
ہندی کی چندی:۔ تشریح، تفصیل "کرنا" کے ساتھ۔
ہنستا پھول بکستی کلی:۔ انتہائی خوش خلق اور خوش مزاج عورت۔
ہنس خلق:۔ خوش خلق۔
ہنسلی:۔ دیکھیئے زیورات۔
ہوا ندگی:۔ متعدی بیماری کا ایک کو دوسرے سے لگنا، چھوت کی بیماری۔
ہوا سے باتیں کرنا:۔ تیز رفتار اور تیز گفتار دونوں کی نسبت بولتی ہیں۔
ہوت کے عجت ہیں:۔ روپے پیسے کی چمک دمک ہے، دولت سے رونق اور بہار ہے۔
ہوتے سوتے:۔ موجودگی میں، بڑے بھائی کے ہوتے سوتے وہ اپنے آپ کو بے سہارا سمجھتی رہی۔
ہوکا لگنا:۔ حرص ہونا۔
ہول دینا، ہولا دینا:۔ ہول پیدا کرنا، گھبرا دینا، پریشان کر دینا۔

اس وقت در پہ خیمے کے زینب تھی سامنے
چلائی سخت ہول دیا اس کلام نے

ہول جول:۔ گھبراہٹ، جلدی۔
ہولے ہولے:۔ آہستہ آہستہ۔
ہونے کے دن آنا:۔ معمول کے دن قریب آنا۔
ہلکم ڈالنا:۔ جلدی کرنا شور مچانا۔

ہڑلا۔ ھول جول۔ گڑبڑ

# ی

**یا میرے اللہ:-** اے میرے خدا! کلمہ استعجابیہ ہے۔

یا میرے اللہ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں

**یادگاری:-** یاد۔

ہے بتوں کی یادگاری بھی خدا کی یاد بھی

اے تصور اب ہمارا دھیان پورا ہوگیا

# وحیدہ نسیم کی دیگر کتب

| کتاب | صنف | قیمت |
|---|---|---|
| موجِ نسیم | شاعری | ۱۴،۰۰ |
| غمِ دل کہا نہ جائے | ناول | ۱۸،۰۰ |
| شبو رانی | ناول | ۱۸،۰۰ |
| زخمِ حیات | ناول | ۱۸،۰۰ |
| داستان در داستان | ناول | ۱۴،۰۰ |
| نعت اور سلام | شاعری | ۵،۰۰ |
| عورت اور اردو زبان | ادب | ۲۰،۰۰ |
| ساحل کی تمنا | ناول | زیرِ طبع |
| حدیثِ دل | سفرنامہ حجاز | زیرِ طبع |

# دیگر کتب

| | | |
|---|---|---|
| مبادیات تجارت | آئی۔ اے۔ برنی | ۲۰٫۰۰ |
| اصول تنقیح | آئی۔ اے۔ برنی | ۱۸٫۰۰ |
| قانون محصول آمدنی | آئی۔ اے۔ برنی | ۱۵٫۰۰ |
| قانون کاروبار | لقمان بیگ | ۱۸٫۰۰ |
| اُصول انتظام | محمد ثنا صدیقی | ۲۰٫۰۰ |
| Management | آئی۔ اے۔ برنی | ۱۵٫۰۰ |
| شماریات | فیاض احمد | ۴٫۰۰ |
| الجبرا | بدرالدجیٰ خاں | ۶٫۷۵ |
| علم ہندسہ و مثلث | بدرالدجیٰ خان | ۳٫۷۵ |
| تدریس سائنس | ظہیرالدین فاروقی | ۱۵٫۰۰ |
| تدریس ریاضی | ظہیرالدین فاروقی | ۹٫۰۰ |
| اصول قانون | عزیز احمد | ۲۰٫۰۰ |

# دیگر کتب

| | | |
|---|---|---|
| تاریخ اسلام (۴ جلدیں) | شاہ معین الدین ندوی | ۴۰٫۰۰ |
| مشرقی تمدن کا آخری نمونہ | عبدالحلیم شررؔ | ۱۵٫۰۰ |
| ہندی ادب | حبیب اللہ خان غضنفر | ۲٫۵۰ |
| تاریخ تعلیم | پروفیسر حامی الدین خان | ۱۰٫۵۰ |
| معاشیات اسلام | مظفر حسین ملاٹھوی | ۱۶٫۰۰ |
| جزوی معاشیات | نثار احمد سلیمی | ۱۸٫۰۰ |
| مالیات عامہ | محمد عارف و دولت صدیقی | ۱۶٫۰۰ |
| آداب سلطنت و رسوم معاشرت | قمر آستان | ۲۵٫۰۰ |
| مسائل نفسیات | محمد فائق | ۱۲٫۰۰ |
| اختیاری نفسیات | محمد فائق | ۱۲٫۰۰ |
| معاشیات کل | دولت صدیقی | ۱۰٫۰۰ |
| تربیت تدریس | نیّر ندیم | ۶٫۰۰ |

وحیدہ نسیم
کی
شاہکار
مطبوعات
شبورانی ۱۸ روپے
غم دل کہا نہ جائے ۱۸ روپے
زخم حیات ۱۸ روپے
موج نسیم ۱۴ روپے
نعت اور سلام ۵ روپے
عورت اور اُردو زبان ۲۰ روپے
داستان در داستان ۱۲ روپے
حدیث دل زیر طبع
ساحل کی تمنا زیر طبع
غضنفر اکیڈمی (پاکستان) کراچی